ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سوانح عمری مولانا سیّد محمّد نذیر حسین علیہ الرحمہ

محدث دہلوی

معروف بہ

الحیاۃ بعد المماۃ

از خاکسار فضل حسین۔ مظفرپور۔ صوبہ بہار

سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق سنہ ۱۹۰۸ء

مطبع اکبری آگرہ میں مجیدالدین احمد کے اہتمام سے چھپی

General Stock Register

اطلاع

نمبر۱۔ اس کتاب کا حق تالیف بموجب قانون بست و پنجم سنہ ۱۸۶۷ء بذریعہ رجسٹری باضابطہ محفوظ کیا گیا ہے کوئی صاحب بلا اجازت مؤلف قصد طبع نہ فرمائیں۔

نمبر۲۔ جس کتاب پر مصنف کی مہر اور دستخط نہ ہو وہ حسب دفعہ ۴۱۱ تعزیرات ہند مال مسروقہ ہے

غلط نامہ کتاب الحیاۃ بعد المماۃ

اِس کتاب کے ناظرین اگر قبل مطالعہ اِس غلط نامہ کے مطابق اپنی پیش نظر کتاب کی تصحیح کرلیں تو بہت مناسب ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۵	قضاہ	قضاۃ	۱۵۳	۲۳	قبل القضاء	قبل القضاء
۳۵	۱۴	ضیائی	خیالی	۱۶۴	۱۶	معمور	مغمور
۳۵	۱۸	جنبلی	حنبلی	۱۷۷	۱۰	عن الزین	عن الرین
۸۶	۲۱	جنزیر	خنزیر	〃	۱۷	لغماً	نعیماً
۹۹	۲	ھاتو	ھاتوا	۱۷۹	۱۵	نجستہ	خستہ
۹۹	۲۰	محمد بن حنیفہ	حنفیہ	۱۸۰	۲۰	مبار	مباد
۱۰۰	۱۴	گورنمنٹ	گورنرز	۱۸۲	۱۱	علی ازغم	علی رغم
۱۱۱	۱۹	سمع	سماع	۱۸۵	۱۹	بھی	یہی
۱۲۱	۱۰	یورپ اور	یورپ سے اور	۱۹۸	۱۷	پڑھاتے اور وعظ کہتے	پڑھانے اور وعظ کہنے
۱۲۹	۱۷	القاکم	اتقاکم				
۱۴۱	۲۶	اورتابعین	اور نہ تابعین	۲۰۰	۱۹	حوالہ دیتے	حوالہ دینے
۱۴۴	۱۱	من اصحابہ من اصحابہ بایعونی	من اصحابہ بایعونی	〃	۲۵	اِس	اُس
				۲۱۱	۱	علی من مذہب	علی مذہب
				۲۲۵	۲	فی الترب	فی التراب
۱۴۴	۲۵	مایقینا	ما بقینا	〃	۱۲	بعد شبتهة	بعد شبهة
۱۴۸	۳	سرسٹینس	سرکمسٹینس	۲۳۱	۲	بتا دینے	پتہ دینے
۱۵۳	۲۳	من ذی رحم محترم	من ذی رحم محرم	۲۳۴	۱۴	کڑہٹیا	کرہٹیا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۴	بزار	بزاز
۲۴۳	۶	لغیت	تعنیبت
۲۴۵	۱۳	نور وصفا	نور خدا
۲۴۷	۱۱	بے انقضاے	بے اقتضاے
″	۱۴	انتشار	انتشا
″	۲۴	بصر کبیر وستودہ را	جبر کبیر وستودہ را
۲۵۱	۱	لبانی بدع	لبانی بدء
″	۱۱	یروی	نروی
″	″	للقرآن	والقرآن
۲۵۷	۲۲	ماّرواۃ	مارواہ
۲۵۸	۲۲	خدالمود	جدالمود
۲۶۸	۱	ستهوداً	شهوداً
″	″	حتیماً	حثیماً
۲۷۱	۱	نصب	نصیب
۲۸۱	۱۱	توثیق عبادہ بن صامت	توثیق حدیث عبادہ بن صامت
۲۹۴	۱۷	لبسنته	بسنته
۲۹۶	۴ و ۵	المعقول المنقول	المعقول والمنقول
۳۱۶	۳۰	قلذ	قلد
۳۴۵	۱۳	فہمیدہ ہے	فہمیدہ ہیں
۳۴۷	۳۳ نمبر ۱۲۶	اکلام المتکفل	الکلام المتکفل
۳۴۸	۳۵	ضلع رام پور لوتیہ	ضلع رام پور بولیہ
۳۵۸	۲۰ و ۲۲	سولوی محمد اعظم	مولوی محمد اعظم
۳۶۶	۱۹	بہت میں	بہت ہیں
.	.	.	.

[illegible]

فہرست کتاب الحیاة بعد المماة

بقید صفحہ

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
دیباچہ	۱ سے ۹ تک	باب ششم پابندی اوقات، شکل و شمائل، لباس، وفات وغیرہ	۱۰
مضامین دیباچہ		باب ہفتم اہل علم شعرا کے قصائد وغیرہ	〃
کتاب کی غایت اور ضرورت	۳ سے ۵ تک	ضمیمۂ اوّل تصنیف و تالیف وغیرہ	〃
مصنف کی مدد سوانح نگاری میں کس نے کس نے کی	۵ سے ۷ تک	ضمیمۂ دوم مختصر فہرست تلامذہ	〃
ہمارے ہیرو کو اپنے سوانح عمری کے لکھنے یا لکھوانے کا خیال تھا یا نہیں	۷	باب اول	۱۱
مصنف کا نام اور پتہ	۸	ہیرو کا نام۔ سید محمد نذیر حسین	۱۱
ابواب کتاب		باپ ماں دونوں کی جانب سے سید نقوی	〃
اس کتاب میں سات باب اور دو ضمیمے ہیں	۹	لقب۔ میاں صاحب	〃
باب اوّل سنہ ولادت سے لے کر دہلی پہنچنے تک کا بیان	〃	لقب کی وجہ	〃
باب دوم پندرہ برسوں تک کے واقعات	〃	شیخ الکل	۱۲
باب سوم چھیالیس برس تک کے واقعات	〃	لقب کے اقسام	۱۲
باب چہارم مجددیت، تصوف اور بیعت کا بیان	〃	میاں صاحب کو خود بھی میاں صاحب ہی کا لقب پسند تھا	〃
باب پنجم اخلاق و عادات وغیرہ	〃	وطن۔ ضلع مونگیر۔ صوبہ بہار	۱۳
		قصبہ مونگیر کا حال	〃
		سورج گڈھ	〃
		میاں صاحب کے والد سید جواد علی موضع بلتھوا میں رہتے تھے	〃

مضمون	صفحہ
سورج گڈھ کا حال آئین اکبری میں حاشیہ	۱۳
میاں صاحب کے اجداد سورج گڈھ وغیرہ میں کیوں کر آئے ۔ خاندان کا حال	۱۴
راجہ اندر دون کا حال ۔ قطب الدین ایبک ۔ مولانا نور الدین سپہ سالار	″
سید احمد جاجنیری میاں صاحب کے جد اعلیٰ	″
گڈھ اورین ۔ لکھی سرائے ۔ کھکڑا مال تین قلعے ..	″
تاریخ صوبہ بہار ۔ حاشیہ ..	″
ایبک کہے جانے کی وجہ حاشیہ	″
مخدوم الملک شیخ شرف الدین علیہ الرحمۃ منیری بہاری کا ذکر حاشیہ میں	″
سید احمد جاجنیری کے چار بیٹے تھے	۱۵
بارہ گیان اور اُس کی تفصیل	″
میاں صاحب کے چچاؤں کا ذکر	″
میاں صاحب کی بڑی بہن کی شادی پتھرہٹا میں حاشیہ	″
مولوی سید سجاد حسین اور مولوی سید توسل حسین میاں صاحب کے دونوں چھوٹے بھائی کا قیام سورج گڈھ میں	″

مضمون	صفحہ
میاں صاحب کا پہلی بار دہلی سے سورج گڈھ آنا	۱۵
سنہ ولادت کی تحقیق اور تطبیق	۱۶
نسب ۔ باپ اور ماں دونوں طرف سے سید نقوی ہیں ...	″
میاں صاحب کے سلسلۂ نسب میں دس امام ائمہ اثنا عشر میں سے موجود ہیں	″
میاں صاحب رسول خدا صلعم کے پینتیسویں پشت میں ہیں	″
شجرۂ نسب	۱۷
دادہال ۔ ننھیال	″
خاندان کا حال	۱۸
عہدۂ قضا عالمگیر بادشاہ کے وقت سے میاں صاحب کے خاندان میں تھا	″
نقل فرمان عہدۂ قضا عطیہ عالمگیر بادشاہ	۱۹
پرگنہ سورج گڈھ میں بائیس موضع کی جاگیر حاشیہ	″
زمانۂ اسلامیہ اور عہد انگلشیہ کے قاضی کا فرق حاشیہ ..	″
طغرا و مہر عالمگیر بادشاہ مع نقل فرمان	۲۰
نقل فرمان عہدۂ قضا عطیہ شاہ عالم بادشاہ	۲۲

مضمون	صفحہ
طفولیت کا زمانہ	۲۳
پڑھنے کی طرف کیوں کر میلان ہوا اور ابتدائی تعلیم	〃
وطن چھوڑ کر باہر جانے کی وجہ اور کس عمر میں وطن چھوڑا ..	۲۴
وطن سے روانگی- عظیم آباد پٹنہ پہنچنا اور شاہ محمد حسین مرحوم کے مکان میں ٹھیرنا	۲۵
ترجمہ قرآن و ترجمہ مشکوٰۃ پڑھنا	〃
مولانا اسمٰعیل شہید اور سید احمد صاحب بریلوی کا مع قافلہ پٹنہ پہنچنا ..	۲۶
مولانا شہید کا وعظ بانکی پور میں سننا- اور دہلی جانے کا خیال پیدا ہونا	〃
دہلی کی روانگی	۲۷
سید احمد صاحب اور میاں صاحب سے سورج گڈھ میں ملاقات کا نہ ہونا	〃
پٹنہ سے دہلی کی جانب روانہ ہونا- غازی پور، بنارس اور الہ آباد پہنچنا اور قیام کرنا	۲۸
موضع خواجہ پھول ۵- رجب ۱۲۴۳ھ میں پہنچنا اور یادداشت کا بدستخط خاص لکھنا	۲۹
کتاب بینی- غصہ وری اور جلدبازی کا بیان	۳۰
۱۳- رجب ۱۲۴۳ھ بدھ کے دن دہلی پہنچے	۳۰
امام بخش ناسخ سے الہ آباد میں ملاقات- حاشیہ	〃
الہ آباد میں ہدایۃ النحو پڑھنا اور دہلی میں کافیہ شروع کرنا ..	۳۱
مولانا عبدالخالق مرحوم المتوفی ۱۲۶۱ھ کے پاس پہنچنا اور مسجد اورنگ آبادی میں قیام کرنا	۳۲

باب دوم

مضمون	صفحہ
۱۳- رجب ۱۲۴۳ھ سے یکم شوال ۱۲۵۰ھ تک کے واقعات	〃
مسجد اورنگ آبادی کا بیان حاشیہ میں	〃
میاں صاحب نے کتب درسیہ کن کن اساتذہ سے پڑھیں	۳۳
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی وفات کی تاریخ	〃
مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کا حلقۂ درس	〃
مولانا شیخ محمد تھانوی کا خط بنام مولوی محمد حسین حاشیہ میں	۳۴
شاہ عبدالخالق صاحب شاگرد تھے شاہ عبدالقادر صاحب اور شاہ محمد اسحٰق صاحب کے	〃

مضمون	صفحہ
کافیہ سے حسامی تک مولانا عبد الخالق صاحب سے پڑھا	۳۴
دوسرے اُستاد آخوند شیر محمد	//
میاں صاحب روزانہ بلاناغہ حل مشکلات فن حدیث و تفسیر و فقہ شاہ اسحٰق صاحب سے کرتے تھے حاشیہ	//
میاں صاحب کی جانب شاہ اسحٰق صاحب کی توجہ حاشیہ	//
چشم دہلی کس سے عبارت ہے	//
تیسرے اُستاد جلال الدین ہروی	۳۵
چوتھے اُستاد مولوی کرامت علی اسرائیلی	//
پانچویں اُستاد تربیت خان	//
تربیت خاں خطاب کی وجہ	۳۶
شاہ ابو سعید مجددی تربیت خاں کی تعظیم کرتے تھے اور تعظیم کی وجہ	//
چھٹے اُستاد مولانا عبد القادر رام پوری	//
ساتویں اُستاد ملا محمد سعید پشاوری	//
آٹھویں اُستاد حکیم نیاز احمد سہسوانی	//
ساڑھے تین برس میں کتب درسیہ ختم ہوئیں	//
شاہ اسحٰق صاحب سے حدیث،	
تفسیر اور فقہ پڑھنا	۳۷
صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو مکرر پڑھنا	۳۷
شادی کا حال اور شادی کا اہتمام	//
اساتذہ کی رضامندی	۳۸
مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمہ کا ترجمہ حاشیہ میں	//
میاں صاحب کے دست خاص کی لکھی ہوئی یادداشت کی نقل	۳۹
فہرست مشاہیر تلامذہ شاہ محمد اسحٰق قدس سرہٗ حاشیہ میں	//
نواب قطب الدین خان سے ارتباط	۴۱
تیسری بار صحیح بخاری پڑھنا	//
مولانا سید شریف حسین کی ولادت	//
میاں صاحب بارہ تیرہ برس تک مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کی خدمت میں رہے	//
مولانا شاہ اسحٰق صاحب کے شاگردوں میں اتنی صحبت کسی کو نصیب نہ ہوئی	//
میاں صاحب مجدد تھے	۴۲
میاں صاحب کا مطالعہ اور استعداد جید	//
صرف و نحو و معانی کا درس سات آٹھ برس تک دینا	//

مضمون	صفحہ
جناب شاہ اسحٰق صاحب استفتا کا جواب میاں صاحب سے لکھواتے تھے	۴۳
تحقیق کی جانب ابتدا ہی سے میلان تھا	〃
مولانا شاہ اسحٰق صاحب کی داد اور اُس پر لطیف بحث	〃
مولانا شاہ اسحٰق کی پیشین گوئی	۴۴
بارہ تیرہ برس مسلسل شاہ اسحٰق صاحب کی خدمت میں رہے	〃
شاہ اسحٰق علیہ الرحمۃ کی ہجرت	〃
مفتی صدر الدین خان صاحب کی سند کا قصہ	〃
مولانا شاہ اسحٰق صاحب نے میاں صاحب کو بلا طلب سند حدیث کی دی	۴۵
میاں صاحب کی سند	〃
شاہ اسحٰق صاحب کی شاگردی کا ثبوت اور معاندین کے انکار کی تردید	〃
خط مولانا علی احمد بنام مولانا حفیظ اللہ خاں صاحب دہلوی میاں صاحب کی شاگردی کی نسبت	۴۵ سے ۴۶ تک
مولانا علی احمد کی طرف سے ایک اعلان میاں صاحب کی نسبت	۴۶ سے ۴۷ تک
قدماء محدثین کا طریقۂ تعلیم و تدریس	۴۷
مولوی احمد علی سہارنپوری کا واقعہ اور اُن سے سوال و جواب	۴۸
سند پر مدار علم نہیں ہے	۴۹
فن اسماء الرجال کی تدوین	〃
علم حدیث سے متعلق معلومات کا ذخیرہ	〃
میاں صاحب کو تعدد شیوخ کی ہوس نہ تھی	۵۰
طالب علمی کے احباب، زمانۂ تحصیل کے ہم سبق طلبہ اور اُن کے ساتھ باہمی برتاؤ	〃
مولوی امداد علی سورج گڈھی اور مولوی زین العابدین	〃
مفتی اسد اللہ، مولوی رحمۃ اللہ بیگ مولوی عبد اللہ سندھی وغیرہ دہلی کے ہم سبق طلبہ	〃
مولوی محمد ابراہیم نگرنہسوی کے ساتھ دوسری بار صحیح بخاری پڑھنا	۵۱
قاری عبد الرحمٰن پانی پتی کے ساتھ مذاق	〃
استفسار کا جواب شاہ محمد اسحٰق نے لکھا۔ میاں صاحب نے جواب سے مخالفت کی	〃

مضمون	صفحہ
چند مہینوں کے بعد جب طوالع الانوار مکہ سے آئی تب فیصلہ ہوا ۔	۵۲
شاہ محمد اسحٰق صاحب کا اقتدار	〃
حذف کان کی تحقیق اور جناب شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ کی تصویب	〃

باب سوم

مضمون	صفحہ
شاہ اسحٰق صاحب کی ہجرت کے وقت بڑے بڑے با اثر تلامذہ دہلی اور ہندوستان میں موجود تھے	۵۳
مولوی مخصوص اللہ اور مولوی محمد موسیٰ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھتیجوں کا ذکر	〃
مولانا شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز کا جانشین میاں صاحب کے سوا کوئی نہ ہو سکا	〃
میاں صاحب کا لقب ۔	〃
علم حدیث آپ کا خاص فن تھا اس کی ترویج جیسی میاں صاحب سے ہوئی کبھی نہ ہوئی	〃
صحاح ستہ اور خصوصاً صحیح بخاری کئی سو بار پڑھائی	۵۴
فنون متداولہ میں استعداد جید اور فقہ حنفی پر عبور تام	〃
جزئیات فتاویٰ عالمگیری پر حافظہ کی قدرت	〃

مضمون	صفحہ
مفتی شرف الدین صاحب رام پوری سے ملاقات اور سوال و جواب	۵۴
میاں صاحب کا سوال اور مفتی صاحب کا سکوت ..	۵۵
مفتی شرف الدین صاحب کا سوال اور میاں صاحب کا جواب ..	〃
اجیر اور مستاجر کے درمیان دانے چارے کا مسئلہ	〃
مفتی صاحب کا جواب ..	〃
مفتی صاحب کے جواب کی تغلیط	۵۶
فتاوے عالمگیری کی نسبت میاں صاحب کا دعویٰ کہ اُس کے جزئیات ازبر ہیں	〃
میاں صاحب کا سوال مفتی رام پور کا جواب اور پھر جواب پر اعتراض اور سکوت	〃
فقہ حنفی پر عبور کی مثال اوّل	〃
چالیس کتابوں کا حوالہ اور دوسری مثال	〃
علامہ عینی کی تردید۔ نو کتابوں کا حوالہ	〃
تیسری مثال	〃
دعویٰ کے خلاف پچیس سندیں حنفی مذہب کی	۵۷
نکتہ رسی۔ چوتھی مثال ..	〃

مضمون	صفحہ
استفتا اور مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی کا جواب	۵۷
علمائے حاضرین سے خطاب	〃
علما کا استحسان اور اُس پر نظر	〃
مصارف اور مصالح میں امتیاز	〃
پانچویں مثال	〃
ایک دوسرا استفتا ..	۵۸
مشاہیر علما کا جواب اور اُس پر گرفت	〃
چھٹی مثال۔ حکیم ظہور الحسن مرحوم آروی کے برف کا معاملہ ..	〃
اصول فقہ میں تبحر ..	۵۹
میاں صاحب کی طبیعت ابتدا ہی سے تحقیق کی طرف مائل تھی ..	۶۰
مولوی علیم الدین حسن مرحوم کی شاگردی کا قصہ	〃
مولوی احمد علی مرحوم سہارن پوری نے رستہ میں ایک مسئلہ کا پتہ پوچھا اور فی البدیہہ جواب	۶۱
تفسیر میں مہارت	۶۱
مقراضی ترجمہ	۶۳
علم تجوید و قرأت اور علم کلام پر قدرت	〃
مستقل حلقۂ درس اور مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہٗ کی جانشینی	۶۴

مضمون	صفحہ
سنہ ۱۲۷۰ھ تک علوم درسیہ پڑھایا بعدازاں صرف علوم دین کا درس اختیار کر لیا	۶۴
مطالعہ، کتب بینی اور وسعت نظر	〃
قومی کتب خانہ کا نہ ہونا قومی ترقی کے لئے بہت بڑا مزاحم سبب ہے	〃
میاں صاحب کی کتب بینی	۶۵
قلعہ کا کتب خانہ۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا کتب خانہ۔ میاں صاحب کا کتب خانہ۔ راولپنڈی کا سرکاری کتب خانہ	۶۵
بحرالعلوم کا کتب خانہ۔ مولوی حامد حسین لکھنوی کا کتب خانہ	۶۶
آخر عمر میں شرح فارسی دیوان متنبی کا منگوانا	〃
کلیات میر تقی خرید کرنا ..	〃
ریلوے جاری ہونے کے قبل آدمی کو پاپیادہ لکھنؤ بھیج کر کتاب منگوانا	〃
انتصار الحق کا ذکر	۶۷
مطالعہ کا ملکہ	〃
تلخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار	
تردید انتصار الحق	〃
میاں صاحب تمام مشکلات مطالعہ پر غالب آ گئے	〃

مضمون	صفحہ
علمائے عصر کا اعتراف وسعت نظر	٦٠
مطالعہ کا طریقہ اور کتابوں کا انتخاب	″
اصلی ماخذ کی تلاش اور اصلی ماخذ کا علم	٦٨
علمائے کاملین استمداد کرتے تھے	″
مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے مناظرہ کا واقعہ حاشیہ میں ..	″
کتاب صارم منکی علی صدر ابن السبکی کا پتہ میاں صاحب نے بتایا حاشیہ میں	″
درس کا طریقہ	٦٩
حدیث انما الاعمال بالنیات کو ستائیس دن میں پڑھاتے تھے	″
صحاح ستہ دو برس میں پڑھاتے	″
تحصیل علم حدیث کے لئے دو تین برس سے کم کی مدت کو کافی نہیں سمجھتے تھے۔	″
علما امتحانا آتے اور حلقہ تلامذہ میں داخل ہو جاتے	″
ڈاکٹر حافظ نذیر احمد کی رائے درس کی نسبت	٧٠
مولوی عبدالاحد بازید پوری کی شہادت درس کی نسبت	″

مضمون	صفحہ
مولوی ابو عبدالرحمن محمد عبداللہ نے مشاہیر علمائے عصر کے درس کا موازنہ میاں صاحب کے درس سے کیا پھر شاگرد ہوئے	٧٠
وعظ کا طریقہ۔ وعظ کا معنی خیز اور عام فہم ہونا	″
صبح کے نماز کے بعد ایک رکوع قرآن مجید کا درس دینا	٧١
توحید باری کے مضمون پر کہنا کہ تم دلی والے یا پیر یا پیر کہتے ہی سب ! ما قدروا اللہ حق قدرہ تکیہ کلام	
عظیم آباد پٹنہ کا وعظ ..	″
مظفر پور کا وعظ اور اس کے خصوصیات	″
ایک لفظ کے مرادف اور مشاکل جتنے الفاظ قرآن مجید میں وارد ہیں سب کو اکٹھا کر دینا	٧٢
پنجاب کا وعظ	٧٣
رسنا کا وعظ	″
اراکین قلعہ سے تعلق اور ان کا خیال شیخ کی نسبت	″
میرزا فخر الدین ولی عہد بہادر شاہ کی عقیدت	″
مباحثے اور مناظرے کے تدارد	٧٣
نواب قطب الدین نے اُن کو حلال لکھا	٧٤

مضمون	صفحہ
بادشاہ نے مولوی کریم اللہ سے مناظرے کے لئے طلب کیا ۔	۷۴
نواب قطب الدین خان کا مضطربانہ خط میاں صاحب کے نام ..	〃
میاں صاحب کا تشفی آمیز جواب	〃
اٹھائیس کتابوں میں سند نکال کر صبح کو لے جانا	〃
دربار میں نواب قطب الدین خان سمیت پہنچنا ۔ حریفوں کی غیر حاضری اور رخصت	〃
دوبارہ طلبی	〃
آغاز مناظرہ ۔ مولوی کریم اللہ کا سوال	۷۵
میاں صاحب کا جواب	〃
مولوی کریم اللہ سے سند حرمت کا مطالبہ اور رسالہ صیدیہ کا ذکر	〃
مولوی کریم اللہ کا غصہ اور اُس کا جواب	〃
بادشاہ کو برانگیختہ کرنا ..	〃
بادشاہ کا حلم و اخلاق ..	〃
مولوی کریم اللہ کے اتہام کی تفصیل اور اس کا جواب	۷۶
گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری	〃

مضمون	صفحہ
زمانۂ غدر کے جہاد کے فتووں پر میاں صاحب نے دستخط نہیں کیا	۷۶
بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے ۔	〃
شاہ زادے بے فکرے ..	۷۷
دس میموں کا قتل	〃
مسز لیسنس کا قصہ ۔ زخمی پانا ۔ گھر لانا ۔ تیمار کرنا ۔ اور ساڑھے تین مہینوں تک چھپائے رکھنا پھر انگریزی کیمپ میں پہنچا دینا ۔	〃
انگریزی سرٹیفکٹ کی نقل مع ترجمہ	۷۸ سے ۸۰ تک
ہندوستان دار الامان ہے	۸۰
سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے ساتھ ہمدردی	۸۰
راولپنڈی کی نظربندی ..	۸۱
وہابیت کا مقدمہ مولوی یحییٰ علی و مولوی احمد اللہ صاحبان صہدانوی عظیم آبادی پر	〃
مخبروں کی غلط خبر رسانی	〃
میاں صاحب کے مکان اور مسجد کی تلاشی	〃
محصول کی کمی سے خط زیادہ بھیجے جاتے ہیں	〃

مضمون	صفحہ
میاں صاحب کا ظاہر و باطن یکساں تھا	۸۲
نظربندی کا فائدہ	〃
سفرِ حج اور اُس کے واقعات	۸۳
کمشنر دہلی کی چٹھی مع ترجمہ	〃
مسٹر لیسنس کی چٹھی کا ذکر	〃
مکہ معظمہ کی روانگی	۸۴
مخالفین کی روانگی بمبئی کا واقعہ	〃
بمبئی میں جہاز پر سوار ہونا	〃
برٹش کانسل مقیم جدہ نے آپ کا اعزاز کیا	〃
مکہ پہنچنا۔ مخالفین کا مقصد قتل یا حبس دوام۔ مخالف کمیٹی کا قائم ہونا	۸۵
میاں صاحب تین رات دن تک برابر منےٰ میں وعظ کہتے رہے	۸۵
وعظ کا خلاصہ	〃
ایک حاجی کا خط اس خصوص میں	〃
میاں صاحب کا وعظ سے باز نہ آنا	
شہادت پر آمادگی	۸۶
مدینہ منورہ کا عزم بالجزم	〃
۲۳۔ ذی الحجہ [illegible] کے واقعات	〃
پاشا کے دیوان میں طلبی	〃

مضمون	صفحہ
افسر کی غلطی	۸۷
اسسٹنٹ برٹش کانسل کی ملاقات	〃
اسسٹنٹ برٹش کانسل اور پاشا سے سوال و جواب	〃
پاشا کے ہاں سے رخصت	〃
وکیل نائب کانسل کا جواب ڈپلومسی کے مطابق	〃
دوبارہ طلبی پاشا کے ہاں سے	۸۸
افسر و سپاہی کی دوبارہ غلطی	〃
اسسٹنٹ برٹش کانسل کا دوبارہ سوال و جواب	〃
اسسٹنٹ مذکور کی رائے کہ یہاں قانون کی پابندی نہیں ہے	〃
رات بھر دیوان میں رہنا	〃
نماز جمعہ اور طواف کا فوت ہونا	
تحقیقات اور پاشا کو اپنی غلطی کا احساس	〃
پاشا کی معذرت۔ زبردستی کی معافی	〃
مولوی تلطف حسین صاحب کی وفاداری	۸۹
۲۵۔ ذی الحجہ کے واقعات۔ میاں صاحب سے اور پاشا سے سوال و جواب	〃

مضمون	صفحہ
مولوی تلطف حسین صاحب کا اظہار	90
میاں صاحب سے اور ترجمان پاشا سے گفتگو	″
مولوی تلطف حسین صاحب کے سوالات پاشاء مکہ سے ..	92
مولوی تلطف حسین کی اسپیچ	93
مصاحبین پاشا کی برہمی ..	93
پاشا کا انصاف	94
پاشا کا اکرام کرنا اور اپنے ہاتھ سے قہوہ دینا اور معذرت، عفو، دعا، مہر کی درخواست کرنی ..	″
مدینہ منورہ جانے کی بات چیت پاشا سے	″
پاشاء مکہ کا خط یا سرٹیفکٹ بنام پاشاء مدینہ	″
مدینہ منورہ پہنچنا	95
اشاعۃ السنۃ کا مضمون -	″
یکم جنوری ۱۸۸۳ء کو بمبئی واپس پہنچنا	96
دہلی میں استقبال	″
مصنف کی ذاتی تحقیقات -	97
واقعات مکہ کا سچا بیان ..	″
توبہ کی حقیقت	98

مضمون	صفحہ
مدینہ طیبہ سے واپس ہوتے ہوئے راہ بدل کر جدہ چلے آئے ..	98
پاشا کی چٹھی کا فوٹو شائع کرنا	98
میاں صاحب کا خط بنام مولوی عبدالعزیز صمدنی جس میں توبہ کا واقعہ مذکور ہے حاشیہ میں	″
مخالفین سے توبہ نامہ کا فوٹو طلب کرنا اور مخالفین کا سکوت مناظرانہ	99
مصنف کا مضمون اخفاء توبہ پر	″
کسی واقعہ کا وقوع مکہ معظمہ میں قابل سند نہیں ہو سکتا ..	″
زمانۂ اسلام میں جو واقعات و فسادات مکہ معظمہ میں ہوتے گئے اُن کا بیان	″
پاشاء مکہ کے اختیارات غیر آئینی ملک کے گورنر کے برابر ہیں	100
شیخ کے تلامذہ کی کثرت اور اسلامی دنیا کے ہر حصہ میں اُن کا وجود	101
کثرت اشاعت حدیث	″
مختلف اقطاع عالم پر شیخ کا اقتدار	″
سید ہاشم جمل اللیل مرحوم کا پاشا کے ہاں جانا اور گفتگو کرنی	″
شیوخ اہل شرق کا بغرض تفتیش کتب آنا- اُن کی برہمی اور ارادہ جنگ	101

مضمون	صفحہ
آرہ میں روٴسا و علما نے میاں صاحب کی پالکی اٹھائی	۱۰۲
مولانا سید شریف حسین مرحوم کی وفات	〃
شمس العلما کا خطاب اور وجاہت دنیوی کی طرف سے بے پروائی	〃
خطاب ملتے وقت کیا کہا اور خطاب کے تذکرے پر کیا فرماتے ..	۱۰۳
درویشی کا خیال	〃
خطاب پر دلگداز کے ایڈیٹر کی رائے	
باب چہارم	
مجددیت، تصوف، بیعت	۱۰۴
شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کی اصلاح قرآن مجید کا فارسی ترجمہ اور شرح موطا	〃
شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر قدس سرہما کا ترجمہ قرآن ..	〃
مولانا اسمٰعیل شہید کے عنفوان شباب میں ہندوستان اور دہلی کی حالت	〃
میاں صاحب کی مجددیت کا تعلق مولانا شہید کی مجددیت کے ساتھ	۱۰۵
مولانا شہید کا ترجمہ۔ نام اسمٰعیل لقب شہید۔ نسب فاروقی۔	〃
تاریخ ولادت۔ حفظ قرآن مجید	۱۰۶

مضمون	صفحہ
بارھویں برس صدرہ پڑھا ..	۱۰۶
ملا عبد الکریم بخاری کا ذکر۔ لطیفہ۔ مولانا شہید کا امتحان ..	〃
مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کا وعظ	۱۰۷
مولانا شہید کی غیر حاضری اور جناب شاہ صاحب کے سامنے وعظ کا دہرانا	〃
مولانا شہید نے نہ کبھی مطالعہ کیا اور نہ آموختہ پڑھا	۱۰۸
جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے شہید کا امتحان لیا	〃
مولانا شہید کا آمین بالجہر و رفع الیدین علانیہ جامع مسجد میں کرنا ..	
ایک بوڑھے مولوی صاحب نے شاہ صاحب سے شکایت کی	〃
شاہ صاحب کا قول صحیح ست پڑھی تھی یا پڑھی	〃
لکھنؤ کا خط اور شاہ صاحب کا جواب	۱۰۹
مولانا شہید کی ابتدائی تعلیم ریاضی تاریخ و جغرافیہ سے مناسبت اور بلا کی ذہانت	〃
میاں صاحب کی محنت و جفاکشی مطالعہ اور فکر نے ذہانت کی پوری تلافی کی تھی	

مضمون — صفحہ

شہید کی شہسواری، سپہ گری، جفاکشی ریاضت وغیرہ کا ذکر ۱۱۰
شہید کا پہلا وعظ .. .. ″
اکبر شاہ ثانی کی ملاقات اور تعظیم و تکریم۔ خودداری .. .. ″
مولانا فضل حق خیرآبادی کا قول کہ شہید حکیم امت محمدیہ تھا .. ″
شہید کے وعظ سے ۲۹ کسبیوں نے توبہ کی ۱۱۱
دوسرے وعظ سے بہتیری کسبیوں نے توبہ کی .. .. .. ″
بیواؤں کے نکاح کا رواج دہلی میں شہید کے وعظ سے ہوا .. ″
صحن جامع مسجد دہلی اور دہلی میں جو بدعات و رسوم قبیحہ رائج تھے اُس کی اصلاح .. .. .. ″
سماع کی اصلاح۔ گورپرستی کی بیخ کنی کتاب حقیقت تصوف۔ صوفیہ اور تصوف کی اصلاح .. .. ″
وعظ کی تاثیر .. .. .. ″
مولانا شہید کی تصنیفات کا ذکر ۱۱۲
سکھوں سے جہاد کا ذکر - ۱۱۳
گرونانک کا ذکر - .. ۱۱۳
سید احمد قدس سرہ کی امامت .. ″

مضمون — صفحہ

اقوام یوسف زئی کی بیعت جہاد اور دغابازی ۱۱۳
شہید کی مدبرانہ قوت .. .. ″
سکھوں کی چال، پٹھانوں کا کمینہ پن ۱۱۴
تاریخ شہادت مولانا اسمٰعیل شہید ۲۴- ذی القعدہ سنہ ۱۲۴۶ھ .. ″
مولانا شہید کے دو خط .. ″
مولانا شہید کے بیٹے کا ذکر اور شہید کے خاندان کا خاتمہ .. .. ۱۱۴ و ۱۱۵
میاں صاحب کی مجددیت اور استقامت کے ساتھ درازی عمر ۱۱۵
دو مولوی نے مجددیت کا دعویٰ کیا ″
مجدد کے معنی اور دین کا مجدد کون شخص ہوسکتا ہے ۱۱۶
مجددیت کا امتحان۔ میاں صاحب کی کوشش ہفتاد سالہ۔ اتباع کی کثرت ۱۱۶
ہندوستان میں اشاعت حدیث ۱۱۷
مقلدین کا قرآن و حدیث سے استدلال کرنا .. .. ″
حلقۂ درس کی ترقی۔ نماز میں تعدیل ارکان۔ عام طور پر درس حدیث کا رواج .. .. ″

مضمون	صفحہ
تعلیم کا علمی اور عملی ہونا۔ توحید کی اشاعت	۱۱۸
دیہاتوں کی مساجد میں جماعت پنجگانہ اور جمعہ و قربانی ..	۱۱۸
تالیف کتب اور درس کتب درسیہ سے تجدید کو تعلق نہیں ہے	〃
مجدد کا فرض	〃
رسالۂ دلگداز کا مضمون مجددیت پر	〃
مصنف کا رسالہ الصوفیۃ والتصوف	
میاں صاحب کا تصوف۔ علم بالشریعۃ والطریقۃ	۱۲۲
کتاب الرقاق۔ احیاء العلوم کو بخاری میں دیکھتے ہیں۔	۱۲۳
شیخ اکبر کی تعظیم اور ان سے محبت	
شیخ اکبر کے بارے میں مولوی بشیرالدین سے مناظرہ	〃
فصوص الحکم پر اعتراضات اور سب کا جامع و مانع مسکت جواب	۱۲۴
مواظبت علی الطہارۃ۔ عبادت۔ عبادت کی مثال روح و جسد کی مثال ہے۔	〃
عفت۔ اجتہاد۔ سفارش کے لئے ہر وقت اور ہر حالت بارش میں جانا۔	۱۲۵

مضمون	صفحہ
پانی برستے میں لوگوں کی چیزیں بازار سے لا دینا	۱۲۶
نکاح پڑھانا۔ شریف عورت کا قصہ خطوط سفارش تجہیز و تکفین و نماز جنازہ	〃
عفو۔ رام پوری کا قصہ ..	〃
نواب رامپور کے نام سفارش کا خط دینا۔ اور مولوی تلطف حسین صاحب کا خط کو پھاڑ کر پھینک دینا	۱۲۷
دوسرے دن دوسرا خط دیا	〃
ایک دشمن کا تلوار سونت کر حملہ کرنا میاں صاحب کا ڈٹنا اور اس کی موت	۱۲۸
سخاوت	〃
تقوے .. .	۱۲۹
حرام کھلانے کا اقدام اور اس کی سز	۳۰
میاں صاحب نے دعا کی۔ توبہ اور بیعت۔ عبداللہ کی ہجرت	〃
زہد۔ معمولی غذا	۳۰
میر شاہ جہاں صاحب مدظلہ کی تحریر کا جواب	۱۳۰
بیٹھنے کے لئے روئی دار گدہ	〃
قناعت۔ قاضی القضاۃ ہونا منظور نہ کیا	〃

مضمون — صفحہ

جزو - کتابوں کی چوری - تفسیر جلالین بھیج دینے کی درخواست - جلالین کی روانگی ۱۳۲
قصر امل - تمام عمر مکان نہ بنانا 〃
تواضع .. .. .. 〃
چٹائی یا ٹاٹ کی نشست .. ۱۳۳
شاہزادگان تیموریہ کی تکریم - 〃
بازار سے سودا لانا - کتابیں اُٹھا کر خود لانا - جذامی کی حکایت .. 〃
حافظ عبدالمنان صاحب کی حکایت قائدین کر جان بچانا ۱۳۴
حلم - ایک معاند نے دانت سے انگوٹھا کاٹنا - سرسید کی شہادت 〃
عربوں کی زبردستی .. ۱۳۵
اناۃ رفق - سلامت درزی کی دعوت .. .. 〃
سبق ناغہ ہونے پر طالب علم کا غصہ اور آپ کا بسماجت اُس کو راضی کرنا .. .. 〃
صبر - صبر کا پہلا امتحان - دوسرا امتحان - تیسرا امتحان .. ۱۳۶
توکل - مجاہدہ - دلی کی گرمی ۱۳۷
نماز تہجد قضا نہیں ہوتی ۱۳۸
موسم میں نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد

مضمون — صفحہ

پیادہ پا جانا ۱۳۸
قیام لیل رمضان میں دو ختم قرآن مجید طلباء کے لیے سحری خود لاکر کھلانا 〃
العادۃ کالطبیعۃ الثانیہ - ایک شبہ کا جواب - کمال ولایت استقامت ہے .. .. 〃
اللہ و رسول کی محبت .. ۱۳۹
حدیث غذا اور دوا کا حکم رکھتی تھی - ضیق النفس کا شدید دورہ اور درس حدیث سے علاج .. 〃
ریاضات مجاہدات اور تصوف کی غایت ۱۴۰
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت عشق الٰہی کا سماں 〃
میاں صاحب کا تصوف مثل حضرات نقشبند کے اتباع سنت میں محدود تھا - اور دوراز کار امور کا خیال نہ کرتے .. .. 〃
ارشاد الطالبین کی عبارت اتباع سنت کشف و خرق عادت کے بیان میں ۱۴۱
میاں صاحب کا خط بنام سید قدرعلی صاحب بدعات و محدثات امور کے بیان میں - حاشیہ کتاب میں 〃
مسمریزم ۱۴۲

مضمون	صفحہ
مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہ کا ارشاد۔ مولانا موصوف کا جوابی خط میاں صاحب کے نام	۱۴۲
مولانا عبد اللہ غزنوی قدس سرہ کا ارشاد	۱۴۳
بیعت کا بیان اور اُس کی تفصیل۔ اقسام بیعت نبوی۔ بیعت جہاد۔ عورتوں کی بیعت امر معروف و نہی عن المنکر پر	〃
نوحہ نہ کرنے پر بیعت عورتوں سے لینی	۱۴۴
مردوں کی بیعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر۔ نماز پڑھنے۔ زکوٰۃ دینے اور مسلمانوں کی خیر خواہی پر بیعت	〃
اقسام بیعت۔ بیعت طریقت	〃
بیعت خلافت	۱۴۵
پولیٹکل بیعت	〃
میاں صاحب کا طریقہ بیعت۔ ٹوپ کنڈ میں بے شمار آدمیوں کی بیعت۔ ایک صاحب کی بیعت کی کیفیت	۱۴۶
سفر پنجاب میں لوگوں کی بیعت	
چھوٹا ختم قرآن مجید	〃

مضمون	صفحہ
مداہنت سے نفرت	۱۴۶
استقامت کی تاکید	۱۴۷
تھوڑی عبادت مداومت کے ساتھ بہتر ہے	〃
پچاس برس کی مدت میں نماز تہجد دو بار قضا ہوئی	〃
شاگردوں کی بیعت	〃

باب پنجم

مضمون	صفحہ
اخلاق و عادات وغیرہ کے بیان میں	〃
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق	۱۴۸
عادات میں اتباع سنت کی مشق اور وضع و انداز	〃
سب و شتم	〃
مہمان داری۔ شیخ محمد حسین مرحوم رئیس دربھنگہ کی دعوت	۱۴۹
منشی محمد امیر مرحوم رئیس عظیم آباد کی دعوت	۱۵۰
میاں صاحب کی دعوت منشی محمد امیر مرحوم کے ہاں عظیم آباد میں	〃
کھانے کی تمیز	〃
فرخ سیر کی شادی اور دلی کی بربادی	〃
میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ کی تمیز اور نفاست طبع	۱۵۱

مضمون	صفحہ
بے غرضی، فتوے نویسی مسز لیبنس کی خدمت	۱۵۱
حافظ عبدالمنان صاحب کی مکرر سفارش کا جواب	
بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست	۱۵۲
فتووں کی نقل اگر رکھی جاتی تو چار عالمگیری سے زیادہ ہوتی ..	〃
فتاویٰ نذیری کی ضرورت ..	〃
اصول فتویٰ نویسی	〃
فتویٰ کے جواب میں کسی کی خاطر نہیں کرتے اور نہ روپیہ لیتے بلکہ اُس روپیہ کو رشوت سمجھتے ..	۱۵۳
دیانت داری اور امانت داری	〃
ایک سواتی روپیوں کی چوری اور اداکاری	〃
دوستی اور دوستوں کے ساتھ برتاؤ	〃
حافظ قاری فیض کا واقعہ ..	〃
قاری عبدالرحمٰن مرحوم پانی پتی کا حملہ قاری فیض پر۔ اُنیس سوالات علم قرأت کے پیرایہ میں۔ قاری فیض کا جواب	۱۵۴
قاری فیض کا بنارس آنا ..	〃
میاں صاحب کی سند قرآن	〃
قاری فیض اور میاں صاحب سے	

مضمون	صفحہ
بنارس میں ملاقات	۱۵۵
قاری فیض نے اُنیسوں سوالات میاں صاحب کو دیے میاں صاحب کو پوری اتقان حفظ تھی اور سوال و جواب اتقان ہی میں مذکور تھے	〃
میاں صاحب کے لکھے ہوئے جواب کی نواب باندہ اور علما نے بڑی تعریف کی	〃
نواب باندہ نے میاں صاحب کو باصرار بلایا	〃
شاہ اسحٰق صاحب کی ہجرت اور میاں صاحب کی معذرت ..	۱۵۶
قاری فیض بر بندش میاں صاحب کو باندہ لے گئے	〃
نواب باندہ کا اصرار نماز عید کے لئے	〃
قاری عبدالرحمٰن کو جب معلوم ہوا کہ جواب میاں صاحب نے لکھے ہیں تو ایسے کشیدہ ہوئے کہ تمام عمر صاف نہ ہوئے	〃
قاری عبدالرحمٰن اور میاں صاحب کی بے تکلفانہ ملاقات	〃
قاری فیض اور قاری عبدالرحمٰن دونوں کے ساتھ دوستانہ برتاؤ	〃
مولوی زین العابدین مرحوم کی یاد	۱۵۷

مضمون	صفحہ
آزادی حق گوئی - رسول خدا سے بڑا کوئی نہیں	۱۵۷
بے تعصبی - ابو داؤد پر بحث اور اپنی غلطی کا اعتراف	″
مولوی یار علی مرحوم ساکن بارو ضلع ترہت کا ذکر خیر	″
رد تقلید میں مولانا شاہ ولی اللہ اور مولانا شہید رحمہما اللہ کی تحریریں	۱۵۸
معیار الحق کی تصنیف کے بعد فتویٰ نویسی نے جامہ بدلا ..	″
بحث و مناظرے کی حد نہ رہی	″
مخالفین نے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا	″
میاں صاحب کی فتح کامل	۱۵۹
مولوی عبید اللہ صاحب کی تحریر - مولوی سعادت علی صاحب کی رائے میاں صاحب کی ہمت کے بارے میں مولوی احمد علی صاحب کا اقرار عجز	″
راست بازی اور صداقت	″
ہندوستان دار الحرب نہیں ہے - غدر غدر تھا نہ جہاد	″
معیار الحق کی اشاعت بنفس نفیس کرنی	″
قرأۃ فاتحہ اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام کے لئے مباحثہ	۱۶۰

مضمون	صفحہ
محنت وجفاکشی	۱۶۰
اسلامی حمیت .. - ..	۱۶۱
عورتوں پر شفقت	″
بچوں پر شفقت - لڑکوں کی کشتی اور انعام	۱۶۲
لڑکوں کا دھوکا - کریما مقیماں پڑھانا	″
فظ ایوب خلف مولوی شمس الحق سے قرآن سننا	″
لب کی حرکت سے غلط اور صحیح کا اندازہ کرنا لقمہ دینا - ایک روپیہ انعام	۱۶۳
ایک لڑکے کا پنکھا جھلنا اور پیسہ پاتے ہی چل دینا	″
شرفاء دہلی کے ساتھ برتاؤ - مولانا شاہ رفیع الدین کے صاحبزادے اور مفلوک شاہزادگان مغلیہ کا ذکر	″
اہل وطن کا اقامت وطن پر اصرار	۱۶۴
خاندان کی محبت - اپنے کنبے کو ہمیشہ ساتھ رکھا - بدر الاسلام کا انتقال	″
مولانا سید شریف حسین مرحوم کے انتقال پر اظہار ملال اور مرحوم کے اوصاف حمیدہ	۱۶۵
بھائیوں اور بھتیجوں کا ذکر ..	″
وطن کی محبت	″
اہل وطن کے ساتھ کیا برتاؤ تھا -	۱۶۶

مضمون	صفحہ
اساتذہ کا ادب	۱۶۶
مقراضی ترجمہ اور اساتذہ کے قول سے استناد	״
مولانا ابو محمد ابراہیم صاحب کا واقعہ	״
شاہ ولی اللہ اور مولانا شہید صرف قرآن و حدیث سے استنباط مسائل کرتے	۱۶۷
شاہ عبدالعزیز صاحب کی بصارت جوانی میں جاتی رہی ..	״
بوستان کی تعریف ..	״
مناظرات تلامذہ پر افسوس ..	״
انتقام کا خیال نہ ہونا ..	۱۶۸
میاں صاحب کی ہجو۔ ہجو کا جواب لکھنے سے منع کرنا	״
چشم پوشی۔ لاہور کی لنگی کا واقعہ	״
ساز و سامان دنیا سے بے تعلقی	
چائے کی عادت اور ظروف چائے ندارد	۱۶۹
مخالفین کا اعتراف کہ شیخ کی تھوڑی صحبت کا اثر بھی نہایت مستقل اور پائدار ہے	״
مناظرہ	۱۷۰
دشمنوں کا اعتراف۔ ہر مذہب کے مطابق فتوے دینا	۱۷۱
خط اور خطوں کا جواب لکھنا	״

مضمون	صفحہ
طرز تحریر القاب و آداب ..	۱۷۲
کام کرنے کی ہدایت ..	۱۷۳
شکریہ	״
طلبہ کے حال سے اُن کے مربیوں کو خبر دینا	۱۷۴
طلبائے عازمین کے لئے مشورہ	״
تجربۂ پیران نود سالہ	۱۷۵
سفارش	״
تعزیت مناسب حال مکتوب الیہ	۱۷۶
تعزیت کا خط مولوی سید علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی کے نام ..	۱۷۷
میاں صاحب سے طلبہ اپنے گھر پر خط لکھواتے مولوی محمد نور بہاری کی طرف سے خط اُن کے والد کے نام	۱۷۸
فاضل خراسانی کا قصیدہ :-	
اہل توحید چو تحقیق سخن درگیرند	۱۸۱
طلبہ کے ساتھ شفقت اور ہمدردی	۱۸۳
درس کے وقت مذاق۔ صیغہ یا ترکیب پوچھنا	״
لوگ نسخہ کو نخسہ کہتے ہیں۔ لڑکوں کا امتحان۔ علما کا امتحان ..	۱۸۴
شاہ عطا کریم صاحب کا قصہ	״
مولوی عبدالعزیز رحیم آبادی کا سبق چلانے میں شریک نہ ہونا اور اُن کا امتحان	۱۸۵

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
خفتہ باشد اور خفیہ باشد پر انشاء اللہ خاں کا لطیفہ	۱۸۵	قصیدہ عظمیٰ مولوی امین اللہ مرحوم نگرنہسوی ۱۰۰۰ اشعر کا قصیدہ ہے	۱۹۳
مستقل مزاجی - لڑکپن میں پڑھنے کی جانب سے بدشوقی - فقاہت کا زمانہ - خدمت حدیث ..	۱۸۶	میاں صاحب کو قصیدہ عظمیٰ پورا حفظ تھا	″
پیشین گوئی - خواب - تعبیر، پیشین گوئی کا ظہور علیٰ وجہ الاتم ..	۱۸۷	جنت کی زمین کی تعریف ..	۱۹۸
زندہ دلی اور خوش طبعی - جمنا کنارے کے جلسے - جوانی کے شوق - تیرنا، گھوڑا چڑھنا، بدلی میں سونا، ..	۱۸۷	میاں صاحب کی مختلف فنون کے ساتھ مناسبت، میاں صاحب کا تبحر، وضع بود و باش ..	″
باغ کی سیر - خاکی شاہ کا ذکر - شادی کا مشورہ - بیوی کے مقابل میں خجالت	۱۸۸	قوائے مختلفہ کا مجموعہ، متواضع ترحم، سادگی	۱۹۶
دلی والے دلی نہیں چھوڑ سکتے - فرخ آباد اور دلی کے کتوں کی حکایت	۱۸۹	درس کی کیفیت، بیان کے وقت تیز مزاج	۱۹۹
نسب کا اعتبار ہوتا ہے نہ بطن کا	۱۹۰	حافظ ابن حجر کے بارہ حوالوں کے مقابلہ میں پچیس حوالے پیش کئے	″
شاعری کا مذاق	″	عینی کی ناواقفیت اپنے مذہب سے	″
فصاحت و بلاغت شاعر و انشاپرداز کے لئے لازم و ملزوم ہے ..	۱۹۱	ہدایہ کو کریما مقیماں بنا دیا ..	″
تحریر دلربا بامزہ نہ جانگزا ..	″	صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں بنا دیا	″
اصلی شاعر ماں کے پیٹ ہی سے شاعر پیدا ہوتے ہیں	″	صحاح ستہ کے ہر مقام پر جھوپڑی پڑی ہے	″
رحیم آباد میں بیمار پڑنا ..	″	شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم کا ذکر	″
خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا ذکر ..	۱۹۲	شیخ ابن الہمام کا ذکر	۲۰۰
		میاں صاحب مجتہد مطلق، خدا رسیدہ عاشق مزاج، صوفی اور سچے درویش تھے	″

مضمون	صفحہ
تاریخی مضامین پر لکچر ..	۲۰۰
مذاہب اربعہ پر فتوے دینا ..	״
معاملات مختلفۃ الصور کی تشریح	״
میاں صاحب کی خیالی صورت	״
زندہ دلی اور زندہ دلی کی وجہ	۲۰۱
میاں صاحب کے اساتذہ -	״
معاصرین علما کا ذکر	״
قاریوں، مشائخان کرام اور طلبا کا ذکر	۲۰۲
شاعروں اور خوش نویسوں کا ذکر	۲۰۳
مصوروں، اشناوروں اور اساتذہ موسیقی کا ذکر ..	۲۰۴
چابک سواروں کا ذکر ..	۲۰۵
میاں صاحب کا اثر دلّی میں	״
کھانے کا ذوق صحیح ..	۲۰۶
انگریزی تعلیم، سرکاری ملازمت	״
فہمائش	״
لقمۂ طیبہ اور لقمۂ نجس کی تحقیق	۲۰۷
کلاک گھڑی	״
تار کی خبر پر اعتبار	۲۰۸
لباس میں مختصات قومی کے سوا دوسری قسم کے لباس کا جواز	״
اوپلے سے کھانا پکانا	״
ملازمت وغیرہ کے اختیار کرنے میں مناسب حال اشخاص رائے دینی	״

مضمون	صفحہ
فتوح - حفظ و صیانت حقوق یتیم	۲۰۹
مال باطل سے اجتناب کلی - تقرب اغنیا سے احتراز ..	״
علم دین کے مشغلہ رکھنے میں درس بہتر ہے، درس کے بعد کتب بینی اور تالیف - -	״
ہم مکتب کا خیال رکھنا ..	״
طباعی اور مجتہدانہ قابلیت کے ساتھ زمانہ اور سوسائٹی کا موقع دینا ہی آدمی کو مجتہد مطلق بنا دیتا ہے -	״
میاں صاحب کو سب سے زیادہ فخر اپنی درویشی پر تھا ..	۲۱۰
مناظرہ میں حصہ لینا ..	״
مولوی محمد فصیح صاحب مرحوم غازی پوری سے تقلید میں گفتگو ..	۲۱۱

باب ششم

مضمون	صفحہ
وجہ معاش، پابندی اوقات، شکل و شمائل، تندرستی، وفات، اظہار افسوس	۲۱۲
اخباروں میں وفات کی اشاعت، قطعات تاریخ،	۲۱۲
ہدایا و نذور کی بحث ..	۲۱۳
قرآن مجید کا درس نماز صبح کے بعد	۲۱۶
درس قرآن مجید کے بعد حدیث شریف کا درس گیارہ بجے تک ..	״

مضمون	صفحہ
نماز ظہر - نماز کے بعد ہدایہ اور حدیث کا درس - بعد نماز عصر صحیح مسلم کا درس	۲۱۷
تحریر فتاوے - نماز عشا - نماز تہجد - تحریر فتاوے مشکلہ ..	″
صبح صادق سے پہلے مسجد میں آنا	
اشعار مناسب حال ومقام پڑھنا	″
امراض صعبہ میں بھی معمولات مواظبہ کا ادا کرنا	[illegible]
شکل وشمائل - لباس - چھتری کبھی نہیں لگائی - نماز جمعہ کے لئے پاپیادہ جامع مسجد جانا - تہجد ..	۲۱۸
لباس شہرت	۲۱۹
تندرستی	″
ڈولی پر مسجد میں آنا - دم بھر میں جیتے ہیں دم بھر میں مرتے ہیں - نقل سماعت قوت بصارت، عینک کبھی نہیں لگائی	″
بڑھاپے میں تندرستی کی وجہ	″
وفات کا ذکر - مولوی تلطف حسین صاحب کی رفاقت	″
بیمار ہو کر مسجد سے لڑکی کے مکان میں آنا - بے حواسی میں وعظ - داماد، بیٹی اور نواسیوں نے بڑی خدمت کی	۲۲۰
کسی طرح کی فرمائش نہیں کی، تسبیح کے نہ ملنے پر بے چینی ..	۲۲۰
درد کی تکلیف بھول گئے ..	۲۲۱
کسی چیز کی حاجت نہیں ..	″
بیٹی اور نواسیوں کو وصیت	″
راقم اور مولوی تلطف حسین صاحب سے دہلی میں بالمشافہ گفتگو	″
شاگردوں کا خیال آخر وقت تک	″
دفن کے بارے میں آپ کی رائے	″
اشہد حبا للہ کی وصیت ..	۲۲۲
۱۰- رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳- اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو وفات ..	″
جنازے پر ازدحام - محلہ شیدی پور میں قبر	″
اظہار افسوس - مولانا عبد الجبار غزنوی کی تحریر ..	″
مولانا ممدوح کی تحریریں - سد باب شرک، محو بدعت، تقلید و رسوم قبیحہ، عمل بالسنۃ، عمل بالحدیث، زہد وقناعت، توکل ورضا، صبر و تسلیم واستقامت،	۲۲۳
محبت، خشیت، تجرید وتفرید، ز محبت جمع داشت وز طبیعت منع، صبر وایقان -	″

مضمون	صفحہ
قطعہ عربی مولانا موصوف متضمن مرثیہ	۲۲۴
اخباروں میں وفات کی اشاعت	
پانیر	۲۲۶
علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا مضمون	۲۲۶
مسلم الثبوت محدث، پچاس برس سے زیادہ تدریس حدیث کی	۲۲۷
اخبار وکیل امرت سر کا مضمون	۲۲۸
سلف صالحین کی یادگار تھے۔	
علم و عمل زہد و اتقا میں پایہ بلند رکھتے تھے	//
آثار الصنادید کی تالیف کے وقت بھی آپ منتخب لوگوں میں دہلی کے تھے	//
اس زمانہ میں آپ کی قدر و قیمت کیا ہونی چاہئے	//
ممالک دور دست سے طلبہ کا آنا	//
اخبار دار العلوم دہلی کا مضمون	//
شاہ عبد العزیزؒ اور شاہ اسحٰق صاحبؒ کے فیض یافتہ۔ حدیث و فقہ اسلام کے لاثانی عالم	۲۲۹
پچھتر سال درس دیا	//
بے نظیر حافظ الحدیث	//
بے لوث دینی خدمت	//
آٹھ لاکھ معتقد	//
فتح سند شہنشاہ کی مثال	۲۳۰
بڑھاپے میں یادداشت کا عالم۔	
ملکہ اور حافظہ	//
تمام احادیث صحاح پر حافظہ کی قدرت	۲۳۱
درس و تدریس سال بھر سے بند تھا	۲۳۲
بڑھاپے میں بہت ہی کم بیمار ہوتے	//
حافظہ بدستور درست تھا	//
نماز جنازہ میں بارہ تیرہ ہزار آدمی شریک تھے	//
شہر کے تمام مسلمانان و علما جنازے پر موجود تھے	۲۳۳
مقلدین و غیر مقلدین کے جھگڑے نہ اُٹھتے تو اس سے بھی زیادہ حلقۂ درس وسیع ہوتا	//
قطعات تاریخ وفات	۲۳۴
قطعہ تاریخ عربی مولوی مختار احمد صاحب ساکن کرہیا ضلع مظفر پور	۲۳۵
عربی قطعہ تاریخ مولوی حافظ محمد عبد المنان صاحب غازی پوری سے	۲۳۶
عربی قطعہ تاریخ مولوی حافظ عبد الرحمٰن صاحب لقا غازی پوری سے	۲۳۷
شعر تاریخی بزبان عربی مولوی عبد الکریم ساکن بندر کوچین محلہ مٹانچیری ضلع ملیبار کا	۲۳۸

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قطعہ فارسی تاریخ از آغا سنجر طہرانی	۲۳۸	مولوی عبد الغفور مرحوم دانا پوری کا	
قطعہ اُردو تاریخ مولوی جمیل احمد		عربی قصیدہ	۲۵۷
سہسوانی سے	۲۳۹	ایضاً اُردو قصیدہ ۴۶ شعروں کا	۲۵۸
مختلف مادہ ہائے تاریخ ..	۲۴۰	فارسی قصیدہ ابو اسمٰعیل یوسف حسین	
باب ہفتم		صابری کا ۴۰ شعروں کا ..	〃
شعرائے علام کے قصائد شیخ کی منقبت		اُردو قصیدہ مولوی محمد عبد الرحمٰن	
میں	۲۴۰	بقا کا ۳۵ شعروں کا	۲۵۹
قاضی طلا محمد خان کا ذکر ..	۲۴۱	مولوی ابو الخیر محمد ضمیر الحق آروی کا	
قاضی طلا محمد خاں کا پہلا قصیدہ		اُردو قصیدہ ۴۰ شعروں کا	۲۶۰
عربی میں۔ پورا قصیدہ تیس شعروں		معاصرین علما معتبرین اور شیوخ	
کا ہے	〃	کی رائیں	۲۶۱
دوسرا قصیدہ عربی ایک سو بارہ		مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کا	
شعروں کا مع	۲۴۲	سنہ ولادت	〃
تیسرا قصیدہ فارسی ۱۶۵ بیتوں کا		مولانا قدس سرہٗ کی رائے میاں صاحب	
مع	۲۴۴	کی نسبت	۲۶۳
چوتھا قصیدہ فارسی چار سو آٹھ		مولانا شیخ محمد تھانوی کی تحریر میاں صاحب	
شعروں کا مع	۲۴۶	کی نسبت	〃
محمد بن ہاشم سامرودی کا عربی قصیدہ	۲۵۰	مولانا علی احمد کی تحریر ..	〃
محمد عبد الرحمٰن بقا کا عربی قصیدہ	۲۵۱	مولانا قاضی بشیر الدین کی تحریر	
مولوی علی نعمت پھلواروی کا عربی		غایۃ الکلام میں	۲۶۴
قصیدہ	۲۵۳	مولانا شیخ احمد شرقی کا خط	۲۶۴ و ۲۶۵
ایضاً دوسرا عربی قصیدہ	۲۵۴	شیخ عبد اللہ بن ادریس السنوسی کا خط	۲۶۵
مولوی عبد الجبار عمر پوری کا		شیخ احمد بن احمد بن علی التونسی المغربی	
عربی قصیدہ	۲۵۵	کی رائے میاں صاحب کی نسبت	〃

مضمون — صفحہ
شیخ ابو علی محمد بن ہاشم سامرودی کا خط ... ۲۶۵
مولانا سخاوت علی مرحوم جون پوری کی رائے ... ۲۶۶
مولانا احمد علی مرحوم سہارن پوری کا خط ... 〃
شیخ حسین بن القاضی العلامہ محسن بن محمد الیمانی کے خطوط ۲۶۷
شیخ حسین صاحب کا استفتا بھیجنا ۲۶۷
مولانا سید شریف حسین صاحب مرحوم کی سند شیخ حسین صاحب کی لکھی ہوئی ... ۲۶۸
مولوی محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی کا خط ... ۲۶۹
نواب صدیق حسن خان مرحوم کی سند ... 〃
مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہٗ کے دو رویاء صالحہ ... ۲۷۱ و ۲۷۲
غایۃ المقصود کی عبارت ... ۲۷۳
نخبۃ التواریخ کی عبارت ... 〃
فقہ مذاہب اربعہ پر عبور ۲۷۴
میاں صاحب کی نسبت استفتا اور اس کا جواب ... 〃
دوسرا جواب استفتا ... ۲۷۶

مضمون — صفحہ
اولاد و احفاد شیخ علیہ الرحمہ - ۲۷۷
برادران شیخ ... ۲۷۹
میاں صاحب کے فدائی ... 〃

ضمیمہ اول

تصنیف و تالیف ... ۲۸۱
معیار الحق پر ریویو ... ۲۸۲
اسلام میں اختلاف ... 〃
اہل حدیث اور اہل الرائے ۲۸۶
مولوی شبلی نعمانی کی تغلیط ۲۸۷
اہل حدیث اور اہل الرائے کے اختلاف کی توضیح بطور مثال کے ۲۸۸
اندلس اور قرطبہ میں مذہب اہل حدیث کا رواج ... ۲۸۹
اقسام تقلید کی تفصیل ... ۲۹۱
ہندوستان میں حدیث کا رواج ۲۹۲
ملا طاہر صاحب مجمع البحار، شیخ عبدالحق اور شاہ ولی اللہ علیہم الرحمہ کا ذکر ... 〃
معیار الحق پر ریویو ... ۲۹۳
معیار الحق کی خصوصیت ۲۹۴
انتباہ - میاں صاحب پر غلط بہتان ... ۲۹۵
معیار الحق کی تردید اور اس تردید کی چار تردیدیں ... 〃

مضمون	صفحہ
مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی کا خط بنام مولوی سید امیر حسن مرحوم اغلاط انتصار الحق کے بارے میں	۲۹۶
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کی بحث	〃
تقلید کی بحث	〃
مطلق تقلید کسی غیر معین مجتہد اہل سنت کی واجب اور صحیح ہے بالاتفاق امت	۲۹۷
اجتہاد ائمہ اربعہ پر ختم نہیں ہوگیا	۲۹۸
ائمہ اربعہ کے بعد بہت لوگ مجتہد مستقل متبوع المذہب ہوئے ہیں	۲۹۹
تقلید مذاہب ائمہ اربعہ پر نہ اجماع بسیط ہوا ہے نہ اجماع مرکب	۳۰۱
اجماع کی تعریف فتوحات مکیہ میں	۳۰۲
ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدین کی تقلید کا جائز ہونا	۳۰۳
تقلید کی چار قسمیں ہیں۔ واجب، مباح، بدعت، شرک	۳۰۴
رسالہ ثبوت الحق الحقیق کا ذکر	〃
تقلید شخصی کے بارے میں راقم کی رائے	۳۰۵
واقعۃ الفتویٰ وافعۃ البلوے کا سوال	۳۰۶
فتوحات مکیہ کی عبارت تقلید کے بارے میں	〃
میاں صاحب کی زندگی کی پچھلی چوتھائی صدی	۳۰۷
بقیہ بحث تقلید مباح ..	۳۰۹
قسم ثالث تقلید شخصی جو واجب سمجھ کر کی جائے	۳۱۲
قسم رابع تقلید جو قرآن وحدیث صحیح کے مقابل کی جائے ..	۳۱۳
چند مقدمے جس سے ثابت ہوتا ہے عدم التزام مذہب معین ..	۳۲۱
فتوحات مکیہ کی عبارت ..	۳۲۲
تلفیق کی بحث	۳۲۹
انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف	〃
ایک مذہب پر استمرار لازم نہیں	۳۳۰
قلتین کی بحث	۳۳۱
حدیث قلتین کی صحت پر ائمہ حدیث کی چودہ شہادتیں ..	۳۳۲
تحقیق معنی قلہ	۳۳۴
دہ در دہ کی بحث	〃
غلس واسفار کی بحث ..	۳۳۶
ظہر کا وقت ایک ہی مثل تک ہے	۳۳۷

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جمع بین الصلوتین فی السفر	۳۳۸	آسام۔ برھما۔ بمبئی۔ سندھ۔ سورت	
ضمیمہ دوم		گجرات۔ ناگور	۳۴۹
مختصر فہرست تلامذہ ..	۳۴۰	مدراس	〃
صوبہ بہار	〃	پنجاب	۳۵۰
صوبہ بنگال - ..	۳۴۱	ضلع امرت سر۔ مولانا عبداللہ	
بمبئی۔ پنجاب۔ ممالک متحدہ آگرہ		غزنوی اور اُن کے رویا ..	۳۵۱
واودھ -	〃	ضلع پانی پت۔ پاک پٹن۔ پشاور۔	۳۵۲
راجپوتانہ۔ حیدرآباد۔ ولایت۔		جہلم۔ ضلع دہلی۔ مولانا سید	
کابل	〃	شریف حسین مرحوم	۳۵۴
فہرست تلامذہ صوبہ بہار بقید		ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ راولپنڈی	۳۵۷
سکونت	۳۴۲	ضلع سیالکوٹ۔ شاہ پور۔ فیروزپور۔	
آرہ۔ ضلع پٹنہ	۳۴۳	فروکہ۔ کشمیر۔ ضلع گرداس پور۔	
ضلع سارن۔ ضلع مظفرپور۔		بٹالہ۔ ضلع گوجروالہ	۳۵۸
موتیہاری۔ ضلع دربھنگہ -	۳۴۶	لاہور۔ ضلع لودھیانہ۔ مظفرآباد۔	
ضلع منگیر۔ ضلع گیا	۳۴۷	ملتان۔ وزیرآباد۔ ہزارہ ..	۳۵۹
بنگال	〃	ہوشیارپور	۳۶۰
ضلع بردوان۔ ضلع چاٹگام۔		ممالک متحدہ آگرہ واودھ -	
ضلع دیناج پور۔ ضلع ڈھاکہ	۳۴۸	ضلع اعظم گڈھ	۳۶۰
ضلع رام پور بولیہ۔ ضلع راج شاہی۔		اکبرآباد۔ اجمیر راجپوتانہ۔ الہ آباد۔	
ضلع رنگ پور	〃	امروہہ۔ بجنور۔ بدایوں۔ بلند شہر	
ضلع سلہٹ۔ کلکتہ .. -	۳۴۹	بلیا۔ بنارس	۳۶۱
ضلع مرشدآباد	۳۴۹	پیلی بھیت۔ ٹونک راجپوتانہ۔	
ضلع ندیہ	〃	جون پور۔ جلیسر۔ خرجہ۔ سہسوان	۳۶۲
ضلع نصیرآباد	〃	سہارن پور۔ شاہ جہاں پور۔	۳۶۳

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
غازی پور۔ فتح پور۔ فرخ آباد۔ کان پور۔ گورکھ پور۔ لکھنؤ و اودھ مچھلی شہر۔ مراد آباد۔ مظفر نگر۔ میرٹھ	۳۶۴	ولایت کابل۔ کابل۔ باجور۔ یاغستان۔ بخارا۔ سمرقند۔ غزنی قندھار	۳۶۶
رام پور	۳۶۵	توقند۔ کاشغر۔ ہرات	〃
حیدرآباد	۳۶۶	جزیرۂ جشتان۔ حجاز۔ سامرود۔ سنوس۔ نجد	۳۶۷
چین تبت	〃		

الحیاۃ بعد المماۃ

معروف بہ مولانا سید محمد نذیر حسین علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کی

سوانح عمری

SAULAT P BLIC
LIBRARY RA FUR
Subject ......
Book No 1<2
Stock No [illegible]
صولت پبلک لائبریری
رامپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

انیسویں صدی کی اخیر چوتھائی صدی سے ہندوستان میں چند سوانح عمری کی اشاعت سے اتنا پتا تو ضرور چلتا ہے کہ ملک میں سوانح کے لکھنے، اُس کے پڑھنے اور دیکھنے کا مذاق فی الجملہ پیدا ہو گیا ہے۔

سوانح نگار کا یہ فرض ہے کہ وہ جس طرح اپنے ہیرو[عہ] کے اخلاق حمیدہ، صفات فاضلہ، ملکۂ راسخہ اور کمالات کو بیان کرے اسی طرح اُس کی کمزوریوں، فروگذاشتوں، لغزشوں اور نقصانات کو بھی ظاہر کرے۔

تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے سوانح عمری **قطب نما** کا کام دے سکے اور ہیرو کی سچی تصویر ثابت ہو نہ کہ اُس مرقعہ میں ایسی رنگ آمیزی کی جائے جس سے اصلی چہرہ تک نظر نہ آسکے اس فرض کو تسلیم کر لینے کے بعد نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک ایک لائف بھی اُردو کی اس فرض کو پورا نہیں کر سکی۔

ہر چند عام طبیعت انسانی کا شاید مقتضا ہی یہ ہے کہ جب آدمی (چاہے وہ یورپ کا رہنے والا ہو یا ایشیا کا، افریقہ کا باشندہ ہو یا امریکہ کا) کسی کی لائف لکھنے بیٹھتا ہے تو اُس کی طبیعت میں خود بخود اپنے ہیرو کی وکالت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے

[عہ] وہ ذات جو موضوع کتاب ہے ۱۲ منہ

جس سے وہ لغزشوں اور فروگذاشتوں کے بیان سے گریز کرتا ہے اور اگر گریز کا موقع نہیں ملتا تو پہلے نہایت آزادہ روی دکھاتا ہے۔ جرح کے الفاظ بھی شاندار اُس کے قلم سے نکلتے ہیں مگر نتیجہ نکالنے کے وقت بہت ہی خوبصورتی سے اپنی وکالت کا فرض پورا کرتا ہے ور مدحیہ ہی نتیجے نکالتا ہے **مصرع** بگڑنے پر بھی زلف اُس کی بنا کی +

اور مورخین کا ڈھنگ تو اور ہی نرالا ہے کہ وہ پہلے سے جس کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں اُس کے واقعات سے مدحیہ نتائج نکالنے کے درپے رہتے ہیں اور جس کے ساتھ پہلے ہی سے سوظن رکھتے ہیں اُس کے واقعات سے نتائج بھی ویسے ہی نکلتے ہیں جس پر شاہد ہیں مختلف فرق اسلامی وغیر اسلامی کی تاریخیں۔

نیز اپنے نتائج کے دلائل میں رطب و یابس سے احتراز نہیں کرتے ایسی تاریخ نویسی و سوانح نگاری کو قصیدہ سرائی یا ہجو گوئی کہنا زیادہ مناسب ہے۔

تقریباً ساری دنیا کے مورخین اور سوانح نگاروں میں یہ باتیں کم و بیش پائی جاتی ہیں الا ماشاء اللہ۔

جس مشہور شخص مولانا **سید محمد نذیر حسین** علیہ الرحمہ محدث دہلوی کی لائف ہم لکھ رہے ہیں اور جن کو فی الحقیقت فاتح حصار تقلید کہنا بے جا نہیں ہے جن کے تلامذہ اقطاع عالم . . . .

(حجاز، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، ٹیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پشاور، سمرقند، بلخ، بخارا، داغستان، ایشیا، کوچک، ایران، خراسان، مشہد، ہرات، چین، کوچین اور ہندوستان کے تقریباً ہر شہر، ہر ضلع اور بیشتر قصبے، قریے اور دہاتوں) میں شرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً پھیلے ہوئے ہیں

جو علم حدیث کے نہایت زبردست امام تھے اور اُن کی زندگی میں پبلک اُن کو محدث عالم یا کم سے کم نہایت ہی جلیل القدر محدث مانتی تھی۔

مناسب تو یہ تھا کہ اُن کے سوانح عمری میں بہ نسبت دوسری لائفوں کے بہت زیادہ نکتہ چینی کا ارادہ کیا جاتا۔

کیوں کہ ترجمہ میں اس فن نکتہ چینی کے موجد حضرات محدثین ہی ہیں **شکر اللہ سعیہم** اور جس آزادی سے اس فرض کو اُن لوگوں نے پورا کیا ہے اِس وقت

بااین ہمہ تہذیب یورپ بھی اُس طرح ادا نہیں کر سکا۔

مگر افسوس اور سخت افسوس ہے کہ ہماری قوم اور ہمارا ملک ابھی اس کے لئے بالکل تیار نہیں ہے اور یہاں کی آنکھیں اس قسم کی لائف کے دیکھنے کی عادی نہیں ہیں اس لئے تصویر کا دوسرا رُخ دکھانے سے ہر بایوگرفر (سوانح نگار) معذور ہے۔ اور اگر کوئی منچلا ایسا کر گذرے بھی تو اُس کی کتاب کی قدر سودا کی ہجویات سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور مصنف بادی النظر میں معاند خیال کیا جائے گا اور اس طرح کے سوانح سے کوئی عمدہ اور مفید اخلاقی سبق بھی حاصل نہیں ہوگا۔

بااین ہمہ میرے نزدیک سوانح نگار کے لئے ضرورت ہے ایک ایسے انصاف پسند دماغ اور آزاد قلم کی جو بلا طرفداری اور بلا لحاظ اپنے کسی عقیدۂ سابقہ و لاحقہ کے محض بے لاگ صرف واقعات کی بنا پر فیصلہ کر سکے مگر مجھ کو ایسا دعویٰ یا وعدہ کرنا چھوٹا مُنہ اور بڑی بات ہے خصوصاً جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہندوستان کے ایسے مشہور سوانح نگار نے بھی جس کو اولیت کا تمغہ حاصل ہے (اور فی الواقع ہندوستان کے میسن اور گارڈنز خیال کئے جا سکتے ہیں) اس موقع پر چشم پوشی ہی سے کام لیا تو میں کیا اور میرا دعویٰ کیا

اِس کتاب کی غائت اور ضرورت

غایت اِس کی ہے بعض قوی العزم حکما کے اُس قول کی تصدیق کرنا ممکن ایک لفظ ہے جو پایا جاتا ہے بے وقوفوں کی لغات (ڈکشنری) میں اس کتاب کا ہیرو قرون اولٰے سے بارہ سَو برس بعد پیدا ہوا، مگر اُس نے نہایت ہی استقلال کے ساتھ اپنی طول طویل صد سالہ زندگی کو باوجود بے انتہا مخالفتوں، مزاحمتوں، کشمکشوں اور مشکلات کے علما مجتہدین، تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کا نمونہ بنا کر اہل عالم کو دکھا دیا کہ ہوا کا رُخ اگرچہ کیسا ہی مخالف کیوں نہ ہو مگر ایک ہوشیار، تجربہ کار، ماہر فن اور مستقل مزاج ناخدا کامیابی کے ساتھ اپنے بیڑے کو منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے۔

مغربی علوم و فنون اور دہریت کا جو سیلاب کہ ہندوستان اور دیگر ممالک اسلامی میں آگیا اور آرہا ہے اور انگریزی تعلیم جس تیزی سے ترقی کر رہی ہے اس سے اب اُمید

نہیں کہ اس لائف کے بعد موجودہ زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کی لائف بھی ایسی ہو سکے گی جو گذشتہ بارہ ۱۲۰۰ سو برس سے اُدھر کا فوٹو سامنے رکھ دے، اس لئے بھی اس زندہ نظیر کی پاکباز مسلمانوں کو بہت ضرورت ہے۔

البتہ جدید تعلیم یافتہ (ایجوکیٹڈ) حضرات سے امید نہیں کہ وہ اس کی جانب توجہ کریں مگر اُن کی تعداد ہی کتنی ہے کیوں کہ ہندوستان میں جہاں چھ کروڑ مسلمان بستے ہیں مغربی تعلیم خواہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کر جائے وہ سو میں تو کیا ہزار میں بھی ایک ایجوکیٹڈ پیدا نہیں کر سکتی، اور دنیا کے کسی دوسرے حصہ میں بھی وہاں کی آبادی کے عشر عشیر بھی ایجوکیٹڈ نہ ہوئے ہیں اور نہ اس وقت ہیں۔

بایں ہمہ میری رائے میں جب تک اسلام باقی ہے اسلام میں جوش باقی ہے مسلمانوں کو مسلمان رکھنے کے لئے اُن کے نبیؐ کا طریقہ اور اتباعِ نبیؐ کا چال چلن ایک موثر ذریعہ ہے اگر ایسا ہے اور ضرور ہے تو یہ لائف تمام مسلمانوں کے لئے یقیناً مفید ثابت ہو گی۔

اور یہ تو کسی زمانہ میں نہ ہوا ہے نہ ہوگا کہ پبلک خاص ملت جیسی زندگی اختیار کرے مگر ہاں ایسی نظیروں سے دل میں اُمنگ اور جوش تو ضرور پیدا ہو جاتا ہے اور بہ مصداق **مالا یدرک کلہ لایترک کلہ** کچھ نہ کچھ فائدہ بھی ان نظائر سے حاصل ہی ہو جاتا ہے علاوہ بریں یہ کہنا بھی غلط نہیں ہے کہ ترقی کر کے خاص ملت کے درجہ تک پہنچنے کے لئے سیدھا اور محفوظ زینہ اگلوں ہی کے کارناموں کا مطالعہ ہے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ طبیعت انسانی کا مقتضا ہی یہ ہے کہ وہ حرکت کامل کے بعد ایک حد پر پہنچ کر ٹھہر جاتی ہے اور سکون درمیانی کے بعد دوسری جانب حرکت کرتی ہے انگریزی تعلیم کا ہندوستان میں ابھی زمانہ نمو ہے اس لئے اس وقت ایجوکیٹڈس طبیعتیں چاہے دہریت کی طرف مائل ہوں یا نیچریت کی جانب مگر اس کے بعد ہی کے وقفہ میں کہولت اور سیخوخت کا زمانہ آنے والا ہے جس سے یہ قویٰ کمزور ہو کر بالآخر ایک ایسے عالم کی جانب (جو ابدی ہے) رُخ کرنے والے ہیں۔ ایسی حالت میں اُن کی دستگیری کا ضامن صرف مذہب ہی ہو سکتا ہے۔ اور چوں کہ اسلام ہی

یک حکیمانہ سادہ اور سچا مذہب دنیا میں ہے (جس میں نہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید یا کفارہ کی بھول بھلیاں ہیں، نہ عُزَیر خدا کا بیٹا، نہ کواکب پرستی کا مادہ، نہ لاکھوں معبود کروڑوں دیوتا، نہ جوگ کا کرشمہ، نہ مسمریزم کا تماشا، نہ تھیاسوفیکل سوسائٹی کی سرپرستی اور نہ خلاف عقل و فطرت کوئی انوکھا مضمون ہے) ضرور ہے کہ یہی ایجوکیٹڈ حضرات محققانہ طور پر بالمقطع پکے مسلمان بنیں گے اور اپنے بزرگان اسلام کے چال چلن کی تفتیش کے درپے اور اپنے عقلی مذہب (اسلام) کے انتصار میں سرگرم ہوں گے اس لئے میں بطور پیشین گوئی کہتا ہوں کہ آج نہیں تو اُس وقت اِس قسم کی کتابیں اُن کو بہت مدد دیں گی اور خدا جانے کتنی زبانوں میں ترجمہ ہو کر رہیں گی۔

دیکھو انگلستان اور یورپ کو جہاں تعلیم انتہا درجہ پر پُہنچ گئی ہے کیا عیسائیت وہاں سے جاتی رہی؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایجوکیٹڈ حضرات اپنے مذہب میں زیادہ سرگرم ہو گئے ہندوستان میں بھی جو قومیں تعلیمی ریس کورس (گھوڑ دوڑ) میں بازی لے گئی ہیں اپنے مذہب اور اہل مذہب کے لئے سرتوڑ کوششیں کر رہی ہیں پھر کیا ایک عاقلانہ مذہب دنیا کو کسی زمانہ میں بھی خیرباد کہہ سکتا ہے؟ ممکن نہیں۔

مجھ کو جب اِس سوانح عمری کے لکھنے کا خیال پیدا ہوا تو میں سوچنے لگا کہ کن کن حضرات سے اِس خصوص میں مدد مل سکتی ہے۔

جن جن صاحبوں کی طرف میرا ذہن منتقل ہوتا گیا اُن کو خط لکھ کر اپنے ارادے سے مطلع کیا اور میٹیریل (مواد) سے امداد چاہی۔

میری کافی مدد اس خصوص میں مولانا مولوی **ابو الطیب محمد شمس الحق** صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ رئیس موضع ڈیانواں ضلع پٹنہ مؤلف غایۃ المقصود و شرح سنن ابی داؤد نے کی کہ اپنا اُنتیس ۲۹ برس کا جمع کیا ہوا سرمایہ میرے پاس نہایت ہی خوشی سے بھیج دیا اور میری ہمت بڑھانے میں اس طرح کوشش بلیغ کی کہ ہندوستان کے مختلف حصص ملک میں خط لکھا اور بہتیرے اخباروں میں اشتہار دیا کہ "مولانا سید **محمد نذیر حسین** علیہ الرحمۃ **محدث دہلوی** کے سوانح زندگی لکھے جاتے ہیں جن حضرات کے پاس جو کچھ مواد اِس کے متعلق کتابتاً یا روایتاً موجود ہو بذریعہ تحریر کے میرے پاس

بھیج دیں"

نتیجہ اس کوشش کا یہ ہوا کہ مختلف حصص ملک سے دونوں قسم کے مواد (مکتوبہ و مرویہ) اُن کے پاس لگاتار پہنچتے رہے اور وہ میرے پاس وقتاً فوقتاً بھیجتے اور حوصلہ بڑھاتے رہے۔ ممدوح کو اس سوانح عمری کے ساتھ ایک خاص دلچسپی ہے اور اُن کی کوشش کی بدولت اِس وقت میرے پاس مٹیریل کا معتدبہ ذخیرہ موجود ہے۔

دوسرے بزرگ مولوی سید **عزیز احمد** المعروف بہ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالےٰ تحصیلدار متھرا ساکن موضع صمدن ضلع فرخ آباد ہیں جنہوں نے نہایت ہی گراں قدر مواد سے میری امداد کی اور اُن کو بھی اس کتاب کے ساتھ پورا انٹرسٹ ہے۔

تیسرے قابل قدر بزرگ جناب مولانا **حافظ عبداللہ** صاحب مدظلہ غازی پوری ہیں جو بعد نظم و ترتیب کتاب کے میری درخواست پر (باوجود اشغال کثیرہ رکھنے کے سب کاموں کو چھوڑ کر) تشریف لائے اور نوروز مظفرپور میں قیام فرما کر نماز صبح کے بعد سے نماز عشا (۹ بجے رات) تک کتاب کو بہ نظر غائر و عمیق مرۃً بعد اخریٰ من اولہ الیٰ آخرہ پڑھا اور دوبارہ دیکھتے وقت اصل کاغذات منقول عنہ سے عبارت کتاب کے ایک ایک لفظ کو مقابلہ کیا کہ کہیں نقل میں کوئی غلطی نہ رہ گئی ہو سچ تو یہ ہے کہ ایسا دیکھنا کون دیکھ سکتا ہے۔

چوتھے صاحب مولانا مولوی **عبدالعزیز** صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ رحیم آبادی ہیں جنہوں نے مفید مشورے سے برابر میری امداد کی۔

اور پانچویں اہل نظر برادر عزیز مولوی **حکیم لطیف حسین** صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ عظیم آبادی ہیں۔ جنہوں نے تین چار مہینوں تک اس کتاب کو اپنے پاس رکھ کر اور بغور و فکر پڑھ کر حسب ضرورت یادداشتوں کے ساتھ بھیجا اور لکھا کہ "جہاں اختلاف رائے ہے اُس کو علیحدہ لکھ کر ہر جز میں رکھ دیا ہے میں نے رائے لکھنے میں سچی آزادی سے کام لیا ہے اگرچہ ادب کا اقتضا یہ نہ تھا مگر الامر فوق الادب کسی حکیم ہی کا قول ہے۔

اس کی تو کوئی وجہ نہیں کہ موقع اختلاف میں میری رائے کو ترجیح ہو مگر یہ ضرور ہے کہ آپ کا حکم میں پورا بجا لایا ہوں میرے دل کو اس کی مسرت ہے آپ کی محنت

کی داد دیتا ہوں اس قدر مختلف واقعات کو منتظم کرنا کچھ آسان نہ تھا" حق تو یہ ہے کہ برادر موصوف نے جیسا اس فرض کو پورا کیا ہے اُس کی خوشی خود میرے دل کو ہے آفریں صد آفریں۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

ایک ضروری سوال

ہمارے ہیرو کو اپنے سوانح عمری کے لکھنے
یا لکھوانے کا خیال تھا یا نہیں؟

جہاں تک مجھ کو معلوم ہے ہمارے ہیرو کو اس کی نہ خواہش تھی نہ نفرت۔ کیوں کہ مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب کے نام ایک خط میرے ہیرو کے دست خاص کا لکھا ہوا اِس وقت میرے سامنے موجود ہے۔

جس میں یہ لکھتے ہیں "آنچہ استفسار احوال من خستہ حال کردند کہ در تاریخ درج کنم مشفقا ایں امر بہ نسبت من نالائق خوب نیست چرا کہ من نہ عالم نہ فاضل نہ متقی ام نہ حالات من قابل بیان نزد اہل وجاہت و کرامت باشد لیکن حسب استدعائے شما کہ رنجیدہ نشوند کل حال خود نگاشتہ می فرسیدہ بلاحظہ سامی خواہد گذشت ہرچہ خواہند بعمل آرند"

مولوی سید عزیز احمد موصوف جب بھوگنی پور میں تحصیلدار تھے تو وہاں قلعہ کے اندر خواجہ پھول کے مزار کے قریب والی مسجد کی دیوار جانب جنوب کی جھنجھریوں پر زمانۂ سفر طالب علمی کی ایک یادداشت ہمارے ہیرو کے دست خاص کی لکھی ہوئی دیکھی جس کی خبر ایک خط میں اُنھوں نے آپ کو دی، آپ نے اُس کے جواب میں لکھا کہ "میں بھی ایام طالب علمی میں کوڑا ہو کر تمھارے اسی علاقہ سے گذرا تھا تم نے لکھا ہے کہ موضع خواجہ پھول کے قلعہ کی مسجد میں کوئی یادداشت ورود فقیر کی بقلم فقیر تحریر ہے، بے شک ہوگی ذرا اس کو کسی وقت پڑھ کر نقل لے لینا جس سے ماہ و سن دریافت کر لینے سے تم کو انتباہ ہوگا"

اِن دونوں تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوانح عمری لکھوانے کی نہ آپ کو خواہش تھی، اور نہ اُس سے نفرت تھی۔

خاکسار
فضل حسین
مظفرپور ترہت
صوبہ بہار
احاطہ بنگال

ابواب کتاب

اس کتاب میں سات باب اور دو ضمیمے ہیں

باب اوّل سنہ ولادت سے لے کر دہلی پہنچنے تک کا بیان یعنی سنہ ۱۲۲۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۰۵ء سے ۱۳ رجب سنہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۲۸ء تئیس برس تک کے حالات۔

نام، لقب، وطن، سنہ ولادت، نسب، شجرہ، خاندان کا حال، پڑھنے کی جانب میلان کی وجہ، وطن سے روانگی، رستے کے واقعات، دہلی پہنچنا،

باب دوم۔ ۱۳ رجب سنہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۲۸ء سے یکم شوال سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق ۵ نومبر سنہ ۱۸۴۲ء پندرہ برسوں تک کے واقعات۔

تحصیل علوم، شادی، مولانا سید شریف حسین کی ولادت، مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت، سند، طالب علمی کے احباب اور ہم سبق طلبہ۔

باب سوم یکم محرم سنہ ۱۲۵۹ھ مطابق ۲ فروری سنہ ۱۸۴۳ء سے ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری مطابق ستمبر سنہ ۱۸۸۷ء (چھیالیس برس) تک کے واقعات۔

سند درس پر متمکن ہونا، تفسیر حدیث فقہ پر عبور، مطالعہ اور وسعت نظر، درس، وعظ، ارکین قلعہ سے تعلق، گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری، راولپنڈی کی نظربندی، اہلیہ کی وفات، شمس العلما کا خطاب، سفر حج، مختلف اقطار عالم پر اقتدار، مولانا سید شریف حسین صاحب کی وفات،

باب چہارم مجددیت، تصوف اور بیعت کا بیان،

باب پنجم اخلاق و عادات، مہمانداری، بے غرضی، فتوے نویسی، دیانت داری، امانت داری، دوستی، آزادی، حق گوئی، بے تعصبی، ہمت، راست بازی، محنت و جفاکشی، اسلامی حمیت، عورتوں پر شفقت، بچوں پر شفقت، شرفاء دہلی کے ساتھ برتاؤ، خاندان کی محبت، وطن کی محبت، اساتذہ کا ادب، مناظرات تلامذہ پر افسوس، انتقام کا خیال نہ ہونا، چشم پوشی، ساز و سامان دنیا سے بے تعلقی۔ مخالفین کا اعتراف، دشمنوں کا اعتراف، خط اور

خطوں کا جواب لکھنا، طرزِ تحریر آداب والقاب، کام کرنے کی ہدایت، شکریہ کے خطوط، مناسب مذاق صلاح، حسن اخلاق کی تاکید، پند ونصائح، اخلاص، تشفی طلبہ وغیرہ وغیرہ مضامین کے خطوط، طلبہ کا خط لکھوانا، طلبہ کے ساتھ شفقت وہم دردی، درس میں مذاق، لڑکوں کا امتحان، علما کا امتحان، مستقل مزاجی، پیشین گوئی، زندہ دلی، خوش طبعی، شاعری کا مذاق، مختلف فنون کے ساتھ مناسبت، تبحر، وضع بودوباش،

باب ششم پابندی اوقات، شکل وشمائل، لباس، تن درستی، وفات اور تاریخ وفات ۱۰ رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء، اظہار افسوس، اخباروں میں وفات کی اشاعت، قطعات تاریخ۔

باب ہفتم اہل علم شعرا کے قصائد، معاصرین علما، معتبرین اور شیوخ کی رائیں، اولاد و احفاد، برادران، فدائی۔

ضمیمجات

ضمیمہ اوّل تصنیف وتالیف، اسلام میں اختلاف، تقلید کی مختصر تاریخ، اہل حدیث اور اصحاب الرائے، ہندوستان میں حدیث کا رواج، کتاب معیار الحق پر ریویو،

ضمیمہ دوم مختصر فہرست تلامذہ،

الحیاۃ بعد المماۃ

معروف بہ سوانح عمری مولانا سید محمد نذیر حسین علیہ الرحمۃ محدث دہلوی

SOLAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
صولت پبلک لائبریری ریاست رامپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل

سنہ ولادت سے لے کر دہلی پہنچنے تک کا بیان۔ یعنی سنہ ۱۲۲۰ھ مطابق سنہ ۱۸۰۵ء سے ۱۳ رجب سنہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۳۱ جنوری سنہ ۱۸۲۸ع (تیئیس برس) تک کے حالات نام، لقب، وطن، سنہ ولادت، نسب اور شجرہ، خاندان کا حال، پڑھنے کی جانب میلان کی وجہ، وطن سے روانگی، رستے کے واقعات، دہلی پہنچنا)

نام

ہمارے ہیرو کا **نام** ہے **سید محمد نذیر حسین** ذال منقوطہ سے۔

باپ ماں دونوں کی جانب سے سید نقوی

وہ سلسلہ پدری و مادری دونوں ہی جانب سے **نقوی** سید ہیں۔

لقب

لقب ہے **میاں صاحب**

لقب کی وجہ

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مولانا شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہ العزیز محدث دہلوی کے خاندان کے سردار کو دلی والے **میاں صاحب** کہتے تھے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا لقب بھی **میاں صاحب** تھا اور جناب مولانا شاہ **محمد اسحٰق** صاحب علیہ الرحمۃ جب اپنے نانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے مسند خلافت پر اُن کے بعد جلوہ افروز ہوئے تو لوگ اُن کو بھی **میاں صاحب** ہی کہتے تھے۔

مولانا شاہ **محمد اسحٰق** علیہ الرحمۃ جب ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلے گئے اور اُن کی جگہ اُن کے روحانی بیٹے مولانا **سید محمد نذیر حسین** علیہ الرحمۃ نے لی اور مسند درس و ارشاد پر متمکن ہوئے تو ان کو بھی لوگوں نے **میاں صاحب** ہی کے نام

سے پکارا۔ کیوں کہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد صلبی میں کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

سنہ [illegible] ہجری میں جب **میاں صاحب** حج کو گئے اور دوسرے ملکوں کے لوگوں نے **آپ** سے حدیث کی سند لی تو بعض متھلی (ماہوار) رسالہ میں آپ کو **شیخ الکل فی الکل** کا خطاب دیا گیا مگر **فی الکل** کا لفظ چوں کہ زبان پر کسی قدر ثقیل معلوم ہوتا ہے اور عبارت بھی بڑھ جاتی ہے اس لئے **آپ** کے اکثر تلامذہ نے اپنی تحریروں میں **شیخ الکل** استعمال کیا۔ شیخ الکل

میری رائے میں لقب اور خطاب کی تین ہی معتبر صورتیں ہیں (۱) پبلک (عوام) کوئی لقب دے یا کسی لقب سے پکارنے لگے اور وہ لقب عالمگیر شہرت پکڑلے مخالف اور موافق دونوں ہی کی زبان پر چڑھ جائے۔ لقب کے اقسام

(۲) وہ لقب خاندانی ہو جیسے **سید، شیخ، خان، مولوی، شاہ، میر، مرزا، چودھری** اور بابو وغیرہ وغیرہ

(۳) ذاتی یا خاندانی خطاب کسی بادشاہ ماسبق نے دیا ہو۔ یا کسی گورنمنٹ سے ملا ہو۔

میاں صاحب کے لقب میں یہ سب مفصلہ ذیل باتیں موجود ہیں پبلک نے دیا، پبلک نے پکارا، اس لقب نے عالمگیر شہرت بھی پائی اور مخالف و موافق دونوں ہی کی زبانوں پر بھی چڑھ گیا۔

اس کے علاوہ دوسری قسم میں بھی **میاں صاحب** کا لقب دخل ہے، کیوں کہ جس خاندان کے وہ روحانی فرزند اور جانشین تھے اُس کا لقب **میاں صاحب** ہی تھا اور سب سے زیادہ قابل لحاظ یہ بات ہے کہ ہمارے **ہیرو** کو خود بھی **میاں صاحب** ہی کا لقب پسند تھا چنانچہ جب **شمس العلما** کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ سے **آپ** کو ملا اور اس کا تذکرہ کوئی **آپ** کے سامنے کرتا تو فرماتے کہ "میاں خطاب سے کیا ہوتا ہے ہمارے لئے خطاب پورا قرآن مجید میں حنیف مسلم موجود ہے دنیاوی خطاب سلاطین سے ملا کرتا ہے یہ گویا اُن کی خوشنودی کا اظہار ہے مجھے تو کوئی **نذیر** کہے تو کیا اور **شمس العلما** کہے تو کیا میں نہایت خوش ہوں

میاں صاحب کو خود بھی میاں صاحب ہی کا لقب پسند تھا

کہ ہر ایک **میاں صاحب** مجھے کہتا ہے بھائی سادات کے لئے پیار الفاظ اس سے بڑھ کر نہیں ہے اِس لفظ کی برکات سے میری درویشانہ طرز میں فرق نہ آئے بس خدا کا یہی فضل ہے۔

اُستاد، پیر، ماہر فن اور معمر آدمی کو **شیخ** بھی کہتے ہیں اور ہمارے ہیرو میں بھی یہ سب باتیں جمع ہو گئی تھیں۔

اِس لئے اب آیندہ سے ہم اِس کتاب میں یا تو **میاں صاحب** لکھیں گے یا **شیخ**۔

وطن

وطن

صوبہ بہار ضلع مُنگیر

ہندوستان کا وہ مشہور، سرسبز، شاداب اور مردم خیز خطہ جس کو **صوبہ بہار** کہتے ہیں، اُس کا ایک ضلع ہے **مُنگیر**

ضلع پٹنہ سے پورب، ضلع بھاگل پور سے پچھم، ترہت سے دکھن اور ہزاری باغ یارانچی سے اُتر جو گنگا کے جنوباً و شمالاً واقع ہے اور ایک خاص قسم کے بانس کی پیداوار میں مشہور ہے اُس کا ہیڈ کوارٹر ہے **قصبہ مُنگیر** جس نے اِس زمانہ میں بھی آبنوسی اشیا کی صنعت اور بندوق سازی میں بڑا نام حاصل کیا ہے۔

قصبہ مُنگیر

یہ **قصبہ** شہر عظیم آباد پٹنہ سے پورب تقریباً سو میل کے فاصلہ پر ہے۔ اِس کے جانب شمال گنگا بہتی ہے۔

سورج گڈھ

اِسی ضلع **مُنگیر** میں ایک بڑا قصبہ تھا **سورج گڈھ** برلب گنگ جو اَب ایک بستی رہ گئی ہے۔ اور اسی قصبہ کے نام پر پرگنہ کا بھی نام تھا اور ہے یعنی پرگنہ **سورج گڈھ** عہ یہ قصبہ قصبہ مُنگیر سے تقریباً بیس میل پچھم اور بلدہ عظیم آباد پٹنہ سے اسّی میل پورب ہے، سادات **بنی فاطمہ** کی سکونت مدت مدید سے یہاں چلی آتی ہے یہی **میاں صاحب** کا وطن ہے۔

میاں صاحب کے والد کا نام

آپ کے والد بزرگوار **سید جواد علی** مرحوم موضع **بلتھوا** میں تشریف رکھتے

عہ آئین اکبری میں ابوالفضل نے بھی اس پرگنہ کو پرگنات سرکار مُنگیر ہی میں لکھا ہے اُس وقت اِس پرگنہ کی آمدنی دو لاکھ ننانوے ہزار چار سو سینتالیس دام نقدی تھی ۱۲

تھے جو سورج گڑھ سے پانچ چھ میل جانب جنوب ہے۔

میاں صاحب کے اجداد سورج گڑھ وغیرہ مقامات میں کیوں کر آئے اور خاندان کا مختصر حال

راجہ اندردون کا حال سلطان قطب الدین ایبک مولانا نور الدین سپہ سالار

راجہ[عہ] اندردون والی اورین نے بجرم گاؤکشی چند مسلمانوں کو قتل کرا دیا۔ سلطان قطب الدین ایبک[سہ] کو جب دہلی میں یہ خبر ملی تو بعد صلاح و مشورہ کے اُس نے مولانا نور الدین[عہ] علیہ الرحمۃ کو سپہ سالار بنا کر ساٹھ ہزار افواج قاہرہ کی جمعیت کے ساتھ راجہ مذکور سے جہاد کے لئے اورین کی جانب روانہ کیا۔

سپہ سالار ممدوح نے اُولو العزم مشائخان کرام اور سادات عظام میں سے ساٹھ افسر منتخب کر ایک ایک ہزار فوج پر ایک ایک جنرل مقرر کر کے اور سب کو ہمراہ لے کر ایک فاتح کمانڈر انچیف کی طرح دہلی سے روانہ ہوئے۔

سید احمد جاجنیری میاں صاحب کے جد اعلیٰ گڑھ اورین لکھی سرائے کھگڑ تال

انہیں جنرلوں میں میاں صاحب کے جد اعلیٰ مولانا سید احمد[لعہ] شاہ جاجنیری[عہ] بھی تھے بعد فتح قلعجات مفصلہ ذیل۔

(۱) گڑھ اورین

(۲) لکھی سرائے

(۳) کھگڑ تال

جب راجہ اندردون شکست[عہ] فاش کھا کر فرار ہو گیا اور فیروز مندی سے عساکر

فٹ نوٹ قابل ملاحظہ

[عہ] دیکھو تاریخ صوبہ بہار عہد سلاطین اسلامیہ میں اس واقعہ کو جس کا ایک فارسی نسخہ سرکاری لائبریری میں مونگیر کے موجود ہے، اور دوسرا قلمی فارسی نسخہ مولوی لیاقت حسین صاحب وکیل مونگیر کے پاس موضع اورین میں ہے ۱۲

[سہ] چھنگلیا (انگشت خنصر) ٹوٹی ہوئی تھی اس لئے ایبک کہتے تھے ۱۲ [عہ] آپ کی قبر لکھی سرائے میں موجود ہے ۱۲

[لعہ] آپ کا مزار ہے موضع ندیانواں میں ۱۲ [عہ] جاجنیر ترہٹ یا بہار میں ہے اور بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بہار میں ایک محلہ تھا ۱۲ [عہ] مخدوم الملک شیخ شرف الدین علیہ الرحمۃ منیری بہاری کے بعض ملفوظات "خوان نعمت" تاریخ حسنی میں مذکور ہے کہ جس وقت یہ لشکر ظفر پیکر جہاد کے لئے اورین جاتا تھا اُس زمانہ میں حضرت مخدوم الملک راجگیر میں چلہ کش تھے اور وہی گذرگاہ فوج تھا۔ مجاہدین کا لشکر جب اُدھر سے گذرنے لگا تو آپ سر راہ آکر اپنا سینہ مبارک کھولے ہوئے برابر کھڑے رہے تاکہ مجاہدین کے گھوڑوں کی ٹاپ کی گرد سینہ پر پڑے اور آپ نے اُس گرد کو خوب اچھی طرح سے سینہ پر ملا

راقم کے نزدیک تو یہ واقعہ بھی فتح مندی کا پیش خیمہ تھا ۱۲

اسلامیہ کے قدم چومے تو افسران فوج کو اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو ممالک مفتوحہ میں اپنی مرضی کے مطابق سکونت اختیار کر سکتے ہیں **سید احمد جاجنیری** نے موضع ایکساری میں سکونت اختیار کی۔

آپ کے چار بیٹے تھے اور سب کثیر الاولاد۔ اُن میں سے ایک تو ایکساری میں رہے جن کی اولاد میں **میاں صاحب** تھے اور بقیہ تین صاحبوں نے قریب ہی قریب مختلف مقامات اور بستیوں میں توطن اختیار کیا۔ کوئی تو گنگا پار چلا گیا کوئی اورین میں رہا اور کسی کی اولاد نے بارہ گیان میں اقامت اختیار کی جس میں داخل ہیں متصلہ ذیل بارہ بستیاں[عـه]۔

(۱) ایکساری (۲) مُغنڈا (۳) مانے (۴) چوارہ
(۵) حسین آباد (۶) کٹنی کول (۷) جمواڑہ (۸) پتھرہٹا[سـه]
(۹) کونڈا (۱۰) بجے پور (۱۱) بروئی (۱۲) جنڈھاری (جڑھیاری)

سید جان محمد غازی جو اورین میں رہتے تھے اُن کی اولاد میں سے کوئی تو بلتھوا میں جا بسا، کوئی اَمہرہ میں، کوئی علی نگر میں، کوئی مولانگر میں اور کوئی سورج گڈھ میں

میاں صاحب کے چچاؤں کا ذکر

میاں صاحب کے والد ماجد سید جواد علی کئی پشتوں سے موضع بلتھوا[للعـه] میں رہتے تھے اور ان کے تین حقیقی بھائی بھی تھے ایک کا نام تھا سید چندو دوسرے کا نام سید عیدو اور تیسرے کا نام سید کلب علی مگر لکھنے پڑھنے میں قابل **میاں صاحب** کے والد ہی تھے اور فارسی دانی میں ممتاز بین الاقران۔

[عـه] یہی وجہ تسمیہ ہے بارہ گیان کی ۱۲ [سـه] میاں صاحب کی بڑی بہن کی شادی اسی موضع میں ہوئی تھی، میاں صاحب صرف انہیں سے چھوٹے تھے اور سب بھائی بہنوں میں سب سے بڑے ۱۲

[للعـه] سید احمد جاجنیری کی اولاد نے بیشتر یہیں سکونت اختیار کی اور وہ سیدوں کی بستی خیال کی جاتی تھی یہ علی نگر اور اورین کے درمیان واقع ہے، مگر افسوس کہ اب ایک سید کا گھر بھی وہاں نہیں ہے بلکہ صرف جلاہوں کے چند گھر ہیں میاں صاحب کے والد کا انتقال بھی اسی موضع میں ہوا اس وقت تک میاں صاحب دلی سے وطن کی طرف کبھی واپس آئے ہی نہ تھے آپ کے دونوں چھوٹے بھائی مولوی سید سجاد حسین اور مولوی سید توسل حسین بعد وفات اپنے والد ماجد کے سورج گڈھ چلے آئے، میاں صاحب نے، اپنے والد کی موت کی خبر جب دہلی میں پائی تو فوراً وہاں سے معاودت کی اور وطن پہنچے بلتھوا میں کوئی رہتا ہی نہ تھا اس سبب سے سورج گڈھ ہی میں ٹھیرے مگر اپنے والد کے مزار کی زیارت اور دعاء مغفرت کے لئے بلتھوا گئے اس کے بعد اکثر تشریف لائے اور جب آئے تو سورج گڈھ میں ٹھیرے ۱۲

سنہ ولادت

سنہ ولادت کی تحقیق اور تطبیق

ولادت کی تاریخ اور مہینہ تو کسی طرح معلوم ہی نہ ہو سکا۔ مگر سنہ معلوم ہوا وہ بھی اختلاف روایت کے ساتھ۔

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کے اڈیٹر نے لکھا ہے کہ آپ نے ایک سَو دس برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اس حساب سے سنہ ولادت ہوتا ہے بارہ سو گیارہ ہجری۔ ایک دوسری روایت سے ثابت ہوتا ہے سنہ ۱۲۱۲ ہجری۔

ایک تیسری تحریر سے معلوم ہوتا ہے سنہ ۱۲۰۹ فصلی مطابق سنہ ۱۲۱۶ ہجری مگر میرے پاس کافی وجوہ[عہ] اس کے موجود ہیں کہ میاں صاحب کا صحیح سنہ ولادت سنہ ۱۲۱۲ فصلی مطابق سنہ ۱۲۲۰ ہجری موافق سنہ ۱۸۰۵ عیسوی ہے۔

نسب

نسب

آپ دادہال اور ننہیال دونوں ہی جانب سے نقوی حسینی ہیں کیوں کہ دونوں نسب نامے سید احمد جاجنیری سے ملتے ہیں میاں صاحب چونتیسویں پشت میں جناب امیر علیہ السلام کے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پینتیسویں، حسن اتفاق یہ ہے کہ حضرت امام حسن رضؓ اور امام مہدی آخر الزماں علیہما السلام کے سوا اس سلسلۂ نسب میں دس امام موجود ہیں۔

[عہ] منجملہ اُن وجوہ کے ایک وجہ یہ ہے کہ آپ نے سفر شروع کیا سترہ برس کی عمر میں یعنی سنہ ۱۲۳۷ ہجری میں جیسا کہ خود یک تحریر میں لکھتے ہیں "منت خدائے را کہ توفیق ایں عاجز بے نوا بعمر شانزدہ سالگی یا ہفدہ سالگی کہ ازیں کم و بیش نبود بہ قصد تحصیل علوم رہگرائے سفر بود" و سید احمد صاحب اور مولانا شہید سے پہلی ملاقات اسی سنہ ۱۲۳۷ھ میں ہوئی پٹنہ میں جس کا مفصل بیان آئندہ آئے گا، اور آپ موضع خواجہ پھول میں پہنچے ۵ رجب سنہ ۱۲۳۷ھ میں جہاں تاریخ ورود آپ کے دست خاص کی لکھی ہوئی ابھی تک موجود ہے سنہ ۱۲۳۷ میں سے سترہ برس نکال دیئے جائیں تو بلا اختلاف روایت سنہ ۱۲۲۰ رہتے ہیں ۱۲ منہ

شجرہ

شجرہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء — امیرالمومنین علی بن ابی طالب زوج بتول

۳ امام حسین علیہ السلام

۴ امام زین العابدین

۵ امام محمد باقر

۶ امام جعفر صادق

۷ امام موسی کاظم

۸ امام موسی رضا

۹ امام محمد تقی

۱۰ امام محمد نقی

۱۱ امام حسن عسکری

۱۲ سید ابوالفرج

۱۳ سید فضیل

۱۴ سید افضل

۱۵ سید داؤد

۱۶ سید محمود

۱۷ سید محمد

۱۸ سید احمد جاجنیری

	دادہال	ننھیال	
۱۹	سید جمال الدین	سید حیدر باکھ	۱۹
۲۰	سید رکن الدین	سید حاتم	۲۰
۲۱	سید زیرک	سید محمود	۲۱
۲۲	سید بزرگ	سید محمد	۲۲

۲۳	سید یونس الحاج	سید خداوند	۲۳
۲۴	سید بدھن	سید منجھن	۲۴
۲۵	سید معروف	سید الہداد	۲۵
۲۶	سید چاند	سید جان	۲۶
۲۷	سید ہاشم	سید سغولی	۲۷
۲۸	سید قطب الدین	سید بایزید	۲۸
۲۹	سید محبوب	سید نصیبو	۲۹
۳۰	سید ماہرو	سید زین الدین	۳۰
۳۱	سید محمد	سید غلام محی الدین	۳۱
۳۲	سید الٰہ بخش	سید سیف الدین	۳۲
۳۳	سید عظمت اللہ	سید کلیم اللہ	۳۳
۳۴	سید جواد علی	بی بی شاکرہ	۳۴
		بی بی نصیبن	۳۵

سید محمد نذیر حسین

خاندان کا حال

میاں صاحب کا خاندان علم و فضل دولت اور وجاہت میں پہلے سے ممتاز تھا۔

عہدہ قضا

آپ سے کئی پشت اوپر کا حال جہاں تک معلوم ہوا ہے اُس سے اچھی طرح پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ تاریخی آدمی تھے اور اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے عہد سے خدمت قضا پر مامور تھے جو ایک روشن دلیل ہے علم کے ساتھ عالی خاندانی کی۔

یوں تو دادہال اور ننہیال دونوں کے نسب نامے سید احمد جاجنیری سے ایک ہو جاتے ہیں، اور وہ تھے کون؟ اوپر اس کا بیان گذر ہی چکا کہ ایک ہزار سپاہ کے کمانڈر اور جنرل تھے۔

اس کے بعد یہ قیاس نہایت ہی صحیح ہے کہ اُن کے بعد پشتوں تک اُن کی اولاد بحیثیت ایک فاتح جنرل کی اولاد ہونے کی نہایت ہی معزز اور محترم

سمجھی جاتی ہوگی۔

مگر عہدۂ قضا کا سلسلہ شروع ہوتا ہے غالباً سید بایزید سے جو آپ کے اجداد مادری میں ہیں اور جن کے اور آپ کے درمیان سات واسطے اور ہیں۔

عالمگیر کے وقت سے اس وقت تک اُسی خاندان میں کابراً عن کابرٍ یہ عہدہ چلا آتا ہے انہیں قضاۃ میں ہیں قاضی سید وجیہ الدین[عہ]، قاضی سید جمال، قاضی سید عبد النبی، قاضی مولوی سید عنایت اللہ مدرس مدرسہ شاہی دہلی، مولوی محمد اعظم، قاضی مولوی محمد سالم، قاضی سید امام علی اور قاضی سید محمد اکبر غازی جن کے نواسے ہیں قاضی سید حفیظ الرحیم جو آج کل رول سب[عہ] رجسٹرار ہیں محمد" پرگنہ سورج گڈھ میں۔

عہدۂ قضا کی دو سندیں ایک اورنگ زیب عالمگیر اور دوسری شاہ عالم بادشاہ کی درج ذیل ہیں۔

نقل فرمان عہدۂ قضا عطیہ ابوالمظفر محمد محی الدین عالمگیر بادشاہ غازی مسجل بہ طغرا و مہر

[عہ] ان کو بادشاہ دہلی کی طرف سے پرگنہ سورج گڈھ میں بائیس موضع جاگیر میں ملے تھے جس کے ایک آنے کی آمدنی آغاز تیرھویں صدی ہجری میں پانسو روپیہ سالانہ تھی باوجودیکہ اُس وقت لگان بہ نسبت اِس زمانہ کے بہت ہی کم تھی۔

[عہ] گورنمنٹ انگلشیہ کے زمانہ میں جن کا لقب قاضی اور قاضی القضاۃ تھا اُن کے متعلق کام سپرد ہوا یعنی رول سب رجسٹرار، وراسپیشل سب رجسٹرار یا رجسٹرار کا اسی لئے غدر ۱۸۵۷ء سے چند برسوں بعد قاضی وغیرہ کی جگہ رول سب رجسٹرار وغیرہ ہی کا لقب قائم کیا گیا۔ مگر سلاطین اسلامیہ کے زمانہ میں قاضی کا عہدہ مماثل تھا ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے عہدہ کے ۱۲۔

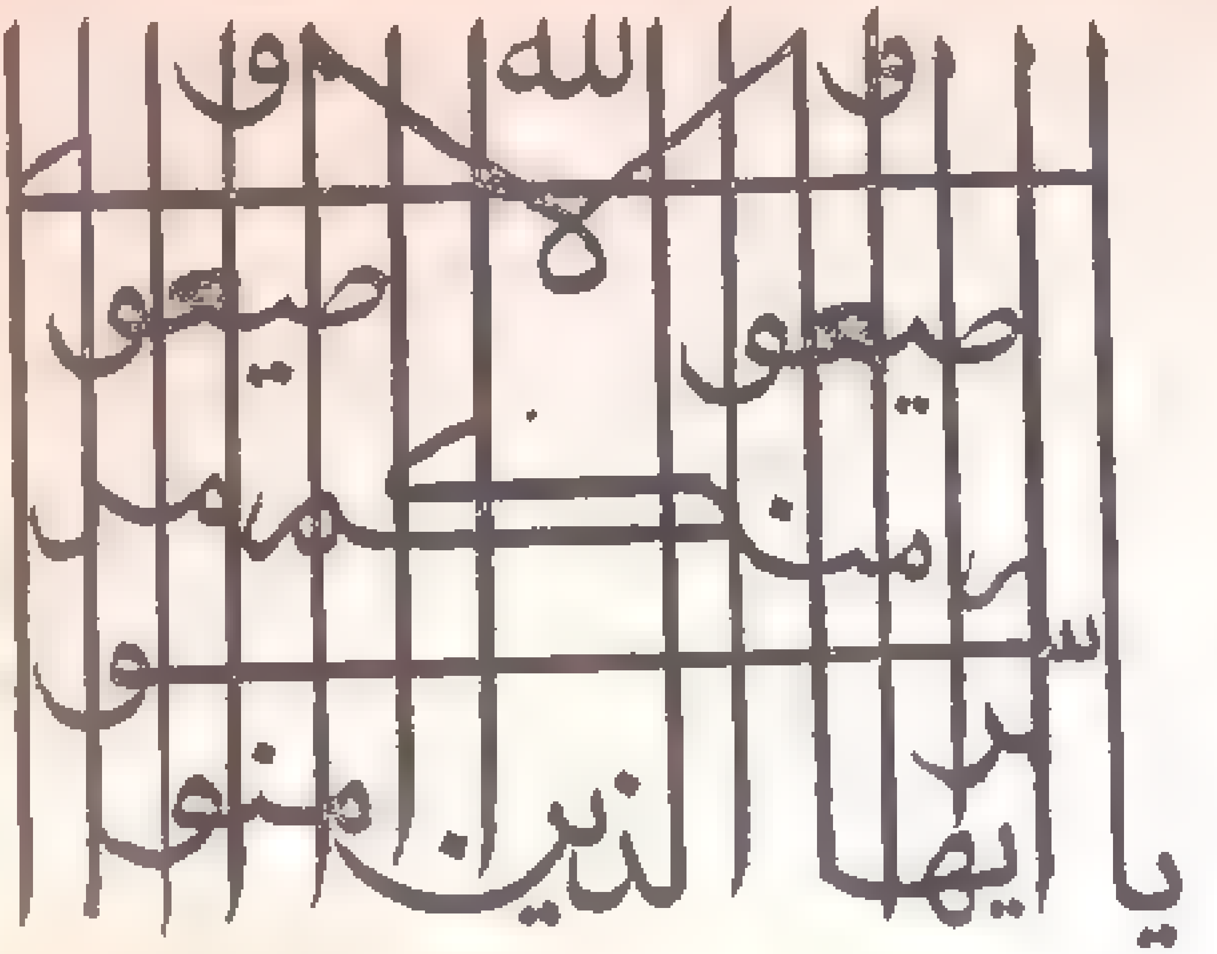
ان الله وملائکته یصلون علی النبی
یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما

نقل مہر شاہی

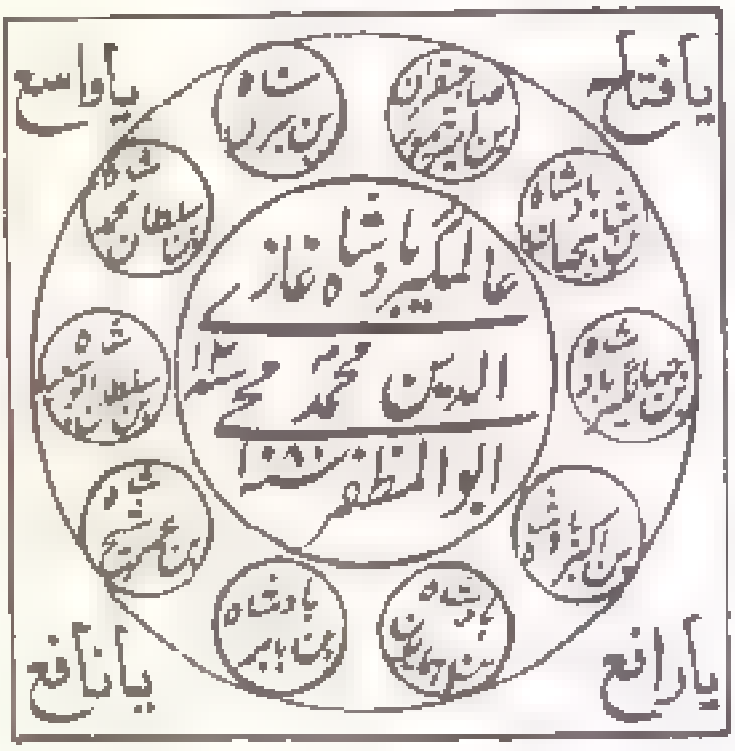
یا فتاح
یا واسع
یا رافع
یا نافع
عالمگیر بادشاه غازی
محی الدین محمد
ابوالمظفر سنه ۱۰۸۱

دریں وقت فرمان والاشان صادر شد کہ خدمت قضایا پرگنہ سورج گڈھ و گجرہ
تابع سرکار مونگیر متعلق صوبہ بہار از انتقال عبدالنبی بہ سید عنایت اللہ پسرش
و موازی چہل بیگہ زمین افتادہ لائق زراعت خارج جمع از پرگنہ سنگھول تابع
سرکار مذبور بشرط خدمت و عدم اخذ مہرانہ و نکاحانہ در وجہ مدد معاش او حسب الضمن

مقرر باشد کہ بلوازم و مراسم آں کما ینبغی پردازد و در نشر شرعیات و قطع و فصل قضایا و معاملات و رفع و دفع دعاوی و خصومات و عقود انکحہ بلاولی و قسمت ترکات و کتابت صکوک و سجلات و تحریص و ترغیب مردم بہ طاعات و عبادات و اجرائے حدود و تعزیرات و اقامتہ جمعہ و جماعات و تحقیق احوال غیب و ایتام و تعین اوصیا و نصب قوام مقرر نمودن نائب متدین طالب العلم مساعی موفورہ بتقدیم رساند باید کہ حکام و عمال و جاگیرداران و کروریان حال و استقبال اورا قاضی آں محالات دانند و زمین مذبور را بیمودہ و چک بستہ بہ تصرف او بازگذارند و اصلاً و مطلقاً تغیر و تبدیل بداں راہ نہ دہند۔ و بعلت مال و جہات و اخراجات مثل قلعہ و پیشکش و جریانہ و ضابطانہ و محصلانہ و مہرانہ و داروغگانہ و بیگار و شکار و مقدمے و قانون گوئی و ضبط ہر سالہ بعد از تشخیص چک و تکسیر زراعت و کل تکالیف دیوانی و مطالبات سلطانی مزاحم نہ شوند و دریں باب ہر سال سند مجدد نہ طلبند و اگر در محلے دیگر چیزے داشتہ باشند آں را اعتبار نہ کنند طریق جمہور سکنہ و متوطنین پرگنات مسطور آنکہ خطوط و قبالات و صکوک و سجلات را بخط و مہر او معتبر شمرند غرہ شعبان سال سی و یکم جلوس والا قلمی شد

واضح ہو کہ یہ عبارت اس سند کی پشت پر بعینہ مرقوم تھی اور مزین بہ مہر مگر بسبب اس کے کہ مہر نہیں پڑھی جا سکی اس لئے اُس کی نقل نہیں کی گئی

شرح یادداشت واقعہ تاریخ روز چہارشنبہ بست و ششم شہر جمادی الآخر سنہ ۳۱ جلوس والا موافق سنہ ۱۰۹۹ ہجری مطابق ہشتم اُردی بہشت ما رسالہ صدارت و مشیخت پناہ فضیلت و کمالات دستگاہ سزاوار رحمت و احسان صدر منیع القدر فاضل خان و نوبت واقعہ نگاری کمترین بندہ درگاہ خلائق آرامگاہ محمد ساقی قلمی می گردد سید عنایت اللہ ولد سید عبدالنبی از نظر اقدس اعلیٰ گذشت و بعرض مقدس معلی رسید کہ پروانگی بہ مہر و دستخط مشیخت و فضیلت پناہ فضائل خاں رسیدہ کہ بموجب التماس محمد شفیع وغیرہ سکنہ پرگنہ سورج گڈھ و پرگنہ کجرہ سرکار مونگیر صوبہ بہار بعرض والا رسید کہ از مدتے عبدالنبی قاضی پرگنات مسطور فوت شدہ و بدون قاضی معاملات شرعیہ فیصل نمی یابد حکم والا شرف نفاذ یافت کہ بندہ بر تقدیر وقوع قاضی دیگر بعرض مقدس رسانیدہ مقرر نماید حقیقت بدیں منوال ست کہ در پرگنہ سورج گڈھ و پرگنہ کجرہ

سرکار مونگیر مذکور قاضی از حضور پرنور تعیین نشده و محضر بمهر مردم رسیده که سید عبدالنبی قاضی سوروئی پرگنات مسطوره روبتعیین حیات سپرد و سید عنایت الله پسر متوفی بحضور پرنور رسیده طالب علم است هرچه فرمان شود حکم جهان مطاع عالم مطیع صادر شد که خدمت قضا پرگنات مرقومه مع سواد قصبات و قریات متعلقه آن از انتقال سید عبدالنبی متوفی مشارالیه و موازی چهل بیگه زمین افتاده لائق زراعت خارج جمع از پرگنه سنگهول سرکار مونگیر مذکور مادامیکه قاضی باشد بشرط عدم اخذ مهرانه و نکاحانه در وجه مدد معاش او مرحمت فرمودیم و نیز حکم شد در جائیکه خود نرسد نائب متدین طالب علم تعیین می کرده باشد و اگر در محال دیگر چیزے داشته باشد آں را اعتبار نکنند واقعه ۸ جمادی الآخره سنه ۱۳ بموجب تصدیق یادداشت قلمی شد شرح خط معتمد الدوله العلیه معتمد السلطنت السنیه عمده وزرائے رفیع الشان زبده خوانین بلند مکان ناظم مناظم ملک و مال ناهج مناهج دولت و اقبال شائسته انواع عنایت سزاوار اوصاف مرحمت خان شجاعت نشان جملة الملک مدارالمهام اسد خان آنکه داخل واقعه نماید شرح خط صدارت و مشیخت و فضیلت و کمالات دستگاه سزاوار مرحمت و احسان صدر منیع القدر فاضل خان آنکه داخل واقعه نماید شرح خط واقعه نویس آنکه مطابق واقعه است شرح خط عمده وزرائے رفیع الشان زبده خوانین بلند مکان جملة الملک مدارالمهام آنکه بعرض مکرر رسید شرح خط سیادت و فضیلت پناه قابل احسان سعادت خان آنکه دوازدهم شهر رجب سنه ۱۳ جلوس والا مکرر بعرض مقدس رسید شرح خط خان شجاعت نشان جملة الملک مدارالمهام آنکه فرمان عالی شان قلمی نماید۔

فرمان عهدهٔ قضا عطیه شاه عالم بادشاه غازی

نقل فرمان عهدهٔ قضا عطیه شاه عالم بادشاه غازی

۱۱۷۵
منجم خان

گماشتهائے جاگیرداران و کروریان حال و استقبال پرگنه سورج گدھ سرکار

فرخ آباد و صوبہ بہار آنکہ چون بموجب پروانہ حسب الحکم الاعلیٰ بمہر امارت و سیادت مرتبت صدر الصدور عبداللہ خان بہادر مرخان مرقوم دوازدہم شہر صفر سنہ ۲ جلوس منصب قضاے پرگنہ مسطور مع سواد و قصبہ و قریات متعلقہ از تغیر سید مصاحب علی بسید محمد سالم ولد سید وجیہ الدین مقرر ست چنانچہ اسناد اکبر علی خاں وغیرہ صدور سابق بدست دارد و دریں ولا از تصدیق معتبر معلوم شد کہ مشار الیہ حی و قائم بنا بر آں بتصحیح رسانید کہ کماینبغی بلوازم آن قیام نمودہ در فصل قضایا و خصومات و اجراے حدود و تعزیرات و اقامت جمعہ و جماعات و ترغیب مردم بہ طاعات و انکاح من لا ولی لہ و قسمت زکات و حفظ اموال غیب و ایتام و تعین اوصیا و نصب قوام مساعی موفور بہ تقدیم رساند باید کہ مشار الیہ را قاضی پرگنہ مسطور مستقل دانستہ دست تصدی اورا در امور متعلقہ آن خدمت مستقل دانند و دیگرے را سہیم و شریک او نگردانند و صکوک سجلات را بمہر او معتبر شمارند دریں باب قدغن لازم دانستہ تخلف نورزند تحریر بتاریخ شانزدہم ربیع الاول سنہ ۳ مطابق سنہ ۱۱۸۵ھ

طفولیت

طفولیت

بچپن کے زمانہ کا کوئی واقعہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر معلوم نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ کھیلنے کا شوق حد سے زیادہ تھا۔ تیرنے دوڑنے گھوڑا چڑھنے میں مشتاق تھے اور پڑھنے لکھنے کی طرف سے سخت بدشوق عجب نہیں کہ عنفوان شباب تک اسی آزادی کے کھیل اور جمناسٹک کی مشق نے میاں صاحب کی صحت پر اچھا اثر کیا ہو جس سے قوی شگفتہ ہوگئے۔

کیوں کہ آخر آخر تک وہ نہایت ہی جفاکش، صابر، محنتی اور زندہ دل رہے۔

پڑھنے کی
جانب میلان

پڑھنے کی جانب کیوں کر میلان ہوا؟

اور ابتدائی تعلیم

میاں صاحب کے والد ماجد کے پاس اکثر ایک برہمن آتا جاتا تھا ایک

روز اُس نے میاں صاحب سے کہا کہ "میاں تم اِتنے بڑے ہوگئے اور کچھ پڑھا نہیں دیکھو تمہارے خاندان میں سب لوگ مولوی ہیں اور تم جاہل ہو"

آپ کی سیدھی سادھی طبیعت پر یہ جملہ نشتر یا جادو کا کام کرگیا جس سے طبیعت پڑھنے کی طرف دفعتاً مائل ہوگئی۔

آپ کے والد ماجد کو فارسی میں اچھی دستگاہ تھی اس لئے فارسی انہوں نے پڑھائی اور جب فارسی کی درسی کتابیں نکل گئیں تو عربی کی ابتدائی کتب بھی شروع کرادی۔

وطن چھوڑکر باہر جانے کی کیا وجہ ہوئی اور کس عمر میں وطن چھوڑا

وطن چھوڑکر باہر جانے کی وجہ

اس وقت ہمارا ہیرو اپنی عمر کی سولھویں ۱۶ سالانہ منزل طے کرکے سترھویں میں قدم رکھ رہا ہے اور پڑھنے کے شوق میں طبیعت بے چین ہو رہی ہے چاہتا ہے کہ علم کو کس طرح گھول کر پی جائے، دنیا کے تعلقات سے بالکل آزاد ہے، مختلف طرح کے منصوبے ذہن میں آرہے ہیں جس سے کبھی تو اُس کی ہمت بڑھتی ہے کبھی پست ہو جاتی ہے، کبھی سفر کا ارادہ کرتا ہے مگر تہیدستی اور ناداری مایوسی کی تصویر بن کر سامنے کھڑی ہو جاتی ہے پھر دل کو مضبوط کرتا اور ہمت باندھ کر دل ہی دل میں پڑھتا ہے ؎

کیا پڑا ہے دیر کے ٹکڑوں پہ میر
اُٹھ کے کعبہ چل خدا رزاق ہے

اب اُس کی حالت ایسی ہو رہی ہے کہ یقدم رجلا و یوخر اخرے سخت حیص بیص میں ہے نہ تو اپنے راز کو ظاہر کرسکتا ہے نہ چھپ رہ سکتا ہے ؎

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

اسی خلجان میں وہ اپنے ایک ہم عمر طالب العلم مولوی بشیر الدین عرف مولوی امداد علی سے مشورہ کرنا چاہتا ہے باتوں ہی بات میں ملاتا ہے اور امتحان کرنا چاہتا ہے کہ اس میں رازداری کا مادہ ہے یا نہیں، دو چار دن جب س بہ

گذرتے ہیں تو امید بندھتی ہے کہ یہ رازداری کرے گا اب اُس کو تخلیہ میں لے جا کر کہتا ہے کہ یار ہم تم سے ایک بات کہنا چاہتے ہیں بشرطے کہ اُس کو ظاہر نہ کرو اور میرا ساتھ دو وہ اس کو منظور کرتا ہے اور مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہے اب اس پیمان کو وہ قسم سے موثق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بھائی میرا دل پڑھنے کے لئے بے چین ہو رہا ہے ہم یہاں سے بھاگنا چاہتے ہیں، ایک منٹ بھی اب میرا دل یہاں نہیں لگتا گھر کاٹے کھاتا ہے۔

طبیعت میں اُلجھن اور جی میں سخت وحشت ہو رہی ہے، اس بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ ان باتوں کو سننے کے ساتھ ہاتھ بڑھاتا ہے اور کہتا ہے کہ یار یہ تو میرے دل ہی کی بات کہی میں بھی اسی فکر میں پریشان ہو رہا ہوں، چاہتا تھا کہ تم سے مشورہ کروں مگر پھر ہمت نہ ہوئی دل میں خیال آیا کہ کہیں بات کھُل گئی تو بہت پٹیں گے، لو خدا حافظ اب دیر کیا ہے، کھانا کھا کر جب سب سو جائیں گے میں اپنی گٹھری بغل تلے دابے نکل کھڑا ہوں گا، تم بھی چلے آنا مگر دیکھنا کتاب کی گٹھری نہ چھوڑنا اور یار جو پہلے گھر سے نکلے وہ گاؤں کے پچھم پیپل والے پیڑ کے نیچے انتظار کرے دونوں جب وہاں پہنچ جائیں تب ساتھ چلیں، خوش قسمتی سے رات بھی اندھیری ہے کسی کو پتہ بھی نہ لگے گا اور رستہ ادھر کا دیکھا ہوا ہے صبح ہوتے ہوتے پانچ چھ کوس نکل جائیں گے پھر پکڑتا کون ہے اور پتہ کس کو لگتا ہے۔ قصہ مختصر حسب قرارداد مذکورہ دونوں اُسی رات گھر سے چل نکلتے ہیں۔ وطن سے روانگی

صوبہ بہار کا مدینۃ العلم اُس وقت سمجھا جاتا تھا عظیم آباد پٹنہ اور طلبہ کی بھاگ دوڑ وہیں تک محدود تھی، دونوں آدمی ۱۲۳۷ھ مطابق ۱۸۲۱ء میں موضع بلتھوا سے بھاگ کر پٹنہ صادق پور پہنچے در محلہ نمو ہیان میں شاہ محمد حسین صاحب مرحوم کے مکان پر ٹھیرے یہاں اکثر طلبہ کی جاگیریں بھی تھیں اور نو وارد طلبہ کے لئے جاگیروں کا بندوبست بھی فوراً کر دیا جاتا تھا اور درس بھی دیا جاتا تھا۔ عظیم آباد پٹنہ پہنچنا شاہ محمد حسین مرحوم کے مکان میں ٹھیرنا

میاں صاحب تقریباً چھ مہینے یہاں ٹھیرے اور غالباً ترجمہ قرآن اور مشکوٰۃ پڑھا۔

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا وعظ بانکی پور میں سننا اور دہلی جانے کا خیال پیدا ہونا

مولانا اسمعیل شہید اور سید احمد بریلوی کا پٹنہ پہنچنا

سید احمد علیہ الرحمہ بریلوی اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ وغیرہ تین سو سے زیادہ آدمیوں کے قافلے کے ساتھ یکم شوال ۱۲۳۶ھ کو بعد نماز عید الفطر سفر حج کے ارادے سے بریلی سے روانہ ہوئے وہاں سے دلمئو، الہ آباد، مرزاپور، ہوتے ہوئے اور ہر جگہ کئی کئی ہفتے قیام کرتے بنارس پہنچے۔ عید الضحیٰ کی نماز بنارس میں پڑھی اور ایک مہینہ بنارس میں ٹھیرے۔

محرم ۱۲۳۷ھ میں بنارس سے روانہ ہوئے غازی پور، زمانیہ، داناپور وغیرہ ہوتے ہوئے اور ان شہروں میں ہر جگہ کہیں ہفتہ کہیں دس روز اور کہیں دو ہفتے قیام کرتے ہوئے کئی مہینوں کے بعد عظیم آباد پٹنہ پہنچے اور پندرہ روز یہاں بھی ٹھیرے یہی زمانہ تھا **میاں صاحب**[عہ] کے پٹنہ آنے کا، سید صاحب کا قافلہ گول گھر کے سامنے ٹھیرا تھا اور لین کے میدان میں جمعہ کی نماز ہوئی تھی اور مولانا شہیدؒ نے وعظ فرمایا تھا۔

مولانا شہیدؒ کا وعظ

میاں صاحب فرماتے تھے کہ "ہم اُس وعظ و نماز میں شریک تھے سارا میدان لین کا آدمیوں سے بھرا ہوا تھا، پہلی ملاقات سید صاحب اور مولانا شہیدؒ سے یہیں پٹنہ میں ہوئی۔"

معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب اور مولانا شہیدؒ کی پانزدہ روزہ صحبت اور وعظ کی برکت سے **میاں صاحب** کو دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا۔

کیوں کہ اُس وقت دہلی میں جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس اللہ سرہ العزیز (مولانا شہیدؒ کے خاندان کے افسر اعلیٰ، سید احمد صاحب کے پیر اور نہ صرف ہندوستان بلکہ ممالک اسلامی کے زبردست امام) بھی زندہ اور موجود تھے

[عہ] تخمیناً معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت سید صاحب سفر حج کے لئے بریلی سے روانہ ہوئے تو اُسی زمانہ میں میاں صاحب بھی سورج گڑھ سے چلے ہ،

سید صاحب اپنے قافلے سمیت بعد دو ہفتہ کے پٹنہ سے بسواری کشتی سورج گڈھ مونگیر، بھاگل پور اور مرشد آباد ہوتے ہوئے کلکتہ روانہ ہو گئے اور **میاں صاحب** غالباً اُسی کے تھوڑے ہی دنوں بعد بہ قصد دہلی عظیم آباد سے پچھم روانہ ہوئے۔

دہلی کی روانگی

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

سیّد احمد صاحب اور میاں صاحب سے سورج گڈھ میں ملاقات کا نہ ہونا

سید احمد صاحب اور میاں صاحب سے سورج گڈھ میں ملاقات کا نہ ہونا

سید صاحب کی دعوت حج کو جاتے وقت بھی سادات سورج گڈھ نے کی تھی اور پندرہ روز وہاں قافلہ ٹھیرا تھا اور حج سے لوٹتے وقت بھی سورج گڈھ میں ٹھیرے تھے، اسی بنا پر بعض لوگوں نے یہ قیاس کیا ہے کہ مولانا شہید اور سید صاحب سے **میاں صاحب** کی ملاقات سورج گڈھ میں ہوئی ہوگی۔ مگر تاریخی شہادت اس قیاس کی مخالف ہے کیوں کہ ۱۲۳۷ھ کی پہلی ہی سہ ماہی میں سید صاحب پٹنہ پہنچے اور **میاں صاحب** شریک نماز و وعظ رہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **میاں صاحب** سورج گڈھ چھوڑ چکے تھے اور اُس وقت پٹنہ میں تھے۔

اور یہ گمان تو کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ پہلی ملاقات **میاں صاحب** کی سید صاحب سے سورج گڈھ میں ہوئی ہو جب وہ حج کو جا رہے تھے اور دوسری ملاقات پٹنہ میں ہوئی ہو جب سید صاحب حج سے واپس آ رہے تھے کیوں کہ ۵ رجب ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۸۲۳ء بدھ کے دن **میاں صاحب** اثناء سفر دہلی میں تحصیل کھوگنی پور موضع خواجہ پھول کی مسجد میں فرود ہوئے تھے جہاں اُن کے ورود کی تاریخ اُن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی اس وقت تک موجود ہے، اور سید صاحب نے سفر حج شروع کیا یکم شوال ۱۲۳۶ھ مطابق ۲- جولائی ۱۸۲۱ء روز دوشنبہ کو اور بریلی واپس پہنچے ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ مطابق ۳۰- اپریل ۱۸۲۴ء روز جمعہ کو دو برس گیارہ مہینوں کے بعد۔

اب یہ بات صاف ہو گئی کہ سید صاحب کے سورج گڈھ پہنچنے کے دونوں ہی وقتوں میں **میاں صاحب** وہاں موجود نہ تھے۔ جاتے وقت تو پٹنہ میں تھے

جہاں وعظ سنا اور دہلی جانے کا خیال پیدا ہوا اور حج سے لوٹتے وقت میاں صاحب اثنائے راہ دہلی میں تھے۔

پٹنہ سے دہلی روانہ ہونا، رستہ میں مختلف مقامات میں ٹھیرنا، راہ کے دل چسپ واقعات دہلی پہنچنا، چند روز تک ایک ہم وطن کے ساتھ رہنا اور پھر پنجابی کٹرے کی مسجد اورنگ آبادی میں مستقل قیام

۱۲۴۳ھ میں **میاں صاحب** پٹنہ سے دہلی کی جانب اپنے ہم سفر رفیق مولوی امداد علی[عہ] سورج گڈھی کے ساتھ روانہ ہوئے۔

غازی پور پہنچنا

غازی پور پہنچ کر چندے قیام کیا اور کچھ ابتدائی کتابیں مولوی احمد علی صاحب مرحوم چریا کوٹی سے پڑھیں جو اپنے زمانہ کے مشاہیر علما سے تھے وہاں سے بنارس پہنچے

بنارس پہنچنا

اور وہاں بھی قیام کیا بنارس میں ایک کتاب نو روپئے میں بیچ کر ایک چھوٹا ٹٹو خرید کیا اور وہاں سے الہ آباد روانہ ہوئے۔

الہ آباد پہنچ کر قیام کرنا اور پڑھنا

الہ آباد میں پہنچ کر اُس مسجد میں جو جمنا کے کنارے واقع تھی چندے قیام کیا اور پھر شاہ اجمل کے دائرہ میں فروکش ہوئے۔

ابتدائی کتابیں صرف و نحو کی مثل مراح الارواح، زنجانی، نقود الصرف، جزولی، شرح مائۃ عامل، مصباح، ضریری اور ہدایۃ النحو وغیرہ عمدہ، الہ آباد

[عہ] یہ حضرت راہ میں کہاں سے جدا ہوئے اور کب دہلی پہنچے اس کا پتہ نہیں چلتا مگر دہلی میں میاں صاحب سے غالباً پہلے پہنچے اور میاں صاحب دہلی پہنچ کر کچھ دنوں انھیں کے ساتھ رہے اور یہ بزرگ بعد فراغ اپنے گھر سورج گڈھ واپس چلے آئے ۱۲

سے پڑھیں اور سات آٹھ مہینے وہاں ٹھہرے۔

اس کے بعد قدرتی طور پر یہ خیال آیا ہوگا کہ ہنوز دہلی دور ست جناب شاہ عبد العزیز صاحب سے اگر ملاقات نہ ہوئی تو سخت افسوس ہوگا آپ وہاں سے کوڑا من اعمال ضلع فتح پور پہنچے اور آہستہ آہستہ چلتے پھرتے ٹھہرتے ضلع کان پور میں وارد ہوئے پھر ضلع فرخ آباد کی طرف چلے گئے، غرض اسی طرح راہ بے راہ سفر ہو رہا تھا کہ ضلع کان پور میں مکرر پہنچے اور موضع خواجہ پھول تھانہ سکندرہ تحصیل بھوگنی پور کے قلعہ کے اندر جہاں آبادی ہے قیام فرمایا۔

موضع خواجہ پھول میں وارد ہوئے رجب ۱۲۳۹ھ کو

خواجہ پھول کا وہاں مزار ہے اُس کے پاس والی مسجد میں ٹھہرے اور بدستخط خاص دیوار جانب جنوب کی جھنجریوں پر لکھ دیا۔

بندہ فقیر امروز وارد مسجد ہذا شد عبدہ سید محمد نذیر حسین سورج گڈھی
المرقوم فی التاریخ پنجم ماہ رجب المرجب ۱۲۳۹ھ ہجری

ــہ مولوی سید عبد العزیز ساکن صمدن ضلع فرخ آباد کو میاں صاحب اپنے ایک خط میں اپنے زمانۂ طالب علمی ارشاد کی کیفیت لکھتے ہیں "بخدمت عبد العزیز سلمہٗ السلام علیکم از تحریر ایشاں بوضوح پیوست کہ بضلع ،، آباد رسیدند خوب شد سب ہمیں مسجدے ست کہ بہ ایام طلب علم چندے بسر کردہ ام در آں جا از مولوی زین العابدین صاحب مرحوم مغفور صحبت درس و تدریس گرم می بود و از چند اصحاب دو از ہم جلسہ مذاکرہ باہم کشیدہ بود وقتیکہ ازاں سو در گذرند ضرور بینند کہ حال مسجد چیست شنیدہ ام کہ در ایام بلوہ از بیخ و بن برکندند یا کہ از توپ پرانیدند در دائرہ شاہ محمد اجمل مفتی اسد اللہ تشریف می داشتند یا کہ بہ جون پور مقیم شدند مولوی الیہ قاضی عدالت نصرانیہ بودند و علوفہ از سرکار می یافتند شاہ فخر الدین را ہم دیدہ بودم طبیب کہنہ مشق و بسیار زیرک و فرزانہ بودند بنگارند کہ کجا ہستند ڈاکٹر مولوی سید محمد عسکری ڈپٹی بسیار مرد با خدا و متبع کتاب و سنت ہستند زیں پیش بہ تقریبات ڈپٹی صاحب در کٹرہ رفتہ ام ایشاں حافظ ولایت حسین را دیدہ دانند فرزانہ جوان صالح ست بامقدور از مولوی صاحب موصوف ملاقات نمایند و طریقہ اخوت اسلامی جاری کردن منتج نتائج حسن ست وقتے کہ بہ نیت روانگی رحیم آباد بہ الہ آباد خواہم رسید ایشاں را اطلاع خواہم داد۔ والسلام مع الاکرام

الراقم العاجز
سید محمد نذیر حسین عفی عنہ"

ــہ ۳۶ رحیم آباد ضلع دربھنگہ سب ڈویژن سمستی پور میں ایک چھوٹی سی بستی ہے مظفر پور سے چھبیس میل پورب اور دکھن کی جانب اس وقت وہاں کے رئیس امام المناظرین مولانا مولوی عبد العزیز سلمہ خلف الصدق شیخ احمد اللہ صاحب مرحوم ہیں ۱۲

سید عبدالعزیز جب بھوگنی پور کے تحصیل دار ہو کر وہاں گئے تو اس یادداشت کی خبر میاں صاحب کو دی۔ اس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ "میں بھی ایام طلب علم میں کوڑا ہو کر تمہارے اسی علاقہ سے گذرا تھا تم نے لکھا ہے کہ "موضع خواجہ پھول کے قلعہ کی مسجد میں کوئی یادداشت ورود فقیر کی بقلم فقیر تحریر ہے" بے شک ہو گی ذرا اس کو کسی وقت پڑھ کر نقل کر لینا جس سے ماہ و سن وغیرہ دریافت کر لینے سے تم کو انتباہ ہو گا۔ میں ایک ٹٹو پر تھا ایک طالب عہ علم بھی میرے ساتھ تھے شوق کتاب بینی عہ اُس وقت زیادہ تھا اور تمہاری طرح غصہ وری اور جلد بازی بھی مجھے زیادہ تھی اب کیا ہے فقیر ٹھنڈا ہو گیا تم بھی زیادہ عمر پاؤ گے عیال کا بوجھ زیادہ ہو گا سب این و آں طاق پر رکھی رہ جائے گی" المختصر اس علاقہ سے بھی آپ رخصت ہوئے۔

کتاب بینی، غصہ وری، جلد بازی،

اور آہستہ آہستہ راہ بے راہ سفر کرتے ٹھیرتے ۱۳ رجب عہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۳۰- جنوری ۱۸۲۸ء بدھ کے دن دہلی پہنچے مگر ایک مدت مدید میں پہنچے

عہ غالباً یہ وہی ہم سفر بزرگ مولوی امداد علی صاحب سورج گڈھی تھے۔ یہاں تک تو برابر ان کا ساتھ رہنا پایا جاتا ہے ۱۲

عہ اس تحریر اور نیز بعض اور تحریروں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت کتب بینی کا ذوق بہت تھا مگر عربی کی استعداد جہاں تک تھی اس کا حال تو معلوم ہی ہو چکا پھر وہ کتابیں دیکھتے تھے کس قسم کی اس کچھ ذکر نہیں۔ یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ فارسی میں گھر ہی سے اچھی مہارت تھی اس لئے قیاس اسی کا مقتضی ہے کہ وہ فارسی ہی کتابیں مطالعہ کرتے ہوں گے اور چونکہ مذہب کا رنگ چڑھ چکا تھا وہ کتابیں بھی مسئلہ مسائل یا سیر کی مثل مدارج النبوۃ، معارج النبوۃ، روضۃ الصفا وغیرہ کی ہوں گی کیونکہ ان کتابوں پر بھی میاں صاحب کی نظر نہایت ہی وسیع تھی، اور ہر کتاب کے جزئیات اور اُن کے مصنفین پر پوری طرح ریمارک کرنے کی قدرت حاصل تھی۔ علاوہ اس کے عربی فارسی کے ماسوا ہزاروں اشعار اُردو کے اُن کو یاد تھے اور اُردو شاعری کے نکات، غواصی، بندش، قوافی اور شعروں کی نسبت اُن کی رائے قابل وزن سمجھی جاتی تھی۔ الہ آباد میں شیخ امام بخش ناسخ سے بھی میاں صاحب کی ملاقات رہی تھی عجب نہیں کہ اُردو شاعری کے سب محاورات بھی اسی وقت سے ہوئی ہو ۱۲

امام بخش ناسخ سے ملاقات

عہ ایک دوسری یادداشت میں ہے ۱۲۴۲ھ میں دہلی پہنچے اور جس یادداشت سے ہم نے ۱۲۴۳ھ نقل کیا ہے اس میں ۱۳ رجب روز چہارشنبہ ہے چنانچہ اس کی عبارت فارسی بجنسہٖ آگے آتی ہے اور یہی میرے نزدیک صحیح ہے کیونکہ ۱۳ رجب ۱۲۴۲ھ دوشنبہ یا یکشنبہ کو واقع ہوئی تھی مطابق ۱۰ یا ۱۱ فروری ۱۸۲۷ء اور ۱۳ رجب ۱۲۴۳ھ ہوئی تھی پنجشنبہ ۳۱- جنوری ۱۸۲۸ء کو اس لئے صحیح تحقیق جنتری کے مطابق یہ ہے کہ آپ دہلی پہنچے ہیں ۱۲ رجب روز چہارشنبہ ۱۲۴۳ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۸۲۸ء کو کیونکہ ۱۲ اور ۱۳ کا فرق کچھ قابل لحاظ نہیں جب کہ دوشنبہ یکشنبہ اور چہارشنبہ کے اور یہ بھی ممکن بلکہ اکثر ہی ہے کہ (دیکھو صفحہ ۳۱)

تاریخ ورود دہلی کی تحقیق

کیوں کہ وطن کو **آپ** نے خیر باد کہا سنہ ۱۲۳۳ھ میں اور دہلی پہنچے سنہ ۱۲۴۳ھ میں چھ برس کے بعد کوئی صحیح وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی کہ اس قدر دیر کیوں ہوئی، مگر قیاس اسی کا مقتضی ہے کہ قلت زادراہ اور بے سروسامانی کے سبب سے ایسا غیر معمولی وقفہ سفر میں ہوا ہوگا۔

ایک دوسری بات اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے کہ موضع خواجہ پھول میں **میاں صاحب** ۵ رجب سنہ ۱۲۳۸ھ کو پہنچے اور دہلی پہنچے ۳ رجب سنہ ۱۲۴۳ھ کو ٹھیک پانچ برسوں کے بعد، یہ زمانہ کہاں گذرا اور کیوں کر گذرا؟ بالکل تاریکی میں ہے جس پر کسی طرح روشنی نہیں پڑتی۔

ایک تیسرا امر عجیب اُور بھی ہے کہ اس پانچ برس کی معتدبہ مدت میں الٰہ آباد کے بعد پڑھنا بھی کہیں ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ الٰہ آباد میں **ھدایۃ النحو** پڑھتے تھے اور دہلی پہنچ کر کافیہ شروع کی۔ المختصر خوش و ناخوش کسی طرح **آپ** دہلی پہنچ گئے اور مولوی محمد شجاع الدین مرحوم مفتی اوّل کے مکان پر اولاً اس سبب سے فروکش ہوئے کہ ایک ہم وطن عــہ **آپ** کے وہاں پہلے سے اقامت گزین تھے، چنانچہ حضرت خود اپنی ایک تحریر میں لکھتے ہیں "منت مر خدائے راکہ ایں عاجز بے نوا بہ توفیق حضرت خداوند جل وعلا در سنہ ۱۲۴۳ھ یک ہزار و دو صد و چہل و سہ ہجری بروز چہارشنبہ تاریخ سیزدہم ماہ رجب در شاہ جہان آباد بر مکان مولوی شجاع الدین مرحوم مفتی اول

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰) دونوں چاند جمادی الثانی اور رجب کے اُنتیس ۲۹ کے ہوے ہوں یعنی ۲۹ جمادی الاولی کو ہو، جمادی الثانی کا چاند اور ۲۹ جمادی الثانی کو ہو رجب کا اس صورت میں ۱۳ رجب سنہ ۱۲۴۳ھ واقع ہوئی چہارشنبہ کو یہی تطبیق میرے نزدیک صحیح اور قرین عقل ہے ۱۲

عــہ یہ ہم وطن ہونا ہو وہی مولوی امداد علی مرحوم سورج گڈھی آپ کے ہم سفر تھے جو بعد تحصیل علوم دہلی سے سورج گڈھ واپس آگئے، و رحلت العمر وہیں رہے ۱۲

معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضع خواجہ پھول یا اُس کے بعد کسی دوسرے مقام سے جدا ہوے اور دہلی پہلے پہنچے مگر کیوں مفارقت ہوئی قیاساً اس کی وجہ سوائے سوء مزاج کے اور کچھ معلوم نہیں ہوتی۔ اور اس کا ثبوت ملتا ہے میاں صاحب کے اُس گذشتہ خط سے جو سید عبدالعزیز تحصیلدار بھوگنی پور کو لکھا ہے "میں ایک شور پر تھا ایک طالب علم بھی میرے ساتھ تھے شوق کتاب بینی اُس وقت زیادہ تھا در تمھاری طرح غصہ وری اور جلد بازی بھی مجھے زیادہ تھی اب کیا ہے فقیر ٹھنڈا ہو گیا" ۱۲

ہم وطنے خود حاضر بود اقامت گزین شدہ و بعد دہ پانزدہ روز در کٹرہ پنجابیاں مسجد اورنگ آبادی بخدمت مولانا عبدالخالق صاحب مرحوم حاضر بودہ طرح تحصیل علوم درسیہ انداختم"

مولانا عبدالخالق مرحوم کے پاس پہنچنا

الغرض دس پندرہ روز کے بعد مفتی صاحب کے مکان سے اُٹھ کر پنجابی کٹرہ کی مسجد اورنگ آبادی میں مولانا عبدالخالق دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۱ھ کے پاس جا ٹھیرے۔

یہ مسجد[لہ] اُس وقت ایک نہایت ہی عالی شان اور مساجد دہلی میں ممتاز تھی جو مسجد فتح پوری کی مدمقابل سمجھی جاتی تھی اور وہ بفضلہ تعالیٰ اس وقت تک موجود ہے مگر مسجد اورنگ آبادی ریلوے اسٹیشن کے احاطہ میں آجانے کے سبب سے مسمار کر دی گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

باب دوم

۱۳-رجب سنہ ۱۲۴۳ ہجری مطابق ۳۱-جنوری سنہ ۱۸۲۸ء سے یکم شوال سنہ ۱۲۵۸ ہجری مطابق ۵-نومبر سنہ ۱۸۴۲ء پندرہ برسوں کے واقعات تحصیل علوم، شادی، مولانا سید شریف حسین صاحب کی ولادت، مولانا شاہ محمدؐ اسحٰق قدس سرہٗ کی ہجرت، سند، طالب علمی کے احباب، ہم سبق طلبہ۔

[لہ] سرسید احمد خان مرحوم اپنی کتاب آثار الصنادید میں مسجد اورنگ آبادی واقع پنجابی کٹرہ کی نسبت لکھتے ہیں "پنجابی کٹرہ ایک مکان تھا مسکن سوداگروں کا اور اُس میں اکثر پنجابی سوداگر اُترا کرتے تھے اس سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہے اُس کٹرہ میں یہ مسجد ہے مصفا اور لا بازی سنگ سرخ کی کہ اُس کی خوبی اور خوش نمائی بیان سے باہر ہے اور ایسی نیک نیت بیگم نے بنائی ہے کہ اب تک آباد ہے اور مولوی عبدالخالق صاحب و مولوی محمد نذیر حسین صاحب اسی مسجد میں درس و تدریس فرماتے ہیں اور دن رات قال اللہ وقال الرسول کا ذکر رہتا ہے" ۱۲

میاں صاحب نے کتب درسیہ کس کس سے پڑھیں اور کتنی مدت میں فارغ التحصیل ہو گئے

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی وفات کی تاریخ

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ ۷؍ شوال روز شنبہ ۱۲۳۹ھ[عہ] میں انتقال فرما چکے تھے جب کہ میاں صاحب رستہ ہی میں تھے۔ جناب شاہ صاحب کی وفات کے تین برس ۹ مہینے ۵ دن کے بعد دہلی پہنچے۔ دہلی میں اُس وقت جتنے ممتاز عالم تھے اُن میں بعض تو براہ راست شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد تھے اور بعض اُن کے شاگرد کے شاگرد یا اُن کے خاندان والوں میں سے کسی کے شاگرد تھے مگر سب سے بڑھ کر مشہور حلقۂ درس جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب علیہ الرحمۃ کا تھا جو شاہ عبدالعزیز صاحب کے نواسے بھی تھے اور جانشین بھی۔

مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کا حلقہ درس

میاں صاحب کی استعداد عربی **ھدایۃ النحو** تک محدود تھی۔ اور اس وجہ سے وہ جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ کے حلقۂ درس میں شریک ہونے کی اُس وقت قابلیت نہیں رکھتے تھے۔ اِس بات کو سمجھ کر وہ پنجابی کٹرہ کی مسجد اورنگ آبادی میں ٹھیرے اُس مسجد کے متولی مولانا عبدالخالق مرحوم شاہ عبدالقادر صاحب[عہ] اور شاہ محمد اسحٰق صاحب علیہما الرحمۃ کے ایک شاگرد رشید تھے اور یہاں

شاہ عبدالخالق صاحب شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اور مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کے

[عہ] مومن خاں نے قطعہ تاریخ وفات جو لکھا ہے اِس کا تاریخی شعر یہ ہے ؎

دست بیداد اجل سے بے سر و پا ہو گئے
فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل
۱۲ھ ۳۹

اور سید احمد خاں نے جو قطعہ تاریخ وفات آثار الصنادید میں نقل کیا ہے اُس کا تاریخی شعر یہ ہے

از سر لطف و علم تاریخش
رضی اللہ عنہ گفت حسن
۱۲ھ

لفظ اللہ کے دوسرے الف کا عدد اگر شمار میں نہ لیا جائے تو ۱۲۳۹ھ ہی ہوتے ہیں اور یہی صحیح ہے ۱۲

[عہ] جناب مولانا شیخ محمد تھانوی اپنے ایک مکتوب مرقومہ ۱۲۹۲ھ میں لکھتے ہیں۔

"بسملاً حامداً و مصلیاً از جانب ابو محمود محمد بن عبد اللہ احقر العباد شیخ محمد فاروقی تھانوی عفی عنہ۔ بعد سلام و تمنائے موصل والا کلام بخدمت جامع کمالات مشفقی مخلصی محبت عنوان عوالی مراتب مولوی محمد حسین صاحب زاد مجدہم موضوح شود کہ الطاف نامہ مشتمل بر دریافت حال سند علم حدیث شریف جامع علوم و فہوم جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب مشمول موصول مطلع مخلص گردید مسرتہائے فراواں بخشید مخلص بخوبی آشنائے دیرینہ آں شفیق ست احتیاج یاد دہانیدن اسمی ضروری نبود، اکثر اوقات پرس و جو احوال سامی (دیکھو صفحہ ۳۴)

مولانا شیخ محمد تھانوی کا خط بنام مولوی محمد حسین صاحب

بہ نسبت دیگر علوم درسیہ کے دینیات کی طرف توجہ زیادہ تھی۔

پٹنہ میں ترجمہ قرآن و ترجمہ مشکوٰۃ پڑھنا

میاں صاحب نے پٹنہ میں ترجمہ قرآن اور ترجمہ مشکوٰۃ پڑھ لیا تھا اس لئے علم دین کا خیال زیادہ تھا مگر ترجمہ سے تو کام چل نہیں سکتا تھا جب تک عربی زبان پر پورا تبحر نہ ہو اس لئے **آپ** نے مولانا عبدالخالق سے کافیہ کا سبق شروع کیا اور قطبی، مختصر معانی، شرح وقایہ، نورالانوار، حسامی یہ کتابیں آپ نے مولانا مغفور سے پڑھیں۔

مولانا عبدالخالق صاحب سے کافیہ شروع کرنا اور حسامی تک پڑھنا

اور شافیہ اصول اکبری شرح کافیہ ملا جامی مع حاشیہ عبدالغفور زواہد ثلاثہ صدرا

دوسرے استاد آخوند شیر محمد

میاں صاحب کا مولانا شاہ اسحٰق صاحب کی جناب میں حاضر ہو کر حل مشکلات فن حدیث و تفسیر و فقہ وغیرہ کرنا

میاں صاحب کی جانب شاہ اسحٰق صاحب کی خاص توجہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) حسب وتیرہ خود کہ بہ نسبت احباب می دارم می کردہ باشم لیحاصل در سنہ ۱۲۵۸ ہجری قدسی الاتفاق مخلص حاضری خدمت جناب استاذی استاذ الآفاق مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی قدس سرہ جہت تحصیل و حصول سند گردیدہ دراں زماں جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب مصدر امناقب تحصیل علوم از جناب مولوی عبدالخالق صاحب مرحوم و مغفور می کردند و بر روز اثنا نادر حاضر خدمت عالی حضرت استاذی مولانا ممدوح می شدند و حل^عہ مشکلات فن حدیث شریف و تفسیر و فقہ وغیرہ بخوبی می کردند مگر بچشم خود ندیدم کہ بدرس قراءۃ یا سماعتاً دراں زماں بوقوع در آمدہ باشند مگر مرا بخوبی مسموع ست کہ میانے [illegible] است کہ سند اوشاں بہ مولانا بودہ است مگر اکثر اکتساب فن حدیث شریف در پیش خدمت مولوی عبدالخالق صاحب خسر خود کہ از اخص تلامذہ مولانا حضرت شاہ عبدالحق در برادر خورد مولانا حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اند و نیز سند جدیدہ از پیشگاہ حضرت مولانا محمد اسحٰق قدس سرہ می [illegible] ند و توجہ خاطر اقدس حضرت مولانا محمد اسحٰق قدس سرہ جانب مولوی نذیر حسین صاحب از بس بودہ، ست و وقت رونق افروزی حرمین شریفین بہ تقریب ہجرت مسموع ست کہ بہ یقین ست سند حوالہ مولوی سید نذیر حسین صاحب عطا فرمودہ اند و مجاز گردانیدہ فقط بہ جہت دلا [illegible] زدہ ہر چہ معلوم مخلص بود بے کم و کاست وا نمود آن مکرم بیچک واہمہ از جانب جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب اندریں باب سند نیارند ما را ہم ہمیں قدر اعتماد نسبت اوشاں ست بے دغدغہ سند تلامذہ اوشاں یعنی مولوی سید نذیر حسین صاحب پایۂ اعتبار بخوبی می دارد [illegible] خیال و عناد گوش نباید نہاد سند راہ فیض ست کہ از دست [illegible] ہر قدر کہ تو آموزی بر آں ناز می کنند زیادہ ازیں مولوی صاحب موصوف در ذخیرہ خویش نہادہ فراموش کردہ باشند سلام [illegible] کردہ [illegible] دہلی امروز [illegible] کس عبارت ست [illegible] اوشاں ضرور ست [illegible] دو چشم می داشت جناب مولانا قطب الدین صاحب مرحوم و جناب موصوف بالفعل یک چشم دارند کہ آں عبارت ست از جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب فقط بیوست با مور لائقہ یاد فرمایند۔۔ رقم احقر عباد شیخ محمد فاروقی تھانوی عفی عنہ

سنہ ۱۲۹۲ ہجری ۱۲

چشم دہلی

---

^عہ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ میاں صاحب نے جس تحقیق کے ساتھ مولانا شاہ اسحٰق علیہ الرحمۃ سے حدیث تفسیر اور فقہ پڑھی شاید ہی کسی دوسرے شاگرد نے اس تحقیقات سے پڑھی ہو کیوں کہ اصل چیز حل مشکلات ہے جس کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ ہو نہیں سکتا جو میاں صاحب نے اختیار کیا تھا ۱۲

شمس بازغہ، مولانا آخوند شیر محمدؐ قندھاری متوفی ۱۲۵۴ھ کی خدمت میں حاصل کی۔ آخوند صاحب مولانا شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۶ھ کے شاگرد تھے اور صحیح بخاری و تفسیر بیضاوی میں مولانا شاہ اسمٰعیل شہید کے ہم سبق تھے جب کہ مولانا شہید اپنے چچا شاہ عبدالقادر صاحب موصوف سے پڑھتے تھے اٹھاسی برس کی عمر پائی۔ مفتی سعداللہ صاحب المتوفی ۱۲۹۴ھ ان سے کافیہ شرح ملا شرح شمسیہ قطب الدین رازی کی پڑھ کر لکھنؤ چلے گئے۔

تیسرے اُستاد جلال الدین ہروی

جلال الدین ہروی ایک معقولی بزرگ تھے جو کہ کتب درسیہ پنجاب و پشاور میں تمام کر کے فارغ التحصیل ہو کر دہلی آئے تھے اور مولوی فضل امام خیرآبادی متوفی ۵ر ذی القعدہ ۱۲۴۳ھ سے تھوڑا حصہ افق المبین کا پڑھا تھا میاں **صاحب** نے شرح سلم، حمداللہ، قاضی مبارک، شرح مطالع اُن کی خدمت میں پڑھی۔

انہیں کے مدمقابل مولوی سعداللہ کابلی تھے جن سے مولوی محمدؐ ابراہیم نگرنہسوی المتوفی ۱۲۸۲ھ شرح عقائد او خیالی تک پڑھ کر رام پور چلے گئے ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

چوتھے اُستاد مولوی کرامت علی اسرائیلی

مطول، توضیح تلویح، مسلم الثبوت، تفسیر بیضاوی اور تفسیر کشاف سورہ نسا تک مولوی کرامت علی اسرائیلی مؤلف سیرۃ احمدیہ سے پڑھی۔ یہ بزرگ فنون درسیہ میں مولوی فضل امام خیرآبادی اور مولانا شاہ رفیع الدین متوفی ۱۲۳۳ھ ابن مولانا شاہ ولی اللہؒ کے شاگرد تھے اور علم حدیث میں مولانا شاہ محمد اسحٰق و مولانا اسمٰعیل علیہما الرحمۃ کے تلمیذ۔ مذہب شافعی رکھتے تھے اور اُن کے والد حنبلی المذہب تھے۔ امام نووی شارح صحیح مسلم کی تحقیقات کے مطابق مذہب شافعی میں مہارت حاصل کی تھی سلسلۂ نسب بنی اسرائیل تک پہنچتا ہے۔ اور یہی وجہ اسرائیلی کہلانے کی ہے شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کے مدرسہ کے قریب رہتے تھے۔

پانچویں اُستاد تربیت خان

مولوی محمدؐ بخش عرف تربیت خاں اُس عصر کے مشہور مہندس تھے کتب ریاضیہ خلاصۃ الحساب، قوشجی، تشریح الافلاک، شرح چغمنی اُن سے تحصیل کی۔ مولوی محمد بخش خاندانی عالم اور مولانا شاہ رفیع الدینؒ کے شاگرد تھے۔ اور علوم ریاضیہ و فلسفہ میں بڑی مہارت رکھتے تھے کتب متقدمین پر نہایت وسیع نظر تھی اور اُن کا خاندان خلفاً

عن سلف مشغلہ علمی میں ممتاز چلا آتا تھا چوں کہ ہر مسئلہ میں علت کی تلاش کرتے اس لئے مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ نے اُن کا نام ہی معلل رکھ دیا تھا۔ ان کے پردادا حضرت مجدد الف ثانی کے اُستاد تھے اور شاہزادہ سلیم بن اکبر (جو آگے چل کر بہ لقب جہاں گیر مشہور ہوا) کی تعلیم و تربیت بھی اِنہیں کے سپرد تھی اور اسی مناسبت سے دربار اکبری سے اُن کو تربیت خاں خطاب ملا تھا جو نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا ہوا مولوی محمد بخش تک پہنچا تھا۔

تربیت خاں خطاب کی وجہ

جناب **میاں صاحب** اپنی ایک تحریر میں اُن کے اعزاز کی نسبت لکھتے ہیں

شاہ بوسعید صاحب تربیت خاں کی تعظیم کرتے تھے اور تعظیم کی وجہ

”من دیدہ ام کہ ہرگاہ در خانقاہ شاہ غلام علی مرحوم می رفتند شاہ ابوسعید صاحب والد ماجد شاہ احمد سعید و شاہ عبدالغنی تعظیم و توقیر اُستادانہ می کردند بسبب شاگردی حضرت مجدد ز خاندان شاں عمر ہشتاد سالہ بود و سکونت شاں در دہلی قریب اسٹیشن پنجاب بود از قوم سادات بودند“

چھٹے اُستاد مولانا عبدالقادر رام پوری

مقامات حریری، حمیدی اور کسی قدر دیوان متنبی مولانا عبدالقادر رام پوری سے پڑھا اور بہت کچھ احادیث متفرقہ کا استفادہ بھی اُن سے کیا۔

ساتویں اُستاد ملا محمد سعید پشاوری

ایک اَور اُستاد **میاں صاحب** کے ملا محمد سعید پشاوری تھے مگر اُن سے کیا پڑھا اِس کی تفصیل نہیں معلوم ہوئی۔

آٹھویں اُستاد حکیم نیاز احمد سہسوانی

مولوی حکیم نیاز احمد صاحب سہسوانی (جو بڑے عالم اور عامل بالحدیث تھے اور مولوی محمد بشیر صاحب مدظلہ کے چچا) سے علم طب میں نفیسی اور معقول میں ملا حسن پڑھا تھا۔ ۱۳۔ رجب کو **آپ** وارد دہلی ہوئے تھے اور آخر ۱۲۴۶ھ تقریباً ساڑھے تین برس کے عرصہ میں تمام علوم رسمیہ سے فارغ ہو کر فاتحہ فراغ کے بعد ہمہ تن تفسیر و حدیث و فقہ کی تحصیل میں مصروف ہوگئے۔

ساڑھے تین برس میں کتب درسیہ ختم ہوئی

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ **میاں صاحب** نے دہلی کا سفر شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہونے کی نیت سے کیا تھا مگر قبل اس کے کہ **میاں صاحب** دہلی پہنچیں اُن کا انتقال ہو چکا تھا۔ اور اُن کے سجادہ نشین مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ تھے۔ مولانا محمد اسحٰق صاحب کا حلقۂ درس علم حدیث کے لئے تمام ہندوستان کا مرکز تھا۔

شاہ اسحق صاحب سے تفسیر، حدیث اور فقہ پڑھنا

میاں صاحب نے بھی علوم رسمیہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد تحصیل تفسیر، حدیث اور فقہ کے لئے اُسی درس گاہ کا رُخ کیا اور صحاح ستہ، تفسیر جلالین، تفسیر بیضاوی، کنز العمال، جامع صغیر حافظ سیوطی یہ کتابیں مولانا ممدوح سے پڑھنے کے علاوہ تیرہ برس کی مدت مدید تک شب و روز جناب مولانا کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہوتے رہے

صحیح بخاری و صحیح مسلم کو مکرر پڑھنا

صحیح بخاری و صحیح مسلم پڑھنے کا یہ دستور تھا کہ ایک دن پہلے شام کو مولوی رحمت اللہ بیگ کے ساتھ مولانا عبد الخالق سے وہی سبق پڑھ لیتے تھے جو کل مولانا محمد اسحق کے درس میں آئے گا اور صبح کو مولانا محمد اسحق صاحب کے درس میں شریک ہوتے صرف سماعت کرتے اور اگر کوئی شبہ باقی رہ جاتا تو اُس کو حل کرتے اِسی لئے شاہ محمد اسحق صاحب کے حلقہ میں اُن کو قرأت کا اتفاق کم ہوا اور سماعت کا زیادہ اور اسی کی طرف شاہ صاحب نے اُن کی سند میں اشارہ کیا ہے۔ حیث قال۔ سمع منی الاحادیث الکثیرہ

شادی کا حال

اسی زمانہ میں جب کہ **آپ** مولانا شاہ محمد اسحق صاحب سے کسب فیض کر رہے تھے دہلی پہنچنے کے چھٹے سال ۱۲۴۸ھ مطابق ۱۸۳۲ء میں اپنے نہایت شفیق اُستاد مولانا سید عبد الخالق متولی مسجد اورنگ آبادی کی صاحبزادی سے عقد نکاح کیا اس شادی کے کفیل و مہتمم خود مولانا شاہ محمد اسحق علیہ الرحمۃ اور اُن کے برادر خورد مولانا محمد یعقوبؒ تھے

شادی کا اہتمام

شب عقد میں دونوں حضرات مع جماعت طلبۂ علم مسجد اورنگ آبادی میں تشریف لاکے تمام رات قرآن مجید و ابو داؤد کا درس فرماتے رہے صبح کو نکاح ہوا۔ اور بعد فراغ دعوت ولیمہ تناول فرماکر دولت خانہ تشریف لے گئے۔

مولانا علی احمد صاحب اپنے ایک مطول خط میں (جس کی نقل آیندہ بجنسہ کی جاے گی) لکھتے ہیں "آنانکہ در شادی کتخدائی مولوی صاحب ممدوح با صبیہ عفیفہ حضرت مولوی صاحب مخدومی مولوی عبد الخالق صاحب مرحوم و مغفور شریک بودند اظہر من الشمس ست کہ حضرت مولانا مبرور (شاہ محمد اسحق صاحب) از نماز عشا تا نماز صبح مع جماعت کثیرہ از علما و اہل مدرسہ در مسجد قدیم پنجابی کٹرہ رونق افروز بودند و مجلسے عجیب بابرکت و میمنت ترتیب یافتہ بود کاتب حروف نیز دراں مجلس حاضر بود"

لمـه مولانا شیخ محمد تھانوی کے خط (جس کی بجنسہ نقل حاشیہ میں منقول ہو چکی ہے) سے مفصل کیفیت آپ کی مولانا شاہ محمد اسحق صاحب سے تحقیق کرنے کی معلوم ہو جاتی ہے ۱۲

اساتذہ کی رضامندی

اساتذہ کی رضامندی، عنایت و مہربانی، حسن ظن اور اعتماد ثابت کرنے کے لئے عه آپ کا مولوی عبدالخالق رح کی لڑکی سے نکاح کرنا، مولانا اسحٰق رح کا اس خلوص وخصوصیت

مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ کا ترجمہ

عه ترجمہ مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ

آپ کی کنیت ہے ابو سلیمان آپ کے والد بزرگوار کا نام تھا محمد افضل فاروقی جو رہنے والے تھے لاہور کے اور آپ نواسے تھے جناب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے آپ کی ولادت تقریباً ۱۱۹۷ھ میں ہوئی۔

آپ نے تحصیل علم کی مولانا شاہ عبدالقادر مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا شاہ عبدالعزیز قدس اللہ سرہم العزیز اپنے تینوں ناناؤں سے اور چونکہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے آپ ہی بعد ان کے مالک مسند خلافت ہوئے۔ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے آپ ۱۲۴۰ھ میں مکہ معظمہ گئے وہاں ۱۲۴۰ھ میں شیخ عمر بن عبدالکریم مکی المتوفی ۱۲۴۹ھ نے بھی آپ کو روایت حدیث کی اجازت اپنے طریقہ کی دی سولہ برس کے بعد ۱۲۵۸ھ میں آپ نے ہجرت کی اور دہلی سے مکہ میں جا بسے۔

شیخ عمر بن عبدالکریم مکی ممدوح آپ کی شان میں اکثر فرماتے کہ ان میں حلول کر گئی ہے برکت ان کے نانا شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ان کے الفاظ یہ ہیں۔ قد حلت فیہ برکۃ جدہ الشیخ عبدالعزیز الدہلوی شیخ موصوف علم حدیث اور رجال میں قائل تھے آپ کے کمال کے۔

آپ نے ستر برس کے سن میں وفات پائی مکہ معظمہ میں ۲۷ رجب ۱۲۶۲ھ میں اور مدفون ہوئے معلیٰ میں قریب مزار مبارک ام المومنین حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے۔ شیخ عبداللہ سراج مکی متوفی ۱۲۶۴ھ نے آپ کے غسل جنازہ پر فرمایا واللہ انہ لو عاش وقرأت علیہ الحدیث طول عمری ما بلغت ما نالہ

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور فرماتے الحمد للہ الذی وہب لی علی الکبر اسمٰعیل واسحٰق۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اکثر فرماتے کہ میری تقریر تو اسمٰعیل نے تحریر [illegible] نے و تقویٰ اسحٰق نے [illegible] صاحب فرماتے تھے کہ امامت ہمیشہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے وقت میں مولانا شاہ اسحٰق صاحب ہی کرتے تھے ایک روز ایک ولایتی ملا نماز میں جو شریک ہوا تو دیکھا کہ امام صاحب صرف ٹوپی اوڑھے بغیر عمامہ کے نماز پڑھاتے ہیں۔ اس نے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ امام صاحب عمامہ نہیں باندھتا۔ امام کے لئے عمامہ باندھنا ضرور ہے۔ آپ نے شاہ اسحٰق صاحب سے کہہ دیا کہ دیکھو ملا صاحب کیا کہتے ہیں عمامہ کیوں نہیں باندھتے۔ شاہ اسحٰق صاحب نے بسبب اپنے فطرتی حلم و متانت کے کچھ جواب نہ دیا۔ دوسرے وقت بھی صرف ٹوپی ہی کے ساتھ نماز پڑھائی تو وہ ملا نماز کے بعد پھر جناب شاہ عبدالعزیز صاحب سے کہنے لگا کہ آپ کا پیش امام عمامہ نہیں باندھتا ہم لوگ عمامہ والوں کی نماز ان کے پیچھے مکروہ ہوتی ہے۔ تب جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کو بھی جلال آگیا۔ جواب میں فرمایا کہ ابھی تو اسحٰق ٹوپی سر پر رکھ کر امامت کرتا ہے آئندہ سے کہہ دوں گا کہ ننگے سر نماز پڑھا دے اور ساری دنیا کو اس کی اقتدا کرنی ہوگی۔

سرسید احمد خاں مرحوم آثار الصنادید میں لکھتے ہیں کہ "آپ نے حدیث اور علم حدیث کا (دیکھو صفحہ ۳۹)

اور مزید اہتمام کے ساتھ شریک ہونا ایسی کافی شہادت ہے کہ اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتی۔

ورود دہلی سے یہاں تک کے واقعات کے متعلق خود میاں صاحب کی اپنی لکھی ہوئی ایک یادداشت مورخہ ۱۱ محرم ۱۲۹۲ھ میرے پاس موجود ہے جو بعینہٖ نقل کر دی جاتی ہے اس سے تحصیل علم کے متعلق واقعات کسی قدر تفصیل سے معلوم ہوں گے

وھوھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیدہ ام در غنچگی چندیں جفائے باغباں
بعد گل گشتن نمی دانم چہ گل خواہد شگفت

میاں صاحب کے دست خاص کی لکھی ہوئی یادداشت

منت مر خدائے را کہ ایں عاجز بے نوا بہ توفیق حضرت خداوند جل وعلی در ۱۲۴۳ھ یک ہزار و دو صد و چہل و سہ ہجری بروز چہار شنبہ تاریخ سیزدہم رجب در شاہ جہان آباد بر مکان مولوی شجاع الدین مفتی اوّل ہم وطنے خود حاضر بودہ اقامت گزین شدہ بعد دہ یازدہ روز

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۸) درس بیس برس تک جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے سامنے بیٹھ کر طلبہ کو دیا۔ اتباع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہ ہوتا کہ وہ فعل رسول کے تحت نہ ہوتا۔ چونکہ حق جل وعلا نے صورت اور سیرت دونوں عطا کی تھیں اُن کی صورت سے آثار حقانیت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ حضرت سید الثقلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وآلہ کی صحبت کا فیض جنہوں نے پایا ہوگا اُن کی یہی صورت وسیرت ہوگی مصرع زہے است قدم مرسلیں۔

جامع اوراق کہتا ہے کہ تدریس اور فتاوی نگاری سے چونکہ آپ کو فرصت نہ تھی اس لئے سوائے مسائل اربعین، مائۃ مسائل اور تذکرۃ الصیام کے آپ سے کوئی کتاب یادگار نہیں پائی جاتی۔ میاں صاحب مولانا شہید اور مولانا شاہ اسحق کی نسبت اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ع برے رہبری قوم فساق + دو بر شد بہ تعجیل اسحق۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ کی فہرست درج ذیل ہے:۔

فہرست مشاہیر تلامذہ مولانا شاہ محمد اسحق قدس سرہٗ

مولانا محمد یعقوب۔ مولوی محمد عمر بن مولانا شہید۔ مولوی کرامت علی اسرائیلی۔ شیخ محمد انصاری سہارنپوری ثم مکی۔ مولوی عبدالخالق دہلوی میاں صاحب کے خسر۔ مولوی [illegible] مفتی محفوظ اللہ پانی پتی۔ مولانا سید محمد نذیر حسین موضوع سوانح عمری ہذا۔ مولوی یار علی بارہ ترہست۔ مولوی محمد ابراہیم نگرنہسوی ثم مرادآبادی۔ شیخ محمد تھانوی۔ شاہ عبدالغنی دہلوی مہاجر۔ مولوی علی احمد ٹونکی۔ نواب قطب الدین خان دہلوی۔ مولوی عالم علی مرادآبادی۔ شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی۔ مفتی عنایت احمد۔ مولانا محمد [illegible]۔ مولوی سبحان بخش شکارپوری۔ مولوی عبداللہ سندھی۔ مولوی گل کابلی۔ مولوی نور علی [illegible]۔ حافظ محمد [illegible]۔ مولوی حافظ حاجی محمد مرحوم جونپوری دہلوی۔ مولوی بہاء الدین دکھنی۔ مولوی قادری حافظ کریم اللہ دہلوی۔ مولوی نور حسن کاندھلی۔ مولوی نصیر الدین۔ مولوی عبدالقیوم بڈھانوی نواسہ شاہ عبدالعزیز دہلوی۔ مولوی انوار الحق دہلوی۔ مولوی رستم علی خان دہلوی۔ حافظ احمد علی سہارنپوری۔ قاری عبدالرحمن پانی پتی۔

در کٹرہ پنجابیاں مسجد اورنگ آبادی بخدمت مولانا عبدالخالق صاحب مرحوم حاضر بودہ طرح تحصیل علوم رسمیہ انداختم و بہ عرصہ سہ و نیم سال علوم رسمیہ را از مولوی جلال الدین صاحب مرحوم و مولوی شیر محمد قندھاری مرحوم و از محمد سعید پشاوری مرحوم و مولوی عبدالخالق صاحب مرحوم حاصل کردہ و فراغت نمودہ بقصد تحصیل علم حدیث و فقہ بہمہ تن متوجہ شدم و در سن ششم از وقت اقامت دہلی عقد مناکحت بستم و بشب عقد جناب فیض مآب برکت انتساب مولانا محمد اسحٰق و مولوی محمد یعقوب رحمہما اللہ تعالے و دیگر طلبہ وغیرہ تمام شب باستماع قرآن مجید و ابو داؤد[نـ] بیدار ماندند و علی الصباح دعوت ولیمہ نوش فرمودہ بجائے خود تشریف فرما شدند و در ہماں سال ہمراہ مولوی عبداللہ سندھی و مولوی محمد گل کابلی و مولوی نور علی متوطن سسراون و حافظ محمد فضل سورتی و حافظ حاجی محمد مرحوم در صحیح بخاری بوقت صبح از جناب مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم شریک شدم و اکثر سامع بودم و کمتر قاری و از جناب مولوی عبدالخالق صاحب مرحوم مع مولوی رحمت اللہ بیگ نیز صحیح بخاری آغاز کردم و جائے کہ شک و شبہ دریں جا می ماند علی الصباح در سبق آں نزد مولانا ممدوح مغفور[عـه] حل آں می کردم آخرالامر در ہفت ماہ نزد مولوی صاحب مرحوم و در عرصہ نہ ماہ از مولانا مغفور و مرحوم کتاب مذکور باختتام رسید و در صحیح مسلم ہمیں معاملہ رو داد لیکن دریں کتاب مولوی عبداللہ موصوف شریک نشدند صرف صحیح بخاری خواندہ رہ گرائے وطن خود شدند و باقی طلبہ بدستور صحیح مسلم را تمام کردند و وقت معتاد و معہود درس بخدمت مولانا صبح گاہ بود و مولوی یار علی صاحب ہموطن من و مولوی قطب الدین خاں صاحب مرحوم و مولوی علی احمد صاحب ہموطنے کہ در ٹونک بہ دربار نواب وزیرالدولہ مرحوم بر عہدہ میر منشی ممتاز اند بعد نماز ظہر صحیح بخاری می خواندند

[عـه] جناب مولانا شیخ محمد تھانوی اپنے مکتوب مرقومہ سنہ ۱۲۹۲ھ (جس کی نقل بعینہ صفحہ ۳۳ کے حاشیہ میں گذر چکی ہے) میں لکھتے ہیں "الحاصل در سنہ ۱۲۴۳ ہجری قدسی، اتفاق مجلس حضوری خدمت اُستاذی اُستاذ الآفاق مولانا شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی قدس سرہ جہت تحصیل و حصول سند گردید دراں زماں جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب مصدر المناقب تحصیل علوم از جناب مولوی عبدالخالق صاحب مرحوم مغفور می کردند و ہر روز لاناغہ حاضر خدمت عالی حضرت اُستاذی مولانا ممدوح می شدند و حل مشکلات فن حدیث شریف و تفسیر و فقہ وغیرہ بخوبی می کردند"

[نـ] و درس ابوداؤد تمام شب گذشت بوقت سحر نکاح منعقد شد

و من دراں وقت یعنی بوقت ظہر حاضر نمی شدم و شریک شاں نہ بودم و درآں زمان از نواب قطب الدین خاں صاحب مرحوم چنداں تعارف و ارتباط نبود و ہرگاہ نزد مولانا مرحوم ہدایہ شروع شد پس دریں کتاب نواب صاحب مرحوم و مولوی بہاؤالدین دکھنی و والد ماجد قاضی محفوظ اللہ صاحب پانی پتی و مولوی قاری حافظ کرم اللہ مرحوم کہ مع پدر و چہار برادر خود بہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ مشرف باسلام شدہ بودند شریک ہدایہ شدند و ایں عاجز ہم در ہدایہ شریک ایشاں بود بعد نصفے ہدایہ در جامع صغیر شریک شاں شدم ولیکن جامع صغیر پنج و شش جز خواندہ شد و این عاجز کنز العمال علی متقی تن تنہا دو سہ جز از مولانا مرحوم خواندہ و از شریک شدن در ہدایہ از جناب مولوی صاحب مرحوم سلسلہ محبت و اُلفت و ارتباط و انبساط روز بروز دراز گردید۔ در زمانیکہ مولوی محمد ابراہیم نگرنہسوی کہ بعد قریب حادثہ گذشتن نواب شمس الدین خان مرحوم از فراغ تحصیل علوم رسمیہ رام پور بہ دہلی آمدہ قدرے تفسیر بیضاوی و صحیح بخاری از مولانا مرحوم خواندند و زود از زود در سہ چہار ماہ صحیح بخاری تمام نمودند من ہم شریک سماعت شاں شدہ بودم و تمام و کمال آں شنیدم و لہذا مولانا مرحوم در سند من ارقام فرمودہ اند کہ سمع منی الاحادیث الکثیرہ

نواب قطب الدین خاں سے ارتباط

تیسری بار صحیح بخاری پڑھنا

مولانا سید شریف حسین کی ولادت

معلوم ہوتا ہے کہ آغاز ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۸۳۳ء میں **میاں صاحب** کی شادی ہوئی اور اُسی سال کے اخیر میں نُو دس مہینوں کے بعد مولوی سید شریف حسین کی ولادت ہوئی تھی۔

مولانا سید شریف حسین کی ولادت

افسوس ہے کہ زمانۂ تحصیل کے زیادہ تفصیلی حالات دریافت کرنے کا کوئی معتبر ذریعہ موجود نہیں ہے نہ تو شیخ کو کبھی اپنے سوانح عمری کے لکھوانے کا خود خیال

---

[۵] ایک دوسری یادداشت میں میاں صاحب لکھتے ہیں "واحادیث بسیارے نیز از مولانا حاصل نمودم و دوازدہ سیزدہ سال بصحبت مولانا فیض یاب شدم و صحبت ازمنۂ کثیرہ کسے را بجز من عاجز از شاگردان مولانا میسر نشد و دریں ازمنۂ کثیرہ صدہا فتویٰ اتفاق تحریر رو دادہ و خود مولانا مرحوم بنا بر امتحان و نیز کارگذاری مستفتیاں سوالہا بمن سپرد می فرمودند برائے تحریر جوابات ۱۲

ہوا اور نہ شاگردوں نے اُس زمانہ کے واقعات کو قلمبند کرنے کا ارادہ کیا کہ مختلف اوقات میں **شیخ** کی زبان سے سُن سُن کر اور پوچھ پوچھ کر اُن جزئی واقعات کو ضبط کر لیتے اور ہنگام طالب العلمی میں کسی کو کیوں خیال ہوتا۔ کہ یہ غریب پوربی طالب علم جو نہ تو کسی مشہور و معروف خاندان علما سے ہے نہ کسی ممتاز قریہ مشاہیر کا باشندہ ہے نہ دولت و ثروت پاس رکھتا ہے۔ نہ کسی قسم کی دنیاوی وجاہت ایک دن ایسا ہوگا کہ ہندوستان کے پایۂ تخت میں بیٹھ کر نہ صرف صدر نشین علما ہوگا بلکہ دنیائے اسلام میں علم حدیث کا روشن آفتاب ہو کر چمکے گا اور صحیح معنی میں بغیر کسی مبالغہ کے **مجدد** کہلانے کا مستحق ہوگا۔

مجدد

لیکن گر یہ بات صحیح ہے کہ دنیا کے مہتم بالشان واقعات دفعۃً نہیں پیدا ہو جاتے بلکہ سنّت اللہ کے مطابق بہ تدریج اور رفتہ رفتہ اُن کے اسباب جمع ہوتے جاتے ہیں اور پھر وقت آجانے پر واقعات کا ظہور ہوتا ہے تو اس بات کے یقین کرنے کی قطعی وجہ موجود ہے کہ زمانۂ تحصیل میں **میاں صاحب** کا مطالعہ نہایت غائر اور استعداد نہایت جید ہوگی۔ مشرقی طریقہ تعلیم میں ایک رواج یہ بھی ہے کہ ہر منتہی طالب العلم کے ساتھ کچھ مبتدی طلبہ ضرور رہتے ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ ترقی استعداد کے واسطے یہ طریقہ نہایت مفید ہے۔

مطالعہ غائر اور استعداد جید

ضرور ہے کہ اس قسم کے متعدد پڑھنے والے ابتدا ہی سے **میاں صاحب** کے ساتھ بھی ہوں گے اور اس ذریعہ سے استحضار مسائل کے ساتھ ساتھ قوت مطالعہ اور ملکۂ تقریر میں بھی ترقی ہوتی جاتی ہوگی جو ایک مدرّس کے لئے ضروری ہے۔

میاں صاحب نے ایک موقع پر اپنی زبان سے فرمایا تھا کہ "ابتدا میں سات آٹھ برس صرف صرف و نحو و معانی کا درس دیا ہے" غالباً یہ وہی زمانہ ہے جب کہ **آپ** مولانا شاہ محمد اسحٰق ؒ کے حلقہ درس کے ایک مستعد طالب العلم ہوں گے یا مختلف اساتذہ مذکورین سے تحصیل میں مصروف ہوں گے۔

صرف و نحو و معانی کا درس سات آٹھ برس تک دیا

علوم دین کی مشہور درس گاہوں میں جواب استفتا لکھنے کا یہ طریقہ مروّج ہے کہ استفتا جواب لکھنے کے واسطے ممتاز طالب العلموں کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور ضرورت ہوتی ہے تو **شیخ** مواد کا پتہ دیدیتا ہے کہ فلاں کتاب یا کتابوں کے فلاں

فصل و باب سے مدد لینی چاہیے میاں صاحب کی وسعت نظر کو اس طریقہ سے بھی بڑی مدد پہنچی تھی - جیسا کہ آپ نے خود اپنی ایک یادداشت میں لکھا ہے جس کی نقل حاشیہ صفحہ ۴۱ میں بھی گذر چکی "و احادیث بسیارے نیز از مولانا حاصل نمودم و دوازدہ و سیزدہ سال بہ صحبت مولانا فیض یاب شدم و صحبت از منہ کثیرہ کسے ما بجز من عاجز از شاگردان مولانا مبرور میسر نشد و دریں ازمنہ مذکورہ صدہا فتوے اتفاق تحریر روداده و خود مولانا مرحوم بنابر امتحان و نیز کارگذاری مستفتیان سوالہا بہ من سپرد می فرمودند برائے تحریر جوابات"

جواب استفتا لکھنا

معلوم ہوتا ہے کہ **میاں صاحب** کی طبیعت میں تقلید کی ناجائز بندش کو توڑنے اور علم دین کے اصلی سرچشمے کتاب و سنّت سے براہ راست سیراب ہونے کا میلان ابتدا ہی سے تھا اور بقول مشہور "ہونہار بِروا کے چکنے چکنے پات" اکثر موقعوں پر طبیعت کا یہ اصلی رنگ باوجود خارجی مزاحمتوں کے پھوٹ نکلتا تھا - مولانا محمد اسحٰق رح کی تجربہ کار نگاہ اس رنگ کو تاڑ جاتی اور مولانا خوشی اور رضامندی کے لہجہ میں ہونہار شاگرد کو داد دیتے اور ہمت بڑھاتے - چنانچہ ایک مرتبہ جناب مولانا کی خدمت میں ایک استفتا اولاد ناجائز کے متعلق آیا - مولانا نے سب شاگردوں کو اُس کا جواب لکھنے کے لئے ارشاد فرمایا مگر میاں صاحب کے سوا اَور کسی نے جواب پر (غالباً بسبب اشکال مسئلہ) قلم نہ اُٹھایا - جواب کو دیکھ کر مولانا بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ اس لڑکے سے **وہابیت** کی جھلک آتی ہے بڑا تیز ہے -

تحقیق کی جانب ابتدا ہی سے میلان

استاد کی داد

کوتاہ بین نگاہیں شاید اس جملے کے الفاظ کو تعریض پر محمول کریں اور اس مدح کو قدح سمجھیں مگر اہل ذوق سمجھتے ہیں کہ مولانا نے مولوی **نذیر حسین** کی جو قدر افزائی اِس بدنام مگر معنی خیز لفظ واحد (**وہابیت**) سے کی اور جس موثر مگر مخفی طریقہ سے ترک تقلید اور اعتصام بالکتب والسنۃ پر ہمت دلائی - وہ بات گھنٹوں کی مدحیہ تقریر سے نہیں حاصل ہو سکتی تھی - مولانا اسمٰعیل شہید رح تھوڑے دنوں بیشتر سارے ہندوستان میں توحید خالص اور اتباع سنت کا بیج بو چکے تھے اور اس کے صلہ میں وہ اور اُن کی جماعت قوم کی طرف سے (حسب رواج قدیم مقلدین) وہابی کا خطاب پا چکے تھے مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب مولانا شہید کے نہ صرف قرابت مند قریب تھے

بلکہ اُن کے ساتھ عقیدت و ارادت بھی رکھتے تھے۔ **میاں صاحب** خود مولانا شہید رح کے وعظ میں شریک ہو کر اور اُن کی ارادت کو دل میں لے کر دہلی پہنچے تھے، اور یہ حال مولانا محمد اسحٰق رح پر مخفی نہ ہوگا۔ بس مولانا کا سعادت مند شاگرد کو تعریفاً وہابی کہنا نہ صرف لیاقت و قابلیت کی لاجواب سند تھی بلکہ دین کی عظیم الشان خدمت کو انجام دینے اور اس ذریعہ سے بازوال شہرت اور بقاء دوام حاصل کرنے کے متعلق ایک قطعی پیشین گوئی تھی جو پوری ہو کر رہی وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ بالجملہ **میاں صاحب** نے علوم رسمیہ سے فراغ حاصل کرنے کے بعد ہمہ تن مولانا کے حلقہ درس کو لازم پکڑا اور بارہ تیرہ برس مسلسل مولانا کے حلقہ درس میں شریک رہ کر علوم دین میں مہارت تامہ حاصل کرتے رہے۔ ہر چند اس عرصہ میں مسجد اورنگ آبادی میں بطور خود درس بھی دیتے تھے مگر مستقل طور پر مسند درس و ارشاد پر متمکن ہونے کا زمانہ مولانا شاہ محمد اسحٰق رح کی ہجرت کے بعد سے آغاز ہوتا ہے۔

پیشین گوئی

بارہ تیرہ برس مسلسل شاہ اسحٰق کے حلقہ درس میں رہنا

شاہ اسحٰق صاحب کی ہجرت

مولانا محمد اسحٰق رح نے سنہ ۱۲۵۸ ہجری میں ہجرت کی، اور اسی سنہ میں بوقت رخصت **میاں صاحب** کو اُن سے سند و اجازت تحریری حاصل ہوئی جس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ مولانا شاہ محمد اسحٰق رح بقصد ہجرت جب دہلی سے چلے تو پہلی منزل آپ نے نظام الدین میں کی اور تین روز وہاں قیام فرمایا مثل بیعت کے لیے سیکڑوں آدمی دلی سے وہاں تک گئے مفتی صدر الدین خاں صاحب حضرات ثلثہ جناب شاہ عبد العزیز، جناب شاہ عبد القادر اور جناب شاہ رفیع الدین قدس سرہم کے شاگرد تھے اور مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کے بھی۔

نظام الدین میں اُنہوں نے سند کے لیے عرض کی جناب شاہ محمد اسحٰق رح نے کچھ جواب نہ دیا تب مفتی صاحب نے **میاں صاحب** سے اس واقعہ کو کہا اور کہا کہ تم شوخ ہو تم کہو۔ بعد نماز ظہر کے **میاں صاحب** نے عرض کی کہ حضور مفتی صاحب کو سند دے دیں پھر بھی مولانا نے کچھ جواب نہ دیا دوسرے روز صبح کے بعد پھر **میاں صاحب** نے عرض کی مفتی صاحب کی کم نصیبی ہے کہ حضرات ثلثہ سے سند نہ لی اب حضور بھی تشریف لے چلے اور سند نہ ملی اس پر مولانا رح نے

مفتی صدرالدین خاں کی سند

مفتی صاحب کی سند لکھ دی اور **میاں صاحب** سے فرمایا کہ تم نے بھی تو سند نہیں لی ہے تم بھی لے لو **میاں صاحب** نے عرض کی کہ حضور دعا کریں کہ مجھ کو آجائے آجانے پر کسی سند کی ضرورت نہیں اور نہ آنے پر سند مفید نہیں۔ معہذا مولانا شاہ محمد اسحٰق رح نے ازخود سند لکھ کر **آپ** کے حوالہ کردی اور مولانا کی تشریف لے جانے کے بعد مستقل مگر لامعلوم طور پر اُس کام میں مشغول ہوگئے جس کے واسطے خدا نے اُن کو پیدا کیا تھا۔

سند جو مولانا نے عنایت فرمائی اُس کے الفاظ نقل کردیئے جاتے ہیں وھو ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سند

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد فیقول العبد الضعیف محمد اسحٰق ان السید النجیب المولوی محمد نذیر حسین قد قراء علی اطرافاً من الصحاح الستۃ البخاری ومسلم وابی داؤد والجامع الترمذی والنسائی وابن ماجہ وشیئاً من کنز العمال والجامع الصغیر وغیرھما وسمع منی الاحادیث الکثیرۃ فعلیہ ان یشتغل بقرأۃ ھذہ الکتب ویدرس بھا لانہ اھلھا بالشروط المعتبرۃ عند اھل الحدیث وانی حصلت القرأۃ والسماعۃ والاجازۃ لھذہ الکتب من الشیخ الاجل الشیخ عبد العزیز المحدث الدھلوی وھو حصل القرأۃ والاجازۃ عن الشیخ ولی اللہ المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ علیھما وباقی سندہ مکتوب عندہ۔ حرر فی ثانی شھر شوال سنہ ۱۲۵۸ الھجریۃ الحمد للہ اولاً واٰخراً

محمد
۱۲۵۲
اسحاق

شاہ اسحٰق صاحب کی شاگردی کا ثبوت و معاندین کے انکار کی تردید

یہاں پر اس بات کا ذکر کردینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض معاندین نے **میاں صاحب** کے مولانا محمد اسحٰق رح کے تلمذ سے انکار کیا ہے[عہ] اور یہ غلط فہمی تو اکثر

[عہ] مولانا علی احمد صاحب کا خط بنام مولانا حفیظ اللہ خاں صاحب دہلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً ومسلماً از نیازمند و فقیر درگاہ ایزد صمد علی احمد عفی عنہ سیاتہ وزیدت

لوگوں کو ہے کہ میاں صاحب نے بالاستیعاب متون ستہ کی تحصیل مولانا مرحوم سے نہیں کی سند کے الفاظ قرء علی اطرافا من الصحاح سے بھی بظاہر اس خیال کی تائید

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) حضرت مولوی صاحب مستجمع محاسن و محامد مولوی حافظ حفیظ اللہ خاں صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بروح القدس و وفقہ لما یحب و یرضیٰ بعد سلام مسنون و شوق ملاقات فرحت آیات مطالعہ فرمایند الحمد للہ تعالیٰ علی انعامہ کہ خیریت طرفین حاصل است دریں ولا دریں جا زبانی آیندگاں ۔ بعد دعا بود کہ ہمراہ نواب معلی القاب نواب محمد علی خاں صاحب بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ و اوصلہ تمامہ ما یتمنی بذریعہ نوکری بآں طرف رفتہ بودند بہ دریافت رسیدہ و نیز از تحریر بعض محبان معلوم شدہ کہ بعض اہل علم و طلبہ را اشتباہے پیدا شدہ است دریں باب کہ مولوی صاحب مستجمع محامد و حاوی معدن علوم و فنون مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ را سند کتب احادیث شریفہ از مولانا استاذنا جامع مناقب و مفاخر حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ حاصل است یا نہ بلکہ مولوی صاحب ممدوح سلمہ اللہ تعالیٰ بزیارت و خدمت و صحبت حضرت مولانا مبرور نیز مشرف شدہ اند یا نہ چوں رفع ایں ہر دو شبہ مستحسن و موجب رفع خلجان مسلمانان است لہذا نوشتہ می شود کہ سند کتب احادیث شریفہ عطا فرمودہ حضرت مولانا مغفور طاب مثواہ بدست مولوی صاحب ممدوح موجود است و حال زیارت و خدمت و صحبت بر اہل شاہ جہان آباد خصوصاً آنکہ در مجلس شادی کتخدائی مولوی صاحب ممدوح با صبیہ عفیفہ حضرت مولوی صاحب مخدومی مولوی عبد الخالق صاحب مرحوم و مغفور شریک بودند اظہر من الشمس است کہ حضرت مولانا مبرور از نماز عشا تا نماز صبح مع جماعت کثیرہ از علما و اہل مدرسہ در مسجد قدیم پنجابی کٹرہ رونق افروز بودند و مجلسے عجیب بابرکت و میمنت ترتیب یافتہ بود و کاتب حروف نیز در آں مجلس حاضر بود و بالجملہ در آخر سنہ ۱۲۴۳ ہجری کاتب ایں حروف بدہلی رسیدہ بہ مسجد پنجابی کٹرہ مقیم شدہ بود و مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد یک سال یا چند ماہ زیادہ ازاں بہ شاہ جہان آباد تشریف آوردہ بمکان مفتی شجاع الدین علی خاں صاحب بہ محلہ پائیگراں بجانب شمالی مسجد جامع شاہ جہانی مقیم شدند بعد چند روز بہ محلہ پنجابی کٹرہ بہ خدمت حضرت استاذی مولوی عبد الخالق صاحب طاب مثواہ مقیم شدند و تقریب شادی نکاح در آں جا گردیدہ و حاضر باشی مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بخدمت حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب سقی اللہ ثراہ بچشم خود دیدہ ام بلکہ مرا خوب یاد است کہ مولوی صاحب ممدوح و حاجی مزمل صاحب مرحوم کہ یکے از علماء دیندار بودند و ایں فقیر در یک مسئلہ روبروئے حضرت مولانا مبرور مباحثہ می کردیم و حضرت مولانا استماع می فرمودند۔ و ازاں وقت یعنی سنہ ۱۲۴۴ ہجری غیبت مولوی صاحب موصوف تا الی الآن از دہلی صورت نگرفتہ مگر یک دو بار کہ بوطن مالوف خود تشریف بردہ بودند و حضرت مولانا مغفور در سنہ ۱۲۵۸ ہجری بطرف حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ہجرت فرمودند و دراں وقت ایں فقیر بہ ملک سندھ مقیم بود پس قریب پانزدہ سال حضرت مولانا مولوی صاحب ممدوح در دہلی بودند پس شبہ عدم رویت و زیارت وہم محض است و مردم دہلی بخوبی ازیں حال آگاہ اند والسلام۔ مکرر آنکہ تا آخر سنہ ۱۲۵۸ ہجری ایں جانب نیز بہ شاہ جہان آباد بود و حاضر باشی مولوی صاحب بخدمت مولانا صاحب می دید و بتاریخ ۵ ذی الحجہ سنہ مذکور روانہ ملک سندھ گردیدہ والسلام۔

جناب موصوف کی طرف سے ایک اعلان آپ کے

ہوتی ہے مگر حقیقت یہ ہے (جیساکہ میاں صاحب نے خود اپنی یادداشت سابق الذکر میں تصریح کی ہے) کہ آپ کو مولانا کے حضور میں قرأت کا اتفاق کم ہوا لیکن سماعت حدیث اور حل رموز ونکات وغیرہ کا سلسلہ مولانا کے دہلی میں موجود رہنے تک برابر جاری رہا سند کے الفاظ وسمع منی الاحادیث الکثیرہ اسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور سچ پوچھو تو قدماء محدثین کا طریقہ تدریس بھی یہی تھا کہ اُستاد کسی بلند مقام ممبر وغیرہ پر بیٹھ کر زبانی یا تحریری یادداشت سے روایت کرنا شروع کرتا اور حاضرین

قدماء محدثین کا طریقہ تعلیم و تدریس

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۶)

دست خاص کا لکھا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اما بعد می گوید افقر عباد اللہ الصمد علی احمد عفی عنہ سیاٰتہ وزیدت حسناتہ کہ دریں ولا زبانی آیندگان از بلدہ لاہور بدریافت رسیدہ کہ در آں بلدہ واطراف وقرب وجوار آں بعضے مسلماناں را شبہ ہے پیدا شدہ است کہ مولوی صاحب مستجمع محاسن وفضائل ومستتبع حامد وفواضل مولوی سید نذیر حسین صاحب متوطن حال بلدہ دہلی را شرف صحبت ودیدار وزیارت وسند کتب احادیث شریفہ از مولانا ومخدومنا حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب طاب مثواہ حاصل نیست بنا برآں بنظر ضرورت واستحسان رفع ایں اشتباہ موافق علم خودمی نویسم کہ صحبت وزیارت وحاضرباشی مولوی صاحب ممدوح بحضرت مولانا مبرور نور اللہ مرقدہٗ چوں شمس نصف النہار ظاہر وہویدا است کاتب الحروف با مولوی صاحب در بعض از اوقات روبروے مولانا مبرور در بعض از مسائل مباحثہ نمودہ است وبروز نکاح مولوی صاحب موصوف حضرت مولانا ممدوح مع دیگر علماء دہلی از نماز عشاء تا نماز صبح در مسجد قدیم پنجابی کٹرہ رونق افروز بودند وکاتب الحروف نیز حاضر بود ازیں حال اکثرے از سکنائے محلہ مذکور واقف وآگاہ خواہند بود۔ وعلاوہ بریں تخمیناً پانزدہ سال مولوی صاحب موصوف وحضرت مولانا در شہر دہلی بودند۔ زیراکہ در آخر سنہ ۱۲۴۳ ہجری قدسی راقم الحروف بہ دہلی آمدہ وبعد ازاں تخمیناً بیک نیم سال مولوی صاحب موصوف وارد دہلی شدند ودر سنہ ۱۲۵۰ ہجری کاتب الحروف روانہ ملک سندھ گردیدہ ومولوی صاحب موصوف را در دہلی گذاشت ودر سنہ ۱۲۵۸ ہجری حضرت مولانا مرحوم بہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتبجیلاً ہجرت فرمودند ومولوی صاحب ممدوح ہنوز در دہلی اند پس اشتباہ عدم صحبت وزیارت بے اصل محض است واما اشتباہ اسناد کتب احادیث پس چوں اسناد دستخطی حضرت مولانا ممدوح بدست مولوی صاحب موجود است محل اشتباہ دریں امر نیز باقی نماندہ اللہ تعالیٰ مسلماناں را از جملہ بلایا محفوظ دارد۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد۔ اللھم احفظنا من کل بلاء اللھم اغفرلی وللمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات والف بین قلوبنا واصلح ذات بیننا وانصرنا علی عدونا وعدوک یا ارحم الراحمین یا خیر الناصرین

محررہ یازدہم ربیع الاول سنہ ۱۲۹۲ ہجری قدسی

۱۲۹۱
علی احمد

استاد کے بیان کو ساتھ ساتھ قلمبند کرتے جاتے اور آیندہ اسی یادداشت سے حفظ روایت کرتے پس **میاں صاحب** کا اپنے شیخ کی مجلس درس میں حاضر رہ کر بذریعہ سماعت کے علم حاصل کرنا ٹھیک ٹھیک طریقہ محدثین کے موافق تھا۔

اگرچہ یہ جواب مخالفین کے مقابلہ میں بالکل کافی اور مسکت ہے مگر **میاں صاحب** کے سامنے جب اہل عناد کی اس جرح کا تذکرہ آتا تو وہ بجائے سند کے الفاظ کی تشریح کرنے یا سند کو بہ حیثیت دلیل تلمذ پیش کرنے کے یہ فرماتے „سنو صاحب میں سند ونڈ نہیں جانتا یہ دیکھو کہ مجھے پڑھانا آتا ہے یا نہیں“ ایک روز مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارن پوری کو **میاں صاحب** نے خطاب کرکے فرمایا میں چپڑاس نہیں دکھاتا ہوں تم بیٹھو میں صحاح پڑھاتا ہوں دیکھو روش محدثانہ رکھتا ہوں یا نہیں۔ اکثر ایسے موقع پر شوخی طبع سے سند کو چپڑاس کے لفظ سے تعبیر کرتے اور اپنے حق میں مشہور مصرع ضرب المثل ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند، سے تمثیل کرتے۔

مولوی احمد علی صاحب سہارنپوری کا واقعہ

بہ ظاہر **میاں صاحب** کا یہ جواب معمولی اور عامیانہ جواب معلوم ہوتا ہے مگر غور سے دیکھا جائے تو ان سادے لفظوں میں بھی طبیعت کا اصلی رنگ اپنا جوہر دکھا رہا ہے۔

مولوی احمد علی صاحب سے سوال وجواب

دوسرا واقعہ مولوی احمد علی صاحب مرحوم کے ساتھ یہ ہوا کہ وہ ایک دن درس کے وقت پہنچے **میاں صاحب** نے مولوی شریف حسین مرحوم کو کنایۃً کہا کہ جاکر ان کی سند لے آئیں اور شاگردوں سے کہا چلو صاحب چلو میں بکریاں نہیں چراتا اونٹ چراتا ہوں۔ اس کے بعد مولوی صاحب موصوف کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا میں نے سنا ہے تم کہتے ہو کہ میں نے مولوی محمد اسحٰق صاحب سے نہیں پڑھا ہے؟ مولوی صاحب نے جواب میں کہا کہ میں جب پہلی بار اپنے والد کے ساتھ دہلی آیا تھا اُس وقت **آپ** نے شرح ملا شروع کی تھی جس کی مٹھائی میں نے بھی کھائی تھی۔ **میاں صاحب** نے پوچھا پھر تم کتنے دنوں بعد دلی آئے؟ مولوی صاحب نے کہا بارہ برس بعد **میاں صاحب** نے فرمایا کہ تب تم مجھ کو پڑھتے ہوئے کیا دیکھتے میں تو اُس وقت صحاح کا درس دے چکا تھا پھر کہا اچھا یہ تو بتاؤ؟ تم کو

مولانا محمد اسحٰق صاحب کا شاگرد کس نے بنوایا مولوی صاحب نے کہا آپ نے (بات یہ تھی کہ مولوی احمد علی صاحب دہلی حدیث پڑھنے کو آئے اُس وقت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب بقصد ہجرت روانہ ہونے والے تھے تب مولوی احمد علی صاحب نے چاہا کہ مولوی کرم اللہ صاحب سے صحاح پڑھیں **میاں صاحب** نے اُن کو مشورہ دیا کہ اگر صحاح پڑھنا ہے تو مولانا محمد اسحٰق صاحب کے ساتھ مکہ چلے جاؤ حج بھی کر لوگے اور صحاح بھی ایک اُستاد کامل سے ہو جائیگی چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے ایسا ہی کیا) **میاں صاحب** نے کہا پھر یہ بات کیا قرین عقل ہے؟ کہ میں تم کو تو مشورہ دے کر شاگرد بنواؤں اور خود اُن سے نہ پڑھوں۔ اس کے بعد **میاں صاحب** نے پوچھا کہ تم شاہ محمد اسحٰق صاحب کا حرف پہچانتے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ خوب پہچانتا ہوں **میاں صاحب** نے اپنی سند سامنے رکھ دی اور کہا کہ کہو یہ کس کا حرف ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ شاہ محمد اسحٰق صاحب کا پھر پوچھا کہ مہر کس کی ہے؟ مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے کہا شاہ محمد اسحٰق صاحب کی۔

سند پر مدار علم نہیں۔

بات یہ ہے کہ جب تک علم حدیث کا مدار زبانی روایت پر تھا، اس بات کی ضرورت تھی کہ روایت کرنے والا اپنے اُستاد سے راوی اوّل تک سلسلہ وار درمیانی راویوں کا نام بتا دے تاکہ اصول جرح و تعدیل کے موافق ہر راوی کی جانچ کرنے کے بعد روایت قابل قبول یا رد قرار دی جائے۔ اور اسی سلسلہ روایت کا نام سند ہے مگر اب کہ محدثین اولین شکر اللہ مساعیہم کی محنت و کوشش سے تمام زبانی اور منتشر روائتیں صحاح و سنن و معاجم و مسانید وغیرہ دواوین اسلام میں جمع و محفوظ اور باعتبار مختلف مدارج صحت و ضعف وغیرہ کے ایک دوسرے سے ممیز و ممتاز کر دی گئیں بلکہ محققین و مجتہدین کے لئے حدیث کے حالات میں اسماء الرجال کا ایک خاص فن ہی مدون ہو گیا اور متاخرین نے شروح و حواشی اور تعلیقات کے ذریعہ سے ایک ایک مبہم اور مجمل لفظ اور مشتبہ و مختلف فیہ یا متناقض روایتوں کے متعلق معلومات کا بے انتہا ذخیرہ مہیا کر کے علم حدیث کو اس قدر سہل اور آسان کر دیا ہے کہ ایک ذہین اور با استعداد شخص اپنی قابلیت و محنت سے صرف کتابوں کے ذریعہ اس علم میں مہارت تامہ حاصل کر لے سکتا ہے اِس صورت میں سند اور اجازت کو علم کا معیار ٹھیرانا بڑی غلطی ہے۔

فن اسماء الرجال

علم حدیث کے متعلق معلومات کا ذخیرہ

تعدد شیوخ کی ہوس نہ تھی

میاں صاحب کے جواب مذکورہ بالا میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے اور راقم کے نزدیک یہی خیال ہے جس نے **میاں صاحب** کو صرف ایک شیخ الحدیث پر قانع اور تعدد شیوخ کی ہوس سے بے پروا رکھا۔

طالب علمی کے احباب، زمانہ تحصیل کے ہم سبق طلبہ اور اُن کے ساتھ باہمی برتاؤ

مولوی امداد علی سورج گڈھی مولوی زین العابدین

مولوی امداد علی مرحوم سورج گڈھی تو آپ کے رفیق وطن ہی سے تھے ان کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ الہ آباد میں مولوی زین العابدین سے بڑی دوستی تھی کیوں کہ مولوی سید عبدالعزیز صمدنی کو ایک خط میں لکھتے ہیں "از تحریر ایشاں بوضوح پیوست کہ بہ ضلع الہ آباد رسیدند خوب شد لب جمن مسجدے ست کہ بہ ایام طلب علم چندے بسر کردہ ام دراں جا از مولوی زین العابدین صاحب مرحوم و مغفور صحبت درس و تدریس گرم می بود و از چند اصحاب دوائر ہم جلسہ مذاکرہ بانتہا کشیدہ بود"

مفتی اسد اللہ

اسی خط میں مفتی اسد اللہ کے حالات بھی دریافت فرمائے ہیں کہ وہ کہاں ہیں یہی مولوی سید عبدالعزیز اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ "میں جب دہلی جاتا اور الہ آباد کے ضلع میں تحصیلدار تھا تو ہمیشہ یہ فرماتے کہ "بھئی تمہارے آنے سے مولوی زین العابدین مرحوم یاد آجاتے ہیں اور اپنی طالب علمی کے مزے اُس وقت سب سامنے ہو جاتے ہیں۔ جس کو ساٹھ ستر برس کا زمانہ ہوا"

مولوی رحمۃ اللہ بیگ مولوی عبداللہ سندھی وغیرہ دہلی کے ہم سبق طلبہ

دہلی میں مولانا عبدالخالق صاحب اور مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہما سے تحصیل علم کے وقت مولوی رحمت اللہ بیگ، مولوی عبداللہ سندھی، مولوی محمد کابلی، مولوی نور علی متوطن سمبراون، حافظ محمد فاضل سورتی، حافظ حاجی محمد مرحوم صحیح بخاری و مسلم میں ہم سبق تھے۔

ہدایہ کے سبق میں نواب قطب الدین خان مرحوم، مولوی بہاء الدین دکھنی، مولوی صفۃ اللہ والد ماجد قاضی محفوظ اللہ پانی پتی مولوی قاری حافظ کرم اللہ شریک تھے اور نواب صاحب مرحوم سے دوستی بہت بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ **میاں صاحب**

خود اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں "واز شریک شدن در هدایه از جناب مولوی صاحب مرحوم (نواب قطب الدین خاں) سلسلہ محبت و ارتباط و انبساط روز بروز دراز گردید"

مولوی محمد ابراہیم نگرنہسوی

مولوی محمد ابراہیم مرحوم نگرنہسوی عظیم آبادی کے ساتھ بھی دوسری بار آپ نے پوری صحیح بخاری سماعتاً پڑھی اور کسی قدر تفسیر بیضاوی بھی قاری عبدالرحمن صاحب مرحوم پانی پتی بھی بعض موقع کے ساتھی تھے اور باہم ربط تھا ایک دن کسی موقع پر شاہ محمد اسحٰق صاحب نے پوچھا کہ اذا مفاجات کے لئے آتا ہے یا نہیں ؟ کسی طالب علم نے جواب دیا کہ نہیں ناگاہ قاری صاحب بول اُٹھے اذ مفاجات کے لئے آتا ہے **میاں صاحب** نے بے ساختہ مذاقاً کہہ دیا۔ یک نہ شد دو شد۔ قاری صاحب شدید الغیظ آدمی تو تھے ہی اُس وقت سے جو **میاں صاحب** سے کشیدہ ہوئے تو مدتوں صاف نہ ہوئے۔ قرینہ ہے کہ قاری صاحب کے ساتھ اس قسم کا مذاق طلبہ عمداً بھی کرتے ہونگے جس طرح چڑنے والوں کو لوگ اسی لئے چڑاتے ہیں کہ وہ گالی دے۔

تیسری بار صحیح بخاری پڑھنا ایک بار مولانا عبدالخالق سے اور دوبار مولانا شاہ اسحٰق صاحب سے

قاری عبدالرحمن پانی پتی کے ساتھ مذاق

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

ہم سبق لوگوں میں کیا درجہ تھا

مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رح جب استفتا کا جواب تحریر فرماتے تو لکھ کر طلبہ کے حوالہ کر دیتے جس سے شاگردوں کی تعلیم مقصود ہوتی۔

استفتا

ایک استفتا کا سوال یہ تھا کہ کسی نے چار آنے پیسے کسی سے قرض لئے اُس وقت نرخ پیسے کا بیس گنڈہ تھا چار آنے کے بیسؔ پیسے ملے اب ادائے قرض کے وقت پیسے کا نرخ پچیس گنڈہ ہے داین کو بیس پیسے دئے جائیں گے کہ پچیس۔ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے جواب لکھا کہ جتنے پیسے لئے تھے اُتنے ہی ادا کئے جائیں گے یعنی بیسؔ پیسے۔

جواب

جواب برنظر

شاگردوں نے فتوی کو پڑھ لیا جب **میاں صاحب** نے پڑھا تو عرض کیا کہ حضور پچیس پیسے ادا کئے جائیں گے جو نرخ پیسے کا ادا کے وقت ہے پوچھا کیوں ؟ عرض کیا پیسوں کی ثمنیت خلقی نہیں ہے بلکہ جعلی ہے مگر جناب شاہ صاحب

نے اِس پر خیال نہیں فرمایا **میاں صاحب** نے بھی اُس فتوے پر دستخط نہیں کیا۔ اُستاد کی مخالفت پر لوگ متحیر ہوئے اور چھ مہینے تک اِس مخالفت کا چرچا دہلی میں ہوتا رہا۔ چھ مہینے کے بعد جب کتاب طوالع الانوار مکہ معظمہ سے آئی تو **میاں صاحب** یہ جزئی اُس کتاب میں نکال کر شاہ صاحب کے حضور میں لے گئے اور پیش کر کے عرض کیا کہ اب حضور اُس فتوے کو منگا کر قلم زد کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

چھ مہینے کے بعد فیصلہ

میاں صاحب فرماتے تھے کہ جب تک طوالع الانوار آئی نہیں تھی میں دہلی میں مُنہ دکھانے کے قابل نہیں تھا جدھر نکلتا اُنگلیاں اُٹھتیں کہ یہی ہے۔

شاہ محمد اسحٰق صاحب کا اقتدا

ایک روز مولانا شاہ محمد اسحٰق رح کے حلقہ درس میں ترمذی کا سبق ہو رہا تھا اِس سبق میں ایک جگہ لفظ **کان** محذوف تھا شاہ محمد اسحٰق رح نے شاگردوں سے پوچھا کہ **کان** کہاں کہاں حذف ہوتا ہے۔

حذف کان کی تحقیق

میاں صاحب نے بجائے اُن چار جگہوں کے جہاں نحوی لوگ عموماً حذف **کان** کا بیان کرتے ہیں۔ اور معمولی درسی کتب متون و شروح میں اُنہیں مواضع اربعہ پر کفایت کرتے ہیں چھ مواضع میں **کان** کا حذف ہونا بیان کیا اور گن کر بتا دیا کہ فلاں محل میں بھی **کان** محذوف ہوتا ہے اور فلاں مقام میں بھی مگر نحاۃ اُن دو کا ذکر نہیں کرتے چنانچہ جناب شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ نے بھی اس کی تصویب اور تصدیق کی۔

باب سوم

یکم محرم ۱۲۵۹ھ مطابق ۲- فروری ۱۸۴۳ء سے ذی الحجہ
۱۳۰۵ھ مطابق ستمبر ۱۸۸۸ء (چھیالیس ۴۶ برس) کے واقعات

مسند درس پر متمکن ہونا، تفسیر حدیث فقہ پر عبور، مطالعہ اور وسعت نظر، درس و وعظ، اراکین قلعہ سے تعلق، گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری، راولپنڈی کی نظر بندی، اہلیہ کی وفات، شمس العلما کا خطاب، سفر حج، مختلف اقطار عالم میں اقتدار، مولانا سید

شریف حسین صاحب مرحوم کی وفات،

شاہ اسحٰق صاحب کی ہجرت کے وقت بڑے بڑے بااثر تلامذہ دہلی اور ہندوستان میں موجود تھے

جس وقت جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز نے شوال سنہ ۱۲۵۸ ہجری میں ہندوستان سے ہجرت کی۔ دہلی میں متعدد نامور علما (جس میں سے اکثر جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ کے نہ صرف تلمیذ و تربیت یافتہ بلکہ درس و تدریس میں مشغول تھے اور باوجود اعلیٰ درجہ کا فضل و کمال رکھنے کے غایت عقیدت مندی کے ساتھ جناب شاہ صاحب کی خدمت کے ہمہ آن ملازم اور سالہائے دراز تک اُن کے کلمات طیبات سے استفادہ کرنے والے اور اُن کے خرمن فیض کے خوشہ چیں رہ چکے تھے) موجود تھے خود جناب شاہ صاحب کے بھتیجے مولوی مخصوص اللہ مرحوم (مولانا شاہ رفیع الدین کے صاحبزادے) جو پچیس برس تک اپنے حقیقی چچا مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے حلقۂ درس میں شریک اور عرصہ دراز تک خود بھی درس دیتے رہے تھے اور اُن کے چھوٹے بھائی مولوی محمد موسیٰ اُس وقت تک حی القائم موجود تھے علاوہ اُن کے مولانا شاہ عبدالعزیز اور نیز مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہما الرحمۃ کے مشاہیر تلامذہ دہلی اور مختلف بلاد و اطراف ہند میں پھیلے ہوئے وعظ و ارشاد و درس و افتا وغیرہ خدمات دین کو انجام دے رہے تھے۔ بلکہ بعض بعض صاحب سجادہ و طریقہ بھی تھے جس کی وجہ سے اُن کا مرجع خلایق ہو جانا زیادہ قرین قیاس تھا مگر یہ بات کچھ کم حیرت انگیز نہیں ہے کہ مولانا کا واقعی اور حقیقی جانشین اور مولانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز علیہما الرحمۃ کے مسند درس کا مالک باوجود بے انتہا مخالفت اور مزاحمت کے مولوی سید محمد **نذیر حسین** کے سوا اَور کوئی نہ ہو سکا یہاں تک کہ **میاں صاحب** کا لقب جو مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کے واسطے مخصوص تھا اور بسلسلۂ جانشینی منتقل ہوتا ہوا مولانا شاہ محمد اسحٰق رح تک پہنچا تھا وہ مولانا کے بعد **مولوی نذیر حسین** کے ساتھ اس طرح چسپاں ہوا کہ اب **میاں صاحب** اور مولوی **نذیر حسین** گویا دو مترادف لفظ ہو گئے۔

مولوی مخصوص اللہ اور مولوی محمد موسیٰ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھتیجوں کا ذکر۔

مولانا شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز کا جانشین میاں صاحب کے سوا کوئی نہ ہو سکا۔

میاں صاحب کا لقب

علم حدیث آپ کا خاص فن تھا

علم حدیث تو **میاں صاحب** کا خاص فن تھا جس کو ہندوستان میں شائع کرنا حکیم مطلق نے **آپ** کی ذات بابرکات کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا۔ اور فی الواقع اس علم شریف کی ترویج چار دانگ ہندوستان میں جیسی کچھ **آپ** کے ذریعہ سے

ہوئی فرد واحد کی کوشش اس سے زیادہ نہیں کر سکتی چنانچہ کبھی کبھی جوش میں آکر خود بھی فرمادیا کرتے تھے کہ میں نے صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں کردیا۔ یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ اس مقدس علم کا شیوع جیساکہ **میاں صاحب** کی ذات سے ہوا اُس کی نظیر قرون ماسبق میں بھی آسانی سے نہیں مل سکتی۔ مولوی عزیز احمد صاحب اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں ”میں نے خود کئی بار **حضرت** سے پوچھا کہ صحاح اور خصوصاً صحیح بخاری **حضور** نے کے مرتبے درس دی ہوگی۔ ارشاد فرمایا کہ کیا شمار بتاؤں اللہ کو علم ہے۔ میری یاد صحیح ہے تو کئی سو بار پڑھائی ہوگی۔ مگر اسی کے ساتھ جو لوگ تھوڑے دن بھی **آپ** کی خدمت میں حاضر اور **آپ** کے درس و ارشاد سے بلاواسطہ فیض یاب ہوئے ہیں اُن پر پوشیدہ نہیں ہے کہ فنون متداولہ درسیہ میں کوئی فن ایسا نہیں تھا جس میں **آپ** استعداد کامل نہ رکھتے ہوں خصوصاً فقہ حنفی پر اس قدر کامل عبور تھا کہ اُس زمانہ میں بھی جب کہ خود جوان تھے اور مدینۃ العلم دہلی میں ایک سے ایک بڑھ کر کامل الفن موجود تھے۔ علم فقہ میں عدیم النظیر سمجھے جاتے تھے جیساکہ سید احمد خان مرحوم نے اپنی کتاب آثار الصنادید میں **میاں صاحب** کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ اس کی تصریح کی ہے۔

صحاح ستہ اور خصوصاً صحیح بخاری کئی سو بار پڑھائی

فنون متداولہ میں استعداد کامل

فقہ حنفی پر عبور

خود **میاں صاحب** فرماتے تھے کہ فتاوی عالمگیری جیسی ضخیم و مبسوط کتاب تین مرتبہ من اولہ الیٰ آخرہ لفظاً لفظاً حرفاً حرفاً مطالعہ سے گذری ہے۔ اور مختلف مقامات سے بلا ترتیب دیکھنے پڑھنے کا تو کوئی شمار نہیں کثرت مزاولت کی وجہ سے کتاب مذکور کے جزئیات پر اس قدر احاطہ ہوگیا تھا کہ گویا ساری کتاب ازبر محفوظ تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی شرف الدین مرحوم مفتی ریاست رام پور (جو کہ مرد ذی علم اور سن رسیدہ تھے اور غایت بد دماغی سے مولانا شاہ عبدالعزیز رح کے ساتھ دعویٰ ہم عصری رکھتے تھے) دہلی آئے اور اولاً صدر بازار میں پنجابیوں کے مہمان ہوئے شہرہ تو تھا ہی **میاں صاحب** بھی ملاقات کو تشریف لے گئے۔ عندالتذکرہ **میاں صاحب** نے پوچھا کہ جناب کو آج کل کیا شغل ہے کہنے لگے کہ نواب نے تفسیر جلالین کے ترجمہ کی فرمائش کی ہے وہی لکھ رہا ہوں مگر بے چارے دونوں جلالو تو بالکل بھولے بھالے تھے اُن کو کچھ آتا جاتا نہیں۔

جزئیات فتاوے عالمگیری پر حافظہ کی قدرت

مفتی شرف الدین صاحب سے ملاقات و سوال و جواب

میاں صاحب کا سوال

مفتی صاحب کا سکوت

اس لیے مجھ کو بہت بنانا پڑتا ہے **میاں صاحب** نے پوچھا کہ یورث کلالۃ میں[عہ]
یورث ورث یرث سے مشتق ہے یا اورث یورث سے۔ مفتی صاحب
ساکت رہے **میاں صاحب** نے اسی سے اندازہ کر لیا بعدہ مفتی صدر الدین خاں
مرحوم کے ہاں مہمان ہوئے شہر میں مفتی رام پور کے علم و فضل کی دھوم تو مچی ہوئی
تھی ہی **میاں صاحب** بہ تقریب دعوت وہاں بھی پہنچے مفتی صدر الدین خان
مرحوم (جو کہ **میاں صاحب** کے ساتھ رسم دوستانہ رکھتے تھے) نے شوخی کی ادا
میں **میاں صاحب** کی تعریف اس عنوان سے کی کہ " یہ جوان بڑا وہابی ہے
اس کے سامنے حضور کوئی مسئلہ نہ بیان فرما دیں مسئلہ کہتا ہو تو جمنا پار جا کر فرمائے گا

مفتی شرف الدین کا سوال

میاں صاحب کا جواب

اس پر مفتی رام پور نے **میاں صاحب** کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم کو فقہ
آتی ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں کیا جانوں صاحب آپ پوچھیں۔ مفتی موصوف
نے سوال کیا کہ وضو میں کے فرض ہیں **میاں صاحب** نے کہا معلوم ہوا
آپ وہی اعتراض کریں گے جو پہلے ملا فروخ مکی نے کیا ہے اور اسی کو بحر الرائق میں
لکھا ہے اسی کو نہر الفائق میں نقل کیا ہے ایسے اعتراض کے جواب دلی کے بھٹیاروں
کے لونڈے پیڑا بناتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کوئی بڑی بات پوچھی ہوتی۔

اجیر و مستاجر کے درمیان دانے چارے کا مسئلہ

مفتی صاحب کا جواب

تنے میں کسی نے آکر مسئلہ پوچھا کہ پانی پت جانے کے لئے اونٹ گاڑی کرایہ کی ہے
کرایہ کی صفائی ہو گئی ہے مگر دانے چارے کی صفائی نہیں ہوئی کہ کون دے گا
اجیر یا مستاجر یہ اجارہ شرعاً درست ہے یا نہیں مفتی رام پور نے جواب دیا درست
ہے مفتی صاحب کے اس جواب پر **میاں صاحب** نے پوچھا کہاں لکھا ہے
مفتی صاحب نے فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ دیا۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ عالمگیری مطبوعہ کلکتہ و دہلی میں تو لا یجوز[عہ] لکھا ہے

[عہ] قال صاحب الجمل یورث بفتح الراء من ورث اے ماخوذ من ورث المجرد المبنی للمجہول لا من المزید لان المیت یکون موروثا لا مورثا اسم مفعول فکل من المیت والمال موروث الخ کرخی ۱۲

[عہ] کتاب الاجارہ۔ الفصل الثانی فیما یفسد العقد فیہ لمکان الشرط۔ رجل استاجر عبداً کل شہر بکذا علی ان یکون طعامہ علی المستاجر او دابۃ علی ان یکون علفہا علی المستاجر ذکر فی الکتاب انہ ما یجوز و کل اجارۃ فیہا رزق او علف فہی فاسدۃ الا فی استیجار الظئر اھ۔
عالمگیری جلد ثالث مطبوعہ نولکشور صہ ۱۱۲۸

جواب کی تغلیط

آپ نے شاید کوئی قلمی نسخہ دیکھا ہوگا جس میں کاتب کی غلطی سے لا چھوٹ گیا ہوگا

فتاویٰ عالمگیری کی نسبت میاں صاحب کا دعویٰ

اور اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ عالمگیری بڑی مبسوط کتاب ہے اُس کی جزئیات کو کون حافظ کرسکتا ہے تو آپ جہاں سے چاہیں سوال کریں صفحۃً صفحۃً ورقۃً ورقۃً عبارت سنا دوں گا پھر **میاں صاحب** نے پوچھا کہ شوہر بی بی کی لاش کو ہاتھ لگا سکتا ہے غسل دے سکتا اور تجہیز و تکفین کرسکتا ہے کہ نہیں؟ مفتی صاحب نے کہا نہیں **میاں صاحب** نے کہا دلیل؟ مفتی صاحب نے کہا بعد موت کے نکاح فسخ ہوگیا تب **میاں صاحب** نے کہا کہ حضرت علیؓ نے کیوں کر جناب سیدہؓ کو غسل دیا اور تجہیز و تکفین کی مفتی صاحب ساکت ہوگئے۔

میاں صاحب کا سوال

مفتی رام پور کا جواب اور پھر اُس پر اعتراض اور سکوت

فقہ حنفی پر عبور کی مثال

مولوی حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی پنجابی نے ایک موقع پر کسی مسئلہ حنفیہ کے بیان میں **میاں صاحب** کے سامنے فقہ حنفی کی چودہ۱۴ کتابوں کا حوالہ دیا **میاں صاحب** نے چالیس کتابوں کے نام بتلائے جن میں مسئلہ زیر بحث مذکور تھا اور وہ سب اُن کی نظر سے گذر چکی تھیں۔

چالیس کتابوں کا حوالہ

ایضاً دوسری مثال

حافظ عبدالمنان وزیرآبادی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن صحیح بخاری کے سبق کتاب الاکراہ میں "قال بعض الناس" آیا امام بخاری نے کتاب جامع صحیح میں التزام کیا ہے کہ بہ لفظ "قال بعض الناس" امام ابوحنیفہ کے مذہب کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور صرف بہ نظر تردید نقل کرتے ہیں۔

علامہ عینی کی تردید

علامہ عینی شارح صحیح بخاری حنفی المذہب جو اپنے مذہب کے سرگرم حامی ہیں۔ صحیح بخاری کے ہر ایسے مقام پر بقدر امکان وہ اپنے مذہب کی تائید کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے اِس موقع پر جواباً اُنھوں نے۔ لکھا کہ سرے سے یہ ہم لوگوں کا مذہب ہی نہیں ہے **میاں صاحب** اثنائے سبق میں اُٹھ کر مکان تشریف لے گئے اور نو جلد قلمی کتابیں ایک گٹھری میں باندھے اُٹھا لائے اور اتنے معتبر حوالوں سے ثابت کیا کہ حنفی مذہب کا وہی مسئلہ ہے جو امام بخاری نے لکھا ہے اور عینی کو خود اپنے مذہب کی خبر نہیں۔

نو کتابوں کا حوالہ

تیسری مثال

اسی طرح ایک دن صحیح بخاری کے سبق میں کسی موقع پر مولوی احمد علی مرحوم سہارن پوری کے حاشیہ کی عبارت پڑھی گئی کہ " خبر واحد سے عموم قرآن کی

دعوی کے خلاف پچیس سندیں حنفی مذہب کی

تخصیص جائز نہیں **میاں صاحب** نے برجستہ پچیس ۲۵ موقع گن کر بتلا دیئے کہ وہاں ائمۂ احناف نے خبر واحد سے عموم قرآن کی تخصیص کی ہے۔ حالاں کہ فتح الباری وغیرہ شروح بخاری میں دس ۱۰ بارہ ۱۲ جگہ سے زیادہ مذکور نہیں ہے۔

نکتہ رسی

چوتھی مثال

مولوی علیم الدین حسین صاحب مرحوم کے مکان واقع عظیم آباد میں **آپ** فرود تھے ایک دن ایک فتوے پیش کیا گیا۔ جس کا جواب مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے لکھا تھا۔

سوال

مسجد کے نیچے تہ خانے کرایہ کی دکانیں مصارف مسجد کے لیے بنانا جائز ہے یا نہیں

جواب

مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی کا جواب

جائز ہے۔ سند میں کتب فقہ کی عبارتیں جو نقل کی گئی تھیں ان کا ماحصل یہ تھا کہ مسجد کے نیچے تہ خانہ بنانا مصالح مسجد کے لئے جائز ہے۔

علمائے حاضرین سے خطاب

مصارف اور مصالح میں امتیاز

سوال و جواب کو سن کر **میاں صاحب** نے علمائے حاضرین کی طرف خطاب کرکے فرمایا کیوں صاحب آپ لوگ کیا کہتے ہو؟ سب نے عرض کی کہ جواب تو ٹھیک ہے آخر میں **خود** فرمانے لگے کہ سوال میں مصارف کا لفظ ہے اور جواب میں مصالح یہ تو خیال کیا ہوتا کہ کیا؟ مصارف و مصالح دونوں ایک چیز ہیں۔ مصالح یہ ہیں کہ مسجد کی ضرورتوں کی چیزیں بوریا۔ ڈول۔ دری وغیرہ متعلقہ مسجد اس میں رکھی جائیں نہ کہ اس میں دوکان ہو اور دنیاوی مشغلے وہاں ہوتے رہیں پھر پوچھا کہ عالمگیری[عه] سے معلوم ہوا کہ نہیں۔

پانچویں مثال

ایک آدمی نے اپنے خسر پر نالش دائر کی کہ اس کی زوجہ اس سے دلادی جائے خسر نے جواب دیا کہ یہ اپنی بیوی کو فلاں تاریخ میں طلاق دے چکا ہے دو گواہوں

[عه] کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی المسجد وما یتعلق به دوکان السرداب لمصالح المسجد جاز کما فی مسجد بیت المقدس کذا فی الهدایة واذا اراد انسان ان یتخذ تحت المسجد حوانیت غلة لمرمة المسجد او فوقه لیس له ذلک کذا فی ذخیرة اھ ۱۲ عالمگیری جلد ثانی صـ۱۰۳ مطبوعہ نولکشور

نے بھی شہادت دی کہ میرے سامنے اُس نے اپنی زوجہ کو فلاں تاریخ میں طلاق دی ہے مدعی نے اُس کی تردید میں کہا کہ جس تاریخ میں طلاق دینا بیان کیا جاتا ہے اُس کے بعد اُس کے خُسر نے ایک مجمع عام میں اپنی بیٹی کے رخصت کر دینے کا اقرار اور وعدہ واثق کیا ہے۔

ایک استفتا

مولویوں نے (جو اِس مقدمہ میں جج قرار دئے گئے تھے) فتوی دیا۔ چوں کہ خُسر کے بیان میں **تناقض فی الدعویٰ** ہے لہذا اُس کا قول باطل ہے رخصتی کی ڈگری دی جائے۔

مشاہیر علما کا جواب

یہ فیصلہ جب کہ **میاں صاحب** کے ہائی کورٹ میں پہنچا تو سوال وجواب کو سن کر پوچھا کہ کس کس نے اس پر دستخط کیا ہے معلوم ہوا کہ مفتی سعد اللہ، مولوی محمد قاسم، مولوی احمد علی سہارن پوری اور مشاہیر علماے دیوبند کے دستخط ہیں۔

میاں صاحب نے فرمایا کہ سب نے رجماً بالغیب دستخط کیا ہے اتنا خیال نہیں کیا کہ طلاق حق اللہ ہے جس میں مدعی اور گواہ مساوی درجہ رکھتے ہیں اُس کے خسر کے دعوی میں اگر تناقض ہے تو اُن دونوں گواہوں کے بیان کا جواب کیا ہے اُن پر تو خود فرض تھا کہ وہ اظہار کریں پھر کتاب [عہ] منگوا کر اس جزئی کو اُس میں بھی دکھا دیا۔

چھٹی مثال

حکیم ظہور الحسن صاحب مرحوم آروی نے ایک سال گرمیوں میں یہ انتظام کیا کہ زیادہ برف منگواتے اور بقدر اپنی ضرورت کے رکھ کر بقیہ کو بیچ ڈالتے اِس طرح اُن کو اپنی ضرورت کے لئے برف بلاقیمت مل جاتی۔ آرہ کے تاجر برف نے حکیم صاحب سے کہا کہ آپ کے اس انتظام کے سبب سے ہم کو تجارت برف میں نقصان ہوتا ہے آپ کو جس قدر برف کی ضرورت ہو مجھ سے لے لیجئے اور برف کی تجارت کو موقوف کیجئے حکیم صاحب (چوں کہ آدمی تھے متشرع) نے بعض علماے اس معاملہ کی نسبت پوچھا اُنہوں نے کہا کہ جائز ہے اُنہیں دنوں **میاں صاحب** آرہ میں تشریف لائے حکیم صاحب نے اُنہیں عالم سے کہا کہ **میاں صاحب** سے بھی اِس

[عہ] الشہادۃ علی عتق الامۃ وطلاق المنکوحۃ مقبول من غیر دعویٰ بالاتفاق والمسئلۃ معروفۃ ۱۲ ہدایہ مع الکفایہ مطبوعہ احمدی دہلی صـ۱۱۳ جلد ۲

مسئلہ کو پوچھ لیجئے اُنھوں نے پوچھا **میاں صاحب** نے فرمایا نا جائز ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور طرفین راضی ہیں۔ اور نہ کوئی شرط خلاف شریعت ہے نہ کوئی امر مفضی الی المنازعت پھر وجہ عدم جواز کیا ہے؟ **میاں صاحب** نے فرمایا دعوی اجتہاد کا اور مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا انحاء تملیک شرعیہ میں سے کون قسم ہے بیع ہے؟ نہیں، ہبہ ہے؟ نہیں، صدقہ ہے؟ نہیں، پھر کیا ہے؟ اِتنا تو سمجھتے کہ کس چیز کا عوض ہے۔ حکیم صاحب مرحوم نے کل برف کا دام جو اُس وقت تک ہوا تھا تاجر برف کو حساب کرکے دے دیا۔

فقہ اور تفقہ کے تبحر کی بے شمار مثالوں میں سے صرف یہ چند مثالیں بطور "مشتے نمونہ از خروارے" ہیں ورنہ اس قسم کے معرکے تو فقہ و حدیث کے سبق میں روزانہ پیش ہی آتے رہتے تھے جس کا استقصا اگر کیا جائے تو ایک دفتر طویل الذیل تیار ہو جائے با ایں ہمہ جو شخص فقہ کے تبحر کا صحیح اندازہ کرنا چاہے تو وہ **میاں صاحب** کے فتاوے مطبوعہ اور قلمی (جو آج بھی ہزاروں موجود ہیں) کا بغور مطالعہ کرے۔

اُصول فقہ

اُصول فقہ میں تبحر

اصول فقہ میں جو دستگاہ **میاں صاحب** نے حاصل کی دورِ آخر میں شاید کوئی اس درجہ تک پہنچا ہو میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے نصاب تعلیم میں اُصول فقہ کی متعدد کتابیں داخل تھیں اور مرتبۂ فضیلت حاصل کرنے کے واسطے اُن کا پڑھنا پڑھانا لازم سمجھا جاتا تھا ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ **میاں صاحب** کے بعض معاصرین نے اصول فقہ کے بعض مشہور اور مستند متون پر حاشئے اور تعلیقات بھی لکھے[عہ] ہیں۔ مگر یہ بات اپنی جگہ ثابت ہے کہ کسی علم و فن میں مرتبۂ کمال تک پہنچنے کے لئے

[عہ] راقم کے نزدیک کتاب پر حاشیہ لکھ دینا جیسا کہ ہندوستان کے پچھلے علما کا دستور رہا ہے بجائے اُس فن کی قابلیت ثابت کرنے کے زیادہ تر اُس کتاب کی مہارت کو ظاہر کرتا ہے اور ہماری طرز تعلیم کا یہ نقص عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس میں بجائے اس کے کہ مسائل پر زور دیا جائے الفاظ و عبارت کتاب پر زور دیا جاتا ہے اور اسی طرز تعلیم کا نتیجہ ہے کہ آج تک ہندوستان میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا کہ جو باستحقاق مجتہد اور امام فن کہا جا سکے۔ حالانکہ کتب درسیہ پر جس قدر حاشئے اور حاشئے پر حاشئے کے پڑھنے پڑھانے کا رواج ہندوستان میں ہے دوسری جگہ اُس کی نظیر نہیں ملتی بجز شاہ ولی اللہ صاحب کے جن کا سلسلہ درس ہندوستان کے معمولی سلسلہ درس سے بالکل علیحدہ ہے ۱۲

صرف ایک ہی ذریعہ یعنی اس علم کو استعمال کرتے رہنا ہے اصول فقہ کی تدوین و ترتیب دراصل استنباط مسائل و استخراج احکام میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے کی گئی تھی اور یہاں تقلید کی حکومت مطلقہ نے نہ صرف عملاً اجتہاد کا باب مسدود[عہ] کر دیا تھا بلکہ فقہائے مقلدین نے مثل ختم نبوت کے ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے ختم اجتہاد کا اعلان کر کے استنباط احکام کو جرم شرعی اور اصول فقہ کو کہ آلۂ اجتہاد ہے معطل قرار دے رکھا تھا۔

میاں صاحب کی طبیعت ابتدا ہی سے تحقیق کی طرف مائل تھی اور وہ زمانہ طالب العلمی ہی سے دلیل مسئلہ میں نظر کرنے کا حوصلہ و شوق رکھتے اور دلیل ہی کا اتباع کرتے تھے اس لئے اُن کو حدیث و فقہ کے ساتھ ساتھ اصول فقہ میں بھی کافی واقفیت اور کامل فہم حاصل کرنا ضرور تھا۔

اس فن کے تبحر کا اندازہ **آپ** کی مشہور اور معرکۃ الآرا تصنیف معیار الحق سے بخوبی ہوتا ہے جو کتب اصول کے شواہد سے مالا مال ہے اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ اس فن میں **آپ** کو کیسی قدرت حاصل تھی۔ اسی لئے جو اُنس **آپ** کو اس علم کے ساتھ تھا کام کرنے کے آخری زمانہ تک باقی رہا۔

مولوی علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی جو کہ خاندانی عالم اور بڑے مستند فضل تھے دہلی میں مفتی صدرالدین خاں سے مسلم الثبوت پڑھتے تھے ایک مرتبہ **میاں صاحب** نے مفتی صاحب کے بیان کئے ہوئے مطلب پر گرفت کی اور خود تقریر کی جس کو مفتی صاحب نے بھی بہت پسند کیا۔

مولوی علیم الدین حسین مرحوم تقریر کی صفائی اور تفہیم مطالب کی قدرت کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ دوسرے ہی روز **آپ** کے حلقہ تلامذہ میں داخل ہوگئے۔

[عہ] من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامۃ النسفی و اختتم الاجتہاد وعنوا الاجتہاد فی المذہب واما الاجتہاد المطلق فقالوا اختتم بالائمۃ الاربعۃ حتی اوجبوا تقلید واحد من ہولاء علی الامۃ وہذا کلہ ہوس من ہوساتہم لم یاتوا بدلیل ولا یعبأ بکلامہم وانما ہم من الذین حکم الحدیث انہم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ولم یفہموا ان ہذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمہن الا اللہ تعالیٰ ۱۲۔ شرح مسلم الثبوت بحر العلوم صـ ۶۲۴ مطبوعہ مطبع نولکشور

ملا محمد صدیق پشاوری مدظلہ جو آپ کے قدیم تلامذہ سے ہیں اور مسلم الثبوت اصولی۔ اُن کے ماہر اور کامل فن اصولی ہونے کا مفصل تذکرہ فہرست تلامذہ میں اُن کے ترجمہ کے ساتھ انشاء اللہ کیا جائے گا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ **میاں صاحب** گاڑی میں سوار کہیں جا رہے تھے رستہ میں مولوی احمد علی صاحب مرحوم سہارن پوری نے جو دیکھا تو پاس آئے اور گاڑی کو روک کر ایک مسئلہ کا پتہ دریافت کرنے لگے کہ کس کتاب میں ملے گا۔ **میاں صاحب** نے فی البدیہہ بتا دیا کہ الاشباہ والنظائر میں ہے مولوی صاحب موصوف بہت خوش ہوئے کہ اس آسانی سے پتہ لگ گیا اور محنت سے بچے۔

تفسیر

علوم دین میں فقہ، حدیث، تفسیر یہی تین علم مقصود بالذات ہیں اور بقیہ علوم اُن کے لئے بمنزلہ آلات، ادوات، وسائط اور خادم کے ہیں ان تینوں علوم میں فقہ حدیث تو مرتبہ کمال کو پہنچ چکے اور اس قدر کتابیں ان دونوں میں تصنیف و تالیف ہو گئی ہیں کہ وہ ضرورت سے زیادہ ہیں چنانچہ ان دونوں کی نسبت کہا گیا ہے نضجوا[عہ] احترق یعنی پک کر جل گیا پکنے سے مراد ہے اُس علم کے اصول و فروع کا مقرر، مبین اور مفصل[عہ] ہو جانا اور جل جانے سے مُراد ہے نہایت مرتبۂ کمال کو پہنچ جانا وفیہ ما فیہ

[عہ] فی الاشباہ قال بعض المشائخ العلوم ثلثۃ علم نضج وما احترق وہو علم النحو وعلم الاصول وعلم ما نضج ولا احترق وہو علم البیان والتفسیر وعلم نضج واحترق وہو الفقہ والحدیث الاشباہ والنظائر ص ۳۸۲ مطبوعہ مطبع نولکشور

[عہ] علم حدیث کی نسبت تو یہ مقولہ بلاشبہ صحیح ہے کیوں کہ اصل حدیث تو ختم نبوت کے ساتھ ہی ختم ہو گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا نئے سرے سے ہو ہی نہیں سکتی باقی رہی فقہ اُس کی نسبت یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کیوں کہ جزئیات مسائل تو ہمیشہ نئے نئے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں جیسے ریل پر نماز، نوٹ کی بیع وعلی ہذا القیاس۔ قال صاحب التوضیح اعلم انہ لا یراد بالاحکام الکل لان الحوادث لا تکاد تتناہی ولا ضابطۃ یجمع احکامہا اھ وقال صاحب التلویح لان الحوادث وان کانت (دیکھو صفحہ ۹۲)

اور علم تفسیر کے خصوص میں یہ فیصلہ ہے لم ینضج بعد ابھی تک پکا ہی نہیں تفسیر کے فن میں اگرچہ حدیث کی نسبت کتابیں کم لکھی گئی ہیں پھر بھی بلالحاظ مقابلہ جس قدر کتابیں موجود ہیں وہ تعداد میں کم نہیں ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ حدیث کی کتابیں جس قدر لکھی گئی ہیں اور بالخصوص جو قابل اسناد سمجھی جاتی ہیں وہ نہایت محنت و کاوش اور احتیاط سے لکھی گئی ہیں برخلاف اس کے تفسیروں کی حالت یہ ہے کہ سلف صالحین سے جو تفسیریں ہیں اُن میں اختصار ہے جو تنقید کا مقتضی ہے اُن تفسیروں میں گویا صرف ترجمے ہیں یا احادیث نبوی ؐ اور آثار صحابہ و تابعین سے تفسیر کی گئی ہے اور روایتوں میں بھی تنقید ہے جیسے ابن کثیر، ابن جریر، فتح القدیر، جلالین اور جامع البیان اُن کے بعد ایسی تفسیریں ہوئیں جن میں روایات کی تنقید نہیں کی گئی مگر سند مذکور ہے جس سے اہل بصیرت کے لئے تنقید آسان ہے جیسے معالم التنزیل، تفسیر مظہری اور درمنثور۔ پھر وہ تفسیریں ہوئیں جن میں متکلمانہ روش اختیار کی گئی اور اُن میں اس قدر مبالغہ ہوا کہ بجائے تفسیر ہونے کے وہ علم کلام کی ایک مبسوط کتاب ہو گئی جیسے تفسیر کبیر (جس کی نسبت مقولہ ہے فیہ کل شئے الا التفسیر۔ یعنی اُس میں دنیا بھر کی باتیں ہیں تفسیر ہی نہیں ہے) بعض تفسیریں اس قسم کی ہیں جن میں قرآن کی عربیت، معانی، بیان اور بدیع سے بحث ہے جیسے کشاف جاراللہ زمخشری کی۔ کسی میں صوفیانہ رنگ ہے اسرائیلیات کی دھوم ہے جیسے روح البیان۔ مگر روایات کی حیثیت سے دیکھئے تو اُن کو مجموعہ رطب و یابس کہنا کسی طرح بے جا نہیں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱) متناہیۃ فی نفسہا بانقضاء دار التکلیف الا انہا لکثرتہا و عدم انقطاعہا مدۃ دوام الدنیا غیر داخلۃ تحت حصر الحاصرین وضبط المجتہدین وہو المعنی بقولہ لاتکاد تتناہی فلا یعلم احکامہا جزئیاً فجزئیاً لعدم احاطۃ البشر بذلک ولا کلیاً تفصیلیاً لانہ لا ضابطۃ یجمعہا لاختلاف الحوادث اختلافاً لا یدخل تحت الضبط اھ ص۳۱ (مطبوعہ مطبع نولکشور) اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب مصفیٰ شرح موطا میں لکھتے ہیں ”مسائل کثیرۃ الوقوع غیر محصور اند و معرفت احکام الٰہی در انہا واجب و آنچہ مسطور و مدون شدہ است غیر کافی و در انہا اختلاف بسیار کہ بدون رجوع بادلہ حل اختلاف آں نتواں کرد و طرق آں تا مجتہدین غالباً منقطع پس بغیر عرض بر قواعد اجتہاد راست نیاید اھ ۱۲“

میاں صاحب کی نظر تفسیر کبیر، تفسیر نیشاپوری زاہدی، تفسیر الحداد، تفسیر عبد الصمد، تفسیر جامع البیان، تفسیر معالم التنزیل بغوی، کشاف، مدارک، بیضاوی، ابن جریر، ابن کثیر، در منثور، رحمانی، ابو السعود وغیرہ کتب تفسیر پر اگرچہ محیط تھی اور اکثر ان کتابوں کا حوالہ دیا کرتے اور زمانۂ طالب علمی میں تو اتقان علامہ سیوطی کی (جو کہ مقدمات تفسیر کے طور پر اپنے فن کی ایک منفرد تصنیف ہے) من اولہ إلی آخرہ ازبر یاد تھی۔ لیکن بوجہ مذکورہ بالا درس دینے کے لئے آپ نے تفسیر کے متعلق صرف تفسیر جلالین (جس کے الفاظ کی تعداد قرآن مجید کی تعداد الفاظ سے زیادہ نہیں ہے) اور ترجمہ قرآن کو اختیار کر لیا تھا۔ اگرچہ جید طلبہ کی استدعا پر بیضاوی بھی پڑھاتے تھے مگر روزانہ ترجمۂ قرآن پڑھاتے وقت جب آپ اپنا مقراضی ترجمہ بیان فرماتے تو اُس سے صاف معلوم ہو جاتا کہ قرآن کو جیسا آپ نے سمجھا ہے یا دوسروں کو سمجھانے کی جو قدرت آپ کو حاصل ہے اُس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل ہے اللهم اجعل رزق محمد قوتا، قوت کا مقراضی ترجمہ فرماتے۔ نہ باسی بچے نہ کتا کھائے یعنی برابر سرابر سددوا وقاربوا کا مقراضی ترجمہ چلے چلو اور لگے رہو یعنی میانہ روی اختیار کرو۔

افسوس ہے کہ ان مقراضی ترجمے کے قلم بند کرنے کی طرف تلامذہ میں سے کسی نے توجہ نہیں کی ورنہ وہ ایک لاجواب یادگار رہوتی۔

علم تجوید و قرائت

علم تجوید و قرائت

اگرچہ علوم دینیہ میں چنداں مہتم بالشان علم نہیں ہے اور نہ ہندوستان میں اُس کے پڑھنے پڑھانے کا چنداں رواج ہے مگر اس فن کی کتابوں پر بھی آپ کی نظر نہایت وسیع تھی۔ چنانچہ قاری عبد الرحمن پانی پتی اور آپ سے جو مناظرے ہوئے وہ خود ثابت کر رہے ہیں کہ آپ کو اِس فن میں بھی کیسا کمال تھا قاری عبد الرحمن مرحوم ضاد کو دواد پڑھتے اور اسی کو صحیح کہتے تھے میاں صاحب نے ثابت کر دیا کہ ضاد مشابہ بالظاء ہے نہ بالدال۔

علم کلام

علم کلام پر بھی آپ کو پورا عبور تھا مگر توافقاً للمحدثین اس کو بدعت خیال

کرکے درس وتدریس سے کنارہ کشی اختیار کی۔

مستقل حلقۂ درس

الغرض مولانا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے بعد میاں صاحب نے مسجد اورنگ آبادی میں اپنا مستقل حلقۂ درس قائم کیا اور سنہ [illegible] ہجری تک فنون درسیہ کی ہر شاخ صرف، نحو، معانی، بیان، منطق، معقولات فقہ، اصول فقہ، حدیث، اصول حدیث اور تفسیر غرض ہر فن کی کتابیں بلا استثنا پڑھاتے رہے لیکن بعد اس کے تمام دیگر فنون سے اعراض کرکے صرف علوم دین فقہ، حدیث، اصول حدیث اور تفسیر کو اختیار کرلیا، اور زندگی کا باقی حصہ جو کہ تقریباً پچاس برس کا طویل زمانہ ہے محض دین کی خدمت اور علوم دین[عہ] کی اشاعت میں بسر کردیا۔

سنہ [illegible] ہجری تک علوم درسیہ پڑھایا

صرف علوم دین کا درس اختیار کرلیا

مطالعہ کتب بینی اور وسعت نظر

قومی کتب خانہ کا نہ ہونا قومی ترقی کے لئے بہت بڑا مزاحم سبب ہے

اس میں شک نہیں کہ ملک میں قومی کتب خانوں کا نہ ہونا عموماً ترقی علمی کے لئے بہت بڑا مزاحم ہے یورپ وامریکہ میں عام ترقی علمی کے ذرائع انہیں قومی کتب خانوں میں مسلسل اور مرتب طور پر موجود ہیں جو تھوڑی محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں جس حصہ میں جتنی تہذیب اور علم زیادہ ہے وہاں اسی قدر قومی کتب خانوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہے۔

ہندوستان میں قومی کتب خانہ کی جانب کبھی توجہ کی ہی نہ گئی جس وجہ سے عام جہالت کا مقابلہ کبھی نہ ہوسکا۔

قومی تعلیم عام تو کیا ہوگی۔ مذہبی تعلیم جس کا رواج چیدہ لوگوں میں ہے اس کی حالت بھی بتر ہے کیوں کہ کتب درسیہ پڑھ لینے اور دستار فضیلت بندھوا لینے کے بعد سو میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں نکلتا جس نے مابہ الامتیاز ترقی کی ہو۔ اس کی پہلی وجہ تو وہی ہے قومی کتب خانوں کا نہ ہونا اور بسبب عدم سہولت مطالعہ کے

[عہ] حکومت اسلامیہ ہندوستان پر جب اس حیثیت سے نظر کی جاتی ہے کہ علوم دینیہ اسلامیہ کی سرپرستی حکومت نے کہاں تک کی تو نہایت تعجب ہوتا ہے کہ چھ سات سو برس کی طویل مدت میں ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک شخص بھی ایسا نہیں پیدا ہوا جو علوم دین کی کسی شاخ میں امامت و اجتہاد کا منصب رکھتا ہو پھر بھی وقتاً فوقتاً ایسے لوگ پیدا ہوتے رہتے تھے جن کو اگر امام و مجتہد نہیں تو ماہر فن ضرور کہہ سکتے ہیں ۱۲

میاں صاحب کی کتب بینی

مطالعہ کی جانب سے غافل ہو جاتا مگر **میاں صاحب** کی استعداد خداداد نے اس کمی کی تلافی یوں کی تھی۔ زمانہ طالب علمی سے کتب بینی کا شوق تو بے حد تھا ہی۔ چنانچہ مولوی سید عبدالعزیز صمدانی کو ایک خط میں خود لکھتے ہیں ”کہ اُس وقت شوق کتب بینی زیادہ تھا“ مزید براں اُس وقت دہلی میں دو لاجواب کتب خانے موجود تھے ایک تو شاہی کتب خانہ قلعہ کا جس میں سیکڑوں برس بلکہ آغاز عملداری اسلامی سے کتابوں کا ذخیرہ برابر جمع ہوتا آتا تھا۔ اور بسبب اس کے کہ میرزا فخرالدین ولی عہد بہادر شاہ سے اور **میاں صاحب** سے نہایت ربط تھا قلعہ کے کتب خانہ پر پورا اقتدار حاصل تھا۔ قلعہ میں رہ کر بھی کتابیں پڑھتے تھے اور کتب خانہ سے گھر پر بھی کتابیں لے جا کر مطالعہ کرتے اور ہر کتاب کو بالاستیعاب من اولہ الی آخرہ پڑھتے اور مضامین مفیدہ کے التقاط کے لئے اپنے پاس بیاض رکھتے اُس میں جو مضمون قابل درج ہوتا اُس کو درج کر لیتے جس کو خود کشکول کہا کرتے تھے۔

قلعہ کا کتب خانہ

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا کتب خانہ

دوسرا کتب خانہ دہلی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا تھا جس میں کتابوں کے جمع کرنے کا کام تو شروع ہوا تھا شاہ عبدالرحیم صاحب کے وقت سے اور اُن کے بیٹے مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اُس میں بہت معتدبہ افزائش کی پھر مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے زمانہ میں تو وہ ایک منتظم اور باقاعدہ کتب خانہ ہو گیا۔ بہت زیادہ افزائش و ترقی کے ساتھ جس میں اُس وقت کے گورنر جنرل نے روپیہ کی ایک بڑی تعداد سے مدد دی تھی۔ اور ممالک غیر مصر و عرب وغیرہ سے اُس کے لئے کتابیں منگوا لی گئی تھیں۔ اُس کتب خانہ عزیزیہ پر **میاں صاحب** کو بسبب اِس کے کہ تیرہ چودہ برس تک مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ کے ساتھ رہے پورا قبضہ حاصل تھا اور کتب بینی کا بھی پورا موقع۔ وہاں بھی وہ کشکول والا طریقہ جاری رہا۔

میاں صاحب کا کتب خانہ

تیسرا کتب خانہ خود اپنا تھا جس کو بڑی محنت سے جمع کیا تھا اور بیشتر کتابیں اُس میں قلمی اور دست خاص کی لکھی ہوئی تھیں جو طبع نہ ہوئی تھیں اور نایاب ہو چکی تھیں۔ وہ غدر میں لٹ گیا جس کا افسوس تمام عمر شیخ کو رہا اور ہمیشہ اُس کا ماتم کرتے رہے۔

راولپنڈی کا سرکاری کتب خانہ

راولپنڈی میں جب **میاں صاحب** نظر بند تھے تو اس بات کی اجازت حاصل کر لی تھی کہ سرکاری لائبریری سے میں جو کتاب چاہوں منگوا کر دیکھوں چنانچہ

وہاں بھی تضیع اوقات نہ ہوئی بلکہ بہت نادر نادر کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہے اور چونکہ صرف ایک سبق صحیح بخاری کا عطاء اللہ نام طالب علم کو (جو محبس میں آپ کا رفیق تھا) پڑھانا ہوتا تھا کتب بینی کے لئے وقت بھی بہت کچھ ملتا تھا۔ طالب علم مذکور نے سبقاً سبقاً پوری صحیح بخاری بھی وہاں پڑھی اور قرآن مجید بھی حفظ کیا۔

بحر العلوم کا کتب خانہ

اس کے سوا آپ کو بارہا لکھنؤ تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا وہاں بحر العلوم کا کتب خانہ جو مولانا عبد الحی صاحب مرحوم کے زیر اہتمام مع اُن کی جمع کی ہوئی کتابوں کے تھا۔ جس میں غالباً کئی ہزار جلد کتابیں تھیں اور مولوی حامد حسین لکھنوی (جو حضرات شیعہ میں بہت بڑے مسلم عالم مانے جاتے تھے اور جن کی کتاب "استقصاء الافہام" مشہور ہے) کا کتب خانہ بھی لکھنؤ میں ایک لاجواب کتب خانہ تھا **میاں صاحب** جتنے دن لکھنؤ میں تشریف رکھتے اُنہیں کتب خانوں کی سیر کرتے اور جو نادر کتابیں ملتیں اُن کو مستعار لے جاتے اور بعد مطالعہ یا نقل کے واپس کرتے **میاں صاحب** کو کتب بینی اور کتابوں کے جمع کرنے کا چسکا ایسا پڑگیا تھا کہ مرض میں کتابوں کو دیکھتے تھے اخیر عمر میں مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب سلمہ کو بطور شکریہ کے لکھتے ہیں "نسخہ شرح الفیہ و لآلی معرفت ڈاکخانہ وصول شد جزاکم اللہ تعالےٰ" پھر اُنہیں کو ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں "و دیگر گذارش این ست کہ از لطف و احسان شرح فارسی دیوان متنبی کہ از تصنیفات مولوی ابراہیم صاحب مرحوم جستجو نمودہ بہ قیمت گرفتہ ضرور خواہند فرستاد و ایں امر را بہ مولوی محمد علیم الدین حسین مذکرہ کردہ ممد و موید بتلاش شرح مذکور خواہند نمود عین لطف و کرم باشد"۔ ۱۲۹۴ھ میں میرے سامنے بھی شیخ نے کلیات میر تقی تین روپئے کو خرید کی تھی۔

مولوی حامد حسین لکھنوی کا کتب خانہ

آخر عمر میں شرح فارسی دیوان متنبی کا منگوانا

کلیات میر تقی خرید کرنا

ان کتب خانوں کے علاوہ بھوپال وغیرہ جہاں سے جس کتاب کی ضرورت ہوتی منگوا لیتے

ریلوے جاری ہونے کے قبل ایک کتاب کسی طالب علم کو پاپیادہ لکھنؤ بھیج کر منگوائی تھی۔

ریلوے جاری ہونے کے قبل آدمی کو پاپیادہ لکھنؤ بھیج کر کتاب منگوانا

اخیر عمر تک مطالعہ کا ایسا ملکہ تھا کہ جب یہ بات مشہور ہوئی کہ مولوی ارشاد حسین مرحوم رام پوری نے سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد معیار الحق کا جواب

انتصار الحق کا ذکر

مطالعہ کا ملکہ

تنخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار تردید انتصار الحق

تیار کیا ہے جس کا نام "انتصار الحق" رکھا ہے اور وہ کتاب زیر طبع ہے تو **میاں صاحب** کو بھی انتظار تھا کہ دیکھیں کیا جواب لکھا ہے پس از انتظار بسیار جب کتاب مطبع سے نکلی اور قریب مغرب **آپ** کے پاس پہنچی۔ تو بعد نماز مغرب اُس کو پڑھنا شروع کیا نماز عشا اور تہجد کے سوا ساری رات مطالعہ میں مصروف رہے باوجودیکہ کتاب نہایت ضخیم تھی تقریباً ۲۶ جزو سے کم نہ ہو گی اور تقطیع بھی بڑی مگر **آپ** نے نماز صبح کے قبل ختم کر دی اور جب نماز صبح کے لئے تشریف لائے تو انتصار کو ساتھ لیتے آئے اور بعد نماز کے مولوی احمد حسن دہلوی کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ جواب ہماری کتاب کا نہیں ہے یہ کہہ کر اُن کو کتاب دے دی اس کے بعد مولوی صاحب ممدوح نے انتصار کو پڑھ کر ایک رسالہ "تنخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار" نہایت ہی مدلل طور پر لکھ کر اور چھپوا کر بہت جلد شائع کر دیا کہ برسوں سے جس کتاب کا شہرہ تھا اُس کو ہباء منثورا کر دینے میں قلم کو صرف چند گھنٹے کام کرنے پڑے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

میاں صاحب تمام مشکلات مطالعہ پر غالب آئے

خلاصہ یہ ہے کہ قومی کتب خانوں کا نہ ہونا قوم کے لئے سخت مصیبت ہے اور علمی ترقی میں سخت مزاحم۔ سیلاب جہالت کے لئے ایسا ڈھلوان ہے جس کو کسی طرح کا بند روک نہیں سکتا مگر **میاں صاحب** اپنی خداداد استعداد اور محنت شاقہ کی بدولت تمام مشکلات مطالعہ پر غالب آ کر اسلامی دنیا میں ایک فرد کامل ہی ہو کر رہے۔

علمائے عصر کا اعتراف وسعت نظر

مطالعہ کا طریقہ اور کتابوں کا انتخاب

چونکہ مطالعہ کتاب کی عادت ابتدا ہی سے رفیق تھی اسی کا نتیجہ یہ ہو کہ ہم عصروں میں جو وسعت نظر **آپ** کو حاصل ہوئی کسی دوسرے کو نہ ہو سکی۔ چنانچہ مولوی عبدالحی مرحوم لکھنوی اپنے ایک خط میں حافظ عبدالمنان صاحب کو لکھتے ہیں "اگر بہ مولوی **نذیر حسین صاحب** معائنہ کنانیدہ شود خوب ست کہ جناب شان را بر کتب محققین نظرے ست وسیع" یوں تو مطالعہ کتاب علما کے لئے ضروری ہے اور ہر شخص جو عالم ہے یا عالم بننا چاہتا ہے کچھ نہ کچھ مطالعہ کا شغل رکھتا ہی ہے مگر عموماً چونکہ لوگ اس بات کا فیصلہ نہیں کرتے کہ اُن کو کس قسم کی اور کس مصنف کی

کتاب مطالعہ کرنی چاہیے بلکہ بلا لحاظ جو کتاب سامنے آئی اُس کو پڑھنے لگے اسی وجہ سے اُن کے مطالعہ پر کوئی عمدہ نتیجہ مترتب نہیں ہوتا **میاں صاحب** دیکھتے تو ہر قسم کی کتابیں تھے یہاں تک کہ شعراء اُردو کے دیوان بھی مگر ہر جگہ یہ اصول پیش نظر تھا کہ اساتذۂ فن اور مستند مصنفین کی کتابیں دیکھی جائیں چنانچہ دیوان بھی دیکھتے تو میر، خواجہ میر درد اور سودا وغیرہ متقدمین شعرا کا۔ مطالعہ کے متعلق طبیعت کا ایک خاص عنوان یہ تھا کہ اگر کسی کتاب میں کسی مسئلہ کے متعلق کوئی حوالہ کسی متقدم تصنیف کا نظر سے گذرتا تو یہ کوشش رہتی کہ اُس اصل مصنف کی کتاب کو اصالتاً دیکھیں اور کبھی نہ کبھی جہاں سے وہ ملتی اُس کتاب کو منگا کر ضرور دیکھتے اس التزام سے یہ فائدہ ہوا کہ متاخرین مصنفین کے اصلی ماخذ پر نظر احاطہ کرتی گئی اور بالآخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ متاخرین کی کوئی تصنیف جب نظر سے گذرتی تو فرما دیتے کہ فلاں مضمون فلاں جگہ سے ماخوذ ہے چنانچہ اس موقع پر خود فرماتے تھے کہ اِن دونوں دادا پوتے (شاہ ولی اللہ اور مولانا شہید) کا قائل ہوں اِن کا پتہ تو نہیں لگا کہ کہاں سے لکھتے ہیں۔ ورنہ جس متاخر مصنف کی کتاب میرے سامنے لاؤ بتا دوں گا کہ اس کا ماخذ فلاں متقدم مصنف کی فلاں کتاب ہے اور صفحے کے صفحے ورق کے ورق ایسے دکھا دوں گا جو نقل محض ہے اسی کمال کا نتیجہ یہ تھا کہ باوجود اس درازی عمر کے **آپ** کے تلامذہ ارشد مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب لاہوری حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری مولوی محمد بشیر[عه] صاحب وغیرہم جیسے حضرات جب کسی مشکل مقام پر اٹکتے اور وہاں سے نکلنے میں اُن کی کوششوں کا خاتمہ ناکامی پر ہو جاتا تو اُس وقت **شیخ** سے استمداد کرتے اور **آپ** خط پڑھنے یا زبانی سوال کرنے کے بعد فوراً ہی فرماتے

صلی ماخذ کی
لاش

صلی ماخذ کا علم

مار کاملین
ستمداد کرتے
تھے

[عه] مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی عبدالحی صاحب میں جب گرما گرمی کے ساتھ تحریری مناظرہ عربی زبان میں ہو رہا تھا تو مولوی محمد بشیر صاحب نے **میاں صاحب** سے دریافت کیا کہ اس موضوع پر متقدمین کی کوئی کتاب ہے کہ نہیں؟ فوراً **میاں صاحب** نے فرمایا ”صارم منکی علی صدر ابن السبکی“ خاص اسی موضوع میں ہے عرب میں ملے گی۔ چنانچہ وہ کتاب اثناء مناظرہ میں منگوائی گئی تو جیسا **آپ** نے فرمایا تھا ٹھیک ویسی ہی ثابت ہوئی۔ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کہا کرتے تھے کہ صارم اگر نہ مل جاتی تو میری کتاب کا جواب نہ ہو سکتا ۱۲

کہ فلاں مصنف نے اسی موضوع پر خاص کتاب لکھی ہے جس کا نام یہ ہے اور بعض اسی سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے یہ کتاب فلاں کتب خانہ میں موجود ہے۔ اگر ہندوستان میں نہ ہوتی تو فرماتے کہ عرب میں ہے اس کو منگا کر دیکھو۔ بارہا ایسا اتفاق ہوا کہ کچھ دنوں بعد جب وہ کتاب عرب وغیرہ سے آجاتی تو شیخ کے قول کی تصدیق ایسی ہوتی کہ جو کچھ **آپ** نے فرمایا تھا بلفظہ اُس کتاب میں بھی پایا جاتا۔ مطالعہ کی نسبت ایک بات اور کہہ دینی ضرور ہے چونکہ عموماً لوگ بعد تحصیل علم مطالعہ کتب کا التزام نہیں رکھا کرتے یہی وجہ اُن کی خامی کی ہو جاتی ہے اور **میاں صاحب** نے آخر آخر تک مطالعہ کا التزام رکھا۔

درس کا طریقہ

جن لوگوں نے **آپ** سے پڑھا ہے یا پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے اُن کو تو یاد دلانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے مگر چونکہ سوانح لکھی جاتی ہے آنے والی نسلوں کے لئے اس واسطے ضرور ہے کہ بالاجمال اس کا ذکر بھی کر دیا جائے۔

ن
حدیث انما الاعمال
بالنیات کو ستائیس
دن میں پڑھاتے

میاں صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ پہلے حدیث انما الاعمال بالنیات کو جو صحیح بخاری کی پہلی حدیث ہے ستائیس روز میں پڑھاتا تھا۔ مگر اب وہ زمانہ نہیں ہے اب تو ہتیلی پر سرسوں جماتا ہوں۔

صحاح ستہ دو
برس میں پڑھاتے

تحصیل علم حدیث
کے لئے دو تین
برس سے کم کی
مدت کو کافی
نہیں سمجھتے

باایں ہمہ دو برس میں پوری صحاح ستہ اور ایک ماہ رمضان میں جلالین **آپ** پڑھاتے تھے اور تحصیل علم حدیث کے لئے دو تین برس سے کم کی مدت کو کافی نہیں خیال کرتے تھے چنانچہ مولوی سید عبدالعزیز فرخ آبادی کو لکھتے ہیں "ایں ہم قابل لحاظ است کہ اگر قصد مصمم باشد و دو سہ سال تا فراغ علم حدیث و تفسیر دریں جا ماندہ بود منظور باشد قصد نمایند چندے دریں جا ماندن و ناکام واپس شدن ہرگز پسندیدہ امر نزد خردمنداں نیست۔"

علما امتحان لیتے
اور بعد امتحان
حلقہ تلامذہ میں
داخل ہو جاتے

آپ کے درس کی دھوم تو سارے ہندوستان میں مچی ہوئی تھی، صرف، نحو، منطق، فلسفہ اور فقہ کے ماہرین بغرض امتحان آتے اور جب اپنی تشفی کر لیتے تو حلقہ تلامذہ میں داخل ہو جاتے اس وقت بھی جب کہ قوائے جسمانی مضمحل ہو چکے

تھے چند باتیں آپ کے درس میں قابل لحاظ تھیں - اقوال صحیحہ وضعیفہ کی جانچ پرتال سلجھی ہوئی تقریر، بیان کی صفائی، تفہیم کی قدرت، حافظہ کی قوت، اشکال کی تشریح، وسعت نظر، ملکۂ راسخہ، ہر مقام کے ما لہ وما علیہ سے وقوف -

ڈاکٹر حافظ نذیر احمد کی رائے آپ کے درس کی نسبت

مولوی حافظ ڈپٹی نذیر احمد ایل ایل ڈی فرماتے ہیں کہ "آپ کا درس عام پسند اور حساد کے لئے موجب گزند تھا"

مولوی عبداللہ بازید پوری کی شہادت

مولوی محمد عبداللہ بازید پوری فرماتے ہیں "کہ میں مفتی صدر الدین خاں صدر الصدور دہلی سے کتب درسیہ پڑھتا تھا اور اکثر **میاں صاحب** کے درس کے وقت وہاں بھی جاکر بیٹھتا تھا طلبہ کا ہجوم رہتا اور **آپ** نہایت تحقیق کے ساتھ درس دیتے اور حق بات یہ ہے کہ فقہ تفسیر حدیث اور فلسفہ کے **آپ** عالم متبحر تھے پڑھانے میں جب تقریر کرتے تو ایک بحر مواج معلوم ہوتے تھے"

راقم کہتا ہے کہ اسی کے ساتھ اکثر فنون مروجہ میں **آپ** کو مہارت تامہ حاصل تھی چنانچہ ایک روز ایک مسئلہ طبی کی تحقیق کے موقع پر فرمانے لگے کہ میں نے پانچ شرحیں قانون کی من اولہ الی آخرہ پڑھی ہیں-

مولوی ابو عبد الرحمن محمد عبداللہ سے مشاہیر علماء عصر کے درس کا موازنہ میاں صاحب کے درس سے بہتر ثابت ہوئے

مولوی ابو عبد الرحمن محمد عبداللہ بن مولانا الحاج صائم الدہر جمال الدین ہزاروی جیہانوی لکھتے ہیں - کہ "میں سنہ ۱۲۸۲ھ میں تحصیل علم کے لئے دہلی گیا مولانا محمد قاسم نانوتی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی احمد علی سہارن پوری، مفتی صدر الدین خاں صدر الصدور دہلوی، مولانا سعادت علی سہارن پوری، نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی، مولانا عبد الغنی بن ابی سعید المجددی وغیرہم بڑے بڑے کملاء سے ملا اور بہت روزوں تک ان لوگوں کے درس کا مقابلہ اور موازنہ بنظر غور **میاں صاحب** کے درس سے کرتا رہا آخری فیصلہ میرے دل نے یہی کیا کہ **میاں صاحب** کے درس میں بالکل ہی نرالا پن ہے۔

وعظ کا طریقہ

وعظ کا معنی خیز اور عام فہم ہونا

وعظ سے **آپ** کو مقصود محض ہدایت انام تھی نہ نمائش اس لئے **آپ** نے وہ طریقہ اختیار کیا جو کہ معنی خیز مگر عام فہم تھا-

ابتدا میں قرآن مجید کا کوئی چھوٹا سورہ یا آیت تلاوت فرماتے پھر اُس کا ترجمہ کرتے اور جتنے مسائل پر وہ نص صریح مشتمل ہوتی اُن کو بیان کرتے اور حتی الامکان قرآن کی تفسیر بفحوائے یفسر بعضہ بعضاً قرآن ہی سے کرتے اور شواہد میں احادیث متعلقہ مسائل مذکورہ کو بھی بیان کر دیتے حاضرین و سامعین میں اگر علما ہوتے تو اُن کے انتباہ کے لئے نکات و غوامض مسائل الٰہیات و فلسفہ کا بھی کچھ بیان کر دیتے مگر تقریر میں صفائی اور سادگی ایسی ہوتی کہ بمصداق۔ انچہ از دل خیزد بر دل ریزد سامعین کے دل پر اُس کا اثر ضرور ہوتا پھر اُس پر طرہ تھا چشم بد دور **آپ** کا متراضی ترجمہ جس سے سامعین کی آنکھیں کھل جاتیں۔

صبح کا درس
ایک رکوع قرآن
مجید کا۔

صبح کا درس ایک رکوع قرآن مجید کا گویا روزانہ کا وعظ تھا (ایک ختم قرآن مجید کا ہر سال یوں بھی ہوتا) اس کا لطف وہی لوگ جانتے ہیں جو اُس میں شریک رہے ہیں انداز بیان میں ایسی سادگی تھی۔ کہ شاید و باید۔

توحید باری کے
مضمون پر کلام
دلی والے یا پیر
یا پیر کہتے ہی ہے
ما قدروا اللہ
حق قدرہ تک یہ
کلام ہو گیا تھا

قرآن میں جہاں توحید باری کا مضمون آتا اُس کو سمجھا کر فرماتے مگر تم دلی والے یا پیر یا پیر کہتے ہی رہے ہو۔ ما قدروا اللہ حق قدرہ چلو صاحب چلو۔

مولوی عبد الغفار صاحب مرحوم مہدانوی چھپروی **آپ** کی سادگی کی ادا کو دیکھ کر بے ساختہ پڑھ دیتے ؎

دکھا کر اپنی آرائش پری مجھ کو نہ دے دھوکا
کسی کی سادگی میں اور ہی عالم نکلتا ہے

عظیم آباد پٹنہ
کا وعظ

اوائل میں ایک دفعہ **آپ** دہلی سے سورج گڈھ آئے واپسی کے وقت صادق پور من محلات عظیم آباد (پٹنہ) میں (جو **آپ** کی طالب علمی کی پہلی جگہ تھی) ٹھیرے جناب مولانا احمد اللہ صاحب مرحوم (والد ماجد جناب حکیم عبد الحمید صاحب مرحوم جو خود علامہ اور رئیس اعظم پٹنہ کے تھے اور جناب حکیم صاحب ممدوح رئیس العلما و الاطبا پٹنہ کے) نے (جن کے **آپ** مہمان تھے) **میاں صاحب** کو وعظ کہنے پر مجبور کیا اُس وعظ کے سننے والے ابھی تک موجود ہیں اور اُن کا بیان ہے کہ ایسا وعظ کبھی نہیں سنا۔

مظفرپور کا وعظ

[عـہ] مظفرپور میں ایک دفعہ خاکسار کی استدعا پر بعد نماز مغرب کے القارعۃ

[عـہ] یہ واقعہ غالباً سنہ ۱۲۹۴ ہجری کا ہے ۱۲

ما القارعة کا بیان آپ نماز عشا تک فرماتے رہے اُس وعظ میں مختلف حصص ہندوستان کے نامی گرامی علما کا مجمع عظیم الشان تھا علاوہ اس کے کہ وہ بیان عجیب پُر کیفیت پُر لطف، بلیغ اور پر اثر تھا۔

خصوصیت اُس وعظ کی یہ تھی کہ احوال قیامت کا بیان تھا اور حالات قیامت بہ الفاظ و عبارات مختلفہ جتنی جگہ قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں ہر لفظ و عبارت کے مقابل میں اُس کے کُل مشاکل اور مرادف الفاظ و عبارات مختلفہ کو اکٹھا کرکے تطبیق دیتے اور ہر تعبیر کے متعلق فائدہ اور بیان خاص فرماتے جیسے القارعة کے ساتھ الحاقة وغیرہ کل الفاظ مرادف و اوصاف متضاد جیسے خافضة رافعة جو قرآن مجید میں مختلف جگہ موجود ہیں۔ یا مثلاً پہاڑوں کی نسبت کہیں کالعھن المنفوش وارد ہے کہیں ھباء منبثا کہیں کانت الجبال کثیبا مھیلا کہیں واذا الجبال سیرت کہیں واذا الجبال نسفت آسمان کے بارے میں کہیں و اذا السماء کشطت کہیں اذا السماء انفطرت کہیں ہے تکون السماء کالمھل کہیں فتحت السماء فکانت ابوابا کہیں اذا السماء فرجت کہیں فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدھان۔ زمین کے بارے میں کہیں ہے اذا رجت الارض رجا اور کہیں ہے اذا دکت الارض دکا۔ کہیں ہے اذا الارض مدت کہیں ہے یوم تبدل الارض غیر الارض۔ دریا کے بارے میں کہیں ہے اذا البحار فجرت کہیں ہے اذا البحار سجرت روز قیامت کی درازی کے بارے میں کہیں ہے مقدار خمسین الف سنة کہیں ہے مقدار الف سنه اہل قیامت کی نسبت کہیں ہے کنتم ازواجا ثلثة کہیں دو ہی قسم ہے فریقٌ فی الجنة وفریق فی السعیر نامۂ اعمال دیے جانے کی نسبت کہیں ہے اما من اوتی کتابه بشماله کہیں ہے اما من اوتی کتابه وراء ظھره وغیرہ وغیرہ ان سب لفظوں میں تطبیق اور ہر تعبیر کی تحت میں خاص خاص فوائد اور اُس کے ساتھ ساتھ احادیث سے شواہد لاتے اسی طرح سارے قرآن مجید کے کل الفاظ مشتملہ احوال قیامت کو مع تطبیق و تعبیر و فوائد کے بیان فرمایا۔

ایک لفظ کے مرادف اور مشاکل جتنے الفاظ قرآن مجید میں وارد ہیں سب کو اکٹھا کر دینا

اُس وقت عجیب سماں تھا کہ علما عش عش کرتے تھے اور عوام و خواص ہر قسم کے سامعین اپنا اپنا حصہ جدا جدا لے رہے تھے۔

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی مشق اور ایسا ملکہ قرآن مجید میں حاصل کرنا کس قدر دشوار کام ہے، اور سوا اُس کے جس نے ایسی طولانی زندگی کو قرآن و حدیث کے لئے وقف کر دیا دوسرا کون شخص حاصل کر سکتا ہے۔

پنجاب کا وعظ

پنجاب میں سورہ والعصر کا وعظ بھی **آپ** نے ایسا ہی کہا تھا جو آج تک پنجابیوں میں بے مثل و بے نظیر تسلیم کیا جاتا ہے۔

رہتا کا وعظ

رہتا میں[عہ] تین شبانہ روز برابر جو **آپ** نے وعظ کہے اور جس کے سبب سے مکہ معظمہ میں اس قدر دار و گیر کی نوبت آئی وہ **آپ** کی تمام زندگی کے وعظوں میں نہایت ہی مہتم بالشان وعظ تھے۔ جس میں ہر وقت سر بکف رہتے اور رفقا کے سمجھانے پر فرماتے کہ امام نسائی یہیں شہید ہوئے تھے میں بھی مرنے ہی کے لئے آیا ہوں بہت جی چکا اور بہت پڑھا چکا۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY
RAMPUR STATE

اراکین قلعہ سے تعلق اور اُن کا خیال شیخ کی نسبت

میرزا فخرالدین ولیعہد بہادرشاہ کی عقیدت

ابتدا سے انتہا تک **آپ** نے ملازمت کا خیال تو کبھی کیا ہی نہیں بلکہ اقتداءً للاساتذہ ملازمت کو اپنے خلاف شان سمجھتے رہے مگر صاحب عالم میرزا فخرالدین عرف میرزا فخرو ولیعہد بہادرشاہ بادشاہ کو **آپ** سے کمال عقیدت تھی وہ ہمیشہ **آپ** سے مسئلہ پوچھتے اور اس خصوص میں اُن کی تشفی **آپ** ہی سے ہوتی یوں تو دوسرے علما سے بھی دریافت کیا کرتے تھے مگر **آپ** کا قول اُن کے لئے قول فیصل کا حکم رکھتا تھا عرب و مصر سے جن کتابوں کے منگانے کی ضرورت ہوتی وہ بھی اُنہیں کے ذریعہ سے آتی رہتی تھیں۔

مباحثے اور مناظرے کے حدود

میاں صاحب اکثر فرماتے کہ مباحثے اور مناظرے کے مناسب حدود

[عہ] اس کا مفصل قصہ سفر حج کے باب میں آئندہ آئے گا ناظرین اُس کو ملاحظہ فرمائیں ۱۲

مباحثے اور مناظرے کے حدود

جاہئیں امام جی کے حجرہ میں شہزادہ فخرو کے سامنے ہر جمعہ کو مفتی صدر الدین خاں سے بحثیں دل چسپ غدر سے پہلے ہوا کرتی تھیں۔ ور وہ بحثیں نہایت لطف و مذاق کے ساتھ تھیں۔ اب جس کو دیکھو۔ تو تو۔ میں میں کرتا آستینیں چڑھتی رہتی ہیں تھکا فضیحتی ایسی ہوتی ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ ولی عہد کے علاوہ بہادر شاہ بادشاہ سے بھی آپ کی اچھی ملاقات تھی چنانچہ غدر وغیرہ کے حالات میں اس کا ذکر بھی آئے گا۔

نواب قطب الدین خاں نے اُلو کو حلال لکھا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نواب قطب الدین خان مرحوم نے اپنے کسی رسالہ میں لکھا کہ "اُلّو حلال ہے" مولوی کریم اللہ صاحب نے جو اُن کے مخالف تھے وہ رسالہ بادشاہ کو دکھلایا اور کہا کہ مولوی قطب الدین "اُلّو کو حلال" لکھتے ہیں بادشاہ کو بھی تعجب ہوا بادشاہ نے کہا کہ "اچھا میں اُن کو مناظرے کے لئے بلاتا ہوں"

بادشاہ نے مولوی کریم اللہ سے مناظرے کے لئے طلب کیا

نواب قطب الدین خاں کا مضطربانہ خط

نواب قطب الدین خاں کا ایک خط جو مضطربانہ حالت کا لکھا ہوا تھا نماز عشا کے بعد **میاں صاحب** کے پاس پہنچا کہ شام کو شاہی چوبدار آ کر کہہ گیا ہے کہ کل صبح کو حضور میں طلبی ہے مناظرہ ہوگا

اٹھائیس کتابوں میں سند نکال کر لے جانا دربار میں پہنچنا حریفوں کی غیر حاضری اور رخصت

میاں صاحب نے جواب دیا کہ انشاء اللہ میں سویرے پہنچوں گا۔ خود فرماتے تھے کہ مسائل متنازعہ فیہا میں اٹھائیس ۲۸ کتابوں کی سند نکالی اور کتابوں کو چھکڑے پر لدوا کر نواب صاحب کو لیتا ہوا دربار میں پہنچا یاروں کو خبر لگ گئی اب کون آتا ہے نو بجے تک ٹھیرا آخر بہادر شاہ نے چار روپیہ کی مٹھائیاں منگوا کر ہمارے ساتھ کر دیں ہم دونوں آدمی طلبہ سمیت بادشاہ سے رخصت ہوئے۔

پھر دوبارہ طلبی

قلعہ میں ایک شخص کے ہاں اُس وقت دعوت تھی ہم لوگ وہاں گئے اور کتابوں کا چھکڑا روانہ کر دیا اتفاق سے تین کتابیں (عالمگیری۔ برجندی اور طحطاوی) طلبہ کے ہاتھوں میں رہ گئیں کھانا کھا ہی رہا تھا۔ کہ چوبدار شاہی نے آ کر کہا کہ حضور نے صرف نواب قطب الدین خاں صاحب کو یاد کیا ہے۔ نواب صاحب گھبرائے میں نے ترش روئی کے لہجہ میں چوبدار سے کہا کہ کیا بادشاہ نے یہ بھی کہا ہے؟ کہ میں وہاں نہ جاؤں اچھا چلو میں حضور سے خود پوچھتا ہوں چوبدار میرے اس کہنے پر کچھ گھبرایا میں سمجھ گیا کہ "صرف نواب قطب الدین خاں" کا لفظ یاروں کی

چالاکی ہے۔

قصہ کوتاہ ہم اور نواب صاحب پہنچے دیکھا کہ مولوی کریم اللہ صاحب مع اپنے اعوان کے دربار میں بیٹھے ہیں۔

آغاز مناظرہ مولوی کریم اللہ کا سوال

پہلی بات مولوی کریم اللہ صاحب نے یہ پیش کی "اُتو حلال ہے یا حرام" میں نے تینوں کتابیں عالمگیری۔ برجندی اور طحطاوی یکے بعد دیگرے نکال کر حکیم امام لدین خاں صاحب طبیب شاہی (جن کا رسوخ قلعہ میں وزیروں کے برابر تھا) کے سامنے رکھ دیں اور کہا کہ آپ پڑھ کر حضور کو مطلب سمجھا دیں اُن کتابوں میں تو لکھا تھا **البوم یوکل والخفاش لایوکل** حکیم صاحب نے بادشاہ کو سمجھا دیا

میاں صاحب کا جواب

اس کے بعد میں نے کہا کہ میں اٹھائیس ۲۸ کتابیں لایا تھا۔ اور حضور نے کتابوں کا پشتارہ ملاحظہ بھی فرمایا تھا۔ مگر چوں کہ اُس وقت کوئی نہیں آیا اور بعد انتظار بسیار حضور نے رخصت کر دیا اس لئے زیادہ کتابیں میں نے واپس کر دیں یہ تین کتابیں اتفاقیہ طور پر طلبہ کے ہاتھوں میں رہ گئیں ورنہ اٹھائیس ۲۸ کتابیں پیش کرتا۔

مولوی کریم اللہ سے سند حرمت کا مطالبہ اور رسالہ صیدیہ کا ذکر

بہر کیف میں نے تو یہ تین مشہور اور معتبر کتابوں میں دکھا دیا اب میرے حریف جو حرام کہتے ہیں وہ اپنی سند پیش کریں مولوی کریم اللہ صاحب نے کہا کہ "اِس کو رسالہ صیدیہ میں حرام لکھا ہے" میں نے پوچھا یہ کتاب کس زبان میں ہے اور مصنف اِس کا کہاں کا رہنے والا اور کس طبقہ کا عالم ہے مولوی کریم اللہ صاحب نے کچھ جواب نہ دیا تب میں نے کہا کہ اچھا مجھ سے سنئے یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے اور مصنف اس کا ولایتی ہے کوئی مشہور اور معتبر عالم نہیں۔ میں نے جس پایہ کی کتابیں پیش کی ہیں اُس کی ہم پایہ کوئی کتاب لائیے۔ حکیم امام الدین خاں صاحب نے بھی کہا کہ بے شک جیسی کتابیں انہوں نے پیش کی ہیں ویسی ہی آپ کو بھی لانا چاہئے

مولوی کریم اللہ کا غصہ اور اس کا جواب

مولوی کریم اللہ صاحب نے جواب دیا کہ میں کیا جانتا تھا کہ اُتو کا مسئلہ وہاں پیش ہوگا میں نے جواب میں کہا تو کس اُتو نے اس کو پیش کیا

بادشاہ کو برانگیختہ کرنا

مولوی کریم اللہ صاحب کچھ برافروختہ ہو کر بادشاہ سے کہنے لگے کہ یہ "مولوی قطب الدین حضور کو کافر کہتے ہیں"

بادشاہ کا حلم و اخلاق

بادشاہ نے نہایت اخلاق سے نواب صاحب کی طرف خطاب کر کے کہا کیوں

بھائی قطب الدین ہم کافر ہیں؟ نواب صاحب قسمیں کھانے لگے کہ نہیں حضور ہم نے ہرگز ایسا نہیں لکھا ہے میں نے کہا کہ حضور مجھ سے اس کی حقیقت سنیں۔ حضور کو معلوم ہے کہ فتاوائے عالمگیری آپ کے بزرگوں کی کتاب ہے اس میں ایک باب ہے کتاب الردۃ جس میں لکھا ہے "اس زمانہ کے بادشاہوں کو جو عادل کہے وہ کافر ہے کیوں کہ عدل شرعی کہاں متصور ہے" اس باب کا ترجمہ مولوی قطب الدین نے اُردو میں کیا ہے تو کیا حضور فتاوی عالمگیری کی تالیف کے وقت موجود تھے؟ حضور اگر اُس وقت موجود ہوتے تو البتہ اس کے مورد ہوتے۔ مولوی کریم اللہ کے اہتمام کی تفصیل اور اُس کا جواب

بادشاہ نے کہا یہ تو دوسری بات ہے میں نے کہا کہ بات یہی ہے جس کا عنوان بدل کر حضور میں یوں ظاہر کی گئی۔

گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری

(لوائلٹی)

حج کو جاتے وقت جو چٹھی کمشنر دہلی وغیرہ نے **میاں صاحب** کو دی تھی اُس کی نقل سفر حج کے بیان میں ہدیۂ ناظرین کی جائے گی مگر سی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضرور ہے کہ **میاں صاحب** بھی گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔

زمانۂ غدر ۱۸۵۷ء میں جب کہ دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتوے دیا تو **میاں صاحب** نے نہ اُس پر دستخط کیا نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ "میاں وہ ہلڑ تھا۔ بہادر شاہی نہ تھی وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا۔ حشرات الارض خانہ براندازوں نے تمام دہلی کو خراب، ویران، تباہ، اور برباد کر دیا۔ شرائط امارت وجہاد بالکل مفقود تھے ہم نے تو اُس فتوے پر دستخط نہیں کیا مُہر کیا کرتے اور کیا لکھتے مفتی صدر الدین خاں صاحب چکر میں آ گئے" زمانۂ غدر کے جہاد کے فتووں پر میاں صاحب نے دستخط نہیں کیا

بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے مگر وہ باغیوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی ہو رہے تھے کرتے تو کیا کرتے۔ بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے

اُسی زمانہ میں جب کہ تمام شہر محصور اور قلعہ بند ہو رہا تھا **آپ** قلعہ میں گئے

شاہ زادے بے فکرے

دیکھا کہ شاہزادوں کے ہاتھیوں کے جھول نہایت ہی پُر تکلف تیار ہو رہے ہیں اور بے فکرے شاہ زادے سامنے پیچوان لگائے گپ لڑا رہے ہیں **آپ** نے بہادر شاہ سے جاکر کہا کہ کیا حضور انہیں شاہ زادوں کو ہاتھیوں پر ساتھ لے کر انگریزوں سے لڑیں گے اِس پر بادشاہ چُپ ہو گئے ۔

دنس میم کا قتل

ایک دن دیکھا کہ دنس میم اور ایک لڑکی گرفتار ہو کر قلعہ میں لائی گئی سب ایک صف میں بیٹھلائی گئیں ۔ صوبہ دار نالایق نے سب کو مار ڈالنے کا حکم دیا اُس لڑکی کی ماں بے اختیار پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی ۔ لڑکی نے ماں کو تسلی دی اور ایک چٹکی خاک زمین سے اُٹھا کر ہتیلی پر رکھ کر پھونک کر کہا "ماں روتی کیوں ہے ہماری فوج آئے گی اور اسی طرح ان سب کو اُڑا دے گی"

میاں صاحب کے دل پر اس نظارہ کا صدمہ ایسا ہوا کہ آبدیدہ ہو کر اُسی وقت قلعہ سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ اب دہلی اور اہل دہلی کی خیر نہیں ہے ۔ عورتوں کا قتل اسلام نے کبھی جائز نہیں رکھا ۔

مسز لیسنس کا قصہ

عین حالت غدر میں جب کہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا مسز لیسنس ایک زخمی میم کو رات کے وقت **میاں صاحب** اُٹھوا کر اپنے گھر لے آئے پناہ دی، علاج کیا کھانا دیتے رہے اُس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذری خبر بھی ہو جاتی تو **آپ** کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی ۔ طرہ اُس پر یہ تھا کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد کو تغلباً باغی دخل کیے ہوئے تھے اور اُسی سے ملا ہوا زنانہ مکان تھا اُسی میں اس میم کو چھپائے ہوئے تھے مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ حویلی کے مکان میں کتنے آدمی ہیں ساڑھے تین مہینوں کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اُس نیم جاں میم کو جو اَب بالکل تندرست اور توانا تھی انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلے میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپیہ اور مندرجۂ ذیل سارٹیفکٹیں ملیں ۔

میاں صاحب اس واقعہ کو خود اس طرح فرماتے تھے کہ " اُس زمانہ میں ایک دن نماز عصر کے بعد شہر سے باہر چلا گیا ملا محمد صدیق پشاوری جو اُس وقت مجھ سے اُصول فقہ پڑھتا تھا ساتھ تھا ۔ مجھ کو کسی آدمی کے کراہنے کی آواز معلوم

ہوئی۔ میں اُس آواز کی جانب بڑھا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ ایک میم مجروح رو رہی ہے ہم لوگوں کو دیکھ کر کہنے لگی کہ خدا کے واسطے میری جان مت مارو میں نے اُس کو دلاسا دیا اور کہا کہ ہم مسلمان ہیں ہمارے مذہب میں لڑائی کے وقت بھی کسی غنیم کی عورت اور بچوں کی جان مارنا یا تکلیف دینی حرام ہے۔ تم اپنی جان سے پوری طرح اطمینان رکھو اور اگر تمھاری مرضی ہو تو ہم تم کو اپنے گھر لے چلیں اور تمھارے زخم کا علاج اور تیمارداری کریں مگر چونکہ وہ بہت ہی ڈری ہوئی تھی کہنے لگی کہ اوّل تو ہم اپنے پاؤں سے چل نہیں سکتے اور تم لوگ اگر اُٹھا کر لے بھی چلو تو باغیوں کی گولی سے بچ نہیں سکتے میں نے کہا کہ اچھا ہم لوگ تم سے کچھ دور پر ٹھہرتے ہیں رات کو اندھیرے میں تم کو اُٹھا کر لے چلیں گے۔ آخر یہی ہوا کہ اندھیرے میں ہم اور ملّا صدیق اُٹھا کر اس کو ایسے رستے سے لائے کہ کسی فرد بشر کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ اور گھر میں لے جا کر شریف حسین کی ماں سے کہا کہ یہ نہایت مظلوم ہے اس کی بہت دل جوئی اور خدمت کرنی چاہیے کہ موجب خوشنودی خدا و رسول ہے اُس میم کو میں نے باغیوں کے باہر رہنے کی خبر بھی نہ دی کیوں کہ خبر ہو جانے پر اُس کے وہ ساڑھے تین مہینے نہایت ہی تشویش اور خوف کی حالت میں بسر ہوتے فرماتے کہ "موسم سخت گرمی کا تھا اور وہ دن رات ایک کوٹھری میں بند رہتی۔ ہر چند میری اہلیہ اُس کو کہتیں کہ رات کو انگنائی میں آکر بیٹھو مگر وہ ڈر سے کوٹھری کے باہر نہ آتی اور اُسی گرمی اور مچھڑوں کی تکلیف میں رات بھر ہاتھ اُٹھائے دعا کرتی کہ اے اللہ میرا قصور معاف کر۔

انگریزی سرٹیفکٹ کی نقل معہ ترجمہ

انگریزی سرٹیفکٹ کی نقل معہ ترجمہ

انگری سرٹیفکٹ کی نقل	ترجمہ
Delhi Dated 27th September 1877	دہلی مورخہ ۲۷ ستمبر ۱۸۷۷ء از
From W. G. Water field, offg	ڈبلو جی واٹر فیلڈ
Commissioner.	افی شیٹنگ کمشنر
Moulvi Nazeer Husain	مولوی نذیر حسین اور اُن کے بیٹے
& his son moulvi shariff Husain	مولوی شریف حسین اور اُن کے دوسرے

were With other members of their famlly instrumental in saving the life of mrs. Leesons during the muting they tended her When-wounded kept her in their house for $3\frac{1}{2}$ months finally sent her in to the British camp at Delhi.

He says that he has lost in a fire Wich took Place in his house in Delhi all his English certificates

I think this is extremely probable, he probably had certificutes from General neville chamberlain, and General-Burnard, Colonel sytter and others.

I remember the facts Well and mrs Leesons, Comingin to camp.

The family received a handsome reward of

گھر والے غدر کے زمانے میں مسز لیسنس کی جان بچانے میں ذریعہ ہوئے حالت مجروحی میں انہوں نے اُن کا علاج کیا ساڑھے تین مہینے اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر دہلی کے برٹش کیمپ میں اُن کو پہنچا دیا۔

وہ کہتے ہیں کہ اُن کی انگریزی سرٹیفکیٹیں ایک آتش زدگی میں جو اُن کے مکان واقع دہلی میں ہوئی تھی جل گئیں۔

میں خیال کرتا ہوں کہ یہ اُن کا کہنا بہت ہی قرینِ امکان ہے غالباً اُن کو جنرل نیوائل چمبرلین جنرل برنارڈ اور کرنل سائیٹر وغیرہم سے سرٹیفکیٹیں ملی تھیں۔

مجھ کو وہ واقعات اور مسز لیسنس کا کیمپ میں آنا اچھی طرح یاد ہے

ان لوگوں کو اس خدمت کے صلہ میں مبلغ دو سو اور چار سو روپیہ ملے تھے مبلغ سات سو روپیہ بابت تاوان منہدم کئے جانے مکانات کے ان لوگوں کو عطا کئے گئے تھے۔

یہ لوگ ہماری قوم سے حسنِ سلوک اور الطاف کے مستحق ہیں۔

Rs. 400 - Rs. 400 compensation for the dimolition of houses bestowed upon them. The family all deserv consideration, and kindness at our Hands.	
Dated 17th September 1881 From Major J. E. Young Commissioner. I have seen the originot of this certificate, and also learned from Mrs. Leeson th fact herein mentioned It is probable that the fact stated by Moulvi Nazir Husain and Shariff Husain has made them enemies among disoffected persons.	مورخہ ۱۷ ستمبر سنہ ۱۸۸۱ء از میجر جی ای ینگ کمشنر میں نے اُس سرٹیفکٹ کی اصل کو ملاحظہ کیا ہے اور مسز لیسنس سے بھی مجھ کو وہ حالات معلوم ہوئے ہیں جو اُس میں مندرج ہیں یہ امر قرین امکان ہے کہ مولوی نذیر حسین اور شریف حسین کے بیان کئے ہوئے حالات نے مخالفوں کو اُن کا دشمن بنا رکھا ہے۔

ہندوستان دار الامان ہے

ہندوستان کو ہمیشہ میاں صاحب دار الامان فرماتے تھے دار الحرب کبھی نہ کہا۔

سلطان روم کے ساتھ ہم دردی

سلطان روم خلد اللہ ملکہ کے ساتھ بھی بہ لحاظ اخوت اسلامی آپ کو غایت درجہ کی ہم دردی تھی چنانچہ اخیر جنگ روم و روس جو سنہ ۱۸۷۷ء مطابق سنہ ۱۲۹۴ھ میں ہوئی

تھی۔ **میاں صاحب** نے نماز پنجگانہ میں قنوت پڑھنے کا فتوے لکھا اور اُس کو چھپوا کر شائع کیا۔ اور اپنی مسجد میں بالالتزام فریضہ پنجگانہ میں قنوت پڑھوایا جب تک جنگ جاری رہی۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
صولت پبلک لائبریری رامپور اسٹیٹ

راولپنڈی کی نظر بندی

وہابیت کا مقدمہ

وہابیت (بغاوت) کا مقدمہ ۱۸۶۴ء ۱۸۶۵ء مطابق ۱۲۸۱ھ میں جب ہندوستان کے اکثر شہروں پٹنہ، داناپور، میرٹھ، انبالہ وغیرہ وغیرہ میں چلایا گیا تو بیشتر ماخوذین کے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور کا حکم دیا گیا۔ جناب مولوی یحییٰ علی و مولوی احمد اللہ صاحبان مہدانوی صادق پوری عظیم آبادی (جنہوں نے انڈمان ہی میں وفات پائی) کے مقدمہ کی لپیٹ میں **میاں صاحب** پر بھی مواخذہ ہوا جو صرف مخبروں کی غلط خبر رسانی اور اہل کاروں کی غلطی پر مبنی تھا۔ اور **آپ** تا تحقیقات کامل کم و بیش ایک برس تک راولپنڈی کے جیل میں نظر بند رہے۔

مخبروں کی غلط خبر رسانی

میاں صاحب کے مکان اور مسجد کی تلاشی

دہلی میں **میاں صاحب** کے مکان اور مسجد کی جب تلاشی ہوئی تو دوسروں کے بھیجے ہوئے خطوط بہ تعداد کثیر بے ٹھکانے دری پر چٹائی پر دری کے نیچے چٹائی کے نیچے چارپائی کے نیچے کتابوں میں پڑے ہوئے پائے گئے پوچھا گیا کہ **آپ** کے ہاں اس قدر بہ کثرت خطوط کیوں آتے ہیں؟ **آپ** نے کہا کہ وجہ اس کی تو بھیجنے والوں سے پوچھنی چاہئے یا اُن خطوط میں دیکھنا چاہئے۔ میرے خیال میں یہ بات ہے کہ سرکار نے خط کا محصول بہت کم آدھ آنہ رکھا ہے اس لئے لوگ دو پیسے دے کر خط بھیج دیتے ہیں۔ عہ دیکھئے اس میں کوئی خط بیرنگ نہیں ہے سب پیڈ ہیں۔

خطوط جو پڑھے گئے تو اُن میں اس کے سوا کیا دھرا تھا کہ فتوے کا سوال

عہ میاں صاحب کی یہ رائے کہ کمی محصول کے سبب سے زیادہ خطوط آتے ہیں نہایت ہی صحیح ثابت ہوئی کیوں کہ جب پوسٹ کارڈ جاری ہوا اُس کے چند سال بعد انسپکٹر جنرل پوسٹ آفس کی رپورٹ اس مضمون کی شائع ہوئی تھی "پوسٹ کارڈ کے جاری ہونے سے ڈاکخانہ کی آمدنی میں معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے پہلے لوگ آدھ آنے محصول کے سبب سے کم خط بھیجتے تھے اب کہ ایک پائی محصول ہے خطوط کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے"

ذیل میں درج ہے حضور اُس کا جواب جلد بھیج دیں فلاں مسئلے میں کیا حکم ہے؟ فلاں کتاب کی فلاں عبارت کا صحیح مطلب کیا ہے؟ فلاں موضوع پر متقدمین کی بھی کوئی تصنیف ہے؟ فلاں کتاب بھیج دیں؟ وغیرہ وغیرہ اسی قسم کے مضامین تھے ایک خط میں لکھا تھا کہ ”نخبۃ الفکر (کتاب) بھیج دیجئے“

مخبر نے کہا کہ ”یہی سب ان لوگوں کے اصطلاحی الفاظ ہیں“ **میاں صاحب** کو بھی جلال آگیا فرمانے لگے نخبۃ الفکر کیا؟ توپ، نخبۃ الفکر کیا؟ بندوق۔ نخبۃ الفکر کیا؟ گولہ بارود۔ پھر مجسٹریٹ سے **آپ** نے کہا کہ صاحب آپ نے میرا مقدمہ کس جاہل کے سامنے پیش کیا ہے آپ اپنے کسی یوروپین یا دیسی عالم سے دریافت کیجئے کہ نخبۃ الفکر کتاب کا نام ہے یا نہیں اور س کتاب کا موضوع کیا ہے۔

ظاہر و باطن برابر تھا

الغرض بعد تحقیقات کامل یہ بات روز روشن کی طرح کھل گئی کہ ان پر مواخذہ محض ناجائز ہے۔ اور یہ بالکل بری الذمہ ہیں اس لئے رہا کر دئے گئے۔ یہ باتیں ہیں جو **میاں صاحب** کے ظاہر و باطن کے یکساں ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ جس طرح غدر ۱۸۵۷ء میں مسز لیسنس کی جان بچانے سے وفادار ثابت ہوئے تھے اُسی طرح ۱۸۶۴ و ۶۵ء کے مقدمہ بغاوت میں بھی بے لاگ و بے خطر رہے۔

نظر بندی کا فائدہ

نظر بندی میں ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ کتب بینی کا خوب موقع ملا کتب خانہ سرکاری سے کتابیں منگوانے کی اجازت مل گئی تھی اور وہاں بخاری کا ایک سبق پڑھانے کے سوا کوئی کام نہ تھا جی بھر کے مطالعہ کیا۔

عطاء اللہ نام طالب علم جو **آپ** کے ساتھ تھے اُنہوں نے باطمینان تمام سبقاً سبقاً بخاری پڑھ ڈالی اور قرآن مجید بھی حفظ کر لیا۔

میر عبد الغنیؒ ساکن سورج گڈھ جو نہایت ہی پرہیزگار عابد اور نیک بزرگ **آپ** کے ساتھ جیل میں تھے اُنہوں نے جیل ہی میں وفات پائی **آپ** نے اپنے ہاتھ سے اُن کی تجہیز و تکفین کی اور نماز جنازہ خود پڑھائی۔

میاں صاحب کی اہلیہ کی وفات

۱۴- رمضان ۱۲۸۷ھ مطابق ۸- دسمبر ۱۸۷۰ء جمعرات کے دن **آپ** کی

وفاداری بی بی نے انتقال کیا۔

سفر حج اور اُس کے واقعات

سنہ ۱۳۰۰ھ میں جب میاں صاحب نے حج کا ارادہ مصمم کر لیا تو اس خیال سے کہ مخالفین ایذا رسانی میں کچھ کم حصہ نہیں لیں گے اور یہ موقع اُن کے لئے اوقات مغتنمہ سے ثابت ہوگا آپ نے کمشنر دہلی سے ملاقات کر کے حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ طیبہ و روضہ مطہرہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ ظاہر کیا۔ کمشنر دہلی نے آپ کو ایک چٹھی مورخہ ۱۰ اگست سنہ ۱۸۸۳ء دی جس کی بجنسہ نقل معہ ترجمہ اُردو ہدیہ ناظرین ہے۔

کمشنر دہلی کی چٹھی مع ترجمہ

کمشنر دہلی کی چٹھی

Moulvi Nayir Hosain.
is a Leading moulvi in
Dehi Who is difficult
times proved his Loyalty
to the British government.
and in his pilgri mage
to Mecca I hop any
British officer Whose pelp
or protection he may nee
Will affordit to him
as he most fully desrves
it

Signed J. D. Tremlett
B. C. S. commissioner
& Sup dt. Delhi Division
August 10 th 1883

ترجمہ

مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں۔ جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ثابت کی ہے اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو مکہ جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی وہ مدد چاہیں گے وہ اُن کو مدد دے گا کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔

دستخط جے ڈی ٹریملٹ بنگال
سروس کمشنر دہلی و سپرنٹنڈنٹ
۱۰ اگست ۱۸۸۳ء

مسٹر لیسنس کی چٹھی

دوسری چٹھی مسٹر لیسنس[لہ] نے بنام کونسل مقیم جدہ کے دی جس میں **آپ** کی خیرخواہی زمانۂ غدر کا مفصل بیان تھا اُنہوں نے یہ بھی جتا دیا تھا کہ اُن کے مخالفین بھی بہت ہیں اور اُن میں سے بعض مکہ معظمہ میں یہاں سے بھاگ کر مقیم ہوگئے ہیں۔ مسٹر لیسنس نے یہ بھی استدعا کی تھی کہ برٹش گورنمنٹ کانسل کا فرض ہے کہ ان کو ان کے مخالفین کے شر و فساد سے بچائے۔ یہ چٹھی برٹش کانسل مقیم جدہ (مکتوب الیہ) نے اپنے پاس رکھ لی۔

مکہ معظمہ کی روانگی

الغرض یہ دونوں چٹھیاں لے کر **آپ** دہلی سے رہ نورد مکہ معظمہ زاد اللہ تشریفا ہوئے۔

مخالفین کی روانگی بمبئی کا واقعہ

مخالفین کو جب روانگی کا حال معلوم ہوا تو چند اشخاص کو مختلف مواضع پنجاب، دیوبند، بدایوں، اور خود دلّی سے گلابی چو ورقہ کے ساتھ روانہ کیا اور اُن لوگوں نے بمبئی پہنچ کر وہاں کے مولویوں کو اپنے منصوبوں میں شریک کرکے اور چو ورقہ کے سوالات پر اور کچھ ہذیانات اضافہ کرکے **میاں صاحب** کے روبرو پیش کیا۔

بمبئی میں جہاز پر سوار ہونا

برٹش کانسل مقیم جدہ نے آپ کا اعزاز کیا

غرض اصلی مخالفین کی صرف اشتعال طبع تھی اور ہر طرح کی نزاع کا بڑھانا **آپ** اُن کی غرض کو سمجھ گئے اور جب اُن سوالات کو پڑھوا کر سنا تو علانیہ فرمادیا کہ یہ سب باتیں مجھ پر بہتان ہیں اور میں اُن کے معتقد کو کافر سمجھتا ہوں۔ جب **آپ** بمبئی میں جہاز پر سوار ہوئے تو مخالفین بھی اُسی اسٹیمر میں روانہ ہوئے اور وہاں بھی چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آئے بلکہ ہمیشہ ہر قسم کی ایذا رسانی کی تاک میں لگے رہے مگر **آپ** نے بفحوائے واعرض عن الجاہلین کسی کو بھی کبھی مُنہ نہ لگایا۔ اور ان لوگوں کو بھی اپنی کسی سازش میں کامیابی نہیں ہوئی۔ زیادہ تر وجہ اس کی یہ تھی کہ ان مخالفین کو برٹش کانسل مقیم جدہ کا ڈر لگا ہوا تھا جس نے چٹھیوں کے دیکھنے کے بعد **آپ** کی بہت تعظیم و تکریم کی اور جب تک جہاز کامران میں رہا وہ ہر روز **آپ** کی ملاقات کے لئے آتا رہا۔ مگر افسوس کہ وہ کامران ہی میں مفسدین سوڈان کے ہاتھوں سے قتل ہوگیا۔ اگر وہ جدہ میں واپس آتا تو یقیناً مکہ معظمہ کے

[لہ] زمانۂ غدر میں میاں صاحب نے ان کی میم کی جان بچائی تھی اور ساڑھے تین مہینوں تک اپنے گھر میں پناہ دی تھی ۱۲

معاملات میں نہایت قیمتی امداد کرتا۔

مکہ پہنچنا مخالفین کا مقصد قتل یا حبس دوام مخالف کمیٹی کا قائم ہونا

جب آپ مکہ مکرمہ پہنچے تو معاندین بھی وہاں جا دھمکے جن کا دو مقصد تھا۔ (۱) قتل محدث دہلوی (۲) حبس دوام۔ مگر کام تھا مشکل اس لئے باضابطہ اور بہ مشورہ کارروائی کے لئے حریفان تازہ وارد اور ہندی مکیوں کی ایک کمیٹی قائم ہوئی جس میں علاوہ پریسیڈنٹ کے تین چار سو ممبر شامل تھے (چونکہ اس کمیٹی کے اکثر ممبر اور پریسیڈنٹ مر چکے ہیں اس لئے ہم اُن کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے اور جو اب تک موجود ہیں اُن کی پردہ دری بھی مناسب نہیں سمجھتے)

اب یہ کمیٹی نہایت غور و فکر کے ساتھ اپنی کارروائی میں مصروف ہوئی اور اپنی پولٹیکل چال سے اندرونی سازشوں کی بندشوں کو مضبوط کرتی رہی۔

تین رات دن تک برابر منےٰ میں وعظ کہنا

زمانۂ حج میں **میاں صاحب** اپنے زمانۂ قیام منےٰ کے تینوں دنوں میں (جہاں ساری دنیا کے بلاد مختلفہ کے لاکھوں آدمیوں کا اژدحام تھا) اس دھڑتے سے وعظ و تذکیر عربی و فارسی اور اُردو تینوں زبانوں میں رات دن کرنے لگے جس کی کوئی حد نہیں رہی نماز پنجگانہ اور تہجد کا وقت مجرا دیکر تمام اوقات کو وعظ و تذکیر ہی کے مشغلہ سے لبریز کر دیا اور سارے وعظ کا خلاصہ

وعظ کا خلاصہ

شرک و بدعت سے اجتناب اور عمل بالحدیث کی ترغیب رسومات بد کی سوشگافی اور خاص اہل مکہ کی بدعتوں کی اصلاح کا بیان تھا۔

ایک حاجی کا خط

راقم کو ایک حاجی کے نہایت معتبر خط کے ذریعہ سے معلوم ہوا تھا جس کی عبارت بجنسہ یہ ہے۔

"**میاں صاحب** نے تین روز منیٰ میں قیام کیا اور شب و روز وعظ بیان کیا سب بدعت کا رد کیا میں نہیں سمجھتا کہ کسی نے بعد تابعی کے ایسا کیا ہو"

میاں صاحب کا وعظ سے باز نہ آنا

میاں صاحب کے رفقا اور خدام نے جب دیکھا کہ اس قسم کے وعظ سے دشمنوں کی آتش عداوت و حسد پر کروسن آوائل (مٹی کا تیل) کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے۔ تو بمنت و سماجت عرض کیا کہ حضور اب وعظ بند فرما دیں۔ مخالفین کی سازش بہت گہری ہو چکی۔ اب جان کی خیر نظر نہیں آتی، اس کے جواب میں **میاں صاحب** نے صاف کہہ دیا کہ سنو صاحب بہت جی چکا اب زندگی کی تمنا نہیں ہے امام نسائی

شہادت پر آمادگی

بھی مکہ ہی میں شہید ہوئے تھے اُسی حرم میں جہاں کہ میرے قتل کا منصوبہ ہو رہا ہے میں ہر وقت بے قتل پر آمادہ ہوں مگر تبلیغ سے (اُس آخری لفظ تک جو میرے منہ سے نکلے گا) باز نہ آؤں گا۔

بعد فراغ حج کے **آپ** کے جان نثار شاگرد اور رفیق مولوی تلطف حسین صاحب محی الدین پوری عظیم آبادی ثم الدہلوی نے باصرار عرض کیا کہ یہ کمیٹیاں جو رات دن ہمارے لئے ہو رہی ہیں بغیر اپنا اثر دکھائے نہ رہیں گی **آپ** فریضۂ حج ادا کر چکے بہتر ہے کہ اب بہت جلد وطن واپس چلے چلیں مگر شیخ تو اتباع سنت کے عاشق اور عمل بالحدیث کے لئے مخلوق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جان دیدینے والے تھے وہ بغیر مدینہ منورہ حاضر ہوئے گھر کیوں کر واپس آسکتے تھے اُن کی رسول خدا صلعم کے ساتھ تو یہ حالت تھی ؎

مدینہ منورہ کا عزم بالجزم

یا من ناصبور را پیش خود از وفا طلب　　یاکہ تو پاک دامنی صبر من ز خدا طلب
درد تو می کشد مرا یا بہ کرم دوا کنش　　یا قدرے فزوں ازیں تانہ ستم دو طلب
خدا شاہد ہے الفت غیر سے رکھے تو کافر ہو　　تمھیں پر جان دیتے ہیں تمھیں پر دم نکلتا ہے

اور مرنے یا مارے جانے سے کوئی ایسے شخص کو کیا ڈرائے گا جس کا قول یہ ہو ؎

بنا کردند خوش رسمے بہ خاک و خون غلطیدن　　خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را
؎ کشتگان خنجر تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانے دیگرست

۲۳-ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ کے واقعات

۲۳- ذی الحجہ تک **آپ** بانتظار قافلہ مدینہ طیبہ **مکہ معظمہ** میں ٹھیرے رہے اور جب مخالف کمیٹی کے ممبروں کو اپنی گہری اور سازشی کارروائیوں پر ہر طرح طمینان ہو چکا تو اُسی تاریخ کو پاشاء مکہ کے ہاں مخبری کرا دی کہ مولوی نذیر حسین معتزلی اور وہابی ہیں اور انہیں نے یہ رسالہ گلابی جو ورقہ اعتزال کی اشاعت کے لئے چھپوا کر شائع کیا ہے جس میں خنزیر کی چربی اور خالہ سے نکاح کو حلال لکھا ہے وغیرہ وغیرہ

پاشا کے دیوان میں طلبی

بہتیرے اتہامات لگائے دس بجے اُسی دن پاشاء مکہ کے ہاں سے تین سپاہی اور ایک افسر محمد آغا نام **آپ** کی فرودگاہ پر پہنچے اُن کے ہاتھ میں ایک فہرست تھی جس میں چھ آدمیوں کے نام درج تھے۔ (۱) مولوی نذیر حسین (۲) ڈپٹی امداد العلی

(۳) مولوی سلیمان حجاج (۴) مولوی امیر الدین (۵) مولوی جان علی (۶) مولوی محمد (مہاجرین مکہ معظمہ) ۳ سے ۶ تک چار آدمی مہاجر تھے۔ اُنہوں نے پوچھا کہ مولوی نذیر حسین کس کا نام ہے **آپ** نے جواب دیا کہ میں ہوں اُس افسر نے کہا کہ پاشا کے ہاں **آپ** کی طلبی ہے اتفاقاً بقیہ پانچ آدمی مندرجہ فہرست اُس وقت وہاں نہ تھے تو اُس نے بلا دریافت کہ بقیہ پانچ آدمی کہاں ہیں مولوی تلطف حسین محمد احمد حفیظ اللہ خدا بخش سید احمد پانچ آدمیوں کو جو وہاں بیٹھے تھے چند کی تعداد پوری کر کے لے چلا۔

افسر کی غلطی

مکہ معظمہ میں برٹش کانسل مقیم جدہ کے اسسٹنٹ ایک مسلمان عہدہ دار ڈاکٹر عبدالرزاق تھے **میاں صاحب** پہلے ہی اُن سے ملے تھے اور چٹھیاں دکھا کر مخالفین کے منصوبوں سے بھی آگاہ کر دیا تھا اسسٹنٹ موصوف نے **آپ** سے کہا کہ **آپ** باطمینان تمام اپنے شعائر مذہبی ادا کریں اور کسی سے کوئی تعلق نہ رکھیں اور جب باز پرس کی نوبت آئے تو مجھے فوراً مطلع کریں اور اگر طلبی ہو تو بلا توقف پاشا کے ہاں چلے جائیں۔

اسسٹنٹ برٹش کانسل کی ملاقات

۲۳۔ ذی الحجہ قریب دوپہر کے جب پاشا کے ہاں پہنچے تو اسسٹنٹ برٹش کانسل نے اپنے وکیل محمد یوسف کو پاشا کے پاس بھیج کر دریافت کیا کہ برٹش گورنمنٹ کی رعایا کو آپ نے کیوں عدالت میں طلب کیا ہے؟ پاشا نے جواب میں کہا کہ لوگوں نے اُن کی نسبت اس قسم کی شکایتیں کی ہیں۔ وکیل محمد یوسف نے کہا کہ جن امور کی نسبت شکایتیں کی گئی ہیں اُن امور[عہ] کے مرتکب یہ اس حدود میں نہیں ہوئے۔ لہٰذا اس سلطنت کا مواخذہ بالکل ناجائز ہے یہ سن کر پاشا نے **آپ** کو رخصت کر دیا اور یہ آمد و رفت سوال و جواب سب کچھ تقریباً ایک گھنٹہ میں ہو گیا۔

اسسٹنٹ برٹش کانسل اور پاشا سے سوال و جواب

پاشا کے ہاں سے رخصت

شیخ کے مخالفین کو جب اس میں ناکامی ہوئی تو اُنہوں نے پھر ایک آخری کوشش کی۔ ساڑھے تین سو گواہ تیار کر کے پاشا کے سامنے اظہار دلوایا ور

[عہ] وکیل نائب کانسل کا یہ جواب ڈپلومسی کا ایک مسکت جواب تھا جس میں واقعیت کا لحاظ بہت کم کیا جاتا ہے اور بحث کو فوراً ہی اپنی جگہ پر ختم کر دینا مقصود ہوتا ہے ورنہ جو بہتان آپ پر لگائے گئے تھے وہ خود بہتان محض تھے جس کا مفصل حال ناظرین کو آئندہ معلوم ہو جائے گا ۱۲

دوبارہ طلبی
اُسی دن شام کے وقت پھر آپ کو مع اُن سابق رفیقوں کے طلب کرایا۔ اب کے
جو ایک افسر اور ایک سپاہی طلبی کے لئے آئے تو اُنہوں نے بھی کسی سے نام تک
افسر وسپاہی کی دوبارہ غلطی
نہ پوچھا اور چار آدمی جو اُس وقت وہاں موجود تھے اُن کو ساتھ لے کر دیوان چلے
دو عدد کی جو کمی تھی اُن کی تلاش میں کسی قدر دیر رستہ میں ہوئی۔ اتنے میں نائب
کانسل کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ خود حرم میں چلا آیا اور اپنے وکیل محمدؐ یوسف کو
اسسٹنٹ برٹش کانسل کا دوبارہ سوال وجواب
پاشا کے پاس بھیجا پھر اُسی طرح سوال وجواب ہونے لگے اور محمدؐ یوسف کئی بار
پاشا کے پاس گیا اور آیا آخیر میں یہ جواب لایا کہ ہم نے ان کو حفاظت کے لیے مصلحتاً
اور احتیاطاً اپنے پاس رکھنا چاہا ہے اگر ہم ان کو اس وقت بلا تحقیقات کے چھوڑ دیں گے
تو کشت وخون ہو جانے کا اندیشہ ہے اُن کے صدہا دشمن اس وقت جوش میں ہیں
اسسٹنٹ مذکور کی رائے کہ یہاں قانون کی پابندی نہیں ہے
وہ اُن کو زندہ نہ چھوڑیں گے یہ سُن کر نائب کانسل نے بذریعہ وکیل کے شیخ کو کہلا بھیجا
کہ یہاں کسی آئین وقانون کی پابندی نہیں ہے اور ہم اس سے زیادہ پاشا کو کچھ
کہہ نہیں سکتے **آپ** دیوان میں حاضر ہو جائیں اور اس کی رپورٹ اپنے افسر برٹش
کانسل مقیم جدہ کو کر دی۔

رات بھر دیوان میں رہنا
شیخ مع پانچ رفیقوں کے دیوان میں پہنچے۔ رات بھر اُسی دیوان کے ایک
نماز جمعہ اور طواف کا فوت ہونا تحقیقات
کمرہ میں رہے ۲۴۔ جمعہ کا دن بھی وہیں کٹا اور جمعہ وطواف بھی فوت ہوا۔

اُسی دن شیخ الہنود مسمی شیخ محمد حسین کی تحریک سے تحقیقات شروع ہوئی
جب رفقائے شیخ کے نام دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اُن میں **میاں صاحب**
پاشا کو غلطی کا احساس
کے سوا فہرست مرسلہ دفتر پاشا کا ایک آدمی بھی نہیں ہے اب تو پاشائے مکہ کی آنکھیں
کھلیں اور سمجھے کہ نہایت غلط کارروائی ہوئی۔ پھر اُن پانچوں آدمیوں سے جو بلا دریافت
نام دو دفعہ **میاں صاحب** کے ساتھ آئے تھے ان لفظوں میں پاشا صاحب
پاشا کی معذرت
نے معذرت کی کہ ہمارے ماتحتوں کی غلطی سے آپ صاحبوں کو بلا وجہ تکلیف ہوئی آپ
حضرات معاف فرمائیں اور میرے حق میں دعائے خیر کریں۔ ہر چند اُن لوگوں نے کہا کہ
زبردستی کی معافی
آپ نے ہمارا کیا بگاڑا ہے کہ ہم معاف کریں مگر پاشا کی تشفی نہ ہوئی اور کہا گیا کہ
جب تک آپ لوگ اپنی زبان سے نہ کہیں گے کہ معاف کیا پاشا صاحب مطمئن
نہ ہوں گے بعد اصرار شدید کے اُن لوگوں کو مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ معاف کیا اور سب لوگوں

مولوی تلطف حسین کی وفاداری

کو اجازت گھر جانے کی ملی میاں صاحب کے جان نثار شاگرد مولوی تلطف حسین صاحب نے آپ کو تنہا چھوڑ کر فرودگاہ پر جانا منظور نہیں کیا اور پاشا سے دوبدو کہا کہ مجھ کو یہاں سے جانا منظور نہیں ہے میں اپنے شیخ کے ساتھ ہر حال میں ہوں اور رہوں گا کیوں کہ میرا اور ان کا خیال و مقال مذہب و مشرب سب ایک ہی ہے میں ان سے جدا نہیں ہو سکتا۔

۲۵- ذی الحجہ کے واقعات

۲۵- ذی الحجہ کی شب کو پاشا نے آپ سے چار سوال کئے۔

میاں صاحب سے اور پاشا سے سوال جواب

سوال	جواب
(۱) آپ کے نزدیک مال تجارت میں زکوٰۃ نہیں ہے ؟	(۱) میں اس کا قائل نہیں ہوں چنانچہ میرا فتوے مطبوعہ مطبع حنفی دہلی موجود ہے جس میں میں نے لکھا ہے کہ مال تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے اور میرے مخالفین نے بھی اس مسئلہ کو خاص میری طرف منسوب نہیں کیا ہے آپ اس گلابی چودرقہ کو بغور دیکھیں۔
(۲) خنزیر کی چربی کو آپ حلال اور پاک سمجھتے ہیں ؟ (۳) پھوپھی اور خالہ سے مناکحت جائز رکھتے ہیں ؟	(۲) (۳) میں مسلمان ہوں اور فریضہ حج ادا کرنے کو آیا ہوں اگر میں شحم خنزیر کو حلال اور خالہ پھوپھی کے ساتھ مناکحت کو جو نص قرآنی سے حرام ہے جائز کہتا تو مسلمان کیوں کہلاتا اور حج کے لئے کیوں آتا ایسا سوال کسی مسلمان سے کرنا نہایت ہی افسوس اور تعجب کا مقام ہے
(۴) حنفی مذہب کو آپ کیسا سمجھتے ہیں؟	(۴) ھدایہ جو بہت بڑی مستند کتاب حنفی مذہب کی ہے اُس کے جس مقام کا مطلب آپ چاہیں ہم سے سنیں اور اُسی

	مقام کا مطلب اپنے علماے حرمین سے پڑھوا کر سنیں اس کے بعد خود بخود آپ کو معلوم ہو جاے گا کہ ہم مذہب حنفی کو کیسا سمجھتے ہیں۔

اس جواب کے سننے کے بعد تو پاشا صاحب سمجھے کہ نذیر دنیا میں ایک بے نظیر فاضل ہے جو اینک گوے و اینک میدان پر آمادہ ہے۔

اسی کے ساتھ اس کا یقین بھی ہو گیا کہ جو کچھ بہتان اور اتہام ان کے دشمنوں نے ان پر لگائے ہیں یہ اصلیت پر مبنی نہیں عہ ہیں

مولوی تلطف حسین کا اظہار

پھر مزید تحقیقات کے لئے پاشا نے دوسرے کمرے میں **آپ** کو بٹھا کر آپ کے رفیق اور شاگرد مولوی تلطف حسین صاحب کا اظہار لینا شروع کیا۔

سوال	جواب
(۱) تم کہاں کے رہنے والے ہو؟	(۱) نواح عظیم آباد پٹنہ کے
(۲) اپنے شیخ کے ساتھ کب سے ہو؟	(۲) چھ برسوں سے
(۳) تمھارا بھی وہی مذہب ہے جو اُن کا ہے؟	(۳) بے شک وہی مذہب ہے
(۴) کون کون کتاب تمھارے شیخ کی تالیف ہے؟	(۴) فلاں فلاں رسالے اور کتابیں ہیں (جس میں گلابی جو ورقہ کا نام نہیں تھا)
(۵) کیا؟ یہ جو ورقہ گلابی (جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد) جس میں	(۵) آپ کے اس سوال پر تعجب ہی تعجب ہے جناب کو اس وقت تک یہ بھی خبر نہیں

عہ میاں صاحب فرماتے تھے کہ جب پاشا سے میری گفتگو بذریعہ ترجمان کے ہونے لگی تو میں نے ترجمان سے دریافت کیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اُس نے کہا کہ نیشاپور کا اس پر میں نے کہا کہ صائب نیشاپوری کہتا ہے

ہ بے بصیرت چہ شناسد سخن صائب را　　تلخ و شیریں بمذاق دل رنجور یکے ست

آپ کے ہاں میری نسبت جو شکائتیں لوگوں نے کیں اُس کو ذرا سوچنا تو تھا کہ یہ باتیں کسی مسلمان سے ہو سکتی ہیں؟ پاشا نے مجھ سے کہا کہ اگر کوئی امر بے ادبی کا مجھ سے سرزد ہوا ہو تو معاف کیجئے کیوں کہ میرا حق ہے۔ میں بنی فاطمہ ہوں میں نے کہا کہ صاحب میں بھی بنی فاطمہ ہوں آپ بھی شجرہ پڑھیں اور میں بھی پڑھتا ہوں ۱۲

شحم خنزیر کو حلال اور خالہ پھوپھی سے نکاح کو جائز لکھا ہے تمہارے شیخ کی تالیف سے نہیں ہے	کہ اس چو ورقہ رسالہ کا مولف کون ہے اور اس کا مضمون کیا ہے اس میں کس پر اتہامات و بہتانات کا طومار باندھا گیا ہے ؟ ایسی بے خبری ایسے اعلیٰ حکام کی نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ جناب والا یہ رسالہ تو ہمارے شیخ کے دشمنوں نے تالیف کیا ہے جس میں ہمارے شیخ کی مذمتیں درج ہیں اور اُن پر بہتان باندھے گئے ہیں۔ کیا یہ امر ممکن ہے کہ کوئی اپنی رد و مذمت میں آپ ہی کتاب تالیف کرے۔
(۶) تمہارے شیخ نے اس پر مہر کیوں کی ؟	(۶) بتائیے اس پر کہاں اُن کی مُہر ہے ؟
(۷) یہ دیکھو اس رسالہ کے صفحہ ۹ میں	افسوس صد افسوس محمد نذیر عرف نذیر احمد طالب علم دہلی کو سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی قرار دیا جاتا ہے جناب من یہ نذیر احمد کی مہر ہے۔ پے مفتیان شد محمد نذیر ہمارے شیخ کی مہر یہ ہے۔ سید محمد نذیر حسین جو معیار الحق وغیرہ رسائل پر ثبت ہے (یہ کتاب اُس وقت پاشا کے سامنے موجود

	تھی جو مولوی جان علی کے پاس سے بوقت تلاشی برآمد ہوئی تھی)
(۸) بے شک ہم کو بڑا دھوکا دیا گیا مگر ہم ان مسائل کی بابت تم سے پوچھنا چاہتے ہیں جو اس رسالہ میں تمھارے شیخ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔	(۸) جو سوال آپ چاہیں کریں میں اپنے شیخ کی طرف سے جواب دونگا۔
(۹) کیا تمھارے شیخ مال تجارت میں زکوٰۃ کو واجب نہیں کہتے ؟	(۹) مال تجارت میں وہ وجوب زکوٰۃ کے قائل ہیں اور اس کی تفصیل اُسی طرح کی جو شیخ کے جواب میں مذکور ہوئی۔
(۱۰) کیا تمھارے شیخ پھوپھی اور خالہ سے نکاح کرنے کو جائز کہتے ہیں اور شحم خنزیر کو حلال ؟	(۱۰) جو شخص مسلمان کہلائے اور حج بیت اللہ کو یہاں آئے وہ ایسی بے ہودہ باتیں کبھی کہہ سکتا ہے۔

اِس کے بعد مولوی تلطف حسین صاحب نے پاشاء مکہ سے سوالات ذیل کئے

سوال مولوی صاحب	جواب پاشاء مکہ
(۱) آپ ہمارے شیخ کو کیا جانتے ہیں ؟	(۱) لوگ وہابی کہتے ہیں
(۲) وہابی قرآن کو تو نہیں مانتے ؟	(۲) قرآن کو وہ مانتے ہیں۔
(۳) بہت افسوس ہے کہ آپ ہمارے شیخ کو وہابی جانتے ہیں اور وہابیوں کا قرآن کو ماننا بھی تسلیم کرتے ہیں پھر جس چیز (خالہ اور پھوپھی سے نکاح اور شحم خنزیر) کی حرمت نص قرآن میں موجود ہے اس کی حلت کو ہمارے شیخ کی طرف منسوب کرتے ہیں	(۳) متعجبانہ لہجہ میں خالہ اور پھوپھی سے نکاح کی حرمت قرآن میں کہاں ہے ؟

مولوی صاحب نے کہا سورہ نساء کے چوتھے رکوع میں والمحصنات کے پہلے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم وخالاتکم۔

یہ سن کر پاشا تو دم بخود ہو گئے اور مولوی تلطف حسین صاحب نے بمصداق "ہر کہ دست از جاں بشوید ہرچہ در دل آید بگوید" بلند آواز اور ترش رو لہجہ میں یہ اسپیچ دی۔

مولوی تلطف حسین کی اسپیچ

بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ جو اپنے وہابی ہونے کے اقراری نہیں ہیں صرف بے اصل تہمتوں اور افتراؤں پر وہابی قرار دیئے جائیں اور اس حرم محترم میں جو مامن خلائق ہے ایسی ایسی تکلیفیں پائیں اور سختیاں جھیلیں۔

اور اصل وہابیان نجد جو مدعی وہابیت ہیں بے روک ٹوک آویں حج کریں اور چلے جائیں اُن سے کسی قسم کا تعرض نہ ہو اُن کے سوا دوسرے دوسرے مذاہب کے لوگ شیعہ، خارجی وغیرہ بے تکلف ہمیشہ آویں حالانکہ وہ لوگ اصولاً و فروعاً مذہب اہل سنت والجماعت کے علانیہ مخالف ہیں اُن سے کسی طرح کی باز پرس نہ ہو اور ہم لوگوں پر جو اصولاً و فروعاً اہل سنت والجماعت ہیں یہ دارو گیر ہو رہی ہے

حرم محترم میں محرمات قطعیہ اتفاقیہ کا ارتکاب ہو (جیسے آب زمزم کی بیع وغیرہ عین مسجد الحرام میں) اس پر حکام مکہ کی جانب سے سرزنش نہ کی جاوے اور ہم لوگوں پر باوجود عدم صدور کسی جرم شرعی کے صرف تہمتوں کے سبب یہ مواخذہ ہو کیا یہ ظلم نہیں ہے اور ہم مظلوم نہیں ہیں ؟

ہندوستان میں اس وقت انگریزی حکومت ہے وہاں ہر مذہب والا آزادی کے ساتھ اپنے شعار مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہے۔ کوئی مسلمان نہ جمعہ سے روکا جاتا ہے نہ جماعت سے اور یہاں اسلامی سرزمین اور مسلمانوں کی حکومت میں ہم لوگ طواف کعبہ، ور جمعہ و جماعت سے مجبور ہیں۔

اس کے بعد ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لئے خدا کی رحمت ہے۔

مصاحبین پاشا کی برہمی

اس اسپیچ سے بعض مصاحبین پاشا نے برہم ہو کر کہا کہ "پاشا کے حضور

ہیں ایسی گستاخانہ گفتگو"

پاشا کا انصاف

پاشا نے اُس وقت منصفانہ فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو یہ مظلوم ہے کیوں کر اس کو جوش نہ آئے جب کہ اس کو اور اس کے شیخ کو ناحق تہمتیں لگا کر کافر بنایا گیا ہے درمووی تلطف حسین صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ خفا نہ ہوں ہم نے کسی طرح آپ کی توہین نہیں کی ہے۔ اپنے خاص محل اقامت میں جگہ دی اور یہ بازپرس آپ ہی کے ساڑھے تین ۳۵۰ سو ہم وطنوں کی مخبری اور گواہیوں کے سبب سے ہوئی۔

پاشا کا اکرام کرنا اور اپنے ہاتھ سے قہوہ دینا اور معذرت اعفو و دعاے خیر کی درخواست کرنی۔

اِس کے بعد پاشا نے **شیخ** کو اپنے حضور میں طلب کیا اور **آپ** کا بہت اکرام کیا اور خاص اپنے ہاتھ سے قہوہ دیا اور اس بازپرس پر معذرت کی اور طلب عفو کے ساتھ اپنے حق میں دعاے خیر چاہی پھر پوچھا **جناب** مدینہ طیبہ کا بھی ارادہ رکھتے ہیں؟ **میاں صاحب** نے فرمایا کہ یہاں تو یہ بازپرس ہوئی اب خدا جانے وہاں کیا نوبت آئے یہ مفسد اور مخبر لوگ تو وہاں جانے کو بھی تیار ہیں اِس لئے اب میرے حق میں شاید وطن ہی کو لوٹ جانا بہتر ہو گا جس پر پاشا نے ایک خط یاروبکار یا سرٹیفکٹ مدینہ منورہ کے پاشا کے نام لکھوا کر اور اپنی مہر خاص سے مسجل کر کے **آپ** کو دیا اور کہا کہ اب **آپ** سے وہاں کسی قسم کا تعرض نہیں ہو گا وہ خط اصل ترکی زبان میں مع ترجمہ ہدیہ ناظرین ہے۔

مدینہ منورہ جانے کی بات چیت پاشا سے

پاشاء مکہ کا خط یاسر ٹیفکٹ بنام پاشاء مدینہ

نقل اصل خط پاشاء مکہ بزبان ترکی بنام پاشاء مدینہ طیبہ	ترجمہ لفظی
مدینہ منورہ محافظین علیۃ سند	مدینہ منورہ کے محافظین علیہ کو سعادت
سعادتلو آفندم حضرتلری	مآب حضرت صاحب من
علمای ہندیہ دن نذیر حسین	ہند کے علما سے نذیر حسین اور
ایلہ تلامیذندن بر نفر حقندہ	ان کے شاگردوں سے ایک شخص کے حق
کندی ہمشہریلری طرفندن	میں جو ان کے ہم وطنوں کی طرف سے

اِسْنَادِ اِعْتِزَال اُولُمْغَلَہ مَکَّۂ مُکَرَّمَہ جَہْ کَنْدُوْلَرِیْ بِالْمُؤَاخَذَہ تَحْقِیْقَاتِ اِیْجَابِیَّہ اجرا قلنمش دَفَقَطْ اِسْنَادِ وَاقِع مذکوردَن مُومٰی اِلَیْہِمَانِڭْ بَرَاءَتْلَرِیْ ثَابِتْ اولمش اُولْدِیغِنْدَنْ اُوْ اَجِہَدَہْ شَایَدْ حَقْلَرِنْدَہْ بُوْیُوْلْدَہْ بِرْسُوْزْ اِیْلِدِیْلَہْ جَکْ اُوْلُوْرْ اِیْسَہْ بَرَاءَتْ ذِمَّتْلَرِیْ مَعْلُوْمْ اُوْلْمَقْ اُوْزْرَہْ بَیَانِ کَیْفِیَّتَہْ اِبْتِدَارْ قِلِنْدِیْ اُوْلْبَابْدَہْ اَمْرُ وَاِرَادَہْ اَفَنْدِمْ حَضْرَتْلَرِیْنِڭْدِرْ

فی ۲۶ ذالحجہ سنہ ۱۳۱۰ و فی
۲ تشرین اول سنہ ۹۹ والی و
قوماندان حجاز مکہ مکرمہ دن

السید عثمان نوری
۱۲۸۹

اسناد اعتزال ہوا تھا سو مکہ مکرمہ میں وہ مواخذہ ہو کر ضروری تحقیقات ان کی کی گئی لیکن چونکہ اسناد واقع مذکور سے مومی الیہما کی بری الذمتی ثابت ہوتی ہے اس لئے اُس جگہ بھی اگر اُن کے حق میں اس قسم کی کوئی بات کہی جائے تو بری الذمتی اُن کی معلوم ہونے کے لئے اس کیفیت کے بیان کو ابتدار کیا گیا اس بات میں امر والا حضرت صاحب من کا ہے

سید عثمان نوری گورنر و کمانڈر الجیش
حجاز از مکہ مکرمہ تاریخ ۲۶ ذی الحجہ
سنہ ۱۳۱۰ھ ۱۶ تشرین اول سنہ ۹۹

مدینہ منورہ پہنچنا

باشا کا یہ خط لے کر **میاں صاحب** مع اپنے شاگرد اور رفیق مولوی تلطف حسین صاحب وغیرہ کے مدینہ منورہ پہنچے وہاں بھی مخالفین نے بہت کچھ فتنہ برپا کرنے کی کوششیں کیں مگر کچھ چلی نہیں **آپ** چند روز وہاں قیام کر کے سیدھے جدہ چلے آئے اور وہاں سے بمبئی روانہ ہوئے۔

اشاعۃ السنۃ کا مضمون

اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ جلد ۶ صفحہ ۲۸۶ بابت ذی الحجہ سنہ ۱۳۱۰ھ و محرم سنہ ۱۳۱۱ھ مطابق اکتوبر و نومبر سنہ ۱۸۹۳ء میں چھپا تھا۔

''شیخ کی نسبت جو خوفناک خبریں ہمارے خیرخواہان ملک و مذہب نے اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ سے شہرہ آفاق کی ہیں اُن کا اکثر حصہ محض

خلاف واقعہ ہے ازاں جملہ سچ ہے تو اسی قدر ہے کہ **مولانا ممدوح** پاشائی محل میں بلائے گئے اور تین دن تک وہاں رہے اور اُن سے اُن تہمتوں کے جو لوگوں نے اُن پر لگائی تھیں جواب لئے گئے آخر وہ اُن سے بری قرار دیئے گئے اور پاشائی چٹھی یا سرٹیفکٹ کے ذریعہ سے مکہ سے مدینہ روانہ ہوئے اور وہاں سے بے مزاحمت احدے واپس ہوکر اپنے وطن میں آپہنچے''

یکم جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو بمبئی واپس پہنچے

المختصر یکم جنوری سنہ ۱۸۸۴ء کو **شیخ** بعد فراغ حج وزیارت بمبئی پہنچے اور وہاں سے **شیخ** کے رفقا نے دہلی وغیرہ میں اپنے پہنچنے کی خبر دی اور تاریخ روانگی بمبئی سے مطلع کیا۔

شیخ کا استقبال دہلی میں

دہلی میں استقبال

اکثر اشخاص جو **میاں صاحب** کے استقبال کے لئے دہلی سے چند اسٹیشن آگے تک گئے تھے اُن کا بیان ہے کہ ہر اسٹیشن پر اور ریل کی گاڑیوں میں **میاں صاحب** کے زائرین اور استقبال کرنے والوں کا ایسا ہجوم تھا جس طرح لوگ ہلال عید کی جستجو میں ۲۹ رمضان کو مجتمع ہوتے ہیں۔

حافظ ڈپٹی مولوی نذیر احمد صاحب ال ل ڈی فرماتے تھے ''جب **آپ** سفر حجاز سے واپس تشریف لائے تو اسٹیشن دہلی پر استقبال کے لئے اس قدر لوگ حاضر ہوئے کہ پلیٹ فارم کا ٹکٹ ختم ہوگیا۔ کارپردازان اسٹیشن حیران تھے کہ یہ کس نامی گرامی شخص کی آمد آمد ہے''

جب ٹرین دہلی اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر پہنچا تو آدمیوں کا ایسا ازدحام دیکھا کہ ہم لوگوں نے تمام زندگی کبھی کسی عالم، درویش، ولی متقی، امیر اور وزیر کے قدوم پر ایسی کثرت نہیں دیکھی تھی۔ پلیٹ فارم اور اسٹیشن پر ہزارہا مخلوق تھی کہیں ایک بالشت زمین بھی خالی نہیں نظر آتی تھی۔ بہت لوگ ایسے تھے جن کو **میاں صاحب** کی زیارت بھی اسٹیشن پر نصیب نہ ہوسکی کجا مصافحہ **میاں صاحب** کو بھی ایک قدم چلنا دشوار ہوگیا آخر بڑی مشکلوں سے نواب محمد علاءالدین خاں بہادر رئیس لوہارو (جو **آپ** کے استقبال کے لئے وہاں موجود تھے)

اور چند آور معززین اعیان دہلی نے آپ کو حلقہ میں لیا اور بہ مشکل پلیٹ فارم سے ٹرین تک پہنچا کر سوار کرایا افسران ریلوے یوروپین اور دیسی ہندو مسلمان اور عیسائی اس منظر کو دیکھ کر سخت حیرت میں تھے کہ خدا کا یہ کون سا مقتدر بندہ ہے جس کے لئے ہزاروں دیدہ و دل فرش راہ ہیں۔

مصنف کی ذاتی تحقیقات

یہاں تک جو مضامین متعلق سفر حج بیان کئے گئے وہ اقتباس ہے ہندوستانی اہل حدیث کے رسالوں اور اخباروں کا اب حضرات ناظرین خاکسار مصنف کی ذاتی تحقیقات کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

میاں صاحب کے بعض یا اکثر معتقدین اُن واقعات عارضیہ کو جو مکہ معظمہ میں **آپ** کے ساتھ ہوئے روشنی میں لانا نہیں چاہتے۔

مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کیوں کی گئی میرے پاس کافی دلائل اس کے موجود ہیں کہ واقعات پبلک سے چھپائے گئے۔

واقعات مکہ کا سچا بیان

جس کا مختصر مگر اصلی اور سچا بیان یہ ہے کہ **میاں صاحب** کے ہم وطن اور مہاجر ہم وطن مخالفین نے پاشا مکہ کے ہاں نہایت ہی موثق اور موثر طریقے پر مخبری کی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی جو ہندوستان سے حج کو آئے ہیں وہ معتزلی اور وہابی ہیں اگر ان کی تنبیہ اور سرزنش نہیں کی جائے گی تو اہل مکہ بلکہ اہل عرب کا عقیدہ فاسد ہو جائے گا اور تین سو سے زیادہ آدمیوں نے پاشا کے سامنے اس کی گواہی دی۔ چونکہ اہل عرب اور ترک اعتزال کو نہایت ہی برا سمجھتے ہیں پاشا نے **آپ** کو مع اُن لوگوں کے جن کا ذکر اوپر گذر چکا دوبارہ طلب کیا اور تین روز تک اپنے مکان میں نظر بند رکھا (نائب کانسل انگریزی سے جو مراسلات ہوئے وہ بھی ناظرین کو معلوم ہیں) اور پوچھا کہ **آپ** معتزلی ہیں **میاں صاحب** نے جواب دیا کہ نہیں۔ پوچھا کہ اعتزال کو **آپ** کیسا سمجھتے ہیں **آپ** نے کہا نہایت برا، تب پاشا نے کہا کہ اچھا اعتزال سے **آپ** تحریری طور پر توبہ کیجئے اور اس توبہ نامہ پر اپنا دستخط کیجئے کچھ دیر کی رد و کد کے بعد **میاں صاحب** نے اپنا دستخط کر دیا اور لکھ دیا کہ میں معتزلی نہیں ہوں اور

توبہ کی حقیقت

اعتزال سے توبہ کرتا ہوں اس کے بعد ایک راہ داری کا پروانہ مدینہ منورہ جانے کے لئے پاشاء مکہ کے ہاں سے ملا اور **آپ** مدینہ منورہ چلے گئے [۱]

مدینہ طیبہ سے واپس ہوتے ہوئے راہ بدل کر جدہ چلے آنا۔

مدینہ طیبہ سے لوٹتے ہوئے جب **میاں صاحب** کا قافلہ اُس منزل سے چلا جہاں مکہ مکرمہ اور جدہ کی سڑکیں باہم مل کر دونوں جانب کے دو رستے جدا جدا ہو گئے ہیں تو **میاں صاحب** کے اونٹ بلا اطلاع اہل قافلہ قافلہ سے علیحدہ کر لئے گئے اور سیدھے جدہ چلے آئے اسی مصلحت کو ملحوظ رکھ کر کہ پھر خدا جانے مکہ معظمہ میں پہنچ کر کیا گل کھلے اور کن کن مشکلات سے سامنا پڑے۔

پاشا کی چٹھی کا فوٹو شائع کرنا

اسی سبب سے وہ راہ داری کی چٹھی جس کی نقل اوپر گذر چکی **آپ** کے فیلو کے پاس رہ گئی اور اُنہوں نے ہندوستان میں پہنچ کر اُس کا فوٹو شائع کرا دیا اور توبہ نامہ کی تغلیط کی اور مخالفین کو خطاب کر کے بہ آواز بلند منادی کر دی کہ اگر توبہ نامہ

عہ میاں صاحب نے حج سے واپس آنے کے بعد جو خط مولوی سید عبد العزیز ساکن موضع صمدن ضلع فرخ آباد تحصیلدار متھرا کے عریضہ کے جواب میں لکھا ہے اُس کی عبارت بجنسہٖ یہ ہے:-

بخدمت عبد العزیز سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ کہ میں سفر حجاز سے واپس آیا آپ نے اخبار میں سب حال دیکھے ہونگے۔ نصرۃ السنۃ نے جو چھاپا ہے وہ صحیح کیفیت تھی۔ برادران ہند کی عنایت تھی میرا جو اعزاز و تعظیم و تبجیل عرب میں ہوا اُس کا شکر بجناب باری تعالیٰ کرتا ہوں بے شک سعایت معاندین و منافقین سے مجھے ابتداءً بہت دشواریاں پیش آنا محسوس ہوئی تھیں۔ مگر الحمد للہ کہ وہ بالکل کچھ نہ تھیں۔ یہ تم پر ظاہر ہے کہ میں معتزلی نہیں ہوں پس مجھ پر کیا حصر ہے بلکہ تمام مسلمین پر اُس سے توبہ کرنا واجب ہے میں نے بھی توبہ کی ہر جا میں اعتزال کو بہت خراب سمجھتے ہیں اور فی الواقع وہ بُری چیز بھی ہے۔ تحریر شریف صاحب اور ارادہ سلطانی میرے ساتھیوں کے پاس ہوں گے میرے لئے فرمان واجب الاذعان قرآن کافی ہے کہ جو سعت ان سلاطین کا حکم ہے میرے ساتھ کوئی خلاف امر پیش نہیں آیا بلکہ میرے مخالفین کو میری تکریم و تعظیم پر رشک تھا اور ہندوستان میں جو کیفیت سب کی تھی آپ کو معلوم ہوئی ہوگی۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو میں بھی تم کو دیکھنا چاہتا ہوں فی الواقع زبانی حالات سفر سن کر آپ کو تسکین ہوگی۔

الراقم العاجز سید محمد نذیر حسین عفی عنہ از دہلی

راقم کہتا ہے کہ حج کے جانے کے قرنوں پیشتر سے **میاں صاحب** اکثر درس کے وقت بعض علماء سابق حنفیہ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ وہ حنفی تو نہیں ہیں حنفی لی البتہ ہیں جس کا مطلب یہ تھا کہ جزئیات فقہ میں وہ مقلد ہیں حنفی مذہب کے اور عقائد میں معتزلہ کے اور یہی قول **میاں صاحب** کا آخر آخر تک رہا جس سے ثابت ہے کہ اعتزال کو وہ ہمیشہ سے بُرا جانتے تھے ۱۲

مخالفین سے توبہ نامہ کا فوٹو طلب کرنا

دستخطی شیخ کا ہے تو اُس کا فوٹو بھی اِسی طرح شایع کرو جس طرح ہم نے شایع کیا ہے هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

مخالفین کا حیص بیص اور ان کی تکذیب مناظرانہ روش پر

مخالفین توبہ نامہ اصلی اب لاتے ہی کہاں سے وہ تو تھا پاشا رکہ کے دفتر میں جو پیچھے ضایع کر دیا گیا ہوگا۔ دو ایک قلمی نقل اُس کی لے کر یہ لوگ چلے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفین فوٹو شایع نہ کر سکے اور وہ نقلی توبہ نامہ جعلی قرار دیا گیا یہ ڈھنگ ہیں مناظرے کے۔

مصنف کا مضمون توبہ کے چھپانے پر

اب میرا سوال یہ ہے کہ اس واقعہ توبہ کے چھپانے کی کوشش کیوں کی گئی اور اس کے ظاہر کرنے میں بارے **میاں صاحب** کی کسرِ شان ہی کیا تھی؟ کسی ناکردہ گناہ سے اگر جبراً توبہ کرائی جاوے تو توبہ کرنے والے کی ذلت ہی کیا ہوئی مثل مشہور ہے اپنی عزت اپنے ہاتھ، ذلت ہے تو ناجائز دباؤ ڈالنے والے کی جس نے غیر مجرم کو مجرم فرض کر لیا اور اُس سے جبراً توبہ بھی کرا لی۔

وقوع واقعہ مکہ معظمہ میں سند نہیں

در کسی واقعہ کا وقوع مکہ معظمہ میں اگر مستند خیال کئے جانے کے لایق سمجھا جاوے تو میں بلا خوف تردید پوچھتا ہوں کہ واقعات مندرجہ ذیل کہاں واقع ہوئے؟

زمانۂ اسلام میں واقعات وفساد جو مکہ میں ہوتے گئے ان کا بیان

کیا مکہ کا حاکم یا گورنر کسی زمانہ میں حجاج بن یوسف اور مدینہ کا گورنر مروان بن الحکم نہیں رہا؟ اور اُن دونوں کے مظالم جو اکابر صحابہ اور تابعین پر ہوئے وہ صفحہ تاریخ سے مٹ گئے؟ کیا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی مظلومیت کے واقعات لوگ بھول گئے؟ کیا مسلم بن عقبہ کے وقائع[عه] جو مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ میں ہوئے کبھی مسلمانوں کے خیال سے جا سکتے ہیں؟

کیا عبداللہ بن زبیر کی شہادت کا واقعہ نظر انداز کرنے کے قابل ہے؟

کیا ابو طاہر قرمطی (جو محمد بن حنیفہ و بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو امام برحق مانتا تھا) حجر اسود کو کعبہ معظمہ سے اُکھاڑ کر نہیں لے گیا۔ اور بیس برس تک حجر اسود کعبہ سے علیحدہ نہیں رہا؟

[عه] حرم نبوی میں گھوڑے باندھنا مسجد نبوی کو نجس کرنا، سات سو صحابہ قریشی اور دس ہزار آدمیوں کو مدینہ میں قتل کرنا مدینہ کو تاخت و تاراج کرنا، ام المومنین حضرت ام سلمہ کا گھر لوٹنا۔ منجنیق سے کعبہ معظمہ کو سنگسار کرنا، غلاف کعبہ اور دروازہ کعبہ کے پردے کو جلانا وغیرہ وغیرہ،

کیا حجرِ اسود کسی واقعہ سے ٹوٹا نہیں ہے ؟

کیا حافظ ابو الفضل درِ کعبہ پر ایسی حالت میں قتل نہیں کئے گئے جب کہ حلقہ دربیت اللہ سے وہ لٹکے ہوئے تھے اور سر اُن کا بیت اللہ کی چوکھٹ پر گرا ؟

امام فقہاء حنفیہ ابو سعید احمد بن الحسین البردعی مکہ معظمہ میں شہید نہیں ہوئے ؟

کیا شیخ ابوبکر شیخ الصوفیہ علی بن بوتہ الصوفی کی شہادت کیا اسی حرم محترم میں نہیں ہوئی ہے ؟ جہاں **میاں صاحب** کے قتل کی سازش کی گئی تھی۔

کیا شیخ محمد بن خالد زید بردعی کا خون اُسی پاک زمین میں نہیں بہایا گیا ؟

کیا امام نسائی (صحاح ستہ کے پانچویں امام) نہ صرف خدا کے شہر بلکہ خدا کے گھر میں متغلبین کے ہاتھوں سے شہید نہیں ہوئے۔ ؟

کیا سنہ ۳۱۴ھ میں مکہ معظمہ میں فریضہ حج ادا ہوا تھا، لوگ عرفات گئے تھے ؟

کیا حنفیوں اور شافعیوں میں وہاں ناگفتہ بہ امور پیش نہیں آئے ؟

کیا چار مصلے بلا وجہ قائم ہوئے ہیں ؟

کیا مکہ معظمہ کی گورنمنٹ اس وقت بھی ڈس پاٹک گورنمنٹ نہیں ہے ؟ کیا پاشا رمکہ کے اختیارات ایک غیر آئینی ملک کے ~~گورنمنٹ~~ ~~مملکے~~ برابر نہیں ہیں ؟ کیا پاشا اور شریف کے مظالم کی خبر سلطان روم خلد اللہ ملکہ کو ہوتی ہے ؟ اور اگر ہوتی ہو تو وہ کچھ اصلاح اُس کی کرتے ہیں یا سر دست کر سکتے ہیں ؟

اگر یہ باتیں ہوئی ہیں اور ضرور ہوئی ہیں (کیوں کہ تاریخ کے صفحے دھوئے نہیں جا سکتے) اور اس وقت بھی ہوتی ہیں تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کے کام جو مکہ معظمہ میں ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اُن کو کوئی ذی عقل مسلمان مستند خیال کر سکتا ہے یا کرے گا۔

پاشا رکہ کے
ختیارات غیر
ئینی ملک کے
ورنر کے برابر
یں۔

عہ ابو طاہر قرمطی کے واقعہ سے شیخ محمد بن خالد زید بردعی تک کے سب واقعات "کتاب الاعلام تاریخ بیت اللہ الحرام" صفحہ ۷۵ مطبوعہ مصر میں موجود ہیں ۱۲۔

عہ جن حضرات کو مکہ معظمہ کے پاشا اور شریفوں کی تبدیلوں کا علم نہ ہو اُن کی توجہ کو ہم مبذول کرنا چاہتے ہیں حاجیوں کے اُن سفرناموں کی طرف جن کو اُنہوں نے سفرِ حج میں لکھا ہے جو بیشتر بھی شائع ہو چکے ہیں اور اس وقت تک بھی شائع ہوتے ہی جاتے ہیں۔ ۱۲۔ منہ

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
صولت پبلک لائبریری رامپور اسٹیٹ

مختلف اقطار عالم پر شیخ کا اقتدار

شیخ کے تلامذہ کی کثرت اور اسلامی دنیا کے ہر حصہ میں اُن کا وجود

ہم دیباچہ میں لکھ آئے ہیں کہ آپ کے تلامذہ اقطاع عالم حجاز، مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، یمن، نجد، شام، حبش، افریقہ، تیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، پشاور، سمرقند، بلخ، بخارا، داغستان، ایشیا کوچک، ایران، مشہد، خراسان، ہرات، چین، کوچین، اور ہندوستان کے تقریباً ہر شہر ہر ضلع اور بیشتر قصبے، قریے اور دھاتوں میں شرقاً و غرباً جنوباً و شمالاً پھیلے ہوئے ہیں۔

اس سے تین باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

کثرت اشاعت حدیث

(۱) **اشاعت علم حدیث** اسلامی دنیا میں جیسی کچھ آپ کی ذات سے ہوئی وہ آپ ہی اپنی نظیر ہے۔

(۲ و ۳) **کثرت تعداد تلامذہ۔ اور اُن کا مختلف اقطار عالم میں پھیلے رہنا۔**

اور اس سبب سے **شیخ کا اقتدار مختلف اقطار عالم پر**

سید ہاشم جمل اللیل مرحوم کا پاشا کے ہاں جانا اور گفتگو کرنا

مکہ معظمہ میں جب آپ پاشائی محل میں نظربند تھے تو سید ہاشم جمل اللیل (جو ایک ذی وجاہت مطوف اور ذی اثر رئیس مکہ معظمہ کے تھے) کو بسبب اس کے کہ وہ آپ کے مطوف نہ تھے آخر میں اس واقعہ کا حال معلوم ہوا۔ سننے کے ساتھ پاشا کے ہاں وہ خود گئے اور کہا کہ آپ فوراً ان کو رخصت کیجیے ورنہ آج مکہ میں خون کی ندی بہ جائے گی۔

شیوخ اہل شرق کا بغرض تفتیش مکہ میں پہنچنا

مولوی تلطف حسین صاحب جو آپ کے تلمیذ، رفیق سفر اور خادم تھے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے تو شیوخ اہل شرق (جن کا قافلہ شہر سے فاصلہ پر تھا اور اُس میں چھ ہزار مسلح سوار تھے) آئے مجھ سے اُن سے راہ میں ملاقات ہوئی شیوخ موصوف پوچھنے لگے (این الشیخ، شیخ کہاں ہیں میں نے کہا کہ مکان میں ہیں۔ اُن شیوخ نے برہمی کے لہجہ میں کہا کہ ہم کو دکھا دو۔ ہم لوگ کچھ اور ہی بات سُن کر آئے ہیں۔ میں نے ساتھ لے جا کر دکھا دیا اور ملاقات کرا دی۔

شیوخ اہل شرق کی برہمی اور جنگ کا ارادہ

شیوخ ممدوح نے کہا کہ ابھی ایک موحش خبر سُن کر ہم لوگ تحقیق کے لیے آئے تھے

الحمد للہ کہ شیخ کو زندہ صحیح و سالم اپنی جگہ پر دیکھا ورنہ آج جو کچھ ہونا ہوتا ہو کر رہتا۔

حسب درخواست علما و روٴسا آخیر مرتبہ جب **آپ** آرے تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن سے فرودگاہ لے جانے کے لئے پالکی لائی گئی تھی ٹرین سے اُترنے کے ساتھ مستقبلین وزائرین کی نظر جب چہرۂ مبارک پر پڑی تو خواص علما و روٴسا میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ اُن لوگوں نے **آپ** کو پالکی میں بٹھا کر اپنے کندھوں پر پالکی کو اُٹھایا اور فرودگاہ تک پہنچایا جملہ حاضرین (جن کا شمار سینکڑوں سے زیادہ تھا) کی یہی تمنا تھی کہ ہم بھی کندھا دیتے اس پر بھی اکثر لوگ اس شرف سے محروم رہے۔ اسٹیشن آرہ کے اسٹاف، رستہ چلنے والے اور دکاندار وغیرہ وغیرہ اس منظر کو دیکھ کر سخت حیرت زدہ تھے کہ یہ کون خدا کا بندہ ہے جس کے کہار ایسے ایسے نامی گرامی علما و روٴسا ہیں **ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**

مولانا سید شریف حسین مرحوم کی وفات

میاں صاحب کے حج سے لوٹنے کے ساڑھے تین برس بعد اور اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالےٰ کے انتقال سے سترہ برس بعد اور **میاں صاحب** کی وفات سے سولہ برس قبل مولانا سید شریف حسین صاحب نے ۶۔ جمادی الآخرہ سنہ ۱۳۰۳ھ مطابق ۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء روز چہارشنبہ کو سنتاون برس کی عمر میں انتقال فرمایا **إنا للہ وانا الیہ راجعون**

شمس العلما کا خطاب

گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے ۲۲۔ جون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱۔ محرم ۱۳۱۵ھ روز سہ شنبہ کو ملا۔

وجاہت دنیوی کی طرف سے بے پروائی

جن لوگوں کو شیخ کے دیکھنے اور کچھ دنوں بھی ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہے وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ عموماً خطاب پانے والے خطاب کے لئے جو کچھ کوششیں کیا کرتے ہیں۔ **آپ** کی طبیعت میں بالفطرۃ اُس کا مادہ ہی نہ تھا۔ وہ تدین زہد و تقویٰ اور درویشی میں جس طرح ثابت قدم اور مستقیم الحال تھے ویسے ہی

ان امور کی جانب سے نہایت ہی لاابالی اور بے پرواہ تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ جس وقت کمشنر دہلی نے بحکم لفٹنٹ گورنر پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اس خطاب کی خبر **آپ** کو دی اُس سے ایک منٹ آگے **میاں صاحب** کے وہم و گمان میں بھی کبھی یہ بات نہیں آئی تھی کہ میں اس عام لقب سے ملقب ہوں گا اور جب لوگ خلعت و خطاب کے ساتھ **میاں صاحب** سے ملے اور **آپ** کو اُس سے آگاہ کیا تو **آپ** نے فرمایا۔

خطاب ملتے وقت کیا کہا

کہ ہم غریب آدمی خلعت و خطاب لے کر کیا کریں گے ! خلعت و خطاب تو بڑے آدمیوں کو ملنا چاہئے ہم کو دینا لا حاصل ہے بعد اس گفت و شنود کے **آپ** نے اسی قدر فرمایا۔ اچھا صاحب آپ حاکم ہو جو چاہو کہو۔

میاں صاحب کے لقب کے بیان میں بھی ہم لکھ آئے ہیں مگر بمصداق المسلك ما كررته يتضوع یہاں بھی اُس کا اعادہ کر دینا مناسب مقام ہے۔

خطاب کے تذکرے پر کیا فرماتے

شمس العلما کے خطاب کا تذکرہ جب کوئی شخص **میاں صاحب** کے روبرو کرتا تو **آپ** نہایت ہی سادگی سے فرماتے کہ میاں خطاب سے کیا ہوتا ہے ہمارے لئے تو پورا خطاب قرآن مجید میں حنیفاً مسلماً کا موجود ہے دنیاوی خطاب سلاطین سے ملا کرتا ہے یہ گویا اُن کے خوشنودی کا اظہار ہے۔

درویشی کا خیال

مجھے تو کوئی نذیر کہے تو کیا اور شمس العلما کہے تو کیا میں نہایت خوش ہوں کہ ہر ایک **میاں صاحب** مجھے کہتا ہے بھائی سادات کے لئے پیارا لفظ اس سے بڑھ کر نہیں ہے اس لفظ کی برکات سے میری درویشانہ طرز میں فرق نہ آئے بس خدا کا یہی فضل ہے۔

خطاب پر دلگداز کے اڈیٹر کی رائے

راقم کہتا ہے کہ اس خطاب کے بعد ہی رسالہ دلگداز کے قابل اڈیٹر نے بعنوان "شمس العلما" ایک مضمون لکھا تھا جس کا ماحصل یہ تھا کہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مدظلہ کی عزت افزائی تو اس خطاب سے ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اس خطاب کو عزت اور شرف اُس نام کی برکت سے ضرور حاصل ہوا۔

باب چہارم

مجددیت، تصوف، بیعت،

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
صولت پبلک لائبریری رامپور اسٹیٹ

مجددیت

شاہ ولی اللہ صاحب کی اصلاح

اسلامی دنیا میں یہ امر مسلم ہے کہ ہر صدی میں مجدد ہوتا ہے جس کو آج کل (ریفارمر) کہتے ہیں موجودہ اصلاح کی نیو ڈالی جناب شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہما نے پھر جناب شاہ ولی اللہ نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا اور موطا کی شرح "مصفٰے" فارسی میں لکھی۔ "حجۃ اللہ البالغہ" میں اسرار شریعت کو بیان کیا۔ تقلید کی تحقیق کی "عقد الجید" ایک خاص رسالہ تقلید ہی پر لکھا۔ ایک اَور رسالہ لکھا جس کا نام "انصاف" ہے اور اس کے سوا "ازالۃ الخفا" وغیرہ وغیرہ بہتیری کتابیں لکھیں جس سے جہالت کی نیند کے مستغرق کچھ کچھ کروٹیں بدلنے لگے اور سمجھنے لگے کہ قرآن و حدیث بھی قابل اعتنا کوئی چیز ہے۔ اِس کے بعد اُن کے دونوں صاحب زادے منجھلے شاہ رفیع الدین اور سنجھلے شاہ عبدالقادر رحمہما اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی اور اُردو میں کیا مگر اس کارروائی کا کوئی معقول نتیجہ اُس وقت نہ نکلا۔ کیوں کہ مخالفین نے ایک گہری سازش شاہ ولی اللہ کے قتل کے لئے کی اور اُن کی جان محض تائید ایزدی سے بچ گئی۔ اس لئے جناب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (سب سے بڑے بیٹے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے) جب کہ اپنے والد بزرگوار کی مسند پر بطور جانشین کے متمکن ہوئے تو مرنج و مرنجاں کی پالیسی اختیار کی۔

شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر قدس سرہما کا ترجمہ قرآن

مولانا اسمٰعیل شہید کے عنفوان شباب میں ہندوستان اور دہلی کی حالت

تیرھویں صدی کے ابتدائی حصّہ میں جب کہ مولانا اسمٰعیل شہید بن جناب شاہ عبدالغنی قدس سرہٗ (جو سب سے چھوٹے بیٹے جناب شاہ ولی اللہ صاحب کے تھے) نے ہوش سنبھالا اُس وقت ہندوستان کی عجیب حالت تھی۔ علما کا گروہ کمزور، صوفیوں میں محدثات اُمور کا شور جس کا نام اُن کی اصطلاح میں تصوف تھا، اُمرا

اپنے عیش و نشاط میں مدہوش، اُن کو نہ تو ملکی معاملات ہی سے دلچسپی اور نہ دین سے کچھ لگاؤ، قلعہ کی حالت تو اَور بھی ناگفتہ بہ تھی۔ جُہلا نہ صرف گور پرست ہی ہو رہے تھے بلکہ چیسٹہ اور سیتلا کی پوجا بھی اُن کے مذہب کا قوی عنصر تھا۔ عوام خوش باش کو خورد و نوش کے سوا کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ زمانہ کے حالات مولانا شہید جیسے دماغ کے آدمی پر بغیر ایک گہرا اثر پیدا کئے نہیں رہ سکتے تھے۔ اور وہی زبردست اثر تھا جس کے باعث ان اصلاحات کا ظہور ہوا۔ شہید نے شرک کی جڑ کاٹی۔ کلمۂ توحید کی منادی اس کے اصلی معنی کے ساتھ کر دی، گور پرستی اور عبادت لغیر اللہ کی جگہ خدا کے سامنے بندوں کے سر جھکوائے بدعات کا قلع قمع کر دیا، تصوف کو سنت کے رنگ میں رنگا۔ تقلید شخصی کا زور بھی ایک حد تک گھٹا۔ امراء کو رفاہ کے کاموں میں روپیہ اُٹھانے کی عادت ڈلوائی۔ زکوٰۃ اُن سے دلوائی۔ ایک گروہ کثیر کو موحد بنایا۔ اُن سے نماز پنجگانہ پر مواظبت کرائی۔ روزے رکھوائے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ایک فوج تیار کر لی۔

المختصر تیرھویں صدی کے پہلے نصف حصہ میں شرک و بدعات سے جب کہ ہندوستان ظلمات بن رہا تھا۔ مولانا شہید کے علم و عمل تدبیر و ارشاد اور ہدایت کی روشنی نے برق خاطف کا کام کر دیا۔

میاں صاحب کی مجددیت کا تعلق مولانا شہید کی مجددیت کے ساتھ

چونکہ **میاں صاحب** کی مجددیت کو مولانا شہید کی مجددیت کے ساتھ اُسی قسم کا گہرا تعلق ہے جیسا کسی عظیم الشان عمارت کے بانی کا تعلق اُس کے قائم کے ساتھ ہوتا ہے اس لئے ضرور ہے کہ ایک مختصر ترجمہ یا سوانح مولانا شہید کے یہاں درج کر دئے جائیں۔

نام اسمٰعیل، لقب شہید،

آپ کا نام **اسمٰعیل** اور لقب **شہید** ہے آپ اکلوتے بیٹے تھے اپنے باپ مولانا شاہ عبد الغنی علیہ الرحمۃ کے جو سب سے چھوٹے بیٹے تھے جناب شاہ ولی اللہ بن شاہ عبد الرحیم رحمہم اللہ تعالےٰ کے۔

نسب

نسباً آپ فاروقی تھے سلسلہ نسب مسلسل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اسی لئے ان میں تمام باتیں اپنے حقیقی دادا شاہ ولی اللہ اور بڑے دادا حضرت عمرؓ کی موجود تھیں۔

تاریخ ولادت

حفظ قرآن مجید

بارھویں برس صدرہ پڑھا

ملا عبدالکریم سنجاری

لطیفہ

مولانا شہید کی تاریخ ولادت میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن ۱۲ ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ زیادہ قرین قیاس ہے۔ سات برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر کے ختم سنا دیا۔ اور بارھویں برس صدرا پڑھتے تھے۔ پڑھنے کی حالت یہ تھی کہ اُستاد کو صرف عبارت آٹھ دس صفحے سنا دیتے اور مطلب کے متعلق کبھی کچھ نہ پوچھتے۔ اس سبب سے ہم سبق سامعین سخت بے زار رہتے۔ آپ کے ہم سبقوں میں ایک معمر بزرگ ملا عبدالکریم سنجاری بھی تھے (جو کتب درسیہ اپنے وطن ہی میں پڑھ پڑھا کر جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے حضور میں صرف حل مشکلات کی غرض سے حاضر ہوئے تھے) شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ مجھ کو اس قدر فرصت نہیں ہے کہ میں مستقل سبق پڑھاؤں۔ لڑکا ہمارا صدرا پڑھتا ہے سماعۃً اُس کے شریک ہو جاؤ" وہ اس انداز سے دل میں نہایت خفا اور بے زار رہتے ایک دن کا واقعہ یہ ہے کہ مولانا شہید جو سبق کے لئے آئے تو کتاب کی ورق گردانی کرنے لگے یہ یاد نہ رہا کہ کل کہاں تک پڑھا ہے اور کہاں سے چھوڑا ہے اس پر ملا بجاری نے ہنس کر کہا کہ "میاں صاحب زادے مکھی مار کر ساٹ دیا کرو تاکہ کتاب کھولتے ہی معلوم ہو جائے کہ کل کہاں سے چھوڑا ہے" مولانا شہید ہنس کر چُپ رہ گئے۔

ایک روز صدرا میں ایک نہایت مشکل مقام آیا ملا سنجاری نے سمجھا کہ آج اس مقام پر ضرور رد و قدح ہو گی لیکن پیارا شہید حسب معمول جب وہاں سے بھی اسی طرح چلتا پھرتا نظر آیا تو ملا بجاری غصہ میں جھلا کر کہنے لگے کہ صاحبزادے تم کچھ سمجھتے بھی ہو یا یوں ہی گھاس کاٹتے" چلے جاتے ہو؟

مولانا شہید کا امتحان

شہید نے نہایت ہی حلم اور متانت سے کہا کہ اگر آپ کو کچھ شبہ ہو تو پوچھئے ملا سنجاری نے کہا کہ اسی مقام کو تو سمجھا دو۔ یہ وقت آپ کی قابلیت کے امتحان کا تھا پیارے شہید نے اس عمدگی اور صفائی سے سمجھا دیا اور وہ وہ معنی بیان کئے کہ ہم سبق تو ہم سبق خود ابا حضرت[عہ] (بڑے چچا جناب شاہ عبدالعزیز صاحب) بھی متحیر ہو گئے پھر صدرا کے حاشیہ پر اعتراض کر کے اُس کی تغلیط کر دی۔ اور ملا بجاری کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ملا صاحب آپ کو جو کچھ شبہ ہو مجھ سے سبق کے قبل

[عہ] جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کو مولانا شہید ابا حضرت کہتے تھے ۱۲

یا بعد پوچھ لیا کیجیے سبق میں کیوں روکتے ہیں اس سے وقت ضائع ہوتا ہے اور میں تو قصداً اس لئے نہیں کچھ پوچھتا کہ ابا حضرت کو ناحق کی تکلیف ہو گی۔

آج اگر شیخ بو علی زندہ ہوتا تو میں کہتا کہ آؤ بچارات کو ہم تم دونوں دود چراغ کھائیں (مطالعہ کریں) پھر صبح کو ہم سے تم سے باتیں ہوں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز کا وعظ

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب ہر منگل کو وعظ فرماتے جس کو دلی والے درس کہا کرتے ہیں۔ تین چار ہزار سامعین کا مجمع ہوتا اور جناب شاہ صاحب کی تاکید تھی کہ درس میں خاندان کے لڑکے موجود رہیں۔ جناب ممدوح کی آنکھ کی بینائی چونکہ جاتی رہی تھی قبل وعظ کے نام بنام سب لڑکوں کو پکار کر حاضری لیتے۔ بعد ازاں آپ ایک آیت تلاوت کر کے وعظ شروع کرتے۔

مولانا شہید کی غیر حاضری

مولانا شہید آیت کو سن کر کنکوا اڑانے کے شوق میں جمنا کنارے چل دیتے جب دیکھتے کہ اب ختم درس کا وقت قریب ہے مجلس میں آ کر دبے چھپے کسی گوشہ میں دور بیٹھ جاتے کیوں کہ آدمیوں کے ازدحام سے اب تو جناب شاہ صاحب کے قریب پہنچنا سخت مشکل کام تھا۔ جناب شاہ صاحب جب وعظ کر چکتے تو پھر نام بنام لڑکوں کی حاضری لیتے۔ شہید کی جب پکار ہوتی تو کھڑے ہو کر دور سے کہتے کہ "حاضر" بس قریب بلا کر پوچھتے کہ کیوں بے تو وہاں کیوں تھا اس کے جواب میں کوئی عذر کر دیتے۔ پھر شاہ صاحب پوچھتے کہ بتا تو میں نے کون آیت پہلے پڑھی تھی۔ (چوں کہ آیت سن کر جاتے تھے) آیت تلاوت کر دیتے۔ پھر شاہ صاحب فرماتے کہ اچھا بیان کر میں نے جو کچھ بیان کیا ہے۔ جناب شاہ صاحب کے بیان کو تو حضرت نے سنا نہ تھا اپنی من گھڑت تقریر کرنے لگتے۔ شاہ صاحب فرماتے کہ "کیوں بے میں نے یہ کب کہا تھا" تو جواب میں عرض کرتے کہ چند توجیہیں ہماری بھی حضور سن لیں اس کے بعد حضور نے جو کچھ فرمایا ہے اس کو بھی عرض کر دوں گا (اطمینان پنی طباعی پر ایسا تھا کہ آخر کسی نہ کسی پہلو سے تو وہ توجیہیں میرے بیان میں آ ہی جائیں گی جو حضرت نے بیان فرمائی ہوں گی) اور چوں کہ ابا حضرت کے طرز بیان سے بخوبی واقف تھے بیان کرتے کرتے وہ تقریر بھی کر جاتے جو جناب شاہ صاحب نے کی تھی۔ شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز بہت خوش ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے

وعظ کو دہرانا

الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق۔

مطالعہ کبھی نہیں کیا اور آموختہ کبھی نہیں پڑھا

مولوی کرامت علی حیدر آبادی (جو علم حدیث میں آپ کے ہم سبق سامع تھے) کہتے تھے کہ شہید نے کبھی مطالعہ کیا اور نہ پڑھے ہوئے کو کبھی پھیرا۔ عام طلباء اُن کو بے پروا کہا کرتے تھے۔ تیر اندازی، گولی چلانا، گھوڑا چڑھنا، اور جمنا میں تیرنے کا مشغلہ اُن کو اکثر رہا کرتا تھا۔ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے حضور میں روزانہ شکایتیں پہنچتیں۔ ایک روز جناب شاہ صاحب نے حلقۂ درس میں بوقت قرأت یہ شکایت کی کہ اسمٰعیل تم کھیل کود میں بہت رہتے ہو اور کتاب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ شہید نے عرض کی کہ حضور میرا پڑھا ہوا کچھ مجھ سے دریافت کریں۔ آپ نے امتحاناً بعض بعض مقامات مختلفہ سے پوچھا تو اس روانی سے جواب دیا کہ بایدوشاید اُس وقت سارے طلبہ دنگ ہو گئے۔

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب نے امتحان لیا

مولانا شہید کا آمین بالجہر اور رفع الیدین علانیہ جامع مسجد میں کرنا بوڑھے مولوی صاحب نے شکایت کی

میاں صاحب فرماتے تھے کہ مولوی اسمٰعیل نے شاہ صاحب کے زمانہ ہی میں جب پہلے پہل آمین بالجہر جامع مسجد میں کہی تو ایک بوڑھے مولوی صاحب (جو شاہ صاحب کے شاگرد تھے) نے آ کر جناب شاہ عبدالعزیز صاحب سے عرض کیا کہ حضرت! صاحبزادے نے تو آج غضب ہی کر دیا جامع مسجد میں آمین بالجہر کہی اور علانیہ رفع یدین بھی کیا اس پر شاہ صاحب نے مذاقاً فرمایا کہ پھر صاحب تم اُس کو سمجھاتے کیوں نہیں؟ مولوی صاحب موصوف نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت وہ میرے سمجھانے سے باز رہنے والے ہیں تب شاہ صاحب نے فرمایا کہ دلائل سے اُس کو قائل کر دو۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ بحث و دلیل میں ہم کبھی اُن سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ شاہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں اگر کہوں اور اُس کے جواب میں وہ کہہ دے کہ آپ ہی نے تو حدیث پڑھاتے وقت مجھ کو اس فعل کی اولویت بتائی سب اب آپ ہی منع کرتے ہیں۔ تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس پر بھی بھولے بھالے اور بوڑھے مولوی صاحب نے اپنی درخواست پر مزید اصرار کیا تب جناب شاہ صاحب نے طنز آمیز الفاظ میں فرمایا کہ تم نے مجھ سے صحاح پڑھی تھی یا پوتھی۔

شاہ صاحب کا قول صحاح ستہ پڑھی تھی یا پوتھی

لکھنؤ کا خط

سید احمد صاحب کا مشن ہدایت خلق کے لئے دورہ کرتے کرتے جب لکھنؤ پہنچا اور وہاں کے علما کے کانوں میں ایسی صدائیں پڑنے لگیں جس کے سُننے کے وہ لوگ خوگر نہ تھے تو ایک بزرگ مولوی خیرالدین صاحب نے جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے حضور میں ایک استفتا بھیجا جس کے اخیر میں اُن کی جو غرض اصلی تھی اُس کو بھی لکھ دیا کہ مولوی اسمٰعیل وغیرہ نے جو سفر کیا ہے اور وعظ وتذکیر کر رہے ہیں۔ آپ کی اجازت سے یا اپنے ارادہ سے؟ اس کے جواب میں

شاہ صاحب کا جواب

جناب شاہ صاحب نے بغیر اس کے کہ اُن کے فتوے کا جواب لکھیں صرف اس قدر اپنے دست خاص سے لکھا (جس کو جامع اوراق نے بچشم خود دیکھا ہے اور جس کا ماحصل یہ ہے) کہ برخورداران عبدالحی و اسمٰعیل در حالے کہ وہاں موجود ہیں تو اس فقیر کو جواب استفتا کی تکلیف دینی فضول ہے جو کچھ دریافت کرنا ہو اُن لوگوں سے دریافت کر لیجئے اُن کا کہنا عین اس فقیر کا کہنا ہے۔

مولانا شہید کی ابتدائی تعلیم ریاضی کی

مولانا شہید کو حسب دستور خاندان پہلے ریاضی کی تعلیم دی گئی۔ اُقلیدس کے چاروں مقالے ایک مہینہ میں ختم کر دئے پانچواں مقالہ شروع کرنے سے پہلے حساب میں اچھی خاصی مہارت پندرہ روز میں پیدا کر لی۔ جس سے پانچواں اور چھٹا مقالہ بھی آسانی سے پڑھ لیا پھر جبر و مقابلہ۔ علم مثلث۔ مساحت وغیرہ وغیرہ سے بھی دو ڈھائی مہینے میں فرصت کر لی اب ریاضی کی ہر شاخ میں عمدہ دستگاہ حاصل ہو گئی۔

تاریخ وجغرافیہ سے مناسبت

آپ کی طبیعت کو تاریخ وجغرافیہ سے بہت مناسبت تھی ہندوستان اور علی الخصوص پنجاب کا جغرافیہ اکثر دیکھا کرتے اور یہی گویا اُن کے آئندہ ارادے کا پیش خیمہ تھا المختصر ۱۴ یا ۱۵ برس کی عمر میں آپ فارغ التحصیل ہو گئے۔

ذہانت

ذہانت[عہ] اور حافظہ کا معتد بہ حصہ مولانا شہید کے دماغ میں جو قدرت سے ودیعت ہوا تھا وہ ایسا ہی تھا جس سے ایک ہی مدرسہ اور ایک ہی اُستاد کے متعدد

[عہ] اس میں شک نہیں کہ مولانا شہید کی ذہانت کی نظیر اُس زمانہ میں نہ تھی اور وہ بے انتہا ذہین تھے مگر میاں صاحب کی محنت، جفاکشی، مطالعہ اور ملکہ نے اس کمی کی ایسی تلافی کر دی تھی کہ ترازو کے دونوں پلڑے برابر ہو گئے تھے۔ ایک انگریز کا قول ہے "بعض آدمی کو لوگ بڑا ذہین سمجھتے ہیں مگر حقیقت میں وہ بڑے محنتی ہوتے ہیں"

تعلیم یافتوں میں زمین وآسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔

شہسوار
فنون سپہ گری
جفاکشی
ریاضت وغیرہ

آپ گھوڑے کی سواری میں بڑے مشاق تھے نہایت چالاک اور سخت سرکش گھوڑوں پر قابو رکھتے بغیر زین ورکاب کے ننگی پیٹھ گھوڑے پر بے تکلف چڑھتے۔ پٹے بازی، بنوٹ وغیرہ میں اچھا خاصہ ملکہ تھا۔ جس سے آپ کے خاندان والوں کو سخت تعجب ہوتا۔ جفاکشی کی عادت کو بھی بہت کچھ ترقی دی تھی پیادہ پاؤ برہنہ پا دھوپ میں چلنا۔ دوڑنا۔ بھوک پیاس گرمی اور جاڑے کی سختیوں کو برداشت کرنا۔ بہت کم سونا اور نیند کو اختیار میں رکھنا کہ جب چاہا سو رہے اور جب چاہا جاگ اٹھے۔

پہلا وعظ
اکبر شاہ ثانی نے طلب کیا
بادشاہ نے تعظیم وتکریم کی
خودداری

آپ نے پہلا وعظ توحید کا جب مسجد جامع میں کہا اور شرک و بدعت سے نفرت دلائی۔ تو دہلی میں سخت شورش برپا ہوئی۔ اور اکبر شاہ ثانی تک لوگوں نے شکایتیں پہنچائیں۔ بادشاہ نے آپ کو طلب کیا۔ عام بہی خواہوں نے کہا کہ آپ پہلے رزیڈنٹ سے ملاقات کر لیں تب دربار میں جائیں مگر آپ نے کسی کی نہیں سنی اور نہایت جسارت و دلیری سے بادشاہ کو خط لکھا کہ اگر آپ مجھ کو بلاتے ہیں تو مراسم دربار سے مجھ کو معذور رکھیں میں اسی آداب سے ملاقات کر سکتا ہوں جس کی خدا اور رسول نے مجھ کو ہدایت کی ہے بادشاہ نے منظور کر لیا اور آپ قلعہ کے اندر تشریف لے گئے اور اکبر شاہ ثانی کے جواب میں اس طرح دیرانہ گفتگو کی کہ وہ نہایت محظوظ ہوئے اور بہت ہی تعظیم وتکریم کے ساتھ آپ کو رخصت کیا، یہ تھی خودداری اور سلف ریسپکٹ !!!

مولانا فضل حق کا قول کہ شہید حکیم امت محمدیہ تھا

مولانا فضل حق مرحوم منطقی خیرآبادی اور مولانا شہید میں باوجود اسے کہ معاصرت کی وجہ سے اختلاف تھا مگر جس وقت شہید کی خبر شہادت مولانا نے سنی اس وقت وہ غلام یحییٰ کا سبق پڑھا رہے تھے سننے کے ساتھ کتاب بند کر دی اور سناٹے کے عالم میں کئی گھنٹے خاموش بیٹھے روتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اسمٰعیل کو ہم مولوی نہیں جانتے تھے بلکہ وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا کوئی شے نہ تھی جس کی انیت اور لمیت اس کے ذہن میں نہ ہو۔ امام رازی نے اگر حاصل کیا تو دود چراغ کھا کر اور اسمٰعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد خداداد سے

۲۹ کسبیوں نے توبہ کی
بہتیری کسبیوں نے توبہ کی

مولانا شہید نے دو بار کسبیوں کے مجمع میں بھی وعظ کہا ایک مرتبہ تیس۳۰ کسبیوں میں سے اُنتیس۲۹ نے توبہ کر کے نکاح کر لیا اور دوسری بار ایک بہت بڑے مجمع کی کل کسبیوں نے توبہ کر لیا بوڑھیوں نے محنت مزدوری پر گذارہ اختیار کیا اور جوانوں نے نکاح کر کے پردہ نشینی اختیار کر لی۔

بیواؤں کے نکاح کا رواج

بیواؤں کے نکاح ثانی کا رواج دہلی میں بھی نہ تھا مگر جب آپ کو اس کی اصلاح کا خیال ہوا۔ اور وعظ میں نکاح ثانی کے فوائد اور برکات کو بیان کرنا شروع کیا تو قریب دس ہزار کے بیکس اور بے بس بیوائیں نہ صرف شوہر والیاں بلکہ گھر والیاں ہو گئیں اور بقیہ زندگی ان کی زحمت کے عوض رحمت بن گئی اور یہ رسم اُس وقت سے اب تک دہلی میں برابر جاری ہے۔

صحن جامع مسجد دہلی میں سودا بیچنے کی اصلاح
سیتلا کی پرستش کو روکنا
عشرہ محرم کے رسوم قبیحہ کی اصلاح
قبروں پر چلہ باندھنے کی اصلاح

جامع مسجد کے صحن میں خوانچہ والے حوض کے گرد دکان لگا کر سودا بیچتے تھے اور سیڑھیوں پر کھلونے فروخت ہوتے آپ کے ایک وعظ کی تاثیر سے یہ باتیں بھی موقوف ہو گئیں۔ سیتلا کی پرستش مسلمانوں میں بھی ہوتی تھی اُس کے مٹانے میں آپ نے بڑی کوشش کی اور آخر مٹا ہی چھوڑا۔ عشرہ محرم میں جو جو قبیح رسمیں مروج تھیں۔ یا جن میں شرک و بدعت کا ذرا بھی شائبہ تھا اُس کے دور کرنے کے لئے آپ نے متواتر وعظ فرمائے اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ قبروں پر چلے باندھنے کے لئے شرفا کی مستورات جایا کرتی تھیں۔ مولانا شہید نے علاوہ قرآن و حدیث کا وعظ سنانے کے اُن کے مردوں کو غیرت دلائی اور ایک قلم اُس کو بھی موقوف کرا دیا۔

سماع

سماع کی اصلاح
گور پرستی کی بیخ کنی

صوفیوں میں جس طریقہ پر سماع ہوتا تھا اُس کی نسبت بھی آپ سے بہت کچھ اصلاح ظہور میں آئی۔ گور پرستی کی بنیاد کو منہدم کر دیا۔

کتاب حقیقت تصوف
صوفیہ اور تصوف کی اصلاح

ایک کتاب آپ نے لکھی جس کا نام ”حقیقت تصوف“ تھا اب یہ نایاب ہو گئی ہے۔ اُس میں آپ نے سچے صوفیوں کی تعریف لکھی ہے اور اب جو من گھڑت باتیں داخل تصوف ہو گئی ہیں اُن کی برائی بیان کی ہے۔ اس کتاب سے اس طبقہ والوں کی بھی بہت کچھ اصلاح ہوئی۔

وعظ کی تاثیر

آپ کے وعظ کے بہتیرے قصے زبان زد خلایق ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ

جو صداقت اور تاثیر آپ کی تقریر میں تھی دوسروں میں بہت کم پائی جاتی ہے اور بمصداق "آنچہ از دل خیزد در دل ریزد" سبب اصلی بھی آپ کی کامیابی کا بھی تھا۔

دوسرا رسالہ آپ کا ہے "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین"

رسالہ تنویر العینین پر شاہ عبد العزیز صاحب کی رائے

یہ رسالہ جب آپ نے لکھا اُس وقت مولانا شاہ عبد العزیز اور مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہما (بڑے اور منجھلے چچا) دونوں ہی حضرات زندہ تھے اور دونوں بزرگوں نے بہت ہی پسندیدہ نگاہ سے اس کو دیکھا۔ بڑے حضرت نے یہ بھی فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ یہ گھر محققین علم حدیث سے خالی نہیں ہے"

تقویۃ الایمان

ایک اور کتاب آپ کی "تقویۃ الایمان" ہے جس میں توحید اور اتباع سنت کی تحریص و ترغیب اور شرک و بدعت سے اجتناب کا بیان اور ترہیب ہے ایک

حقیقت نبوت

اور رسالہ آپ کا ہے جس کا نام "حقیقت نبوۃ" ہے

منصب امامت

ایک بے نظیر اور فقید المثل کتاب آپ کی "منصب امامت" ہے جس میں مسئلہ امامت کا بیان ہے کتاب تو ہے فارسی میں مگر نہایت ہی دقیق ہے جس کے سمجھنے کے لئے بھی بڑی قابلیت درکار ہے افسوس کہ ناتمام ہے۔

ایضاح الحق الصریح

صراط مستقیم

ایک اور رسالہ آپ کا ہے "ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح" جو اپنے موضوع میں آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ افسوس کہ ناتمام ہے۔ ایک اور رسالہ ہے "صراط مستقیم" یہ بھی اپنے ڈھب کی عجیب کتاب ہے

منطق و فلسفہ کے رسالے

اس کے علاوہ بہتیرے رسالے منطق فلسفہ وغیرہ کے ہیں۔

مولوی سدید الدین خاں کی حسرت

امین مدرسہ عالیہ کلکتہ مولوی سدید الدین خاں خلف الرشید مولوی رشید الدین خاں جن کا بہت ہی نادر کتب خانہ ایام غدر ۱۸۵۷ء میں دہلی میں لٹ گیا ہمیشہ نہایت ہی افسوس کے ساتھ فرماتے کہ ہم کو اپنے کتب خانے کے لٹ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہے جس قدر ان حواشی کے ضائع ہو جانے کا ہے جو مولانا شہید نے علمی کتابوں پر لکھے تھے کیوں کہ وہ کتابیں تو پھر بھی مل سکتی ہیں مگر اُن حاشیوں کا ملنا اب محال ہے

ایک حکایت آپ کی مشہور ہے کہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی بعض فروگذاشت

ایک نہایت ہی مہتم بالشان مسئلہ کی نسبت فتوے لکھا اور اُس کو اپنی جگہ چھوڑ کر زنانخانہ میں کسی ضرورت کے لئے تشریف لے گئے۔ اس اثنا میں مولانا شہید آ گئے اور اس کو پڑھ کر بعض فروگذاشتوں کا جواب اپنے قلم سے لکھ کر چلے گئے شاہ صاحب نے لوٹ کر جب اِس کو دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا الحمد للہ ابھی تک ہمارے خاندان میں علم باقی ہے۔

سکھوں سے جہاد کا ذکر

سکھوں سے جہاد گرونانک کا ذکر

سکھ مذہب کے بانی تو تھے گرونانک جن کا مذہب تھا صلح کل اور مقصد تھا ہندو اور مسلمانوں کو ملا کر ایک معجون مرکب بنانا مگر اُن کی وفات کے کچھ ہی دنوں بعد اُن کے جانشینوں میں اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے ایسی کشیدگی پیدا ہوئی کہ وہ عداوت کی صورت میں نہایت ہی خطرناک ثابت ہوئی۔ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں تو مسلمانانِ پنجاب کی وہ بُری گت بنائی گئی کہ الاماں الحفیظ۔

سید احمد صاحب قدس سرہ کی امامت

مولانا شہید کو اُن مظالم کی خبریں متواتر پہنچتی تھیں شہید کا دل خدا نے ایسا بنایا ہی نہ تھا کہ وہ مظلوموں کی امداد میں اپنی جان فدا نہ کر دے آخر جور و ستم کی خبریں سنتے سنتے جب یارائے ضبط نہ رہا تو آپ نے اپنے شیخ طریقت سید احمد صاحب کو امام تسلیم کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کے لئے پنجاب پہنچے گورنمنٹ انگلشیہ نے بھی آپ کے اس ارادے میں کسی طرح کی مزاحمت یا پیچیدگی پیدا نہیں کی۔

اقوام یوسف زئی کی بیعت جہادیہ

مولانا شہید نے اولاً سرحدی اقوام یوسف زئی (جو کہ خود سر مسلمان تھے) میں پہنچ کر سید صاحب کی امامت کو تسلیم کرایا اور اُس قوم کی قوم نے سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی۔ جملہ مسلمان جو اُس جنگ میں موجود تھے اُن کی جمعیت ایک لاکھ آدمی سے کم نہ تھی ہتھیار اور سپاہی بھی سکھوں کے ہتھیار اور سپاہیوں کے برابر ہی تھے اُن سے بڑھے نہ تھے۔

پٹھانوں کی دغابازی

مگر پٹھانوں کی دغابازی نے قوم کا ستیاناس کر دیا ؏

شکست وفتح تو قسمت سے ہے ولیکن میر
مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا

شہید کی مدبرانہ قوت

مولانا شہید نے اپنی مدبرانہ قوت کی بدولت ایسی خوبی وخوش اسلوبی سے

جنگ شروع کی جیسا کہ ایک بڑے قابل اور تجربہ کار جنرل کو کرنا مناسب تھا اور اس سبب سے بیشتر مواقع میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوتی رہی۔

سکھوں کی چال

پٹھانوں کا کمینہ پن

شہادت شہید

جب سکھوں نے دیکھا کہ عنقریب مسلمان تمام پنجاب پر قابض ہو جائیں گے تو اُنھوں نے اپنے پٹھانوں کو (جن کی تعداد معتد بہ تھی اور جو سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے) گانٹھا اور اُس بے وفا قوم نے عین حالت جنگ میں بے وفائی کی جس سے مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مولانا شہید اپنے سردار اور ہمراہیوں سمیت ۲۴- ذی القعدہ سنہ ۱۲۴۶ھ کو ترپن برس کی عمر میں شہید ہوئے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

پیارے شہید نے جہاد کا ارادہ بطمع ملک و دولت و عزت و حب جاہ و حصول سلطنت کے نہیں کیا تھا۔ بلکہ صرف قومی ہمدردی اور اسلام کی عزت مدنظر تھی چنانچہ اپنے ایک خط میں وزیرالدولہ بہادر رئیس ٹونک کو لکھتے ہیں۔

مولانا شہید کا خط

”تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات روز و شب در سعی و اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را بہ ہمیں مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایہ را در ہمیں شغل عین سعادت عظمےٰ شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود ست در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین“ انتہےٰ ملخصاً

دوسرا خط

اور ایک دوسرے مطول مکتوب میں جو بنام میر شاہ علی صاحب کے ہے لکھتے ہیں ”کہ ہر کس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماع دعوت امام از خانہ خود بدود و جان خود را مع ہر قدر از سامان جنگ کہ میسر باشد در مجمع مسلمین رساند تا قیام جہاد صورت بندد نہ این کہ جان خود را از سلک عباد اللہ برکشیدہ در زمرۂ عباد الاجوفین داخل گرداند و این رکن رکین دین متین را گذاشتہ در کاسہ لیسی اغنیائے متمردین و فرج سائی نسوان ناقصات العقل والدین مشغول شوند سبحان اللہ حق اسلام ہمین ست کہ بیخ رکن اعظم او را برکشند و کسے کہ باوجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینۂ او جوش زند او را ملام و مطعون سازند“ انتہے ملخصاً

مولانا شہید کے بیٹے

مولانا شہید کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام تھا محمد عمر[عہ] وہ بھی سنہ ۱۲۶۹ھ

[عہ] میاں صاحب فرماتے تھے کہ مولوی محمد عمر نہایت عابد و زاہد آدمی تھے نماز نہایت ہی (دیکھو صفحہ ۱۱۵)

شہید کے خاندان کا خاتمہ

میں لاولد رحلت کر گئے اور اس طرح مولانا شہید کے خاندان میں کوئی اُن کا خلف نہ رہا۔

میاں صاحب کی مجددیت

ناظرین کو یہاں تک پہنچنے کے بعد معلوم ہو گیا ہو گا کہ مولانا شہید نے مجددیت کی بنیاد ڈال دی تھی مگر بسبب اس کے کہ آپ کی عمر صرف ۴۵ برس کی ہوئی اور ایک معتدبہ زمانہ آپ کا جہاد میں صرف ہوا۔ علم الہیٰ میں اس کی ضرورت تھی کہ اس تجدید کو کامل کرنے کے لئے ایک خاتم بھی آگے سے موجود رہے چنانچہ پیارے شہید کی شہادت سے تیس برس پہلے ایک دوسرا شخص دوسرے خطہ میں پیدا کر دیا گیا تھا۔ جو دہلی میں شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز شاہ محمد اسحٰق اور مولانا شہید قدس اللہ سرہم کا جانشین ہو کر رہے اور تجدید کا جو کام مولانا شہید نے شروع کیا تھا اُس میں فترہ بھی واقع نہ ہوا اور چوں کہ مولانا شہید کا خاندان صبی زیادہ مدت تک چلنے والا نہ تھا اس لئے حسب سنت اسلامی یہ خلیفہ بھی دوسرے ہی خاندان میں پیدا ہوا جو آگے چل کر خاندان شاہ ولی اللّٰہی کا جانشین ثابت ہوا۔

استقامت کے ساتھ درازی عمر

اس جانشین سے مراد ہیں مولانا سید محمد نذیر حسین قدس سرہٗ جن کی دو باتیں خاص قابل لحاظ ہیں ایک تو استقامت اور دوسری صحت و ثبات عقل کے ساتھ سو برس کی عمر طویل۔

دو مولوی نے مجددیت کا دعویٰ کیا

تیرھویں صدی ہجری میں مجددیت کا دعویٰ تو اکثر حضرات نے کیا اور صاحب تالیفات کثیرہ بزرگان قوم میں سے ایک صاحب نے تو صرف دعا پر قناعت کی اللّٰھُمّ اجعلنی مجددا علی راس المائۃ الآتیۃ اور دوسرے صاحب نے کھلے لفظوں میں اپنے کو مجدد کہا یہاں پر ہم کو ایک ہندی کے شاعر کا جس کا تخلص بھیکا تھا ایک شعر یاد آگیا ہے ؎

بھیکا بات اگھم کی کہن سنن میں ناں
جو جانے سو ناں کہے جو کہے سو جانے ناں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۴) خشوع و خضوع سے ادا کرتے رکوع و سجدہ میں اتنا مکث طویل کرتے جب تک دوسرا آدمی سبحان ربی العظیم۔ سبحان ربی الاعلیٰ ستائیس اٹھائیس بار پڑھ لیتا۔ بادشاہ دہلی نے اکثر اُن کی ملاقات کی تمنا کی اور ارکین دولت کو پیغام ملاقات دیکر اُن کے پاس بھیجا آپ نے جواب میں یہی کہا کہ جس باپ کی نسبت سے بادشاہ میری ملاقات چاہتے ہیں اُن کی بزرگی مجھ میں نہیں ہے اور اسی عذر پر کبھی ملاقات نہیں کی ۱۲

مجدد کے معنی اور دین کا مجدد کون شخص ہو سکتا ہے

اور فی لواقع بات بھی یہی ہے۔ مجدد کے معنی ہیں تازہ کرنے والا اور دین کا مجدد وہی شخص ہو سکتا ہے جو دین کے اُن ریشوں میں تازگی کی روح پھونک دے جو مضمحل ہو چکے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ فی الواقع اس لقب کا مستحق کون شخص ہو سکتا ہے؟ یہ تو ظاہر ہے کہ اس کا حقیقی استحقاق اُسی شخص کو حاصل ہوگا جس کی بدولت دین کے ریشہ ہائے مضمحل میں ایسی نضارت آجائے۔ جس سے بہتیرے نئے قلم لئے جا سکیں اور ان ریشوں میں جب امراض متضادہ مہلک پیدا ہو جائیں تو وہ اُس ماہر فن باغبانی کی تدبیر سے دور ہو سکیں۔

رسوم و بدعات بجائے خود اجسام شرعیہ کے لئے امراض مہلکہ کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ خطرناک بیماریاں کس کے علاج سے دور ہوئیں؟ شریعت و طریقت کے اجسام و ارواح میں کیوں کر تندرستی اور طاقت آگئی؟ اس کا امتحان مجددیت کے خصوص میں امور مفصلہ ذیل سے ہو سکتا ہے:۔

مجددیت کا امتحان

خیالات کی اصلاح ہو۔ زمانہ کی ہوا بدل جائے۔ مُردہ اور سُست دل زندہ اور چست ہو جائیں۔ مصلّین اتباع کی تعداد میں ترقی ہو۔ سنن و بدعات کے فرق نمایاں طور پر نظر آنے لگیں۔ خلق اللہ کو شعائر اسلام کے ساتھ دلچسپی ہو اور اسلامی کاموں میں ترقی۔

میاں صاحب کی کوشش ہفتاد سالہ

ب دیکھنا یہ ہے کہ کس کی ذات کا اثر کہاں تک ان امور پر پڑا تو ظاہر ہے کہ ستر برس تک جو شخص قرآن و حدیث کا نہ صرف درس دیتا رہا بلکہ اُسی کام کا ہو گیا۔ نوکری نہیں کی۔ دولت دنیا پر لات ماری۔ علم کو وجہ معیشت نہیں ٹھیرایا لوم لائم کی پروا نہیں کی اور قاضی القضاۃ تک کے عہدے کو قبول نہیں کیا۔

اتباع کی کثرت

جس سے اُس کے مستفیدین اور اتباع کی کثرت اور شہرت اس قدر ہو گئی کہ اب حصر صحیح اُن کا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ایسے شخص کے مقابلہ میں کیا کسی تیز نگاہ منصف آدمی کی نگاہ کسی ظاہری دولت اور وجاہت والے شخص پر پڑ سکتی ہے اس کا نصفت ناظرین ہی کے حوالہ ہے۔

جاہلوں کا تو شمار نہیں مگر پڑھے لکھے مسلمان حضرات میں سے کوئی صاحب

ہندوستان میں اشاعت حدیث

یہ بھی تو فرماویں کہ حدیث نبوی کی اشاعت ہندوستان میں جیسی ہمارے ہیرو (مجدد) سے ہوئی کیا اُس کی کوئی نظیر قرون ماضیہ میں بھی ہے؟ ہرگز نہیں۔

مقلدین کا قرآن و حدیث سے استدلال کرنا

میاں صاحب کے زمانہ کے قبل علما کی تحصیل کی انتہائی حد درس نظامیہ اور فقہ و فتاوے کی کتابیں تھیں اور آج وہ زمانہ ہے کہ **آپ** کے متبعین کا تو کیا ذکر مقلدین بھی اپنے دعوی پر قرآن و حدیث سے استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ باتیں صرف تقابل سے پیدا ہوئی ہیں ؏

وجد و منع بادہ صوفی ایں چہ کافر نعمتی ست
منکر مے بودن و ہمرنگ مستاں زیستن

متبعین و تلامذہ کی کثرت سے ہر شخص بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس کے جتنے اتباع زیادہ ہوں گے اُتنا ہی اُس کے ریفارم بھی زیادہ ہوں گے۔ جس کا اصلی سرچشمہ متبوع کی ذات ہے۔

حلقۂ درس کی ترقی

میاں صاحب نے حلقۂ درس کی ترقی میں اَن تھک کوششیں کیں فاقوں پر فاقے ہوئے مگر ملازمت نہیں کی دلی کو نہیں چھوڑا جہاں کے وہ سجادہ نشین ازل سے ہوئے تھے اور اس سبب سے قابل، جید اور عالم باعمل تلامذہ کی تعداد میں اتنی ترقی ہوئی۔ جس کا عشر عشیر بھی کسی مدرس کے حصہ میں نہیں آیا۔

نماز میں تعدیل ارکان

میں نے پہلے خود دیکھا ہے کہ نمازیوں میں تعدیل ارکان کا خیال بہت کم تھا اس کے لئے بھی شیخ نے نہ صرف وعظ و ارشاد سے کوشش کی بلکہ خود اپنا نمونہ دکھایا جس سے علاوہ متبعین کے مخالفین میں بھی ایک طرح کا خیال تعدیل ارکان کا ہو گیا۔

عام طور پر درس حدیث کا رواج

ہر مذہب کے مدرسے اور ہر مذہب کے علما میں درس حدیث کا رواج، عامیوں میں ترجمۂ قرآن مجید و حدیث کے پڑھنے کا شوق، مسجدوں کی آبادی، نمازیوں کو مسجد جانے کی پابندی، ان سب امور سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زبردست طاقت کے نمونہ نے لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف کھینچا ہے۔

مجھ کو تو معلوم نہیں شاید ہی تلاش سے کوئی جگہ ہندوستان میں ایسی نکل آئے جہاں شیخ کا اثر براہ راست یا بذریعہ تلامذہ اور متبعین کے نہ پہنچا ہو۔ اور جوں کہ

تعلیم کا علمی و عملی ہونا

میاں صاحب کی تعلیم قال اور حال دونوں ہی پر مشتمل تھی۔ اِس لئے علم حدیث کی تعلیم علاوہ علمی کے عملی بھی ہوتی تھی۔ اخلاص، حق گوئی، راستبازی، بے تکلفی، اور سادگی کا نمونہ چوں کہ خود **آپ** کی ذات تھی۔ اِس لئے تلامذہ اور متبعین میں بھی اتباع کا جوش پیدا ہو جاتا تھا۔ اور چونکہ **شیخ** زبان سے کسی کو کسی کام کے کرنے کو نہیں کہتے تھے۔ بلکہ اُن کے فیض صحبت اور مشق و تمرین سے وہ جوش پیدا ہوتا تھا اِس لئے وہ ہانڈی کے اُبال کے مشابہ نہ تھا بلکہ اُس میں ثبات و دوام رہتا۔

توحید کی اشاعت

توحید کی اشاعت۔ موحدین کی کثرت اور شرک و بدعات سے نفرت جس طرح **شیخ** کی ذات سے اور **شیخ** کے زمانے میں ہوئی ازمنہ ماضیہ میں بھی اس کی کوئی نظیر آسانی سے نہیں مل سکتی۔ اسلام کا اصلی چہرہ شرک و بدعات کی کلف و بہق (جھائیں اور چھیپ) سے جو دھندلا اور بدنما ہو گیا تھا توحید و سنن کے صیقل سے ماہ دو ہفتہ بن کر چمکنے لگا۔

دیہاتوں کی مساجد میں جماعت پنجگانہ اور جمعہ و قربانی

دیہاتوں کی مساجد میں اب پنجگانہ جماعتیں بھی ہوتی ہیں اور جمعہ بھی۔ قربانی کا فخر پہلے صرف متمولین کے حصہ میں تھا اب ہر ایسے شخص کو حاصل ہے جس سے قربانی ممکن ہے۔

تالیف کتب اور درس کتب درسیہ سے تجدید کو تعلق نہیں ہے

اِس میں شک نہیں کہ بعض بزرگان قوم کو تالیف و تراجم کتب کی نسبت گونہ امتیاز حاصل تھا۔ اور بعض کو کتب درسیہ نظامیہ کے پڑھانے میں بھی اچھا ملکہ حاصل تھا۔ مگر بہ نظر تعمق اگر دیکھا جائے تو اس کا تعلق تجدید کے ساتھ کچھ بھی نہیں ہے۔

مجدد کا فرض

مجدد کا اصلی فرض ہے دلوں میں توجہ الی اللہ، شوق، ولولہ اور جوش پیدا کر دینا اور علم کو عملی پیرایہ میں دکھانا۔ اب ناظرین ہی انصاف کریں کہ یہ باتیں تصنیف و تالیف تراجم و تدریس کتب درسیہ سے کہاں تک حاصل ہو سکتی ہیں یہاں تو ضرورت ہے اس کی ع **ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔**

رسالہ دلگداز کا مضمون مجددیت پر

جس زمانہ میں فریقین مقلدین و غیر مقلدین کے طبقہ علمائے کرام میں سے بعض حضرات نے اپنی بعض مطبوعہ تصانیف میں دعوئ مجددیت کا کیا تو رسالہ **دلگداز** کے قابل اڈیٹر نے اپنے ماہوار رسالہ نمبر ۱ جلد ۴ بابت ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۰ء

میں مجددیت پر ایک مدلل مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "ہمارے ریفارمر" ہم اس مضمون کو بلفظہ بحذف بعض عبارات غیر متعلقہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"حدیث میں آیا ہے کہ ہر صدی کے ابتدا پر ایک مجدد ہوگا جو دین اسلام کو ازسرنو زندہ کرے گا۔ اسلامی دنیا پر غور کرلیجئے تو ایک صدی میں بہت لوگ ایسے ملیں گے جن کو مجدد ہونے کا درجہ حاصل تھا۔ صحابہ کے بعد ابتدائی زمانہ اُن پہلے فقہا اور محدثین کا تھا۔ جنہوں نے علم فقہ کو خود ہی شروع کیا اور خود انتہا ترقی پر پہنچا دیا اور جنہوں نے حدیث کو ایک علم بنا دیا اور اپنی پوری پوری عمریں اُسی کی تدوین میں صرف کر دیں اس میں شک نہیں کہ وہ بہت ہی عمدہ اور اعلیٰ کامیابی کا زمانہ تھا جس نے ایک دو نہیں صدہا مجدد پیدا کر دیئے تھے۔ اُن کی کوششوں سے صرف اُنہیں کی صدی کو نفع نہیں پہنچا بلکہ اُن کی دین داری کے جوش نے اسلام میں ایسی جان ڈالی جو قیامت تک باقی رہے گی۔ وہ اپنی صدی ہی کے نہیں بلکہ اسلام کے پوری عمر کے مجدد تھے۔ ہاں اُن کے عہد کے بعد جب اسلام میں خرابیاں اور فتنہ و فساد پیدا ہونے لگے تو اُن کو دفع کرنے کے لئے مختلف اوقات میں ایسے علما پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اپنے زمانہ کے اہل اسلام کے ساتھ وہی کام کیا جو انبیاء بنی اسرائیل یکے بعد دیگرے یہود کے ساتھ کرتے رہے۔

اسلام کا زمانۂ عروج اُن لوگوں سے معمور ہے جو دین کی خدمت میں اپنا مثل اور نظیر نہیں رکھتے۔ وہ لوگ جن کے حالات دریافت کرنے کے لئے آج ہم تاریخ کے صدہا ورق اُلٹ ڈالتے ہیں اور آج کل کے خیر خواہان قوم جن کے حالات ڈھونڈھتے پھرتے ہیں۔ وہی ہمارے دین کے مجدد تھے طبقات علما اور ہر صدی کے فضلاء کی سوانح عمری دیکھئے تو معلوم ہو کہ وہ کس رتبہ کے لوگ تھے اُنہوں نے جو کچھ کیا ہے اُس میں کوئی اُن کی شرکت کا بھی دعویٰ کرسکتا ہے یا نہیں۔

مشاہیر علما جن کے نام اور جن کی عظمت دریافت کرنے کے لئے تواریخ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں اور جن کا حال اسلامی دنیا کے ہر بچہ کو معلوم ہے اُن کا شمار بھی تو صدیاں کیسی اُن برسوں کے برابر ہوگا جو ظہور اسلام سے

لے کر ہمارے عہد تک گذرے۔ اس پیشین گوئی میں جو ہر صدی پر ایک مجدد بتایا گیا ہے شاید اس سے اقل تعداد مجدد کی مراد ہے کیوں کہ قیامت کے قریب والی صدیوں میں جب کہ علم دنیا سے اُٹھ جائے گا تو کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ہر صدی پر ایک ہی مجدد ہو اور آج سے پیشتر تو ہر صدی میں صدہا ایسے گذرے گئے جو بجائے خود ایک مجدد کی حیثیت رکھتے تھے۔ افسوس گذشتہ زمانہ کے بے نفس علما کا داب تھا کہ زمانہ اُنہیں مجدد مان رہا تھا مگر وہ براہ انکسار انکار ہی کرتے تھے۔ مگر اب ایسا زمانہ شروع ہوا ہے کہ آج کے علما میں سے بعض بعض کا شوق ہے کہ اپنے کو مجدد کہلاویں۔

نواب صدیق حسن خاں اور مولانا ابوالحسنات مولوی عبدالحی صاحب مرحوم کے باہمی مباحثات کو جس نے دیکھا ہوگا۔ وہ دیکھ لے گا کہ اپنی اپنی زبان سے مجدد ہونے کا کیوں کر دعوے کیا گیا۔

مگر ہم کو اس سے کیا بحث خدا کرے ایسا ہی ہو۔ غور طلب یہ امر ہے کہ تجدید کا رفارم جو کیا جائے تو کیوں کر کیا جائے ایک عقلی فلسفہ جس میں انسانی ذہن بہت واضح ترقی کر سکتے ہیں اُس کا یہ حال ہے کہ اسلام کے ایک ہزار سال کی علمی وسعت اور ترقیوں میں دو ہی چار علما ایسے ہوں گے جنہوں نے یونانیوں کے مسلمات کو توڑ کر فلسفہ کو نئے اصول پر قائم کیا ہو۔ معلم اول کا خطاب جس شخص کو دیا گیا اُس کی نسبت ابھی تک صریحی دعویٰ نہیں ہو سکتا۔ نہ اُس نے سوائے اس کے کہ فلسفہ کو نہایت خوبی سے ایک جدید زبان میں منتقل کر دیا۔ کسی قسم کی تجدید بھی کی۔ جب عقلیات کا یہ حال ہے تو علوم نقلی جن پر دین کا مدار ہے ان میں تجدید کرنا نہایت دشوار کام خیال کیا جا سکتا ہے۔ رسالت جس وقت بنا منصب پورا کر چکی اور صریح الفاظ میں کہہ دیا گیا۔ کہ اب دین قیامت تک انہیں اصول پر رہے گا۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر تبدل نہ ہوگا۔ پھر رفارم اور تجدید کے کیا معنی۔ ظاہر ہے کہ تجدید کا لفظ جب دینیات میں استعمال کیا جائے گا تو اُس سے لغوی معنی ہرگز مراد نہ لئے جائیں گے کیوں کہ احکام الٰہی میں تغیر اور تبدل نہیں ہو سکتا۔

تجدید کے معنی اس موقع پر یہ ہوں گے کہ دین نیا کر دیا جائے یعنی دین کا جوش جو دلوں میں کم ہو گیا تھا وہ از سر نو پیدا کر دیا جائے۔ عبادت کا ذوق و شوق احکام الٰہی کی محبت اخلاق کے اعلیٰ نمونے خدا ترسی کی برکتیں جس کا مختصر پتہ کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر جو دنیا میں کم ہو گئے ہوں اُن میں پھر ترقی ہو جائے۔ اور دل جو معصیت کے زنگ سے خراب ہو گئے ہوں اُن میں پھر جلا دی جائے۔ اصطلاح میں تجدید کے یہ معنی ہیں اور اسی قسم کی کارروائی کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ وہ سچا رفارم ہے۔

آج کل جس قسم کے رفارم کیے جا رہے ہیں اُن سے اسلام میں اصلاح تو در کنار روز بروز اور زیادہ خرابیاں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ وہ لوگ جو مقتدائی کے مسند پر بیٹھے ہیں انہوں نے رفارمر کا وزنی لفظ جو یورپ اور ولایتی اسباب کے ساتھ ہندوستان میں آیا ہے ابھی تک نہیں سنا۔ ہاں اُن کو مجدد کا لفظ پیش پا اُفتادہ ملتا ہے اگرچہ انہوں نے کسی دل کو بھی اسلام کا سچا پرجوش مطیع نہیں بنایا۔ ایک شخص بھی اُن کے پند و نصائح سے ایسا نہیں ہوا کہ اسلام اور دین نبی ہاشمی کا در [illegible] ہوتا۔ وہ اپنی علمی تحصیل اور اپنے شاگردوں کی کثرت پر مجدد ہونے کے مدعی [illegible]۔ تمام علما کے گروہ میں اگر کسی شخص پر یہ خطاب پھبتا

شیخ الکل اور سند الوقت جناب [illegible]ا سید
محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی ہیں

SAULAT PUBLIC LIBRARY
RAMPUR STATE

کیوں کہ ان کی برکت سے محبت رسول اللہ اور پابندی سنن رسول ہندوستان میں پھیلی۔ حدیث کو یہاں کے علما نے چھوڑ دیا تھا۔ جس کے متروک ہو جانے سے اسلام کے بڑے بڑے اصول در کنار خود توحید میں فرق آ گیا تھا۔ مولانا ممدوح کی کوشش سے اس مقدس علم کو ایسا رواج ہوا کہ آج ہر شہر اور ہر قریہ میں کچھ نہ کچھ چرچا ضرور ہے۔

دوسری طرف وہ جماعت ہے جو عربی تعلیم کو تعلیم ہی نہیں خیال کرتی اور

تعلیم یافتہ کا لفظ خاص اپنے لئے مخصوص کر لیا ہے اُس کے نزدیک لفظ مجدد کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ کیوں کہ اُن لوگوں کے خیال میں مجدد کا انتظار کی ایک قسم کی ضعیف الاعتقادی ہے۔ ہاں لفظ رفارمر کچھ اُنہیں ایسا پیارا معلوم ہوا ہے کہ ہر انگریزی داں نوجوان رفارمر بننا چاہتا ہے۔ ہمیں بھی افسوس ہے کہ یہ خطاب نوعمروں ہی میں صرف ہو گیا وہ تجربہ کار اور سن رسیدہ حضرات جنہوں سب دراصل ان موجودہ خیالات کو ہندوستان میں پھیلایا ہے اپنے لئے کونسا خطاب تم کی اختیار کریں گے۔ مگر رفارمر کا لفظ عام اس سے کہ نوعمروں میں رہے یا بوڑھے"۔

تعلیم یافتوں میں افسوس اسلام کے حال پر دونوں کی توجہ ایک ہی قسم کی ہے ظاہر ہے کہ انگریزی جدید فلسفہ نے دونوں کو آزاد بنا دیا ہے اپنی اصلاح یا رفارمیشن کا کام کرتے وقت امید نہیں کہ ایک کو بھی یہ خیال رہے کہ دین کے آئین و قوانین تبدیل کے لئے نہیں ہوتے اور نہ اس کی جزئیات میں عقلی معرکہ آرائیوں کو گنجائش ہوتی ہے جس داب اور جس عظمت کی نظر سے ایک پیغمبر برحق کی تعلیمات کو دیکھنا چاہیے اُس ادب سے تو دنیا خالی ہو گئی۔ جن لوگوں نے اصلاح کا کام اپنے سر لیا ہے وہ اس (طرح) اصلاح کرنا چاہتے ہیں جیسے کہ ایک پیغمبر دوسرے پیغمبر کی شریعت پر تصرف کرتا تھا

تصوف

مصنف کا رسالہ تصوف موسوم بہ الصوفیۃ والتصوف

"الصوفیۃ والتصوف" ایک مستقل رسالہ ہمارا ہے جس میں تصوف سے تفصیلی بحث کی گئی ہے شائقین ناظرین اُس رسالہ کے ذریعہ سے ہر مدعی تصوف کو پرکھ سکتے ہیں۔ کہ فی الواقع وہ صوفی ہے یا نہیں۔ مگر یہاں مبحوث عنہ ہے

میاں صاحب کا تصوف

میاں صاحب کا تصوف اُس میں ہمیں دیکھنا چاہیے اُن کے اعمال کو اُن کی مطول لائف کو اور اُن کی استقامت کو جو کمال نبوت وولایت قرار دیا گیا ہے اور قرآن مجید میں ان لفظوں میں صدور حکم ہوا ہے فاستقم کما امرت

علم بالشریعۃ والطریقۃ

پہلی بات صوفیوں کے لئے تو علم بالشریعۃ والطریقۃ ہے جس میں سارے صوفیہ کرام متفق ہیں کیوں کہ یہ بہت ہی پرانی مثل ہے " جاہل صوفی شیطان

کا مسخرہ"

میاں صاحب کا علم شریعت و طریقت تو مسلمات قطعیہ یقینیہ سے تھا نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیاے اسلام میں جس پر شاہد ہیں **آپ** کی نسبت علماے معاصرین کی رائیں جس کی تفصیل آیندہ آئے گی۔ اور موسم حج میں جہاں دنیاے اسلام کے علما اور مسلمان جمع تھے پاشاے مکہ سے **آپ** کا یہ کہنا "کہ ہدایہ جو بہت معتبر اور مشکل کتاب حنفی مذہب کی ہے آپ اس کے کسی مقام کو پڑھوا کر اس کا مطلب علماے حرمین سے بھی سنیں اور مجھ سے بھی سنیں تب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم حنفی مذہب کو کیسا سمجھتے ہیں ؎

کارے نہ کرد جز بہ کمالات علم و عقل
گوئی کہ صد عمامہ بہ زیر کلاہ داشت

کتاب الرقاق

شیخ اکبر کی تعظیم اور ان سے محبت

شیخ اکبر کے بارہ میں مولانا بشیر الدین سے مناظرہ

صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں **آپ** جس وقت کتاب الرقاق پڑھاتے اور نکات تصوف کو بیان فرماتے تو خود کہتے صاحبو ہم تو احیاء العلوم کو یہاں دیکھتے ہیں اسی لئے طبقہ علماے کرام میں شیخ اکبر محی الدین بن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور خاتم الولایۃ المحمدیہ فرماتے اور بات بھی یہی ہے کہ علم ظاہر و باطن کی ایسی جامعیت ندرت سے خالی نہیں ہے۔ مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی علیہ الرحمۃ جو شیخ اکبر کے سخت مخالف تھے ایک مرتبہ دہلی اسی غرض سے تشریف لائے کہ ان کے بارہ میں **میاں صاحب** سے مناظرہ کریں۔ اور دو مہینے دہلی میں رہے اور روزانہ مجلس مناظرہ گرم رہی مگر **میاں صاحب** اپنی عقیدت سابقہ سے جو شیخ اکبر کی نسبت رکھتے تھے ایک تل کے برابر بھی پیچھے نہ ہٹے آخر مولانا ممدوح جن کو خود **میاں صاحب** سے کمال عقیدت تھی دو مہینے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔ مولانا مغفور اکثر طلبہ کو کتب درسیہ پڑھا کر حدیث پڑھنے کے لئے دہلی بھیج دیتے چنانچہ بیشتر شاگرد مولانا مغفور کے **میاں صاحب** کے بھی شاگرد ہیں۔ مگر چوں کہ ان لوگوں کے خیالات شیخ اکبر کی طرف سے مولانا مغفور کے سینچے ہوئے تھے۔ ان میں بہت کم ایسے ہیں جو شیخ اکبر کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوں۔ مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق (جو مولانا مغفور کے تلمیذ خاص اور **میاں صاحب** کے شاگرد رشید ہیں) نے بھی **میاں صاحب** سے کئی دن

فصوص الحکم پر
اعتراضات اور
سب کا جامع و
انع مسکت جواب

متواتر شیخ اکبر کی نسبت بحث کی اور فصوص الحکم شیخ اکبر پر اعتراضات جمائے۔ **میاں صاحب** نے پہلے تو سمجھایا مگر جب دیکھا کہ ابھی لا نسلّم ہی کے کوچہ میں یہ ہیں تو فرمایا کہ "فتوحات مکیہ آخری تصنیف شیخ اکبر کی ہے اور اس لئے اپنی سب تصانیف ماسبق کی یہ ناسخ ہے" اس جملہ پر یہ بھی سمجھ گئے۔

مواظبت علی
الطہارۃ

دوسری تعلیم صوفیہ کرام کی مواظبت علی الطہارۃ ہے جو زینہ ہے آیندہ کی ترقیات گوناگوں کا۔

یہ بات نہایت ہی تشفی بخش طور پر کہی جا سکتی ہے کہ سوائے اُن تین چار گھنٹوں کے جو خواب میں گذرتے تھے بحالت بیداری مشکل سے کوئی وقت **آپ** کا ایسا گذرتا ہو جس میں **آپ** باوضو نہ ہوں کیوں کہ ایک بجے رات کو **آپ** بیدار ہوتے اور وضو کے بعد نماز تہجد میں ساڑھے تین بجے شب تک مشغول رہتے پھر اس کے بعد مسجد میں آکر در مسجد یا صحن میں بیٹھ کر مراقبہ اور ذکر میں مصروف رہتے اور مقامات کے مناسب اشعار نہایت ہی دردناک لہجہ میں پڑھا کرتے نماز صبح کے بعد قرآن مجید کا درس ہوتا۔ پھر ۱۱ بجے تک حدیث شریف جیب میں تسبیح بھی رہتی۔ اور ہاتھ بھی وراد و اذکار ماثورہ خود پڑھتے اور طلبہ کو حدیث پڑھاتے جاتے ۱۱ بجے مسجد سے گھر اور ۱۲ بجے گھر سے مسجد واپس آجاتے اُس وقت سے مغرب تک تین وقتوں کی نمازیں اور درس کے سوا دوسرا کام ہی نہ تھا۔ فریضہ مغرب کے بعد گھر جاتے اور ثلث شب کے قریب نماز عشا کے لئے آجاتے۔

عبادت

طہارت کے بعد ہی ہے عبادت اور طہارت ہے بھی عبادت ہی کے لئے جس نے نماز میں **آپ** کی اقتدا کی ہے یا ساتھ نماز پڑھی ہے یا پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اگر اُس کے سینہ میں دل اور دل میں کچھ بھی مذاق تصوف ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسی ہی عبادت تطلع الی الجبروت کے لئے بلند مینار کا کام دے سکتی ہے۔

عبادت کی مثال
روح وجسد کی
مثال ہے

قرأت میں خشیت مرعوبیت گریہ تعدیل ارکان اور قرۃ العین یہ سب باتیں ایسی تھیں جس سے تعبد اللّٰہ کانک تراہ کے معنی اچھی طرح سمجھ میں آجاتے تھے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کی مثال بھی ٹھیک روح اور جسد

کی مثال ہے اس کی ظاہر صورت بمنزلۂ جسد کے ہے اور کیفیت قلبی بمنزلۂ روح کے تو جس طرح روحانی قوت کا پتہ حرکت شرائین سے لگا لیتے ہیں اُسی طرح روحانی عبادت (جس کو ہم بلفظ دیگر مراقبہ کہتے ہیں) کا پتہ بھی ہیئت ظاہری سے اچھی طرح لگ جاتا ہے جس کا نام اصطلاح میں خشوع وخضوع ہے ؎

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

تصوف کا تیسرا رکن سماحت نفس یا خلق حسن ہے جس کا ایوان عالی شان مشتمل بھی ہے انہیں چودہ ۱۴ ستونوں پر اور قائم بھی ہے انہیں کے بل پر۔

۱ عفت ۲ اجتہاد ۳ عفو ۴ سخاوت ۵ تقوی ۶ زہد ۷ قناعۃ
۸ جود ۹ قصر امل ۱۰ تواضع ۱۱ حلم ۱۲ اناءۃ ۱۳ رفق ۱۴ صبر

(چودھویں میں داخل ہے مصیبت میں جزع فزع نہ کرنا۔ آرام طلبی، خواہشات نفسانی، ہنسی ٹھٹھول، مسخراپن، افشاء راز، اور قطع دوستی سے پرہیز کرنا)

عفت ۱ **عفت** عنفوان شباب میں **آپ** دہلی پہنچے مولانا شاہ عبدالخالق رحمۃ اللہ (جو شیخ واراکین دہلی سے تھے) کے مکان پر ٹھہرے پانچ برس تک تحصیل علم میں مصروف رہے اور تقریباً چھ برس کے بعد مولانا ممدوح نے اپنی صاحبزادی سے **آپ** کی شادی کر دی۔ جس کے متکفل نوشہ کی طرف سے جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق اور مولانا محمد یعقوب قدس سرہما تھے۔

ایک سن رسیدہ تجربہ کار شیخ نوجوان اور نوجوانوں کی چال چلن کی نسبت تو سرسری نگاہ سے دیکھنے پر بھی رائے صحیح قائم کر سکتا ہے۔ چہ جائے کہ چھ برس کی طویل مدت جو ادھیڑ اور بوڑھے متقی نمازوں کی اصل چال چلن کا پتہ لگانے کے لئے بھی کافی مدت سے بہت زیادہ ہے، ناظرین ہی انصاف کریں کہ کیا اس سے بڑھ کر معتبر کوئی وثیقہ بھی عفت کے خصوص میں ہو سکتا ہے۔

اجتہاد ۲ **اجتہاد** کے معنی ہیں دوسروں کی بھلائی کی کوشش کرنا، دوسروں کی
سفارش سفارش کرنے میں **میاں صاحب** کو بہت مزا آتا تھا۔ جاڑا گرمی برسات
حالت بارش ہر موسم میں بلکہ مختلف اوقات شبا روزی دن رات اندھیری اور چاندنی راتوں
میں اہل حاجات کی سفارش کے لئے میلوں پیادہ پا بلکہ کبھی برہنہ پا بھی چلے جاتے

لوگوں کی چیزیں بارش وغیرہ کی حالت میں خود جاکر بازار سے خرید کر لاتے۔ طلبہ کے لئے نہ صرف دن رات کا کھانا بارش گرمی اور سردی کے موسم میں اپنے ہاتھ سے مدرسہ و مسجد میں پہنچاتے بلکہ رمضان میں سحری تک خود پہنچاتے اندھیری اور ایسی بارش کی حالت میں جب کہ طلبہ کو مدرسہ کے دروازے پر جاکر کھانا اپنا لے لینا دشوار تھا۔ اور مدرسہ کی گلی میں گھٹنوں تک پانی کھڑا تھا۔ میں نے اپنے کانوں سے **میاں صاحب** کی آواز مدرسہ کے کوٹھے سے سنی کہ گلی میں کھانا دسترخوان میں لپیٹے ہوئے پکار رہے ہیں اجی فلاں مولوی صاحب اپنی روٹی لے لو۔

نکاح پڑھانا

دہلی کی آبادی تقریباً دو ڈھائی لاکھ آدمیوں کی ہے۔ اور مسلمان بھی بہت ہیں رئیس امیر متوسط الحال اور ہر غریب آدمی کو یہ تمنا رہتی تھی کہ اس کا یا اس کے لڑکے اور دوسرے عزیزوں کا نکاح **میاں صاحب** پڑھاتے ہم کو ابھی تک اس کا علم نہیں ہے کہ کسی موقع پر **آپ** نے انکار یا پہلوتہی کی ہو۔ چنانچہ ایک موقع پر ایک شریف عورت کو (جب کہ اس کے سوتیلے بیٹے سے قضیہ پیش تھا) انہیں لفظوں میں **آپ** نے سمجھایا تھا کہ "ارے ہم نے تیری نانی کا نکاح پڑھایا تیری ماں کا نکاح پڑھایا تیرا نکاح پڑھایا اب تو ایسی بذات ہو گئی" جس پر وہ رونے لگی اور عرض کیا کہ جس طرح **آپ** چاہیں تقسیم کر دیں ہم کو منظور ہے۔

شریف عورت کا قصہ

خطوط سفارش

اہل حاجات سفارش کے خطوط **آپ** سے بہت لکھواتے اور کبھی کبھی بلا درخواست **آپ** خود بھی لکھ کر دے دیتے۔ المختصر اہل حاجات کی کسی زمانہ میں کمی نہیں اور **میاں صاحب** کا دل ان کی امداد سے غنی نہیں۔

تجہیز و تکفین و نماز جنازہ

جس وقت کسی مسلمان غریب یا امیر کے مرنے کی خبر پاتے فوراً سبق کو بند کر کے اس کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک ہوتے۔

۳۔ عفو
رام پوری کا قصہ

عفو **آپ** کے مخالف دشمنوں میں سے ایک آدمی رام پور کا رہنے والا سفر حج میں ابتدا سے ساتھ ہوا اور واپسی تک ساتھ نہ چھوڑا۔ کسی موقع میں تکلیف دینے یا ایذا رسانی سے اس نے اغماض نہیں کیا صرف وہ اپنے منصوبۂ

قتل میں ناکامیاب رہا۔

ہندوستان پہنچنے سے کچھ ہی دنوں بعد وہ مسجد میں **آپ** سے ملنے کو آیا **آپ** نہایت ہی بخندہ پیشانی اُس سے ملے۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے درخواست کی کہ **آپ** ایک سفارشی خط نواب رام پور کے نام لکھ کر مجھ کو دیں۔ **میاں صاحب** نے فرمایا کہ بھائی میں غریب آدمی ہوں میری سفارش کا وزن نواب کے نزدیک کیا ہوگا۔ اُس نے باصرار عرض کیا کہ حضور لکھ تو دیں۔ **آپ** نے فرمایا کہ اچھا میں خط لکھ کر رکھوں گا عصر کے بعد آکر لے جائیو۔

طالب علموں کی ذات تو نہایت غنیمت ہوتی ہی ہے اس کی خبر ان حضرات نے مولوی تلطف حسین صاحب کو دیدی (جن کا ذکر سفرِ حج میں گذر چکا) عصر کے بعد وہ بھی بیٹھ گئے آخر وہ رام پوری صاحب آئے اِدھر **میاں صاحب** نے اُن کے ہاتھ میں خط دیا۔ اُدھر مولوی تلطف حسین صاحب اُٹھے اور اُس کے ہاتھ سے خط کو چھین کر پھاڑ کر پھینک دیا اور غصہ میں بہت کچھ بولے بکے اور اُس کی اُن سب کرتوتوں کو سفرِ حج کے **میاں صاحب** کو یاد دلایا۔

نواب رام پور کے نام سفارش کا خط دینا

مولوی تلطف حسین صاحب نے خط کو پھاڑ دیا

آپ نے سوائے سکوت کے مولوی صاحب کا کچھ جواب نہ دیا۔ جب مولوی صاحب ممدوح اپنے گھر گئے تو **آپ** نے رام پوری صاحب سے فرمایا کہ اس وقت جاؤ کل آنا۔ اور یہاں نہیں میرے مکان کی گلی میں ٹھیرے رہنا۔ میں تم کو وہیں خط دے دوں گا چنانچہ اسی طرح دوسرے دن اُس کو **میاں صاحب** نے نواب رام پور کے نام خط لکھ کر دے ہی دیا۔ ہر چند اس کی خبر بھی پہلے ہی ان ذات شریف طلبہ نے مولوی صاحب ممدوح کو دے دی تھی مگر اب کی وہ دوبارہ جرأت نہ کر سکے اور اسی شعر پر قناعت کی ؎

دوسرے دن دوسرا خط دیا

نہ دیدی کہ مردانِ راہِ خدا
دلِ دشمناں ہم نہ کردند تنگ

اور یہ خیال بھی تھا کہ اب اگر ہم ایسی کوئی حرکت کریں گے تو **میاں صاحب** خود اُس کے گھر خط لے جا کر دے دیں گے۔ بالآخر معلوم ہوا کہ وہ اُسی خط کے ساتھ نواب رام پور کے پاس گیا اور کامیاب ہوا۔

آپ کے دشمن جانی بھی جب سامنے آکر اپنی حاجتیں پیش کرتے تو

آپ بکشادہ پیشانی نہایت ہی ہنسی خوشی سے اُن کی حاجت روائی کرتے جس سے دیکھنے والا کبھی یہ نہ سمجھ سکتا کہ یہ ان کا دشمن ہے یہاں تک کہ محمد شاہ پنجابی بھی جس سے بڑھ کر اُستاد کش شاگرد ہو نہیں سکتا۔ آخر عمر تک جب اُن کو خرچ کی ضرورت ہوتی تو بے تکلف چلے آتے اور عرض کرتے کہ آج کل خرچ کی طرف سے سخت تکلیف ہے **آپ** فوراً روپیہ سے اُن کی مدد کرتے طلبہ **آپ** کے اس انداز سے دل میں بہت خفا ہوتے۔ مگر سوائے اِس کے کہہ کیا سکتے تھے ؎

شنیدم کہ مردان رہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

ایک دن عطاء اللہ مرحوم سوداگر پنجابی (جو اکثر آپ کے حضور میں حاضر رہتے تھے) کہنے لگے کہ "ان (**میاں صاحب**) سے بہت ڈرتا ہوں" پوچھا سبب؟ کہنے لگے "کہ ایک دن ان کے ایک دشمن نے ارادہ کر لیا کہ آج اُن کو قتل کر ڈالے۔ چنانچہ رات کے وقت تلوار لے کر حبش خاں کے پھاٹک میں چھپ کر گھات میں رہا کہ نماز عشا کے لئے مسجد جاتے ہوئے یا وہاں سے گھر آتے ہوئے قتل کر دے الغرض اسی موقع پر جب اُس نے جاتے یا آتے دیکھا تو میترا بدل تلوار سونت کر **آپ** کے سامنے آ پہنچا **آپ** نے ڈانٹ کر کہا کہ میں اگر بنی فاطمہ ہوں تو تو اپنے ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ یہ کہنا تھا کہ اُس کے بدن میں لرزہ پڑ گیا۔ تلوار ہاتھ سے گر گئی اور وہ اپنے گھر کو بھاگا گھر پہنچا تھا کہ اُس کے پیٹ میں شدید درد ہوا۔ یہاں تک کہ زندگی سے جب مایوسی ہو گئی تو لوگوں کو بلا کر اُس نے کہا کہ میں غضب الٰہی میں مبتلا ہوں۔ اور صورت حال یہ ہے چنانچہ اُسی کی زبان سے اِس واقعہ کی اشاعت ہوئی۔ اور اُسی دن وہ مر گیا۔

سخاوت

سخاوت کی اعلیٰ تر قسم **ایثار علی النفس** ہے۔

حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی۔ روایت کرتے ہیں کہ اوائل حال میں جب کہ عسرت غالب تھی اور بیشتر فاقہ کی نوبت آتی مولوی محمد دین پنجابی **آپ** کے مہمان ہوئے **آپ** نے اپنے حصّہ کا کھانا دونوں وقت اُن کو کھلانا شروع کیا اور خود تین شبانہ روز متواتر اور متوالی فاقے کرتے رہ گئے۔ اس حالت میں بھی نہ تو پابندی اوقات میں فرق آیا اور نہ معمولات میں جس سے کسی کو

اِن فاقوں کی خبر تک نہ ہوئی جب **آپ** اُس زمانہ میں بیٹھ کر نہ پڑھا سکتے تو لیٹے لیٹے سبق پڑھاتے مگر ناغہ نہ کرتے یہ معنی ہیں یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کے۔

مساکین مسجد کے دروازے پر آکھڑے ہوتے تو **آپ** خود جا کر چپکے اُن کو کچھ اس طرح دے آتے کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔ کہ کیا دیا۔ مولوی عبدالحمید سوہدروی لکھتے ہیں کہ "ایک روز **میاں صاحب** نے مجھ کو دو روپئے دئے چوں کہ میرے پاس اپنا خرچ موجود تھا میں نے ہر چند عذر اور انکار کیا لکنہ ابیٰ الا الاعطاء پھر یہی صاحب لکھتے ہیں کہ "ایک دن نماز ظہر یا عصر میں **میاں صاحب** صف اول میں تھے اُن کے داہیں ایک طالب علم تھا۔ **میاں صاحب** کے پیچھے دوسری صف میں میں تھا نماز سے فارغ ہوتے ہی اُسی جگہ بیٹھے ہوئے نہایت اخفا کے ساتھ اُس طالب علم کو کچھ دے دیا میرے نزدیک اس صدقہ کی خبر سوائے دینے والے اور پانے والے کے کسی کو نہ ہوئی اور مجھ کو اس سبب سے ہوئی کہ اتفاقاً میں **آپ** کے پیچھے تھا مگر **آپ** کو یا اُس طالب علم کو میرے دیکھنے کی بھی خبر نہ ہوئی اُس وقت رجل یتصدق بیمینہ یخفیھا من شمالہ اور انفاق فی السر کا مطلب میری سمجھ میں آیا"

تقوے

تقوے جس کی تعریف قرآن مجید میں ان لفظوں میں کی گئی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم **میاں صاحب** جب طلبہ کو بعد تحصیل حدیث اُن کے گھر رخصت کرتے تو فرما دیتے اوصیکم بتقوی اللہ۔ تقوی کی دو قسمیں ہیں ایک تو عبادات و عادات میں۔ دوسری ماکل و مشارب میں۔ عبادات میں جیسا حدیث من تمسک بسنتی۔ وایاکم ومحدثات الامور پر عمل **آپ** نے خود کیا اور لوگوں سے اس حکم کی تعمیل کرائی۔ شاید ہندوستان میں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ رہی عادات تو پابندی اوقات کا بیان پڑھ کر ناظرین خود سمجھ جائیں گے کہ ایسے شخص کے پاس غیبت یا ازیں قبیل دوراز کار باتوں کے لئے وقت ہی کہاں تھا۔ باقی رہے ماکل و مشارب تو ظاہر ہے کہ نہ کسی طرح کا معاملہ ان کے ساتھ تھا نہ دنیاوی بکھیڑے۔ فتوحات

حرام کھلانے کا اقدام اور اُس کی سزا

وجہ اوقات تھے یہاں حرام اور شبہ کی صورت ہی کیا ہو سکتی تھی البتہ بعض موقع میں بعض خبیث النفس آدمی نے **آپ** کو حرام کھلانا چاہا مگر خدا نے ان کو اُسی طرح بچا لیا جس طرح وہ اولیا اللہ کی ہمیشہ مدد کیا کرتا ہے بفحوائے بی یسمع وبی یبصر۔ چنانچہ مولوی محمد بدر الحسن سہسوانی بیان کرتے ہیں کہ "میں نے ایک مرتبہ **میاں صاحب** کی دعوت کی **آپ** تشریف لائے مگر کھانے کے قبل **آپ** کو غثیان و تہوع شروع ہو گیا اور قے ہوئی۔ اس لئے **آپ** نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ **آپ** کی تشریف لے جانے کے بعد میرے نوکر کے پیٹ میں شدید درد اُٹھا جس سے وہ نیم بسمل ہو گیا (اُس کا نام تھا عبد النبی رہنے والا تھا رام پور کا اور دل میں **میاں صاحب** سے سخت عداوت رکھتا تھا) جب غایت تکلیف میں وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوا تو مجھ سے یہ منت کرنے لگا کہ "آپ **میاں صاحب** سے میرا قصور معاف کرا دیجئے۔ یہ درد نہیں ہے بلکہ میری شامت اعمال کی سزا خدا کی طرف سے ہو رہی ہے" اس پر میں نے کیفیت واقعہ دریافت کی تو کہنے لگا کہ غایت عداوت کے سبب میں نے بکرے کے گوشت کی جگہ سور کا گوشت اُن کے لئے پکایا تھا مگر اُن کو تو اُس کے کھانے سے خدا نے محفوظ رکھا اور اب مجھ پر یہ عذاب الٰہی نازل ہوا۔

میاں صاحب نے دعا کی

توبہ اور بیعت

عبداللہ کی ہجرت

المختصر میں اُس کو **میاں صاحب** کے حضور میں لے گیا اور سارا ماجرا بیان کیا **آپ** نے شکر باری تعالیٰ کیا پھر میں نے عفو تقصیر کی سفارش کی **آپ** نے دعا کی۔ "اے مجیب الدعوات تیرے رسول کریمؐ کے ساتھ لوگوں نے کیا کچھ نہیں کیا دھوکے بھی دئے شعبدے بھی کئے پھر اگر مجھ ناچیز بندے کے ساتھ کسی نے کچھ کیا تو تو معاف کر تو ارحم الراحمین ہے اور ہدایت کر کہ ہادی الضالین ہے چنانچہ اُسی وقت خدا نے اُس کو درد سے نجات بخشی اور وہ **میاں صاحب** کے دست مبارک پر تائب ہوا بیعت کی اور اُس کا نام عبد اللہ رکھا گیا اب وہ ہجرت کر کے مکہ معظمہ چلا گیا اور وہیں بود و باش اختیار کی"

زہد

معمولی غذا

زہد غذا میں **آپ** اکثر روٹی۔ سرکہ یا ستو کبھی بھنے ہوئے چنے کبھی روٹی سالن اور کبھی روٹی شہد پر بس کرتے۔ ہمارے مولانا عبد العزیز سلمہ رحیم آبادی

روایت کرتے ہیں کہ "میں نے یک دن **شیخ** کی دعوت کی اپنے رفیق کو **آپ** کے حضور میں بھیجا کہ جاکر عرض کرو کہ آج دوپہر کا کھانا میرے ہاں تناول فرمائیں جب کھانے کا وقت گذرنے لگا اور تشریف نہ لائے تو میں خود حاضر ہوا دیکھا کہ روٹی اور سرکہ تناول فرمارہے ہیں میں کیا کہوں جو کیفیت اُس وقت میرے دل کی ہوئی۔ غالباً **آپ** کو میری دعوت کا خیال نہ رہا تھا"

میرشاہ جہاں مدظلہ کی تحریر کا جواب

جناب میرشاہ جہاں صاحب مدظلہٗ **آپ** کے خویش نے چند سوالات تحریری **آپ** کے پاس بھیجے جس کا جواب مورخہ ۱۰- ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۹ھ اِس وقت میرے پیش نظر ہے اُس میں کا ایک فقرہ یہ ہے "دولت نہ کبھی ہمارے پاس ہوئی نہ اب ہے جو کسی کے پاس چھوڑ جاؤں۔ خرچ کے موافق اللہ تعالیٰ دیتا رہا اُس کا احسان ہے"

لباس کی حالت ناظرین لباس کے باب میں ملاحظہ فرمائیں کہ محض معمولی اور کم قیمت کپڑوں کا ہوتا تھا۔

بیٹھنے کے لئے روئی دار گدہ

آپ کے جاں نثار معتقدین میں ایک سوداگر تھے پنجابی عطاء اللہ نام اُنہوں نے ایک دن عرض کیا کہ **میاں صاحب** آپ بہت ضعیف ہوئے ٹاٹ پر بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے ایک روئی دار گدہ بنا دیتا ہوں اُس پر بیٹھ کر پڑھایا کیجئے جواب میں **آپ** نے فرمایا ع پُرانی قبر پر کیا گچ کروگے + اور اُن کی التماس کو منظور نہ کیا یہ معنی ہیں کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل کے۔

قناعت

قناعت نواب سکندر بیگم مرحومہ والیہ بھوپال اپنے مدار المہام منشی جمال الدین مرحوم کے ساتھ دہلی آئیں۔ اور **میاں صاحب** سے عہدۂ قضاے ریاست کے قبول کرنے کی استدعا کی مگر **آپ** نے ملازمت سے قطعاً انکار کیا اور فرمایا کہ میں تو وہاں کا قاضی القضاۃ ہو کر امیرانہ ٹھاٹھ سے مسند لگائے حاکم بنا ہوا بیٹھا رہوں گا یہ غریب طلبا چٹائی کے بیٹھنے والے مجھ کو کہاں ڈھونڈھتے پھریں گے یہ معنی ہیں اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین کے۔

قاضی القضاۃ ہونا منظور نہ کیا

جوڈ

جو ڈاک پیون بلاناغہ آٹھ نو بجے آتا اور **میاں صاحب** کے نام کا جو خط ہوتا۔ اُن کے سامنے رکھ دیتا باقی خطوط جن جن طلبہ کے نام کے ہوتے اُن کو دے دیتا **میاں صاحب** اپنے نام کا خط کبھی خود پڑھتے اور کبھی کسی شاگرد کی طرف بڑھا دیتے کہ اس کو کھول کر پڑھو۔ ایک دن اثنائے سبق میں ایک خط **میاں صاحب** کے نام کا ڈاک پیون دے گیا۔ جس میں لکھا تھا

کتابوں کی چوری

کہ "میں بلا اجازت **آپ** کے فلاں فلاں کتابیں جو تخمیناً ایک سو کئی روپیوں کی ہوں گی تھوڑا عرصہ ہوا کہ لے کر یہاں کول چلا آیا ہوں۔ **آپ** معاف کردیجئے

تفسیر جلالین بھیج دینے کی درخوست

اور تفسیر جلالین بھیج دیجئے۔" مضمون خط کو سُن کر **آپ** نے فرمایا "کہ دو کتابوں کے لے جانے کا مضائقہ نہیں آپ آئے چلے کیوں گئے" اُس وقت تو بات مذاق میں ٹل گئی۔ نماز عصر کے بعد **آپ** کبھی کبھی گھر جاتے اور جلد ہی واپس آجاتے اُس وقت اکثر آدمی مسجد ہی میں **آپ** کی ملاقات کے لئے بھی حاضر ہوتے۔ **میاں صاحب** مکان تشریف لے گئے اور چند آدمی ملاقات کی غرض سے آئے اُس دن خلاف معمول دیر بہت لگ گئی۔ یہاں تک کہ وہ لوگ انتظار کرکے واپس چلے گئے۔ اس کے بعد ایک کتاب ہاتھ میں لئے ہوئے **آپ** تشریف

جلالین کی روانگی

لائے اور ایک طالب علم کو دیا کہ اس کو اُن کے پاس کول کے پتہ سے بھیج دو دیکھا تو وہی تفسیر جلالین تھی جس کو خود بازار جاکر خرید کر لائے تھے۔

قصر امل

تمام عمر مکان نہ بنانا

قصر امل تقریباً اسّی برس تک **آپ** دہلی میں زندہ رہے مگر اپنی اور اہل وعیال کی سکونت کے لئے ایک مکان بھی تعمیر نہ کرایا کرایہ کے مکان میں زندگی بسر کردی اور وہ مکان بھی محض معمولی درجہ کا تھا۔ **آپ** جس حصہ میں خود رہتے تھے وہ صرف ایک سائبان جانب مشرق مغرب رویہ تھا جو گرمیوں کے موسم میں دوپہر کے بعد ایسا گرم ہوجاتا تھا کہ دوسرا آدمی بمشکل وہاں چند منٹ ٹھیر سکتا اور **آپ** وہیں بیٹھ کر فتوی یا خطوں کا جواب لکھتے جب کوئی طالب علم شدت گرمی کی شکایت کرتا تو بطور مذاق کے فرماتے کہ میں جس سائبان میں رہتا ہوں تم ایک گھنٹہ اگر وہاں جاکر سو رہو تو دو روپئے دیتا ہوں۔

تواضع

تواضع طلبہ کے لئے مسجد میں شطرنجی کا فرش تھا مگر **آپ** خود ہمیشہ

چٹائی یا ٹاٹ کی نشست

اور ہر موسم میں چٹائی یا ٹاٹ پر بیٹھتے۔ مدرسہ میں طلبہ کی ملاقات یا کسی اور ضرورت سے تشریف لاتے تو اس بے تکلفی سے صف نعال میں بیٹھ جاتے کہ کسی کو اصرار کا موقع بھی باقی نہ رہتا۔

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری فرماتے ہیں۔ کہ میں جب دہلی میں پڑھتا تھا تو **میاں صاحب** کثر میری فرودگاہ پر تشریف لاتے اور اسی صف نعال کے قریب چٹائی پر بیٹھ جاتے میں باصرار عرض کرتا کہ حضور ادھر فرش پر بیٹھیں تو فرماتے ؎

زانکہ نقشِ بوریا ایں قوم را زنجیر پاست		بر بساطِ اغنیا ہرگز نیایند اہلِ فقر

شاہزادگان تیموریہ کی تکریم

فلک زدہ شاہزادگان تیموریہ جب آتے تو **آپ** اُن کی تکریم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور مالی و بدنی نقد اور کوشش سے جو خدمت بن پڑی **آپ** اُٹھا نہ رکھتے۔ کوئی شخص اگر اُن کے اوضاع پر غائبانہ کچھ تعریض کرتا تو آہ سرد بھر کر فرماتے "ہا۔ آج ان کی یہ حالت ہے ورنہ ہم جیسوں کا تو یہ سلام بھی لینا پسند نہیں کرتے تھے"

بازار سے سودا لانا

کتابیں اٹھا کر خود لانا

میاں صاحب کی عادت تھی کہ اکثر بازار سے سودا خرید کر اپنے ہاتھوں میں لاتے۔ شاگردوں یا رفیقوں میں سے کوئی باصرار اگر اپنے ہاتھوں میں لے لینا چاہتا تو اھل المالِ احق بہ کہہ کر ٹال دیتے حالت سبق میں کتابوں کے اُٹھا لانے کی اگر حاجت ہوئی تو خود جا کر اُٹھا لاتے۔ چاہے کئی بار کیوں نہ آنا جانا پڑے کبھی کسی طالب علم کو نہ کہتے کہ فلاں کتاب اُٹھا لاؤ۔

جذامی کی حکایت

مولوی حافظ عبد المنان صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص مجذوم **آپ** کے سامنے آ کر بڑی بے تکلفی اور جاہلانہ طریقہ پر کہنے لگا "میاں نجیر حسین (نذیر حسین) دو کام ہیں بتا پہلے کون کام کرے گا" **آپ** نے فرمایا کہ "تو جس کام کو کہے پہلے وہی کروں گا" اُس نے کہا پہلے خدا کا کام کر بتا کہ الحم سریپھ (شریف) امام کے پیچھے پڑھی جائے یا نہیں اور ربھ یدین (رفع یدین) بھی کرنا چاہئے یا نہیں جب **آپ** مسئلہ بیان فرما چکے تو اُس نے کہا کہ لے اب میرا کام کر۔ میں بھوکا ہوں۔ گھر سے کھانا لا کر کھلا۔ **آپ** مکان تشریف

لے گئے اور کھانا لاکر کھلایا

حافظ عبدالمنان صاحب کی حکایت

دوسری حکایت بھی یہی بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بیت الخلا کی جانب جا رہا تھا رستہ روکے ہوئے ایک بیل بیٹھا ہوا تھا میں نابینا آدمی مجھ کو معلوم نہیں۔ اس اثنا میں کسی نے میرا ہاتھ چپکے سے پکڑ کر ایک طرف سے لے جاکر باخانہ میں مجھے بٹھا دیا اور کلوخ بھی لاکر دے دئے جب میں حوائج ضروری سے فارغ ہوکر چکا تو پھر مجھے وہاں سے نکال کر نہایت رفق کے ساتھ راستے پر لاکر چھوڑ دیا ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ کون آدمی آج تمھارا قائد بنا تھا۔ اور بیل کے سینگ سے کس نے تمھاری جان بچائی میں نے کہا بھلا میں اندھا آدمی مجھے کیا معلوم تب اُس نے کہا وہ خود حضرت **میاں صاحب** تھے۔

قائد بن کر جان بچانا

۵

فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال ۔ کہ چوں سوار بہ منزل رسد پیادہ شود

ایک دفعہ حافظ صاحب ممدوح کے جوتے مسجد کے پھاٹک کے باہر پڑے ہوئے دیکھا خود اُٹھا کر لائے اور دے دیے۔

حلم

حلم حافظ مولوی ڈپٹی نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی فرماتے تھے کہ ”سفر حج سے لوٹتے ہوئے جب **آپ** دہلی ریلوے اسٹیشن کے ازدحام مستقبلین وزائرین میں پہنچے تو مصافحہ دست بوس اور چپقلش کی کوئی حد نہ رہی۔ خاص خاص لوگ اپنے حلقہ میں لئے ہوئے پلیٹ فارم سے باہر آرہے تھے کہ کہیں ازدحام اور غوغائے عام میں **آپ** کو صدمہ نہ پہنچے ایک معاند نے مصافحہ اور دست بوسی کے بہانے **آپ** کے ہاتھ کے انگوٹھے میں اس زور سے دانت کاٹا کہ خون جاری ہوگیا اور انگوٹھا سخت مجروح ہوا **آپ** نے فوراً اس انداز سے اپنی ردائے مبارک میں چھپا لیا کہ کسی کو اس واقعہ کا علم ہی نہ ہوا جب **آپ** مسجد میں پہنچے تو پانی لے کر اُس خون آلودہ ہاتھ کو دھویا۔ تب لوگوں کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ لوگوں نے بہت اصرار سے اُس کا نام دریافت کیا۔ مگر **آپ** نے نہ بتایا اور چشم پوشی ہی سے کام لیا۔ سر سید احمد خان مرحوم **آپ** کی نسبت لکھتے ہیں ”باوجود اس کمال اور اس استعداد کے مزاج

ایک معاند نے دانت سے انگوٹھا کاٹنا

سر سید کی شہادت

میں خاکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے باعتبار سن کے جوان اور باعتبار طبیعت کے حلیم اور وضع متین کے پیر"

عربوں کی زبردستی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ چند عرب آئے اور اُنھوں نے **آپ** سے کہا کہ میری سفارش یہاں کے رئیسوں سے کردو **آپ** نے ہر چند عذر کیا مگر اُن عربوں نے کچھ نہ سنا اور پالکی لاکر زبردستی سوار کرا کے جس جس رئیس کے ہاں چاہا لے گئے **آپ** اُن لوگوں کے ہاں پالکی سے اُتر کر جاتے اور فرماتے کہ یہ لوگ ایسے اہل حاجت ہیں کہ مجھ کو زبردستی سفارش کے لئے لئے پھرتے ہیں میں کیا کروں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر رئیس نے (جہاں جہاں یہ لوگ لے گئے) اُس سے زیادہ ہی دیا جتنے کی اُمید تھی۔

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر
بل زصد لشکر ظفر انگیز تر

رباعی

درمسلخ عشق جز نکو را نہ کشند
لاغر صفتانِ زشت خو را نہ کشند
گر عاشقِ صادقی زکشتن مگریز
مُردار بود ہرچہ کہ او را نہ کشند

انارۂ رفیق سلامت درزی کی دعوت

انارۂ رفیق آرہ میں ایک درزی مسمّٰی بہ سلامت نے بڑی منت و الحاح سے **میاں صاحب** کی دعوت کی جس سے دہلی جانے میں ایک دن کی تاخیر بھی ہوگئی۔ بالآخر **آپ** مع رفقا کے دس بجے دن کو اُس کے گھر پر تشریف لے گئے کھانا تیار نہ تھا۔ انتظار میں دو بج گئے مولوی ادریس صاحب سلمہٗ نے عرض کیا کہ حضور کو بہت تکلیف ہوئی۔ تشریف لے چلیں اِس کے جواب میں **آپ** نے لب پر اُنگلی رکھ کر آہستہ فرمایا "چپ رہو آئے کیوں؟ اور جب آئے تو بیٹھو" آخر کھانا آیا اور سب لوگوں نے جب کھالیا تو وہاں سے رخصت ہوئے۔

سبق ناغہ ہونے پر طالب علم کا غصہ

ایک دن **میاں صاحب** حسب عادت کسی میت کی تجہیز و تکفین میں چلے گئے ایک طالب علم کا سبق ناغہ ہوگیا جب تشریف لائے اور اُس سے سبق لانے کو کہا تو وہ نہایت ہی غصہ میں بھرا ہوا تھا نہایت ہی درشتی سے اُس نے کتاب سامنے لانے سے انکار کیا۔ اور بہت سخت و سست کہا۔ کیا **آپ**

سمجھتے ہیں کہ دنیا میں **آپ** کے سوا کوئی اہل علم نہیں ہے ؟ ملک خدا تنگ نیست پائے مرا لنگ نیست ۔ آخر **آپ** نے بڑی منتوں سے اُس کو منایا کہا "بھائی جانے دو معاف کرو سبق لاؤ وہ بیچارہ تو دنیا سے گیا گذرا اور تم تو ابھی دنیا میں موجود ہو تمھارے لئے بہت وقت ہے"

صبر

صبر سب سے زیادہ سخت امتحان صبر اور ثبات کا ہے کہ موت سامنے کھڑی ہو اور اُس وقت بھی ہوش، عقل، حواس اور مذہب سب اپنی اپنی جگہ رہ کر اپنا کام کرتے رہیں اور قولے فعلی و انفعالی میں خلل نہ واقع ہو۔

صبر کا پہلا امتحان

پہلا امتحان تو **میاں صاحب** نے راولپنڈی کے جیل سے پاس کیا جہاں تقریباً ایک برس یا اس سے زیادہ مدت تک نظر بند رہے اور روزانہ پھانسی کی دھمکی دی جاتی تھی۔

دوسرا امتحان

دوسرے امتحان میں ۱۸۵۷ء کے غدر میں **آپ** کامیاب ہوئے جس زمانہ میں مولانا عبداللہ صاحب غزنوی قدس سرہٗ **آپ** سے صحیح بخاری پڑھتے تھے اور صحن مسجد کے اوپر سے توپ کے گولے دنا دن گذرتے تھے یہاں تک کہ ایک روز ایک گولہ حالت سبق میں بھی آکر گرا مگر نہ **آپ** ہراساں ہوئے اور نہ صحیح بخاری کو بند کیا اور جب تک انگریزوں نے دہلی کو فتح کر کے اہل دہلی کو نکال نہ دیا **آپ** نے جان کے خوف سے دلّی کو نہ چھوڑا چنانچہ عبداللہ صاحب خود اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں "بخدمت خاتم المحدثین شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب رسیدم و کتاب صحیح بخاری شروع نمودم دراں میاں بلوائے دہلی شروع شد دریں بلوائے شدید کہ ہرکس بہ غم جان خود بود و من بخواندن کتاب مذکور تا حدے کہ نصاری غالب آمدند و اہل بلدہ را متفرق نمودند دراں ایام کتاب صحیح بخاری قریب الاختتام بود مگر بسبب پراگندگی اہل بلدہ درمیان من و سید **صاحب** ہم جدائی افتاد و کتاب ناتمام ماند"

تیسرا امتحان

تیسرا امتحان سفر حج میں ہوا جب کہ **آپ** کے دشمنوں کا ایک جتھا جس کے سردار ایک حیدرآبادی صاحب تھے مع اپنے ماتحتوں کے ہر وقت پستول بھرے مکّہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں گولی مارنے کی تاک میں پھرتا ہی رہتا تھا۔

اور **آپ** کو اچھی طرح یہ بات معلوم تھی مگر **آپ** نے مطلق پروا اس کی نہ کی طواف بیت اللہ میں فریضہ پنجگانہ حرمین میں اور وعظ و تذکیر میں مطلق فرق نہ آیا بلکہ برابر وہاں یہی کہتے رہے "کہ بہت پڑھا چکا ہوں اب یہاں مرنے ہی کو آیا ہوں"

توکل ۱۳

توکل۔ طلبہ کے کھانے کا اہتمام جن کے ہاتھ میں تھا ایک دن بعد العصر انہوں نے آکر عرض کیا کہ آج آٹا وغیرہ کچھ نہیں ہے اور روپے بھی تحویل میں نہیں ہیں **آپ** نے جواب میں فرمایا کہ پھر مجھ کو اور تم کو اس کا فکر کیا ہے جس کے بندے ہیں وہ جانے مہتمم صاحب مایوسانہ انداز سے چلے مسجد کے باہر ہی پہنچے تھے کہ ایک صاحب آئے اور پانچ روپے پیشکش کئے **آپ** نے ایک طالب علم کو کہا کہ مہتمم صاحب جاتے ہیں پکار لینا۔ وہ فوراً الٹے پاؤں پھرے روپے سامنے رکھے ہوئے تھے فرمایا کہ لو صاحب اب تو سامان ہو گیا۔ انہوں نے وہ پانچ روپے اٹھا لئے اور روانہ ہو گئے۔

آپ کو اس کا فکر کبھی نہ ہوا کہ مدرسہ کی عمارت جو تعمیر ہو رہی ہے اس کے لئے روپیہ کہاں سے آئے گا۔ طلبہ کے کھانے کا کل کیا بندوبست ہو گا جو روپیہ **آپ** کے ہاتھ میں آتا اور جو ضرورت اس وقت لاحق ہوتی فوراً اس میں خرچ کر دیتے اس وقت اگر کوئی محتاج سائل یا غریب آجاتا تو اسی کو دے دیتے۔

مثنوی

دانی کہ حساب کار چون ست — سررشتہ ز دست ما برون ست
چون کار بہ اختیار ما نیست — بہ کردن کار کارِ ما نیست

مجاہدہ صبح سے ۱۱ بجے دن تک **آپ** درس قرآن و حدیث میں اس طرح مصروف رہتے کہ زانو نہ بدلتے چہرہ پر دھوپ آجاتی مگر پیشانی پر بل نہ آتا۔ مولانا شریف حسین صاحب مرحوم کی امامت میں کوئی نماز نصف گھنٹے سے کم میں تو ختم ہی نہ ہوتی جو بجائے خود ایک ریاضت شاقہ تھی۔ دلی کی گرمی سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس مجاہدہ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ پھر وہ بھی چلے دو چلے نہیں بلکہ تمام عمر اور ایسی دراز عمر کے آخری حصہ تک جاری رہا ایک بجے شب سے

دلی کی گرمی

نماز تہجد قضا نہیں ہوئی

شب بیداری اور قیام لیل (تہجد) کبھی قضا نہیں ہوا۔

ہر موسم میں نماز جمعہ کے لیے جامع مسجد پیادہ پا جانا

رمضان کے کام ایک ختم تفسیر جلالین

دھوپ گرمی جاڑا برسات ہر موسم میں باوجود بعد راہ ۱۱ بجے پیادہ پا جامع مسجد جاتے دو بجے واپس آتے چھتری تمام عمر کبھی لگائی نہیں۔ سر پر ایک مخطط مولیٰ چادر رکھ لیتے ماہ مبارک رمضان میں نماز صبح سے نماز مغرب تک قرآن اور تفسیر جلالین پڑھاتے بلکہ آگے آگے خود پڑھتے جاتے۔ غیر رمضان میں تو ۱۱ سے ۱۲ بجے تک ایک گھنٹہ کی مہلت بھی ملتی تھی رمضان میں وہ بھی نہیں۔ جاڑے کا موسم تو رنگ رہے گرمیوں کے رمضان میں بھی یہی حالت رہتی جیسے جیسے وقت گذرتا جاتا جوش بیان ور بڑھتا جاتا آواز بلند ہوتی جاتی زیادہ بشاش معلوم ہوتے۔

قیام لیل میں دو ختم قرآن مجید

لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کا بحالت قیام ہر سال سنتے ایک تو نماز عشا کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم فقیہ محدث جو آپ کے شاگرد رشید تھے تین سیپارے روزانہ سُناتے ترتیل و تجوید کے ساتھ۔ دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جس کے امام ہوتے حافظ عبد السلام سلمہ (**آپ** کے بڑے پوتے) اس کے بعد طالب علموں کے لئے سحری اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد اور مدرسہ میں آتے اور ہر آدمی کو جگا کر کھلاتے۔ ناظرین اس مجاہدہ کا حال پڑھ کر یہ خیال کریں کہ شیخ کو اس مجاہدہ سے کچھ تکلیف ہوتی ہوگی بات یہ ہے کہ العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ یہ مجاہدہ بھی اُن کے لئے طبیعت ثانی ہو گیا تھا۔ اگر اس میں خلل واقع ہوتا تو بے شک تکلیف ہوتی اور اسی میں اُن کو راحت سرمدی حاصل تھی۔ مگر یہاں ایک سوال یہ ہے کہ جس مجاہدہ میں نفس کو مشقت نہ ہو تو وہ مجاہدہ ہی کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مشقت نہیں ہوتی تھی کیوں؟ عادت ہو جانے سے اور عادت طبیعت ثانی ہوئی کیونکر؟ **استقامت** سے بس یہی تو کمال ولایت ہے فاستقم کما امرت۔

العادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ

کمال ولایت استقامت ہی

یہ بات بھی دیکھنے کی ہے کہ جس کے مخالفوں اور دشمنوں کی تعداد کثیر نے ہندوستان سے عرب تک اس کے قتل کی سازش، دھمکی اور ایذا دہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہو۔ اور اس نے بفحوائے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون و بمصداق لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم اپنی اس طول

طویل زندگی کو اسی آب و تاب سے نباہ دیا ہو اس سے زیادہ استقامت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

DAULAT PUBLIC LIBRARY
دولت
پبلک لائبریری
رامپور سٹیٹ
RAMPUR STATE

اللہ و رسول کی محبت

اس میں شک نہیں کہ محبت دیکھنے کی چیز نہیں ہے بلکہ کیفیات قلبیہ میں سے ہے ؎

محبت جادۂ دارد نہاں در خلوت دلہا
چو تار سبحہ گم کردند ایں رہ زیر منزلہا

مگر اس کی علامت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بتا دی من احب شیئاً اکثر ذکرہ محب کو محبوب کے ذکر میں جو مزا آتا ہے وہ دنیا و مافیہا کی کسی چیز سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اھل القرآن اھل اللہ و اھل الحدیث اھل رسول اللہ اور مولانا جامی قدس سرہ فرماتے ہیں ؎

خوش آں ممبر و مسجد و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قالِ محمدؐ

شیخ یہ شعر اکثر خود پڑھا کرتے تھے ؎

محبتے ست کہ دل رانمی دہد آرام
وگرنہ کیست کہ آرام جاں نمی خواہد

حدیث غذا اور دوا کا حکم رکھتی تھی

حق تو یہ ہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ کے لئے غذا اور دوا دونوں کا حکم رکھتی تھی۔ غذا کا اس لئے کہ آپ بیشتر فی قے کرتے روزے رکھتے مگر طاقت جسمانی میں فرق نہ آتا اور درس قرآن و حدیث نہ کبھی ناغہ کرتے اور نہ حتی الوسع کم کرتے اور رمضان کے زمانے میں تو اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے،

ضیق النفس کا دورہ اور اس کا علاج

اور دوا کا اس لئے کہ اکثر آپ کو ضیق النفس کا شدید دورہ ہوا کرتا جس میں نشست و برخاست کی تو کیا دم زدن کی قدرت بھی نہ رہتی اس حالت میں آپ ڈولی پر مسجد میں تشریف لاتے اور بمشکل تمام کھسک کر اپنے ٹاٹ پر بیٹھتے اور طلبہ کی طرف سبق لانے کا اشارہ کرتے۔ جب سبق حدیث کا شروع ہو جاتا تو تھوڑی ہی دیر حدیث سننے کے بعد آپ چاق ہو جاتے اور پھر گھنٹوں اپنے خاص انداز بیان کے ساتھ اس طرح درس دیتے رہتے کہ درمیان میں اگر کوئی شخص آ کر شریک ہوتا تو کبھی اس کے وہم میں بھی یہ بات نہ آ سکتی کہ تھوڑی

دیر قبل ان کی حالت ایسی نازک تھی۔

ریاضات مجاہدات اور تصوف کی غایت

کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ خفتِ مرض کا سبب طبیعت کا متوجہ ہو جانا تھا اُس خاص فن کی طرف جس کے ساتھ **آپ** کو خاص لگاؤ تھا۔ اور بے شک بات تھی بھی یہی مگر یہی غایت بھی ہے تمام ریاضات مجاہدات اور تصوف کی یعنی ایسا ملکۂ راسخہ پیدا کرنا جو پسِ مرگ بھی باقی رہے اور یہی تعریف ہے نفسِ مطمئنہ کی یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت

ایک روز صحیح بخاری کے سبق میں وفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث جو آئی تو **آپ** کو ایسا جوشِ گریہ ہوا۔ کہ سبق موقوف کر دیا۔ اور یہ کیفیت دیکھ کر حاضرین تلامذہ بھی کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ ایسی نوبت اُن تلامذہ کو نہ اس سے پہلے کبھی آئی تھی اور نہ پھر دہلی چھوڑنے کے بعد کبھی وہ سماں آنکھوں نے دیکھا ہو گا۔

عشق نبی کا سماں

آپ کے عشق کا سماں اُس وقت قابل دید تھا۔ جب کہ **آپ** آخر شب کو نماز تہجد کے بعد گھر سے آکر در مسجد یا صحن میں بیٹھ جاتے اُس وقت سناٹے کا عالم پپیہوں کا پی کہاں، فاختے کی صدائے کوکو۔ آسمان پر تاروں کی چمک، ٹھنڈی ہواؤں کا جھونکا، اور جوانوں کے خواب ناز کا وقت۔ اُس میں اُردو فارسی اور عربی کے عاشقانہ اشعار کا اپنے خاص لہجے اور خاص سروں میں پڑھنا پھر اُس صدا کی دل ربائی اس کا لطف کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنھوں نے اپنی آنکھوں سے وہ سماں دیکھا ہے۔ اور جن کے کانوں میں وہ صدائیں ابھی تک گونج رہی ہیں۔ پھر جب صبح صادق کی ابتدا ہوتی **آپ** چپ ہو جاتے اور تھوڑی دیر بعد موذن اور طلبہ کو نماز کے لئے جگا دیتے

انتباہ

باوجودے کہ اپنے زمانہ کے طبقہ صوفیہ کرام میں بھی **آپ** کو وہی درجہ حاصل تھا جو معشر علماء عظام میں تھا۔ مگر **آپ** سوائے اتباع سنت کے دور از کار باتوں کی طرف کبھی خیال بھی نہ کرتے تھے۔ اور یہی طریقہ حضرات نقشبند کا ہے چنانچہ

ارشاد الطالبین کی عبارت اتباع سنت کے بیان میں

ارشاد الطالبین میں لکھتے ہیں۔ '' خواجہ عالی شان بہاء الدین نقشبند و امثال شان حکم کردند کہ ہر عبادت کہ موافق سنت است آن عبادت مفید تر است برائے ازالۂ رذائل نفس و تصفیہ عناصر و حصول قرب الٰہی لہٰذا از بدعت حسنہ مثل بدعت قبیحہ اجتناب می کنند کہ رسول فرمودہ صلی اللہ علیہ وسلم کل محدث، بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ[لہ]'' دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔ '' اگر کسے گوید کہ ما بریاضت شاقہ ترقیات می بینم۔ و مکاشفات و صفائے باطن می یابم کہ انکار آن نمی توانم کرد۔ گفتہ شود کہ کشف کونیہ و خرق عادات و تصرف در عالم کون و فساد از ریاضت دست

ارشاد الطالبین کی عبارت کشف و خرق عادت کے بیان میں

[لہ] میاں صاحب اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں '' برادر دینی سید قادر علی وفقکم اللہ آپ کا خط بوساطت مولوی عبد العزیز کے پہنچا۔ آپ مساعی جمیلہ اجرائے امور شرعیہ میں باوجود ناخواندگی کے تیار ہوئے۔ نہایت خوشی ہوئی۔ خدا آپ کی مدد کرے گا کیا پڑھے لکھے آدمی سب انسان ہوتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ جس سے خدمت کتاب و سنت کی ہو رہی انسان ہے اور وہ انسان پختہ مسلم ہے۔ آپ نے مولوی ایبہ سے بدعات کی تفصیل خود دریافت کیوں نہ کی۔ ماشاء اللہ اُن کو اس معاملہ میں پورا درک ہے۔ اچھا اب میں مختصر بتاتا ہوں۔ وہ بخوبی سمجھا دیں گے۔ اگر آپ نہ سمجھیں تو پھر مجھ سے دریافت کیجئے گا۔ شیخین و ابو داؤد نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد ترجمہ جس نے جدید بات نکالی ہمارے امر (یعنی دین) میں جو اس میں نہ تھی پس وہ مردود ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث قاطع جمیع محدثات ہے۔ دوم من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فھو رد ترجمہ جس نے کام کیا وہ کام کہ نہیں اس پر امر ہمارا (یعنی دین) پس وہ مردود ہے۔ ہذا یہ لفظ قاطع بنیان جملہ اعمال غیر ماموربہا ہیں۔ جناب میر صاحب خوب سمجھئے کہ جملہ حسنات مبتدعہ مردود ہیں۔ اس وجہ سے کہ اُن کا امر پیغمبر خدا صلعم نے نہیں فرمایا بلکہ خود امت نے اپنے جی سے تراش لیا ہے۔ امام شافعی رح نے بھی استحسان کو ابتداع قرار دیا اور اسی جانب امام مالک رح بھی گئے ہیں مطلب سب آئمہ کا یہ ہے کہ اتباع سنت سنیہ میں محوضت صرفہ اور صرافت محضہ ہو ادنی آمیزش و تراوش بدعت کی نہ پائی جاوے۔ آپ نے گلستان و بوستاں پڑھی ہو گی شیخ سعدی رح نے لکھا ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید ؎ بصدق و صفا کوش و ورع و تقی + و لیکن میفزائے بر مصطفےٰ + جو اعتقاد یا قول و فعل حضرت رسول صلعم سے ثابت نہیں اور نہ جناب اقدس نے فرمایا اور نہ کسی کو کرنے کے لئے فرمایا اور نہ کسی کو کرتے دیکھ کر نہ روکا اور نہ آپ کے بعد صحابہ کے عہد میں جاری ہوا اور نہ تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں بلا نکیر رائج ہوا بلکہ لوگوں نے اپنی طرف سے اُن قرنوں کے بعد تراشا وہ بالکل بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور گمراہی کا نتیجہ دوزخ ہے۔ یہ مختصر الفاظ کافی ہیں'' الراقم العاجز سید محمد نذیر حسین عفی عنہ ۱۲۔

می دہد۔ لہذا حکمائے اشراقیین وجوگیان ہند بدان متصف می شدند وایں کمالات از نظر اہل اللہ ساقط ست بہ جوئے نمی خرند۔ رذائل نفس وقتل شیطان وساوس بے نور سنت ممکن نیست ؎

محال است سعدی کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

مسمریزم

جامع اوراق کہتا ہے کہ یورپ میں مسمریزم والوں نے بھی بہتیرے خرق عادات ومکاشفاتِ ظاہر۔ ظاہر کئے ہیں پھر اگر یہی چیزیں معیارِ تصوف ہیں تو اس وقت فرانس وغیرہ ممالک میں ایسے ایسے جلیل القدر صوفی نکلیں گے جن سے زیادہ دشمن اسلام شاید ہی کوئی دوسرا ٹھیرے۔

میاں صاحب کو تو غالباً اس مسمریزم کی خبر بھی نہ ہوگی مگر اسی تصوف نبوی ؐ نے اُن کو اس کا یقین دلا دیا تھا کہ یہ سب امور لاشئے ہیں اسلام کو اس سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہے۔

مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب قدس سرہٗ کا ارشاد

جناب مولوی سعادت حسین صاحب مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب قدس سرہٗ گنج مرادآبادی کے حضور میں استرشاد کے لئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ قرآن کو تدبر کے ساتھ پڑھا کرو اور حدیث نبوی ؐ سے خاص لگاؤ پیدا کرو۔ ترمذی اکثر مطالعہ میں رکھو۔ مولانا سعادت حسین صاحب نے عرض کی کہ حضور اعمال واشغال صوفیہ میں سے کوئی چیز تلقین فرماویں مولانا قدس سرہ نے فرمایا کہ ولایت پکی اور اصلی وہی ہے جو قرآن وحدیث سے حاصل ہو۔ اور سب میں شیطان کا دھوکا ہے۔ اس کے بعد بغیر اس کے کہ کوئی شغل تعلیم فرماتے رخصت کر دیا۔

مولانا قدس سرہٗ کا جوابی خط

ایک مرتبہ ایک طالب علم نے **میاں صاحب** سے ایک سفارش کا خط بنام جناب مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب قدس سرہٗ گنج مرادآبادی کے چاہا کہ وہ میری تعلیم وتربیت کریں **میاں صاحب** نے بے تکلف لکھ دیا۔ مولانا شاہ فضل رحمٰن صاحب نے اُس خط کے جواب میں لکھا "**آپ** نے اس شخص کو میرے پاس کیوں بھیجا؟ ہم کیا جانتے ہیں جو **آپ** نہیں جانتے۔ ہم کیا اور کچھ بتاتے ہیں۔

مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہٗ کا ارشاد

مولوی شاہ ممتاز الحق صاحب مرحوم جب حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی کے حضور میں بغرض بیعت و ارشاد حاضر ہوئے تو عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ تم دہلی جاکر وہاں رہو اور شرف صحبت شیخ سے مستفید ہو کر اُن سے اجازت لے کر یہاں آؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ دہلی آئے اور یہاں بہت دنوں تک رہے پھر جب میاں صاحب کے خط کے ساتھ امرتسر پہنچے تب عبداللہ صاحب نے اُن سے بیعت لی اور مسترشدین میں اپنے داخل کیا۔

بیعت

اقسام بیعت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی فعل چوں کہ حکمت سے خالی نہ تھا اس لئے آپؐ لوگوں سے بیعت بھی مناسب وقت، مناسب حال قوم، مناسب حال جماعت یا سوسائٹی[عه] اور مناسب حال اشخاص لیتے تھے۔

بیعت جہاد

ایک قسم بیعت کی وہ تھی جو آپؐ لوگوں سے جہاد کرنے اور میدان جنگ سے نہ بھاگنے پر لیتے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیوتیہ اجراً عظیماً۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم الآیہ

عورتوں کی بیعت امر بالمعروف ونہی عن المنکر

دوسری قسم وہ ہے جو عورتوں کی بیعت میں مذکور ہے خدا کا شریک نہ ٹھیرانا، چوری۔ زنا۔ نہ کرنا، اپنی اولاد کو مار نہ ڈالنا کسی پر بہتان نہ باندھنا افترا نہ کرنا۔ اور امر بالمعروف میں نافرمانی نہ کرنا جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا۔ یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم

[عه] سوسائٹی کا ترجمہ میرے نزدیک "ہم طبقہ جماعت" ہے

نوحہ کرنے پر بیعت

کبھی آپؐ عورتوں سے شریک باری تعالیٰ نہ ٹھیرانے پر بیعت لیتے اور نوحہ کرنے سے منع فرماتے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام عطیہؓ سے روایت ہے قالت بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ علینا ان لا یشرکن باللہ ونہانا عن النیاحۃ۔

مردوں کی بیعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر

اور اس قسم کی بیعت آپ مردوں سے بھی لیتے کہ شرک نہ کریں چوری نہ کریں زنا نہ کریں اور نہ کسی جان کو مار ڈالیں جس کو خدا نے حرام کیا مگر حق کے ساتھ۔ بہتان نہ باندھیں افترا نہ کریں امر معروف میں نافرمانی نہ کریں چنانچہ عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے بایعنا رسول اللہ صلی اللہ عیہ والہ وسلم علی ان لا نشرک باللہ شیئاً ولا نزنی ولا نسرق ولا نقتل النفس التی حرم اللہ الا بالحق صحیحین میں موجود ہے عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وحولہ عصابۃ من اصحابہ من اصحابہ بایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف (الی قولہ) فبایعناہ علی ذالک (مشکوٰۃ صہ)

نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور مسلمانوں کی خیرخواہی کرنے پر بیعت

کبھی آپؐ نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے بیعت لیتے عن جریر بن عبد اللہ قال بایعتُ رسول اللہ علیہ والہ وسم علی اقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والنصح لکل مسلم (صحیح بخاری جلد ۱ صہ۱۳)

اقسام بیعت

المختصر آپؐ بیعت لیتے تھے ہجرت پر۔ جہاد پر۔ میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہنے پر۔ اقامت ارکان اسلام (صوم۔ صلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ) پر۔ اعتصام بالسنۃ اور احتراز عن البدعت پر۔ حرص و شوق عبادت الٰہی پر۔ عورتوں سے نوحہ کرنے پر۔ فقرائے مہاجرین سے سوال نہ کرنے پر (جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں میں سے کسی کا کوڑا اگر گر جاتا تو خود اتر کر اٹھا لیتے کسی سے یہ نہ کہتے کہ میرا کوڑا اٹھا دو) مسلمانوں کی خیراندیشی پر۔ حق بات میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنے پر لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم ہر موقع میں حق کہنے پر۔ اسلام پر قائم رہنے پر

بیعت طریقت

نحن الذین بایعوا محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا۔

اور میری راے میں یہی اخیر بیعت بیعت طریقت ہے کیوں کہ اسلام پر ثابت قدم رہنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ تمام زندگی فرماں بردار بنے رہو۔ اصل فرماں برداری تو اللہ و رسول کی ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اور اس کے تبع میں اُس شیخ کی فرماں برداری ہے جو اپنے مریدین و مسترشدین کو خدا اور رسول کا فرماں بردار بناتا ہے۔ اور فاستقم کما امرت کی مشق کراتا ہے۔

بیعت خلافت

ایک قسم اور بھی بیعت کی ہے بیعت خلافت جو خلفا اور سلاطین کے ہاتھ پر کی جاتی ہے عبد الرحمٰن بن عوف نے بمشورت صحابہ جب حضرت عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کیا تو بیعت کے وقت یہی کہا۔ ابایعك علی سنة اللہ و سنة رسوله والخليفتين من بعده (بخاری ص۱) ہم تم سے بیعت کرتے ہیں خدا اور رسول اور دونوں خلیفوں کے طریقے پر۔ امام احمد کی روایت میں ہے ابایعك علی كتاب اللہ وسنة رسوله وسيرة ابوبكر وعمر ہم تم سے بیعت کرتے ہیں قرآن مجید اور سنت رسول اور سیرت ابوبکر و عمر پر۔

پولیٹکل بیعت

اس بیعت میں یہاں تک تو تدین اور تمذہب کا رنگ باقی ہے مگر خلفاے راشدین کے بعد جو بیعتیں خلفا و سلاطین کے ہاتھوں پر لوگوں نے کیں وہ سب (پولیٹکل) تمدنی بیعت تھی۔ جس کا دستور قدیم سے آج تک ساری دنیا کے سلاطین میں حلف اطاعت کی شکل میں موجود ہے جو تاج پوشی کے وقت جملہ اراکین سلطنت نوابوں، راجاؤں اور چھوٹے چھوٹے خود مختار والیان ملک اور عامہ رعایا سے لیا جاتا ہے اور یہ رسم نہ صرف سلاطین ہی تک محدود ہے بلکہ سلطنت جمہوری (فرانس و امریکہ) میں جو پریسیڈنٹ کا انتخاب کثرت راے پر مبنی ہے وہاں بھی وہی بیعت دوسری صورت میں موجود ہے۔ کیوں کہ اہل الراے قائم مقام ہوتے ہیں ہر فرد رعایا کی جانب سے اس صورت میں ان لوگوں کا کسی کو پریسیڈنٹ ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہر فرد رعیت نے اُس کو قبول کر لیا۔

حضرات ناظرین جب بیعت شریعت و طریقت کی حقیقت پڑھ چکے تو اب ہم کو یہ دکھانا ہے کہ ہمارے **میاں صاحب** کس طرح بیعت لیتے تھے۔

میاں صاحب کا طریقہ بیعت

سوائے بیعت خلافت اور بیعت جہاد بیعت ثبات فی القتال اور بیعت ہجرت کے **آپ** باقی جملہ اقسام بیعت میں سے مناسب حال بیعت مریدوں سے لیتے تھے۔ مولوی ابو محمد حفاظت اللہ مرشد آبادی **آپ** کے سفر بنگالہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ جب **آپ** مسلمانان بنگالہ کی جانب سے مدعو ہو کر بطرف بنگالہ تشریف فرما ہوئے تو ہم اور **آپ** کے پوتے حافظ عبد السلام اور حاجی محمد حسین صاحب ساکن میرٹھ **آپ** کے ہمراہ تھے جس روز **آپ** بمقام دیپ کنڈ رونق افروز تھے **آپ** کی شہرت سُن کر اس قدر لوگ جُھک پڑے جن کی گنتی ممکن نہ تھی اور سب کے سب نے **آپ** سے شرف بیعت حاصل کیا۔

دیپ کنڈ میں بے شمار آدمیوں کی بیعت

ایک صاحب کی بیعت کی کیفیت

ایک صاحب اپنی بیعت کی کیفیت لکھتے ہیں کہ رحیم آباد میں بعد المغرب ہم **میاں صاحب** کے حضور میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے اُس وقت **آپ** لیٹے ہوئے تھے اور تین چار آدمی قریب بیٹھے تھے لیٹے ہی لیٹے اپنے داہنے ہاتھ سے میرے داہنے ہاتھ کو پکڑ کر سورہ احزاب کے پانچویں رکوع کو ان المسلمین والمسلمات سے اجرا عظیما تک تلاوت فرما کر اُس کے معنی اور مطالب بوضاحت تمام سمجھاتے رہے اس کے بعد فرمایا کہ اگر تم ان سب اعمال کے ہمیشہ عامل رہوگے تو میں بھی تمہاری گواہی کروں گا۔ ورنہ میں کہاں اور تم کہاں۔

سفر پنجاب میں لوگوں کی بیعت

سفر پنجاب میں بھی لوگوں نے **آپ** کے دست مبارک پر بیعت کی ایک روز **آپ** نے سورہ والعصر کا وعظ فرمایا مسلمانوں کا مجمع کثیر تھا اور بعد ختم ہونے وعظ کے **آپ** نے مسلمانوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا کہ میں عام مسلمانوں کو اجازت دیتا ہوں کہ جس سے زیادہ نہ ہو سکے تو چھوٹا ختم قرآن مجید کا روزانہ کر لیا کرے۔ اور اُس کی صورت یوں بیان فرمائی کہ اول سورۂ فاتحہ پھر الم ذٰلک الکتاب لاریب فیہ۔ مفلحون تک پھر آیت الکرسی پھر آمن الرسول الخ پھر آیت شہد اللہ الخ پھر قل اللّٰھم مالک الملک الخ پھر آخر سورہ حشر پھر سورہ کافرون۔ سورہ اخلاص اور معوذتین پڑھ لیا کرے

چھوٹا ختم قرآن مجید کا

مداہنت سے نفرت

مداہنت سے **آپ** کو سخت نفرت تھی مریدوں اور طلبہ کو اکثر اسی کی نصیحت

استقامت کی تاکید

کرتے ودّوا لوتدھن فیدھنون تم سستی کروگے تو یہ بھی سست ہوجائیں گے استقامت کے لئے سخت تاکید کرتے فاستقم کما امرت۔ عبادت تھوڑی ہی کرو مگر ہمیشہ کرو اور عبادت شاقہ کو بفحوائے ان اللہ لا یمل حتی تملوا پسند نہ کرتے بلکہ تھوڑی عبادت اور تہجد پر مواظبت ومداومت کی تاکید فرماتے۔

تھوڑی عبادت مداومت کے ساتھ بہتر ہے

پچاس برس کی مدت میں نماز تہجد دوبار قضا ہوئی

ایک روز سنہ ۱۲۹۳ھ میں فرمانے لگے پچاس برس ہوئے بحمد اللہ تعالیٰ تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ مگر دو بار ایک مرتبہ جب نہایت شدید بخار میں مبتلا ہوگیا تھا اور کئی دن بے ہوش رہا اور دوسری بار بھی ایسی ہی حالت میں قضا ہوئی جس کو صحت کے بعد میں نے پڑھ لیا۔

شاگردوں کی بیعت

کوئی شاگرد اگر اپنا ارادہ بیعت کا ظاہر کرتا تو فرماتے کہ "تم تو شاگرد ہی ہو، یہی کافی ہے" اس کے بعد بھی اگر اصرار کرتا۔ تو **آپ** بیعت لے لیتے جس مجمع میں **آپ** کسی سے بیعت لیتے تقریباً جملہ حاضرین شریک بیعت ہوجاتے۔

باب پنجم

اخلاق وعادات، مہمان داری، بے غرضی، فتویٰ نویسی، دیانت وامانت، دوستی، آزادی، حق گوئی، بے تعصبی، ہمت، راست بازی، محنت، جفاکشی، اسلامی حمیت، عورتوں پر شفقت، بچوں پر شفقت، شرفاء دہلی کے ساتھ برتاؤ، خاندان کی محبت، وطن کی محبت، اساتذہ کا ادب، مناظرات تلامذہ پر افسوس، انتقام کا خیال نہ ہونا، چشم پوشی، ساز وسامان دنیا سے بے تعلقی، مخالفین کا اعتراف، خط اور خطوں کا جواب لکھنا، طرز تحریر آداب والقاب، کام کرنے کی ہدایت، شکریہ کے خطوط، مناسب مذاق صلاح، حسن اخلاق کی تاکید، پند ونصائح، اخلاص، تشفی طلبہ، وغیرہ وغیرہ، طلبہ کا خط لکھوانا، طلبہ کے ساتھ شفقت و

ہمدردی، درس میں مذاق، لڑکوں کا امتحان، علما کا
امتحان، مستقل مزاجی، پیشین گوئی، زندہ دلی، خوش
طبعی، شاعری کا مذاق، مرزبوم (سرسٹیٹس) کا اثر مزاج پر؛

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق

اخلاق و عادات حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے ایک دن کسی تابعی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اخلاق کا حال دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ حضرتؐ کا اخلاق تو قرآن تھا۔

عادات میں اتباع سنت کی مشق

وضع و انداز

میاں صاحب کا خیال اتباع سنت کچھ عبادات ہی تک محدود نہ تھا بلکہ عادات میں بھی ایسی مشق و تمرین بہم پہنچائی تھی کہ وہ طبیعت ثانیہ ہو گئی تھی۔ بیٹھنے میں بیشتر احتبا کرتے چلنے میں ٹھیک وہی طرز جیسا کہ اونچی زمین سے نیچے اترنے میں ہوتا ہے، وضع و انداز ایسے نرالے کہ ناواقف آدمی کبھی باور نہ کر سکے کہ مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی (جن کی عالمگیر شہرت محتاج بیان نہیں) یہی ہیں۔

راقم کہتا ہے کہ یہی معنی ہیں کُن فی الناس کاحد من الناس کے

آں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ پہنچے تو لوگوں نے پہچانا بھی نہیں کہ ان میں خادم کون ہے اور مخدوم کون۔ مگر جب چہرۂ مبارک پر دھوپ آئی اور حضرت ابوبکرؓ نے اٹھ کر اپنی چادر سے سایہ کر لیا تب لوگوں کو مخدوم و خادم میں امتیاز ہوا۔

غرض عادات میں بھی مرتے دم تک **آپ** کا وہی انداز رہا ع

ہمہ دہر پُر ز خوباں منم و خیال شاہے

سب و شتم

سب و شتم غالباً **آپ** کی زبان مبارک سے کبھی کسی نے سنا ہی نہیں طلبہ جب بہت شوخی اور ہٹ دھرمی کرتے اور بہت غصہ ہوتے تو فرماتے۔

مردودو کم بختو۔ حدیث پڑھنے آئے ہو اور عمل حدیث کے مطابق نہیں۔ ماں انتظار میں ہو گی کہ بیٹا نذیر حسین سے چپڑاس لانے گیا ہے۔ بارہ برس پہلے آتے تو سمجھے کہ گل دُم نہ پالا تم کو پالا اب تو ہم ہتیلی پر سرسوں جماتے ہیں۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
صولت پبلک لائبریری رامپور اسٹیٹ

مہمان داری

میاں صاحب کا معمول تھا کہ **آپ** کے ہاں دہلی میں جو شخص تازہ وارد آتا اُس کی دعوت تین روز ضرور کرتے۔

مولوی سید عبدالعزیز عرف سید عزیز احمد فرخ آبادی لکھتے ہیں "جب میں دہلی جاتا تو میں خاص دسترخوان سے کھانا پاتا تھا اور میرے لئے اُس میں کچھ اضافہ بھی ہو جاتا اور گھر میں یہ بھی فرما دیتے کہ یہ لوگ پوربئے ہیں ان کے کھانے میں مرچ کم دینا زیادہ جھال ان لوگوں کو پسند نہیں۔

زیارت آخری کے لئے جب میں سنہ ۱۹۰۱ء میں حاضر ہوا تو کھانے کے وقت میں باہر چلا گیا تھا **آپ** دو مرتبہ ڈولی پر مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا کہ عبدالعزیز کہاں ہیں ؟"

شیخ محمد حسین صاحب کی دعوت

خاکسار کے پُرانے دوست جناب شیخ محمد حسین؂ صاحب مرحوم رئیس دربھنگہ فرماتے تھے "میں جب بہ تقریب سیر لکھنؤ ہوتا ہوا دہلی پہنچا تو **میاں صاحب** کی ملاقات کو گیا **آپ** مسجد سے گھر جاتے تھے ملاقات ہوتے ہی پوچھا ؟ تم کہاں میں نے کہا کہ بہ تقریب سیر یہاں آیا ہوں مجھ سے معانقہ کیا اور واپس آکر مجھ کو بٹھا کر باتیں کرنے لگے اور فرمایا کہ میں ابھی آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک تشتری میں پان وغیرہ لئے ہوئے تشریف لائے اور فرمانے لگے آج شب کو دال دلیا نقیر کی کھا لیجئے۔ الغرض میں بعد مغرب پہنچا **آپ** نے اپنے مکان میں کھانا کھلایا جناب مولانا شریف حسین صاحب مرحوم جناب میر شاہ جہاں صاحب مدظلہ جناب حافظ عبدالسلام صاحب سلمہ سب حضرات موجود تھے کسی کے ہاتھ میں بدھنا تھا کسی کے ہاتھ میں رکابی۔ المختصر دسترخوان بچھا۔ میں تھا اور مولوی عبدالودودؒ مرحوم اور شیخ محمد علی میرے ساتھ تھے کھانا مختلف قسم کا ایسا مزہ دار تھا کہ میں ایمانًا کہتا ہوں کہ میں نے ویسا کھانا نہ اُس سے پہلے کبھی کھایا تھا نہ اُس کے بعد کھایا حالانکہ لکھنؤ میں بھی میری دعوتیں وہاں کے متعدد رؤسا نے کی تھیں۔ مگر

؂ عمدہ کھانے کا شوق و ذوق صحیح رکھتے تھے اور حال میں انتقال کیا ۱۲

اُس کھانے کا مزا آج تک بھولا نہیں ہوں میں نے خیال کیا تھا کہ کسی رکابدار سے پکوایا گیا ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ گھر ہی میں پکا ہے"

منشی محمد امیر صاحب مرحوم کی دعوت

ایک مرتبہ جناب منشی محمد امیر صاحب مرحوم عظیم آباد کے معتمد رئیس جن کو کھانے اور کھلانے کا خاص مذاق تھا اور کھانے کے خصوص میں اُن کی تمیز سند مانی جاتی تھی بلا اطلاع قریب ۱۱ بجے دن کے **آپ** کے مکان پر دہلی پہنچے۔ **آپ** نے اپنے مکان میں اُتارا اور گھر میں جاکر عورتوں سے کہہ آئے۔ منشی محمد امیر صاحب پٹنہ سے آئے ہیں اور کھانے کے شوقین ہیں چند چیزیں جو جلدی میں بن پڑیں اچھی پکا کر بھیج دو ایک گھنٹہ کے اندر منشی صاحب موصوف کے واسطے جو کھانا آیا تو اتنے قسم کی چیزیں دسترخوان پر چنی گئیں کہ منشی صاحب کو سخت تعجب ہوا اور کہنے لگے کیا؟ حضور کو میرے آنے کی خبر آگے سے ہوگئی تھی کیوں کہ اس جلدی میں ایسا کھانا پکنا تو ممکن نہیں ہے **آپ** نے جواب میں فرمایا نہیں صاحب یہ آپ کی دعوت نہیں ہے دعوت تو شب کو ہوگی اس وقت جلدی میں کچھ عورتوں نے کچا پکا پکا لیا ہے منشی صاحب اُن کھانوں سے نہایت محظوظ اور متلذذ ہوئے اور کرات و مرات تعریف کی۔

میاں صاحب کی دعوت منشی محمد امیر صاحب مرحوم کے ہاں پٹنہ میں

ایک دفعہ **میاں صاحب** عظیم آباد تشریف لائے تو منشی صاحب مرحوم نے نہایت اہتمام سے بڑی پر تکلف دعوت دی جس میں انواع و اقسام کے کھانے بافراط اس قدر تیار کیے گئے تھے کہ پچاس ساٹھ آدمی بھی کھا نہ سکے اور بہت سا کھانا نقصان ہوگیا **میاں صاحب** نے فرمایا کہ صاحبو گناہ بے لذت اسی کو کہتے ہیں۔

کھانے کی تمیز

میاں صاحب کی معمولی غذا تو وہی ستو، روٹی، سرکہ وغیرہ تھی جس کا بیان ہو چکا ہے مگر کھانے کے پہچاننے کا ایسا عمدہ مذاق رکھتے تھے کہ ہوشیار سے ہوشیار اُستاد باورچی کے تیار کیے ہوئے کھانے میں بھی اگر ذرا عیب رہ جاتا (جس کی تمیز اچھے اچھے شوقین کھانے والوں کو بھی مشکل سے ہوتی) تو ذرا سا چکھ کر فرما دیتے کہ اس میں یہ عیب رہ گیا ہے۔

فرخ سیر کی شادی اور دلی کی بربادی

ایک دن تذکرۃً فرمانے لگے دلّی تو صرف ایک فرخ سیر کی شادی کے سبب سے

بڑی جہاں یہ اہتمام تھا کہ ایک سال کے لئے حکم دے دیا گیا تھا کہ کسی مکان سے دھواں نہ نکلے نہ کوئی آدمی کھانا پکائے ہندوؤں کے لئے الگ اہتمام تھا اور مسلمانوں کے لئے الگ۔ شاہی کھانا تو ہر گھر میں بافراط جاتا ہی تھا اس کے ساتھ یہ حکم بھی تھا۔ کہ جس چیز کو جی چاہے شاہی باورچی خانے سے منگوا لے مثلاً کسی کا جی ستو کھانے کو چاہتا ہے کسی کا ساگ روٹی وغیرہ وغیرہ۔ غرض دنیا بھر کے کھانے ہر وقت ہر محلہ میں ہندوؤں کے لئے الگ اور مسلمانوں کے لئے الگ شاہی مہتمم تیار رکھتے تھے۔

میرزا مظہر جانجاناں قدس سرہ کی تمیز اور نفاست طبع

کھانے کی تمیز کے خصوص میں حضرت میرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کی بہت تعریف کرتے ایک حکایت بیان کی کہ "عبدالاحد خاں وزیر نے ایک روز لوزیں نہایت اہتمام سے تیار کرا کے میرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ کی خدمت میں بھیجی میرزا صاحب نے ایک لوزیں سے ذرا سا توڑ کر چبا کر تھوک دیا اور فرمایا کیا بیلوں کی سانی بھیجی ہے"

بے غرضی، فتوے نویسی

مسز لیسنس کی خدمت

ڈاکٹر حافظ مولوی نذیر احمد صاحب (جو داماد ہیں **میاں صاحب** کے سالے مولوی عبدالقادر بن مولانا شاہ عبدالخالق علیہما الرحمۃ کے) فرماتے تھے کہ زمانہ غدر میں مسز لیسنس زخمی کو جس وقت **میاں صاحب** نے نیم جاں دیکھا تو بہت روئے اور اپنے مکان میں اُٹھا لائے۔ اپنی اہلیہ اور عورتوں کو اُن کی خدمت کے لئے نہایت تاکید کی اُس وقت دیوار درمیان باغیوں کی فوج قبضہ کئے ہوئے تھی اگر ذری خبر بھی لگ جاتی تو **آپ** کی بلکہ سارے خاندان کی جان بھی جاتی اور خانماں بربادی میں بھی کچھ دیر نہ لگتی اُس وقت **آپ** نے محض بے غرضانہ حسبۃً للہ اُس کی خدمت کی۔ علاج کیا اور بعد قائم ہو جانے امن کے بحالت تن درستی اُس کو انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کا نتیجہ خدا کی طرف سے یہ ہوا کہ **آپ** اور **آپ** کے متوسلین کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے امن و امان کی چٹھی ملی۔ چنانچہ انگریزوں کے تسلط کے بعد

جب سارا شہر غارت کیا جانے لگا تو **آپ** کا محلہ صرف **آپ** کی بدولت محفوظ رہا''

مولوی عبدالحمید سوہدروی حافظ عبدالمنان صاحب کا ایک سفارشی خط لے کر دہلی پہنچے اُس خط میں مکرر سہ کرر عرض کی گئی تھی کہ ان کی تعلیم کی جانب حضور توجہ خاص مبذول فرمادیں **آپ** نے ایک طالب علم کی طرف اشارہ کیا کہ اس خط کو پڑھ کر سناؤ۔ مگر مضمون سفارش کو سن کر **آپ** نے فرمایا مصرع

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

فتووں کی نقل اگر رکھی جاتی تو چار عالمگیری سے زیادہ ہوتی

آپ نے کتنے فتوے لکھے اور کتنے استفتا کا جواب لکھا اس کا حصر صحیح قریباً ناممکن ہے ستائیس برس اپنی وفات سے پہلے ایک روز خندہ التذکرہ فرمانے لگے کہ میرے سارے فتووں کی نقل اگر رکھی جاتی تو کم سے کم چار فتاوی عالمگیری کے برابر تو ہوتی مگر پہلے اس کا خیال کسی نے نہیں کیا اب میاں شریف حسین نقل رکھنے لگے ہیں۔

خاکسار مصنف کہتا ہے کہ اس ستائیس برس کے زمانہ میں بھی **آپ** نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں فتوے لکھے ہوں گے جن میں سے بیشتر فتووں کی نقل حافظ عبدالسلام (**آپ** کے پوتے) کے پاس مولوی شریف حسین صاحب مرحوم کے ہاتھ کی لکھی ہوئی غالباً موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو توفیق دے کہ جہاں تک **آپ** کے فتوے دستیاب ہوسکیں اُن کو جمع کرکے فتاوی نذیری کے نام سے چھپوا دے۔

فتاویٰ نذیری

اصول فتویٰ نویسی

آپ نے اپنے فتوی نویسی کا اصول یہ رکھا تھا کہ محض بے غرض فتوے لکھتے کسی کی مطلق رورعایت نہیں کرتے اور نہ کبھی کسی سے اس کا کسی قسم کا صلہ لیتے یا کوئی پیشکش قبول کرتے اور فتویٰ نویسی کے ذریعہ سے کسب معاش کرنے کو نہایت معیوب خیال کرتے اور اُن لوگوں کو نہایت ہی حقارت انگیز نگاہ سے دیکھتے جنھوں نے فتویٰ نویسی کو ذریعہ معاش بنایا ہے ان کی نسبت اکثر فرماتے کہ ان کو دو روٹیاں (دو روپے) دو جو چاہو لکھوا لو۔

اور اگر کوئی شخص کسی پیرائے سے اپنے موافق فتویٰ کا جواب لکھوانا چاہتا

تو صاف کہہ دیتے کہ اسی لئے تو میں نے کسی کی نوکری نہیں کی۔

فتویٰ کے جواب میں کسی کی خاطر نہیں کرتے

ایک شخص نے استفتا کا جواب لینے کے بعد کچھ روپئے آپ کے ہاتھ میں دئے آپ نے فوراً روپیوں کو پھینک دیا اور خفا ہو کر فرمانے لگے کہ تو مجھ کو رشوت دینے کے لئے آیا ہے اُس نے معذرت کے بعد عرض کیا فتوے کی اُجرت نہیں ہے بلکہ ٥ یوں ہی پیشکش کیا ہے آپ نے فرمایا اور بھی کبھی تو مجھ سے ملا تھا اور کچھ دیا تھا آخر آپ نے اُن روپیوں کو نہیں قبول کیا اور اس کو واپس لے جانا ہی پڑا۔

روپیہ نہیں لیا

دیانت داری اور امانت داری

فتوے نگاری میں آپ جس دیانت سے کام کرتے اُس کا حال تو ناظرین کو معلوم ہی ہو گیا۔

محلہ والے اور سفر جانے والے اکثر اپنی چیزیں اور روپئے آپ کے پاس امانت رکھ جاتے اور جس طرح وہ دے جاتے اُسی طرح آپ رکھ دیتے اور جتنے دنوں کے بعد جب آکر طلب کرتے تو ہو بہو لا کر دے دیتے۔

مالسہ ایک سو اسی روپیہ کی چوری اور ادا کاری

ایک واقعہ مجھ کو یاد ہے کہ ایک سپاہی پنجابی ایک سو اسی مالسہ روپیہ دو مہینے کے وعدہ پر آپ کے پاس امانت رکھ کر باہر چلا گیا جب اُس کے آنے کا زمانہ قریب ہوا تو کسی نے ایک دن صندوق توڑ کر سب روپئے نکال لئے آپ نے جب بکس کو ٹوٹا ہوا پایا تو سخت تشویش ہوئی بالآخر آپ نے کسی طرح اُس کے آنے سے قبل ایک سو اسی مالسہ روپیہ کا بندوبست کر کے رکھا اور آنے کے ساتھ فوراً دے دیا بلکہ اس واقعہ کی اُس کو خبر تک نہ دی۔

دوستی اور دوستوں کے ساتھ برتاؤ

حافظ قاری فیض کا واقعہ

حافظ قاری ابوالخیر فیض محمد مرحوم (جو شاگرد تھے قاری کرم اللہ دہلوی کے

---

٥ کتب فقہ میں قاضی کے لئے قبول ہدیہ ایسے شخص سے جائز لکھا ہے جس سے یہ رسم پہلے سے جاری ہو ورنہ نہیں۔ ولا یقبل ہدیۃ الا من ذی رحم محرم او ممن جرت عادتہ قبل القضاء بالمهاداۃ ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۰ مطبوعہ مطبع احمدی دہلی ۱۲

اور وہ شاگرد تھے حضرت شاہ عبدالقادر قدس سرہ العزیز کے) کو میاں صاحب نے قرآن سنایا تھا- اور قرأت بھی اُن سے سیکھی تھی چنانچہ سند قرآن مجید آپ اُنہیں کے واسطے سے دیتے[عہ] تھے اور قاری فیض نے بھی کچھ میاں صاحب سے پڑھا تھا غرض دونوں ایک دوسرے کے شاگرد اور دوست تھے - قاری فیض نواب باندہ کے ہاں نوکر تھے اور فن قرأت میں مسلم الثبوت اُستاد مانے جاتے تھے اُن کی ملازمت کی مدتوں بعد قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم پانی پتی بھی نواب باندہ کی سرکار میں ملازم ہوئے مگر چونکہ قاری فیض ملازم قدیم تھے اور ایک فنی اُن کا مشاہرہ زیادہ تھا اور قاری عبدالرحمٰن کا کم- قاری عبدالرحمٰن صاحب کو یہ خیال رہتا کہ یہ صرف قاری ہے اور اس کا مشاہرہ زیادہ ہے اور میں مولوی بھی ہوں اور قاری بھی اس لئے اُن سے اور قاری فیض سے باوجودیکہ یہ نابینا تھے چشمک چلنے لگی-

قاری عبدالرحمٰن کا حملہ قاری فیض پر اُنیس سوالات علم قرأت کے پیرایہ میں

قاری فیض کا جواب

ایک روز قاری عبدالرحمٰن صاحب نے اُنیس سوالات متعلق علم قرأت کے لکھ کر نواب باندہ کے حضور میں پیش کئے کہ حضور قاری فیض سے اس کے جواب لکھوا دیں- نواب صاحب نے قاری فیض کو وہ سوالات دئے کہ آپ اس کا جواب لکھوا دیجئے قاری فیض نے سوالات کو سن کر کہا کہ "میں سوال و جواب نہیں جانتا میں پڑھنا جانتا ہوں جس کو قرأت کا دعوی ہو میرے سامنے پڑھے اور مجھ سے سُنے" مگر نواب باندہ چونکہ قاری فیض کو چاہتے بہت تھے اور مسلم الثبوت قاری بھی جانتے تھے- اس خیال سے کہ اس اندھے کی آنکھ کسی موقع پر نیچی نہ ہو جواب کے لئے اصرار کیا- قاری فیض نے یہ کہہ کر کہ "جب کوئی لکھنے والا ملے گا تو جواب لکھوا دوں گا" سوالات اپنی جیب میں رکھ لئے

قاری فیض کا بنارس آنا

نواب باندہ بنارس آتے تھے قاری فیض کو بھی ساتھ اپنے لیتے آئے بنارس میں ایک روز نماز صبح کے بعد قاری فیض نے اپنے قائد سے کہا کہ "مجھے سرائے چل

[عہ] مولوی ابو ابراہیم مینی مدراسی کی سند میں لکھتے ہیں "اما القرآن المجید فقد قرأتہ علی الحافظ القاری فیض محمد سرہندی وہو قرأ علی المولوی کرم اللہ الدہلوی وہو قرأ علی الشاہ عبدالقادر الدہلوی وہو قرأ علی ابیہ الشاہ ولی اللہ المحدث الدہلوی" ۱۲

میں نے رات کو خواب دیکھا ہے کہ میرے اُستاد آئے ہیں اور سرا میں ٹھیرے ہیں" قائد بھی **میاں صاحب** سے واقف تھا اُس نے جواب دیا کہاں دلی کہاں بنارس آپ خواب بھی بے جوڑ دیکھتے ہیں اس پر قاری فیض نے جھڑک کر کہا کہ "میرا خواب جھوٹا نہیں ہوتا" قائد سرا کی طرف لے چلا جب بنارس کی سرا میں پہنچے تو **میاں صاحب** نے دیکھا کہ قاری فیض چلے آرہے ہیں لپک کر ہاتھ پکڑ لیا سلام علیکم کے اور مصافحہ کے بعد **میاں صاحب** نے پوچھا ارے اندھے تو کہاں ؟ قاری فیض نے جواب دیا نواب باندہ کے ساتھ آیا ہوں اور وہ سوالات کا کاغذ نکال کر دیا کہ اس کا جواب لکھ دو **میاں صاحب** نے اُنیسوں سوالات پڑھے ۔ دیکھا کہ سارے سوالات اتقان کے ہیں اور جواب بھی اُن کے اتقان ہی میں موجود ہیں **میاں صاحب** کو اتقان ساری ازبر تھی فوراً جواب لکھ کر قاری فیض کو دے دیا اور پوچھا کہ "یہ سوالات کس نے لکھے تھے" ؟ قاری فیض نے کہا مولوی عبدالرحمٰن پانی پتی نے **میاں صاحب** نے کہا ارے وہ ہمارا پُرانا یار نہایت غصہ ور آدمی ہے سنے گا تو تجھ سے بگڑ جائے گا ۔ خیر اب تو لکھ چکا مگر میرا نام ظاہر نہ کرنا اور نواب باندہ کو بھی میرے یہاں آنے کی خبر نہ دینا قاری فیض وہ جواب لئے ہوئے خوش خوش نواب صاحب کے پاس پہنچے اور جیب سے کاغذ نکال کر نواب صاحب کو دیا کہ سوالات کے جواب لیجئے ۔ نواب باندہ چوں کہ خود حافظ اور قاری تھے اور اس فن کے ساتھ کمال دلچسپی رکھتے تھے یہاں تک کہ اپنی فوج میں صرف حافظوں اور قاریوں کا ایک رسالہ تیار کیا تھا ۔ علاوہ اس کے ہر وقت اُن کے دربار میں علما کا مجمع رہتا تھا ۔ جواب کو سُن کر علما نے بھی بڑی تعریف کی اور نواب صاحب بھی بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ "یہ جواب کس نے لکھا ہے ؟" قاری فیض نے کہا کہ "میرے اُستاد نے" ۔ پوچھا کون اُستاد کہا مولوی نذیر حسین دلی والے پوچھا وہ یہاں کہاں ۔ کہا سرا میں تو ہیں نواب صاحب نے فوراً پالکی اپنے ممتاز مصاحبین اور قاری فیض کے ساتھ سرا میں بھیجی کہ جس طرح ہو اُن کو یہاں لے آؤ بالآخر قاری صاحب زبردستی

قاری فیض اور میاں صاحب کی بنارس میں ملاقات

قاری فیض نے اُنیسوں سوالات میاں صاحب کو دئیے میاں صاحب کو پوری اتقان حفظ تھی سوالوں کے جواب اتقان میں مذکور تھے

میاں صاحب کے لکھے ہوئے جواب کی نواب باندہ اور علما نے بڑی تعریف کی

نواب باندہ نے میاں صاحب کو باصرار بلایا

میاں صاحب کو سرائے پکڑ کر پالکی میں بٹھا کر لے گئے نواب صاحب نے بڑے تپاک سے ملاقات کی اور باندہ چلنے کے لئے اصرار شدید کیا۔ رمضان کا تھا مہینہ **میاں صاحب** نے فرمایا کہ ”مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب بعد نماز عید بارادہ ہجرت مکہ معظمہ جانے والے ہیں اور میں اپنے وطن سورج گڈھ سے دوڑا دوڑ اُن کو رخصت کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں کسی طرح ایک دن بھی کہیں ٹھیر نہیں سکتا۔

شاہ اسحٰق صاحب کی ہجرت اور میاں صاحب کی معذرت

نواب صاحب بھی باندہ واپس جانے والے تھے اور گاڑیوں پر اسباب روانہ کیا جا رہا تھا۔ قاری فیض نے بلا اطلاع **میاں صاحب** کے **آپ** کا اسباب باندہ روانہ کر دیا مجبوراً **آپ** کو نواب کے ساتھ باندہ جانا پڑا اور وہاں نواب صاحب نے بہت اصرار سے کہا کہ بعد نماز عید **آپ** دہلی جائیں مگر **میاں صاحب** نے اپنے شفیق اُستاد شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ کی آخری ملاقات کی دُھن میں کچھ نہ سنا اور دوسرے ہی دن باندہ سے روانہ ہو گئے۔

قاری فیض بزور میاں صاحب کو باندہ لے گئے

نواب باندہ کا اصرار نماز عید کے لئے

نواب باندہ نے جب قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم کو وہ جواب دے دیا اور اُن کو معلوم ہوا کہ یہ جواب **میاں صاحب** نے لکھے ہیں تو **آپ** سے ایسے رنجیدہ ہوئے کہ تمام عمر صاف نہ ہوئے۔

قاری عبدالرحمٰن کو جب معلوم ہوا کہ جواب میاں صاحب نے لکھے ہیں تو ایسے کبیدہ ہوئے کہ تمام عمر صاف نہ ہوئے

ایک دن کا ذکر ہے کہ قاری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم مسجد میں **میاں صاحب** کے آئے اور دوسری جانب رخ کر کے پوچھنے لگے مولوی عبدالرب صاحب (**میاں صاحب** کے سالے) کہاں ہیں؟ **میاں صاحب** نے لپک کر قاری صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ عبدالرب کل کا لونڈا جس کو میں نے مار مار کر پڑھایا ہے اُس سے تم سے کہاں کی ملاقات زمانہ طالب علمی میں ہم اور تم سات برس تک ایک حجرے میں رہے اس کا کچھ خیال نہیں اور آج مولوی عبدالرب صاحب پوچھے جاتے ہیں۔ آخر قاری صاحب کو پکڑ کر اپنے پاس بٹھلایا اور بے تکلفانہ ہنسی مذاق کی باتیں کرنے لگے۔

قاری عبدالرحمٰن اور میاں صاحب کی بے تکلفانہ ملاقات

یہ تھا برتاؤ **آپ** کا دوستوں کے ساتھ۔ قاری فیض کی طرف سے جو جواب لکھ دیا وہ بھی دوستانہ اور قاری عبدالرحمٰن سے جس طرح ملے وہ بھی مخلصانہ

قاری فیض اور قاری عبدالرحمٰن دونوں کے ساتھ دوستانہ برتاؤ

مولوی زین العابدین مرحوم کی یاد

سید عبد العزیز فرخ آبادی لکھتے ہیں۔ "میں الہ آباد سے جب دہلی جاتا تو فرماتے۔ بھائی تمھارے آنے سے مولوی زین العابدین مرحوم یاد آجاتے ہیں اور اپنی طالب علمی کے مزے اُس وقت سامنے ہوجاتے ہیں آج کچھ اوپر ستر برس کا زمانہ ہوا۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

آزادی حق گوئی

رسول خدا سے بڑا کوئی نہیں

آپ جب کوئی حدیث صحیح بیان فرماتے اور کوئی شخص اُس کے معارض کسی ائمہ مذہب کا قول پیش کر دیتا تو برہم ہو کر فرماتے۔ سنو یہ بزرگ ہم سے بڑے میرے باپ سے بڑے دادا سے بڑے مگر رسول خدا سے بڑے نہیں ہیں۔

بے تعصبی

آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آپ کے خلاف میں تقریر کرتا اور وہ حق پر ہوتا تو فوراً تسلیم کر لیتے اپنے منصب اور مشیخت کی ذری پروا نہ کرتے چنانچہ مولوی سید عبد[عہ] العزیز عرف عزیز احمد کو ایک خط میں لکھتے ہیں

ابو داؤد پر بحث اور اپنی غلطی کا اقرار

"تم نے مجھ سے ایک مرتبہ سنن ابو داؤد پر بحث شدید کی اور میرا کہنا نہ مانا۔ تیسری مرتبہ مجھے تمھارا راضی کرنا پڑا اس واسطے کہ تم برسر حق تھے اور تم نے بات بھی سلف صالح کے مطابق پیدا کی تھی"

مولوی یار علی مرحوم ساکن بارہ ضلع ترہت کا ذکر خیر

میاں صاحب اکثر نہایت حسرت انگیز لہجہ میں فرماتے۔ خدا پیادوں سے وہ کام لیتا ہے جو شہسواروں سے نہیں ہو سکتا ورنہ آج مولوی یار علی بارہ ضلع ترہت والے (جو مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کے شاگرد رشید تھے) اگر دہلی میں بیٹھ کر درس دیتے تو اُن کے سامنے کس کا چراغ جل سکتا! مگر افسوس کہ خدا نے پورنیہ میں اُن سے وکالت کرائی۔

[عہ] یہ شاگرد ہیں شمس العلما مولوی امیر احمد مرحوم سہسوانی کے اور وہ شاگرد تھے اپنے والد مولوی امیر حسن مرحوم کے جن کو میاں صاحب نے متبنیٰ کیا تھا اور اُن کی تعلیم منطق۔ معقول فلسفہ۔ فقہ۔ حدیث اور تفسیر وغیرہ کی ابتدا سے انتہا تک اور تربیت بھی خود کی تھی۔ شاگرد در شاگرد در شاگرد کے مقابلہ میں یہ بے تعصبی انتہا سے کمال ہے ۱۲

ہمت

ردِ تقلید میں مولانا شاہ ولی اللہ اور مولانا شہید رحمہما اللہ کی تحریریں

اِس میں شک نہیں کہ ردِ تقلید میں تحریریں لکھیں جناب شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ محدث دہلوی نے مگر اُس زمانہ میں مطابع کے نہ ہونے کی وجہ سے کتابوں کی اشاعت آسان نہ تھی اس لئے اُن تحریروں نے عملی صورت اُس وقت اختیار نہیں کی۔

جناب مولانا اسمٰعیل شہید نے رسالے بھی لکھے اور خود آمین بالجہر رفع الیدین علانیہ بھی کرنے لگے مگر چوں کہ وہ سکھوں سے جہاد کرنے میں مشغول ہو گئے اس لئے تقلید کا رواج عام طور پر جس طرح سے پہلے تھا اُسی طرح رہا عملاً و علماً بلکہ خاص علما بھی مقلد ہی رہے **میاں صاحب** کے عمل بالحدیث شروع کرنے تک فتوے فقہ و فتاویٰ کی کتابوں سے لکھے جاتے تھے۔ اور انہیں کتب متداولہ کا حوالہ دیا جاتا تھا **میاں صاحب** نے جب معیار الحق لکھی اور اصولاً تقلید اور اُس کے بیشتر مسائل کو توڑ دیا اُس وقت سے تقلیدی خارزار کی صفائی علماً اور عملاً ہونے لگی۔ اب فتوی نویسی نے بھی جامہ بدلا یعنی بجائے اس کے کہ تقلیدی جواب لکھا جائے تحقیقی جواب لکھا جانے لگا علما اور عوام نے کوئی دقیقہ مخالفت کا اُٹھا نہ رکھا۔ وہابی معتزلی لامذہب اور کافر وغیرہ وغیرہ کا پل باندھ دیا۔ مگر نہایت ہی بودہ ناقابل عبور۔ بحث و مناظرے کی کوئی حد نہ رہی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جنگ میں جب تک اوزار برابر کے نہ ہوں لڑائی جاری نہیں رہ سکتی۔ علماء مخالفین نے بھی اب قرآن و حدیث کے اوزار سے کام لینا چاہا مگر نومشقی کے سبب ٹھیک طور پر استعمال نہ کر سکے۔ میدان تو **میاں صاحب** اور اُن کے سپاہیوں کے ہاتھ رہا مگر شکست خوردہ جنرلوں کو جو فائدہ شکست سے اُٹھانا چاہئے تھا وہ اُن کو ضرور پہنچا یعنی اپنے نقصانات اور خامیوں سے اچھی طرح واقف ہو گئے۔ اور قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ یا اہل حدیث ہو گئے یا متعصب نہ رہے الا ماشاء اللہ۔

معیار الحق کی تصنیف کے بعد فتوی نویسی نے جامہ بدلا

بحث و مناظرہ کی حد نہ رہی

مخالفین نے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کیا

واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

میاں صاحب کی فتح کامل

میاں صاحب ہی کی ہمت تھی جنہوں نے تن تنہا اس عظیم الشان کام کو شروع کیا اور ایسی فتح کامل کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ممالک حدیث کو نہایت ہی وسیع، سرسبز اور شاداب چھوڑا۔

مولوی عبید اللہ صاحب کی تحریر

مولوی عبید اللہ صاحب مرحوم اپنی کتاب تحفۃ الاخوان کے صفحہ ۱ مطبوعہ مطبع فاروقی میں لکھتے ہیں "میں نے ایک مرتبہ کئی مسئلے مولوی مظفر حسین صاحب سے پوچھے تو وہ مجھ کو اپنے ساتھ سہارن پور لے گئے کہ ان مسائل کا جواب مولانا سعادت علی اور مولانا حافظ احمد علی صاحبان سہارن پوری سے لکھوا دوں گا۔ ایک مسئلہ کے جواب کی نسبت مولوی سعادت علی نے فرمایا

مولوی سعادت علی صاحب کی رائے

اس کام کی ہمت اللہ جل شانہ نے مولوی **نذیر حسین** صاحب ہی کو دی ہے"

مولوی احمد علی صاحب کا اقرار عجز

اور ایک دن مولانا حافظ احمد علی صاحب کی خدمت میں بعض مسائل تقلید میں گفتگو ہو رہی تھی فرمانے لگے ان مسائل میں ہم کو مولانا **نذیر حسین** صاحب کی بات کا جواب نہیں آتا اُن کے جواب میں ہم چپ ہو جاتے ہیں۔

راست بازی اور صداقت

ہندوستان دار الحرب نہیں، غدر، غدر تھا نہ جہاد

اس کی نسبت اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ **آپ** جو کہتے تھے اُس کو کر کے دکھا دیتے تھے اور اس طرح نظیر قائم کرتے تھے۔ ہندوستان کو دار الامن سمجھنا غدر میں جہاد کے فتویٰ پر دستخط و مہر نہ کرنا، بہادر شاہ کو سمجھانا کہ انگریزوں سے جنگ مناسب نہیں ہے، یہ سب **آپ** کی راست بازی کی دلیلیں ہیں جو نازک وقتوں میں **آپ** سے ظہور میں آئیں۔

معیار الحق کی اشاعت

سب سے زیادہ قابل غور "معیار الحق" کی اشاعت بہ نفس نفیس ہے کیوں کہ محمد شاہ پنجابی (**میاں صاحب** کے شاگرد تھے اور چار برس کے قریب ملازم خدمت رہے تھے) نے رسالہ تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین اور ایضاح الحق الصریح" مصنفہ مولانا اسمٰعیل شہید کی تردید میں "تنویر الحق"

نام ایک رسالہ لکھ کر نواب قطب الدین خان مرحوم کی طرف سے شائع کیا۔ **میاں صاحب** نے جب اُس رسالہ کو دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ چالاکی محمد شاہ کی **ہے**

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

کہاں بھولے بھالے نواب صاحب اور کہاں یہ معرکۃ الآرا اور محط الانظار اصولی مسائل۔ معہذا **آپ** نے کتاب "معیار الحق" لکھی جس میں تنویر الحق کے مغالطات اور غلطیوں کو ایسا واشگاف طور پر ظاہر کر دیا کہ کوئی اصولی بشرطیکہ اصول فقہ میں فی الواقع مہارت تامہ اور دستگاہ کامل رکھتا ہو اُس کی مخالفت کر ہی نہیں سکتا اور خود اپنی طرف سے اور اپنے نام سے اس کتاب کو **آپ** نے شائع کیا۔ حالاں کہ ایسے موقع میں **آپ** کی جگہ طبقہ علما میں سے کوئی دوسرا نام برآوردہ شخص اپنے شاگرد کے مقابل میں جس نے چار برس تک کفش برداری کی ہو اپنا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔ بلکہ کسی شاگردی کی طرف سے شائع کراتا۔ اور اس کو مخاطب صحیح ٹھیرانے میں نہایت ہی ہتک اپنی خیال کرتا۔ خصوصاً اُس حالت میں جب کہ نواب قطب الدین خان مرحوم ہم سبق مخاطب صحیح موجود تھے گو کہ وہ حقیقی نہ ہوں مگر یہ **آپ** کی محض راست بازی اور صرف صداقت ہی صداقت تھی۔ جو کہ دودمان سیادت سے اباً عن جدٍ وراثتاً پہنچی تھی۔

قراۃ فاتحہ کے لئے مباہلہ

قرأۃ فاتحہ اور قرأۃ فاتحہ خلف الامام کو **آپ** واجب سمجھتے تھے اور جب اس کے وجوب پر تقریر کرنے اور سمجھانے لگتے پھر اُس وقت کوئی شخص ہٹ دھرمی سے خلاف میں گفتگو کرتا تو براہ صداقت جبلی فوراً مباہلہ کے لئے آمادہ ہو جاتے۔

محنت وجفاکشی

جس میت کی خبر **آپ** کو ہوتی چاہے وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو اُس کی تجہیز وتکفین اور نماز جنازہ میں ضرور شریک ہوتے جس کی شکایت

سب سے زیادہ طلبہ کو تھی کیوں کہ اکثر اُس دن سبق ناغہ ہو جاتا تھا۔

کوئی شخص دعوت شہر کے دور دراز حصّہ میں کرے چاہے امصار و بلاد و قرا سے دور دست میں بُلالے آپ اپنے نفس پر تکالیف شدید اُٹھا کر ضرور جاتے اور فرماتے لو دعیتُ الیٰ کراعٍ لاجبت۔

فتاوی مشکلہ جس کا جواب شاگردوں سے نہ ہو سکتا رات کو نماز تہجد کے بعد اُس کا جواب خود لکھتے اور وہ فتوے ورق دو ورق کے تو ہوتے نہ تھے بلکہ ایک جزسے لے کر چار پانچ جز تک کے رسالے ہوتے۔

ایک مرتبہ مولانا شیخ محمدؐ صاحب ساکن مچھلی شہر نے **میاں صاحب** سے عرض کیا **میاں صاحب**؟ **آپ** کی سی جفاکشی مولوی شریف حسین صاحب میں نہیں ہے جواب میں **آپ** نے فرمایا ابن اخت القوم منھم جس کا مطلب یہ تھا کہ اُن کے ننھیال والے بھی تو جفاکش نہیں ہیں۔

اسلامی حمیت

قرآن وکتب احادیث کو اگر کوئی طالب علم ہاتھ میں لٹکا کر لے چلتا تو بہت رنج ہوتے اور فرماتے ”تم کو اگر کوئی آدمی کان پکڑ کر اس طرح ہاتھ میں لٹکا کر لے چلے تو تم کو اچھا معلوم ہوگا؟“

خاکسار کہتا ہے کہ کتاب کو آدمی پر قیاس کرنا ہر چند قیاس مع الفارق ہے مگر غایت حمیت اسلامی کے سبب **آپ** دیکھ نہ سکتے کہ کوئی کتب دینیہ کو اس طرح لے چلے جس سے اُس کی عظمت میں فرق آئے۔

عورتوں پر شفقت

مولوی سید عبدالعزیز صاحب فرخ آبادی کو ایک خط میں لکھتے ہیں ”اپنی عفیفہ سلمہا اللہ تعالےٰ کو میری دعا کہنا اور نصائح میری جانب سے اتباع کتاب وسنت کی کرنا۔ وہ ایک عالم درویش کی بیٹی ہے اُس میں تم سے زیادہ رجوع و میل خاطر ہوگا۔ اُس کو کسی وقت مکدر نہ کرنا“

SAULAT PUBLIC LI

بچّوں پر شفقت

لڑکوں کی کشتی اور انعام

چھوٹے بچے محلہ کے **آپ** کو یوں تو ہمیشہ دق کیا ہی کرتے تھے کہ **آپ** تو پڑھانے میں مصروف ہیں اور دو چار بچے لپٹے ہوئے تقاضا کر رہے ہیں **میاں صاحب** میری کشتی دیکھو پیسے دو اور **آپ** تنگ آکر فرماتے کہ اچھا لڑبے لڑا اور بعد کشتی کے پیسے ایک دو انعام میں دیتے۔

لڑکوں کا دھوکا

یہ لونڈے دھوکا دیدے کر افطاری مکرر سہ کرر لیتے رمضان میں جب **آپ** افطاری تقسیم کرنے بیٹھتے تو انہیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو پہلے دیتے یہ سب روزے دار تو تھے ہی نہیں جھٹ پٹ کھا کر دوسری جانب سے ایک آکر کہتا **میاں صاحب** مجھ کو نہیں ملی ہے مجھ کو دو دوسرا جس کے مُنہ کا لقمہ ابھی ختم نہیں ہوا ہے پکار کر کہتا نہیں **میاں صاحب** وہ پا چکا ہے میں نے نہیں پائی ہے مجھ کو دو **آپ** ہنستے اور دوبارہ پھر اُن سب کو دیتے۔

کریما مقیماں پڑھانا

ننّھے بچّے تماشا یہ کرتے کہ کریما مقیماں بغل میں دابے آتے اور کہتے **میاں صاحب** مجھ کو سبق پڑھا دو (اس میں شک نہیں کہ **میاں صاحب** نے اوائل میں صرف، نحو، بیان، معانی، منطق، معقول، فلسفہ، اصول فقہ ور فقہ کا درس ایک مدت مدید تک دیا تھا مگر اب تو پچاس ساٹھ برس کے پہلے سے اپنے ذمہ صرف قرآن وحدیث اصول حدیث اور ھدایہ کو خاص کر لیا تھا) باایں ہمہ **آپ** بچوں کو کریما مقیماں کے پڑھانے سے بھی انکار نہ کرتے اور کہتے اچھا پڑھو وہ کتاب کو چٹائی پر رکھ دیتا اور **آپ** کتاب سے قریب جُھکے ہوئے اُس کو ہجے کراتے اور پڑھاتے تھے

آج کوئی صاحب ارباب علم میں ایسے ہیں جو اس طرح کریما مقیماں پڑھانے کو اپنے لئے باعث ہتک نہ خیال کریں۔

حافظ ایوب خلف مولانا شمس الحق سے قرآن سننا

مولانا مولوی ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب مسلمہ رئیس ڈیانواں وفات سے چار مہینے قبل اپنے چھوٹے لڑکے حافظ ایوب (جو اُس وقت قرآن حفظ کر رہا تھا) کو لے کر دہلی گئے اور **میاں صاحب** کے حضور میں پیش کیا

آپ اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دینے لگے اور قرآن سُنانے کو کہا شیخ کو باوجودے کہ ثقل سماع بہت ہو گیا تھا بایں ہمہ وہ لب کی حرکتوں سے غلط اور صحیح کا اندازہ کرکے برابر لقمہ دیتے جاتے تھے اِس کا نام ہے ملکۂ راسخہ۔ بعد اِس کے نہایت شفقت کے ساتھ اُس بچے کو ایک روپیہ انعام دیا جواب تک مولوی شمس الحق صاحب کی تحویل میں محفوظ ہے اور بالاستحقاق اُس کو میرے پاس رہنا چاہیئے۔

لب کی حرکت سے غلط اور صحیح کا اندازہ کرکے لقمہ دینا

ایک روپیہ انعام

مولوی سید عزیز احمد عرف سید عبدالعزیز فرخ آبادی لکھتے ہیں "میں سنہ ۱۹۰۶ء میں دہلی گیا تھا یہ گویا آخری فیضیاب ہونا تھا۔ میرے ساتھ میرے بیٹے سب تھے آپ اُن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ آغا سید عبدالغفار جو سب سے چھوٹا تھا قرآن حفظ کرتا تھا۔ وہ بمقتضائے طفولیت حضرت کی جانب دیکھ کر مسکرایا۔ آپ نے فرمایا ابے دیکھتا کیا ہے جب تیرے بھی دانت نہ ہوں گے اور ہم سا ہو جائے گا تو ایسا ہی بڈھا ہو جائے گا۔

ایک لڑکا روزانہ آکر تھوڑی دیر تک پنکھا جھلتا جب آپ اُس کو کچھ دینے کے ارادہ سے ہاتھ جیب کی طرف لے جاتے تو وہ دیکھتا رہتا اور پنکھے کو سست کرتا جاتا جہاں آپ نے اُس کو کچھ دیا کہ پنکھا پھینک کر چل دیتا آپ ہنس کر اور آہ سرد کھینچ کر فرماتے اعطیٰ کل شیئ خلقه ثم هدیٰ۔

ایک لڑکے کا پنکھا جھلنا اور پیسہ پاتے ہی چل دینا

شرفاء دہلی کے ساتھ برتاؤ

مولانا شاہ رفیع الدین قدس اللہ سرہٗ کے ایک صاحبزادے تھے جو خورجہ میں رہتے تھے۔ ہرچند علم کی دستگاہ اُن میں بہت کم تھی مگر دہلی اکثر آتے اور میاں صاحب سے ملاقات کرتے میں نے خود دیکھا ہے کہ جب وہ در مسجد میں داخل ہوتے تو میاں صاحب اُن کے استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے اور یہی انداز میاں صاحب کا تھا سلوک شاہزادگان مغلیہ کے ساتھ بھی اور عموماً دلی والوں کے ساتھ آپ کا وہی برتاؤ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کے ساتھ برتتے تھے وفات کے تیس۳۰ چالیس۴۰ برس آگے سے

مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے صاحبزادے

سلوک شاہزادگان مغلیہ

اہل وطن کا اقامت وطن پر اصرار

آپ کے عزیز و اقارب اور اکثر اہل وطن نے اصرار کیا کہ حضور دہلی میں بہت رہ چکے اب وطن میں چل کر قیام کریں تاکہ ہم لوگ بھی اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوں مگر **آپ** نے شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز اور مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہم کے مسند خلافت کو چھوڑنا منظور نہ کیا اور بالآخر جن کے حقیقی جانشین تھے انہیں کی سرزمین میں مرنے اور گڑنے کو ترجیح دی۔

عاقبت فرد تو در کویت بمرد
از وفائے جاں نثاراں باد باد

خاندان کی محبت

اپنے کنبے کو ہمیشہ ساتھ رکھا

میاں صاحب کے صرف ایک صاحبزادے مولوی سید شریف حسین صاحب مرحوم تھے اور ایک بیٹی میر شاہ جہاں صاحب مدظلہ کی اہلیہ **آپ** نے بیٹے اور بیٹی دونوں کو تمام عمر اپنے ساتھ رکھا۔ بلکہ پوتے پوتیوں اور ناتی نتنیوں کو بھی کبھی جدا نہ کیا۔ بدرالسلام ناتی کا نام تھا۔ جب اس نے وفات پائی۔ تو **آپ** کو سخت صدمہ ہوا۔ کیونکہ وہ نانا سے بہت ملا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک خط میں مولوی محمد شمس الحق صاحب کو تحریر فرماتے ہیں۔ "از حادثۂ جانکاہ انتقال قرۃ العین بدرالاسلام چہ گویم و چہ نویسم نہ جائے ستیزہ پائے گریز انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بدرالسلام کا انتقال

کون سا دل تھا کہ شیشہ کی طرح چور نہ تھا
غمزدہ سینہ برشتہ دل رنجور نہ تھا
اودی حزن و ملالت میں وہ معمور نہ تھا
نشۂ حیرت و بے تابی میں مخمور نہ تھا
ی رود سطح زمیں از تہ پائم امروز
شاید آں روز قیامت شدہ قائم امروز۔

دل ناکامی دل شاد کہ ناشادم کرد
خانۂ رنج و غم آباد کہ بربادم کرد

والدین او بر بستر ناکامی مردہ وار لیل و نہار سوگوار بے قرار افتادہ می مانند گاہے بے ہوش و گاہے مدہوش و اشک رواں می دارند۔

دردم افسانہ شد و تاب شنیدن نرسید
حیرتم آئینہ گردید و بدیدن نرسید

علی ہذا القیاس جب مولوی سید شریف حسین صاحب مرحوم نے **آپ** کے

سامنے انتقال کیا تو مولوی عبدالغفار مرحوم مہدانوی چھپروی کو اُن کے نامۂ تعزیت کے جواب میں تحریر فرمایا ؎

مولانا سید شریف حسین صاحب کے انتقال پر اظہار ملال

راہ چپ کرد حریفانہ بہار از چمنم
غنچہ من ماندم و ہنگام شگفتن بگذشت

مولوی حفاظت اللہ صاحب مرشد آبادی لکھتے ہیں کہ ”مولوی سید شریف حسین صاحب مرحوم کے انتقال کی خبر میں نے علیگڈھ میں سُنی اور وہاں سے تعزیت کے لئے دہلی گیا۔ اُس وقت **میاں صاحب** مسجد میں تشریف رکھتے تھے بے صبری کا کوئی جملہ تو **آپ** کی زبان مبارک سے سُنا نہیں صرف اس قدر فرمایا دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ اُن کی عاقبت بخیر کرے۔ اکلوتا بیٹا کس قدر اپنے باپ کا لاڈلا ہوتا ہے مگر میاں شریف حسین لڑکپن سے بے تکلف تھے میں سے جو کھلایا وہی کھایا اور جو پہنایا وہی پہنا کوئی چیز خود مجھ سے کبھی طلب نہ کی۔

مرحوم کے اوصاف حمیدہ

بھائیوں کا ذکر

علاوہ بیٹا بیٹی پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے **آپ** کے دو بھائی بھی تھے مولوی سید سجاد حسین اور مولوی سید توسل حسین۔ جب **آپ** مظفر پور یا رحیم آباد یا کسی دوسری جگہ صوبہ بہار میں تشریف لاتے تو یہ دونوں بزرگ ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور خواہ **میاں صاحب** کتنے ہی عدیم الفرصت اور مستعجل واپسی دہلی کے لئے کیوں نہ ہوں مگر ضرور یہ لوگ سورج گڈھ لے جاتے اور جب تک **آپ** اُس دیار میں تشریف رکھتے دونوں ساتھ رہتے کوئی شخص انداز ملاقات سے یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ **میاں صاحب** سے مدت مدید کے بعد ملاقات ہوئی ہے بلکہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ تینوں بھائی ہمیشہ ساتھ ہی رہتے ہیں۔

میاں صاحب کو جو ترکہ مادری پہنچا تھا اُس کو بھی مولوی توسل حسین مرحوم کے نام بمعافی زرِ ثمن بیع کر دیا۔

بھتیجوں کا ذکر

بھائیوں کے علاوہ **میاں صاحب** اپنے بھتیجوں کو بھی بہت چاہتے تھے مولوی محمد عبدالحفیظ خلف مولوی سید توسل حسین صاحب مرحوم کو اپنے ساتھ دہلی لے گئے اور اچھی طرح اُن کی تعلیم و تربیت فرمائی۔

وطن کی محبت

باوجودے کہ **آپ** تقریباً اسّی برس دہلی میں رہے مگر وطن کو نہ بھولے اکثر

اپنے وطن اور صوبہ بہار کا تذکرہ کرتے اڈکین کے قصے کہتے۔

آپ کا برتاؤ اپنے اہل وطن بہار والوں کے ساتھ وہی تھا جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا برتاؤ مہاجرین وقریش کے ساتھ مدینہ منورہ میں تھا۔

اہل وطن کے ساتھ کیا برتاؤ تھا

ان لوگوں کی خاطر تواضع مدارات میں ذرہ برابر کمی نہ کرتے امراء، رؤساء، غربا اور طلبہ جو یہاں سے دہلی گئے اُن کا ٹھکانا **آپ** ہی کا گھر تھا اور **آپ** اِس سیر چشمی، فراخ حوصلگی، اور دریا دلی سے اُن لوگوں کی مدارات کرتے جس کی نظیر غالباً بمشکل بھی مل نہیں سکتی۔ یہ لوگ جو آرام وہاں پاتے اور جو کھانا **آپ** کھلاتے وہ شاید ہی کسی اَور سے بن پڑتا۔

اہل دہلی بطور طنز کبھی اس مدرات پر کچھ خراب ریمارک بھی کر دیتے تو **آپ** وہی نظیر نبوی صلعم کی طرف اشارہ کر دیتے جو برتاؤ آپ کا مہاجرین وقریش کے ساتھ تھا

اساتذہ کا ادب

میاں صاحب اپنے اساتذہ جناب مولانا شاہ ولی اللہ جناب مولانا شاہ عبد العزیز جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہم اور اُن کے خاندان کا بہت ادب کرتے اکثر قرآن وحدیث کے ترجمے کے موقع پر فرماتے مجھ سے اس کا مقراضی ترجمہ سنو جو ہمارے بزرگوں سے سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ اور بیان مسائل میں بھی اُنہیں بزرگوں کے اقوال سے سند لاتے اور فرماتے "ہمارے حضرات یوں فرماتے ہیں"۔ اِس پر کوئی آزاد طبع طالب علم اگر کہہ دیتا کہ حضرات کا کہنا سند نہیں ہو سکتا جب تک قرآن وحدیث سے سند نہ دی جائے۔ تو بہت خفا ہو کر فرماتے مردود! کیا یہ حضرات گھس کٹے تھے ایسی ہی اُڑان گھائی اُڑاتے تھے۔

مقراضی ترجمہ

ساتذہ کے
قوال سے استناد

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رحیم آباد سے **میاں صاحب** گاڑی پر ریلوے اسٹیشن وینی آ رہے تھے اور مولانا ابو محمد ابراہیم صاحب علیہ الرحمۃ آروی ہمراہ تھے رستہ میں مولانا مرحوم نے **میاں صاحب** سے لباس مستورات کی نسبت پوچھا ساری پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ **میاں صاحب** نے جواب دیا۔ ہمارے حضرات جائز کہتے تھے۔ مولانا مرحوم نے عرض کیا حضرات کا

ولانا ابو محمد
ابراہیم صاحب
کا واقعہ

کہنا حجت شرعی تو ہو نہیں سکتا۔ اِس پر فرمایا کیا؟ تمہارے نزدیک یہ سب حضرات گھس کے ٹڈھے تھیں ایک شیخ چلی پیدا ہوئے۔

شاہ ولی اللہ اور مولانا شہید صرف قرآن و حدیث سے استنباط مسائل کرتے۔

یوں تو خاندان ولی اللٰہی کے ساتھ نہایت ہی شغف تھا اور نسبت بھی نہایت زبردست رکھتے تھے مگر شاہ ولی اللہ اور مولانا اسمٰعیل شہید کی نسبت اکثر فرماتے کہ "میں اِن دونوں دادا پوتوں کا قائل ہوں جو صرف قرآن و حدیث سے استنباط مسائل کرتے اور اپنی رائے پر اعتماد رکھتے ہیں زید و عمرو کسی مصنف یا عالم کی پیروی نہیں کرتے اِن کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا سے فیضان الٰہی جوش مار رہا ہے"

شاہ عبد العزیز صاحب کی بصارت جوانی میں جاتی رہی

جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے بارے میں فرماتے افسوس ہے کہ زمانۂ شباب ہی میں آپ کی بصارت جاتی رہی ورنہ ذہانت تو اس بلا کی تھی کہ اس حالت میں بھی آسمان زمین کے قلابے ملا دیتے ہیں۔

بوستاں کی تعریف

ایک دفعہ بخاری پڑھاتے وقت آپ نے کسی حدیث کی تائید میں بوستاں کا ایک شعر پڑھا ایک شوخ چشم طالب علم بول اُٹھا بوستاں کیا ہے گویا بخاری کی شرح ہے آپ نے فرمایا۔ تم بوستاں کو سمجھتے کیا ہو؟ مجھ سے پڑھو تو اُس کی حقیقت تم کو معلوم ہو۔

مناظرات تلامذہ پر افسوس

مولوی عبد العزیز سلمہٗ رحیم آبادی اور مولوی محمد سعید مرحوم بنارسی میں جب تحریری مناظرے زوروں سے ہو رہے تھے۔ اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری کے بعض مسائل مستنبط سے اہل حدیث ہی نے مخالفت کی اور اُس نے بھی مناظرے کا پہلو اختیار کیا۔

تو **میاں صاحب** کو سخت افسوس ہوا چنانچہ مولوی شمس الحق صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں "واختلاف مابین مولوی محمد سعید و مولوی عبد العزیز و نیز بعض مسائل مستنبط مولوی محمد حسین در تاسف و تلہف انداختہ کہ عوام بر ملا خندہ زن ہستند خصوصاً اہل تقلید زیادہ تر در شماتت اند انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انتقام کا خیال نہ ہونا

میاں صاحب کی ہجو

یک دن کا ذکر ہے کہ نماز صبح اور درس قرآن مجید کے بعد **آپ** نے ایک چھپی ہوئی نظم جیب سے نکال کر فرمایا ہمیں کسی دوست نے یہ نظم تحفہ بھیجی ہے ہم خود ہی پڑھ کر سناتے ہیں وہ فی الواقع **آپ** کی ہجو تھی جو کسی مخالف نے چھپوا کر ڈاک میں بھیج دی تھی۔ اور نہایت مہمل بے معنی فحش ورنا موزوں تھی **آپ** نہایت اچھی طور پر اُس کو پڑھ کر سنانے لگے ایک شعر اُس کا یہ تھا ؎

جب کی خراب اُس نے ساری دلّی
چوہے کھا کر چلی حج کو بلّی

پھر اُس میں نہایت بے ہودہ طور پر **آپ** کی سوانح عمری لکھی تھی **آپ** خوش ہو کر بخندہ پیشانی ہر ہر شعر کو پڑھتے اور دُہراتے اور اُس کی تشریح کرتے جاتے ایک شعر میں اُس نے لکھ دیا تھا کہ "مکہ معظمہ میں جب گرفتار ہوئے تو بد معاشی کے اسباب اُن کے پاس سے برآمد ہوئے" اس کو پڑھ کر بہت ہنسے اور فرمایا کہ "میرے پاس تو صرف ایک قرآن شریف ہی تھا"

ہجو کا جواب لکھنے سے منع کرنا

خیر یہ جلسہ تو ہنسی خوشی برخاست ہوا ظہر کے بعد یک شخص نے آ کر عرض کی صبح والی نظم کے جواب میں فلاں شخص ستر شعر لکھ چکے ہیں اور بھی لکھ رہے ہیں **آپ** نے فرمایا "ارے میاں کیا کرو گے جانے بھی دو اُس نے ہمیں کچھ دیا ہی ہے لیا تو نہیں چاہے گالیاں ہی سہی مگر آخر دیا ہی ہے جانے بھی دو۔

چشم پوشی

لاہور کی لُنگی کا واقعہ

آپ کے پاس کسی نے لاہور سے ایک لُنگی نہایت عمدہ تحفہ بھیجی **آپ** ایک دن اُس کو اُوڑھ کر مسجد میں آئے اتفاقاً چلتے وقت بھول گئے۔ ساکنین مسجد میں سے ایک صاحب نے ہاتھ لگا لیا۔ یاد آنے پر جب تلاش کی گئی تو نہ ملی۔ تین چار روز کے بعد اُن کا لڑکا (جنہوں نے ہاتھ لگایا تھا) اس لنگی کو اوڑھ کر بازار میں نکلا۔ لُنگی تھی بھی ممیز اور سب کی دیکھی ہوئی لوگوں نے پہچانا اور **میاں صاحب** سے آکر کہا **آپ** نے نہایت بے التفاتی سے کہا دور کرو

کہنے والوں نے سمجھا کہ میری بات کو آپ نے بے وقعتی کی نظر سے دیکھا اور خیال نہیں کیا۔ اپنی توثیق کے لئے اُن لوگوں نے مکرر عرض کیا۔ کہ حضور کو اگر یقین نہ ہو تو اُس کو پکڑ لاتے ہیں حضور بچشم خود دیکھ لیں۔

اس پر نہایت برہم ہو کر آپ نے فرمایا دنیا میں کیا وہی ایک لنگی بنی تھی دوسری ویسی بنی ہی نہیں یا ملتی نہیں ؟ آخر خبر پہنچانے والے خود نادم ہوئے اور وہ لڑکا پھر علانیہ اُس کو اوڑھے پھرتا اور اوڑھ کر مسجد میں آتا۔

سازوسامان دنیا سے بے تعلقی

مکان اور لباس کا حال تو ناظرین پڑھ ہی چکے ظروف کا یہ حال تھا کہ آپ اکثر طلبہ کے لئے روٹی وغیرہ دسترخوان ہی میں لپیٹ کر لاتے۔

چائے کی عادت اور ظروف چائے ندارد۔

چائے اکثر نوش فرماتے بلکہ کچھ دنوں انتقال کے قبل تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ کئی کئی دن صرف چائے ہی پر اکتفا کرتے نہ دوسری غذا کرتے نہ پانی پیتے مگر چائے بھی بے دودھ کی سادی شکر بھی ایسی ہی ویسی ایک بڑے بادیہ میں جو دال وغیرہ کے لئے ہوتا ہے نہ چائے کا سٹ نہ چائے پوچی نہ پرچ نہ پیالیاں نہ چمچہ۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

مخالفین کا اعتراف کہ شیخ کی تھوڑی صحبت کا اثر بھی نہایت مستقل ہے اور پائدار

ایک بزرگ سجادہ نشین جن کے مرید صوبۂ بہار میں بہ کثرت تھے اپنی خانقاہ واقعہ مضافات اودھ سے بہ تقریب دورۂ ہدایت ہر سال صوبۂ بہار میں تشریف لاتے سنہ ۱۲۹۵ھ میں جو آپ تشریف لائے تو ایک مولوی صاحب بھی حسب دستور قدیم مناظرہ وغیرہ کے لئے ساتھ آئے۔ ضلع عظیم آباد کی ایک بستی میں جب آپ نے نزول اجلال فرمایا تو معلوم ہوا کہ حضرت کے ایک مرید کے فلاں بیٹے[عہ] دہلی پڑھنے کے

[عہ] ان صاحبزادے کا سابق خیال و مقال جب پہلی مرتبہ حج کرکے آئے تھے تو یہ تھا (دیکھو صفحہ ۱۶۰)

لئے گئے تھے اور ب چار مہینے رہ کر مکان کسی ضرورت سے آئے ہیں پھر دہلی جانے والے ہیں۔

مناظرہ

ایک روز نماز عصر کے بعد حضرت کے معتقد مرید کے صاحبزادے قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے پھر کیا تھا مولانا مناظر لپٹ پڑے اور مسئلہ تقلید میں بحث کرنے لگے صاحبزادے نے شرح مسلم الثبوت بحر العلوم، حجۃ اللہ البالغہ، عقد الجید، تفسیر عزیزی وغیرہ پیش کر کے کچھ اس طرح مودبانہ تقریر کی کہ مولانا ساکت ہو گئے۔ قبلہ و کعبہ حضرت سجادہ نشین کی دوربین اور تجربہ کار نگاہ نے تاڑ لیا کہ صورت معاملہ بگڑ گئی اپنے ہمراہی مولانا مناظر کو جھڑک کر فرمانے لگے۔ اجی میاں فلاں تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟ لڑکا ہے دہلی میں اور تم یہاں۔ اِس کو تم کبھی سمجھا سکتے ہو۔ ارے یہ تو چار مہینے وہاں رہ کر آیا ہے **نذیر حسین** کی صحبت میں جو شخص ایک دن بیٹھے پھر وہ کسی دوسرے کی کبھی سُن سکتا ہے۔!

اِس کے بعد حضرت پیر و مرشد نے فرمایا۔ میرے ہاں ایک وہابی ہے اُس کا نام ہے نصر اللہ ہم اُس کے بارے میں ہمیشہ یہی شعر پڑھا کرتے ہیں ؎

ز نصر اللہ چناں بیزار مانم
کہ در قرآں اذا جاء نخوانم

شاعرانہ مذاق سے اگر دیکھا جائے تو شعر فی الواقع اچھا ہے مگر چونکہ مذہبی پہلو رکھتا ہے اور اِس پہلو سے دیکھنے کے جو لوگ عادی ہیں وہ اِس کی نسبت کیا رائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۹) کہ جب کبھی تقلید اور عدم تقلید کا ذکر آتا تو غیر مقلدین کو بے دھڑک کافر کہہ دیتے اِن کے ساتھ مجالست، مکالمت، مواکلت، مشارکت، مناکحت، اور قرابت سب کو حرام فرماتے۔

کچھ دنوں بعد ایک خدا کا بندہ دہلی سے آیا اور حجۃ اللہ البالغہ عقد الجید تنویر العینین وغیرہ کتابیں ساتھ لایا اور وہ کتابیں اُن کو دیکھنے کے لئے دیں۔ چونکہ خدا نے طبیعت فطرۃً سلیم عنایت کی تھی اور مزاج میں کجی نہ تھی اِن کتابوں کے مطالعہ میں اُنہوں نے غور و فکر سے کام لیا۔ اور پھر کچھ دنوں بعد اُسی بندہ خدا کی تحریک سے جب وہ خود دوبارہ دہلی گیا تھا یہ بھی دہلی پہنچے اور حدیث پڑھنا شروع کیا کسی ضرورت کے سبب چار مہینے کے بعد اِن کو وطن آنے کا اتفاق ہوا اُسی زمانہ میں حضرت شاہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اور اِن صاحبزادے کی حالت حدیث پڑھنے کے بعد یہ ہوئی کہ پھر دوبارہ حج کو گئے۔ چلتے وقت اُسی بندۂ خدا نے پوچھا حج تو آپ کر چکے ہیں پھر کیوں جاتے ہیں جواب میں فرمایا وہ حج زمانۂ تقلید کا تھا اِس لئے دوبارہ ضرورت ہے پھر تو یہی بزرگ بڑے صوفی اور فرقہ اہل حدیث سارن کے مقتدا تھے انا للہ وانا الیہ راجعون ۱۲

رکھتے ہیں یہ وہ جانیں۔

دشمنوں کا اعتراف

ہر مذہب کے مطابق فتویٰ دینا

دہلی میں حنفی بھی ہیں شافعی بھی اور حنبلی بھی ضرورت کے وقت ہر مذہب کے لوگ **میاں صاحب** ہی سے اپنے مذہب کے متعلق فتوی پوچھتے اور **آپ** اُنہیں کے مذہب کا مفتیٰ بہ جواب دیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مقلد نے آکر **آپ** سے فتویٰ پوچھا **آپ** نے کہا تمھارا مذہب کیا ہے؟ اُس نے کہا حنفی **آپ** نے مسئلہ کا جواب حنفی مذہب کے موافق دے دیا جب وہ مسجد سے باہر ہوا تو لگا سب وشتم کرنے ایک دوسرے آدمی نے (جو اُس کے ساتھ ہی مسجد سے چلا تھا) پوچھا کہ ”جب تم اُن کو ایسا سمجھتے ہو تو مسئلہ اُن سے پوچھتے ہی کیوں ہو؟“ مستفتی نے جواب دیا کہ ”صاحب کیا کریں اِس کے برابر کوئی عالم بھی تو اب ہندوستان میں نہیں ہے“

خط اور خطوں کا جواب لکھنا

اِس میں تو کسی کو بھی کلام نہیں کہ خط کا جواب نہ لکھنا پرلے سرے کی بداخلاقی ہے اور اہل یورپ (جنھوں نے اِس تعلیم کو اسلام ہی سے حاصل کیا ہے) کے نزدیک تو یہ ایک ایسا اخلاقی جرم ہے جس کی توبہ اِس کے سوا کوئی نہیں کہ مکتوب الیہ جس نے خط کا جواب نہیں دیا ہے وہ خود تحریر میں اقدام کرے اور معافی مانگے۔

اِس زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ پُرانی روشنی والے حضرات خط کا جواب تحریر کرنے کی جانب سے بہت لااُبالی ہیں اور اس خصوص میں مذاق اخلاقی کچھ ایسا بگڑ گیا ہے کہ خط لکھنے والا باوجودے کہ اپنے خط کا جواب نہیں پانے کے سبب انتظار خلجان اور تردد میں ایک عرصہ تک رہتا ہے مگر جواب نہیں ملنے پر کچھ زیادہ ناراض نہیں ہوتا اور مکتوب الیہ کو تو اپنی اس بداخلاقی کا احساس ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ اگر اُس کو سمجھایا جائے تو وہ یہی کہے گا کہ اِس میں بارے بداخلاقی کون سی ہوئی۔

میاں صاحب نے (جن کو ہر کام میں اتباعِ[عہ] سنت کا خیال تھا) جواب نگاری کا طریقہ بھی سنت کے موافق اختیار کیا تھا۔ یہی طور آج دنیا کے مہذب قوموں اور آدمیوں میں جاری ہے۔

آپ کی عادت تھی کہ ہر خط کا جواب ضرور لکھتے یا لکھوا دیتے حالانکہ بیشتر خط لکھنے والوں سے ملاقات، تعارف، اور دید و شنید بھی نہ تھی۔ اور اکثر موقع پر اپنی طرف سے بھی کتابت میں اقدام کرتے۔

PUBLIC LIBRARY

طرزِ تحریر القاب و آداب

خط کا سرنامہ اکثر اس طرح شروع کرتے کہ پہلے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھکر دوسری سطر میں لکھتے "از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی، بخدمت شریف جامع حسنات و کمالات عزیزی فلاں، بخدمت بابرکت مولوی فلاں، بخدمت شریف مرجع آزادگاں[عہ] مجمع افتادگاں[سہ] وغیرہ وغیرہ القاب فراخور حال و مناسب شان مکتوب الیہ۔

پھر۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد سلام مسنون واضح باد۔ کے نفس مضمون شروع کرتے۔

اور کبھی سرنامہ یوں بھی شروع کرتے" برادر دینی وفقکم اللہ بالخیر والطاعۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور خاتمہ پر الراقم العاجز طالب الحسنیین سید محمد نذیر حسین

[عہ] امام بخاری نے ادب المفرد میں روایت کی ہے عن عبد اللہ بن عباس انی لاری لجواب الکتاب حقاً کرد السلام ترجمہ میں ضرور جواب خط لکھنے کا حق ویسا ہی سمجھتا ہوں جیسا کہ سلام کے جواب دینے کا حق ۱۲-

[عہ] یہ القاب مرجع آزادگاں مولوی نور احمد صاحب کو لکھا تھا جس شخص نے مولوی صاحب مرحوم کو دیکھا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ ان کے لئے یہ کیسا موزوں القاب ہے ۱۲

[سہ] مجمع افتادگاں یہ القاب لکھا ہے مولوی گوہر علی صاحب مرحوم ڈیانواں (جن کو لوگوں نے تاج الاسخیا کا لقب دیا تھا) کے خاندان کے ممبروں (مولوی نور احمد حافظ علی اکبر حافظ علی اصغر مولوی شمس الحق مولوی اشرف الحق) کو جو لوگ اس خاندان سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مجمع افتادگاں کیسا موزوں القاب اس خاندان کے لئے ہے ۱۲

جس خط میں اپنا نام سرنامہ پر نہیں لکھتے تو خاتمہ پر ضرور لکھتے، کبھی از دہلی روانہ از مقام فلاں، اور تاریخ بھی لکھ دیتے کبھی تاریخ نہ لکھتے۔

زیادہ تر خطوط فارسی میں تحریر فرماتے اور گاہ گاہ اُردو میں بھی اکثر خاتمہ پر خطوط کے لکھ دیتے "زیادہ السلام خیر الختام"

کام کرنے کی ہدایت

مولوی علیم الدین حسین صاحب مرحوم نگرنہسوی کو لکھتے ہیں:-

"الحمد للہ کہ بہ تحریر ایں عاجز نظر کردہ کاربند شدند اللہ جل شانہ سعی عزیز را مشکور گرداند آیندہ ہم ہمیں خواہم کہ بموجب مصرعہ آغاز کردۂ برسانش بانتہا۔ جمیع مراتب طے کردہ خود را وایں عاجز را ماجور و مشکور اتم گرداند"

مولوی ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب کو لکھتے ہیں:-

"او موفق حقیقی توفیق انیق عطا فرماید کہ شرح ابو داؤد کہ بطرز سہل و حل مطلب آغاز شد اتمامش نیز بہ احسن وجوہ مبارک باد ع دعا از من اجابت از خدا باد"

ایک اور خط میں مولوی شمس الحق صاحب کو اُن کے بھائی مولوی اشرف الحق صاحب کی نسبت لکھتے ہیں:-

مزاج مولوی اشرف الحق صاحب باعتدال اصلی بحال شد یا نہ و بچہ شغل مصروف می باشد و شوق وا کردہ باختتام خواہند رسانید یا معطل گذرانید ؎

وقت ہر کار نگہدار کہ نافع نبود
نوشدارو کہ پس از مرگ بسہراب دہی

آیندہ توفیق الٰہی انیق باد۔

مولوی سید عبد العزیز فرخ آبادی کو لکھتے ہیں۔

"علوم دین را کہ بمشقت حاصل نمودند ضائع نہ باید ساخت از مشاغل متعلقہ فرصت غیر ممکن باشد ورنہ درس بہ طالبان دادن بسیار مناسب است ایں ہم نباشد کتب بینی و شغل تالیف بسا مستحسن و پر خیر است"

شکریہ

مولوی شمس الحق صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

انچہ ہدایا بوفور رافت فرستادہ بودند پس ہدیہ حبیب حبیب شد وموجب نصیب پر خصیب گشت جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارین وکان سعیکم مشکورا"

مولوی سید عبدالعزیز فرخ آبادی کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

"میں نہایت خوش ہوا کہ مبلغ   اعانت مدرسہ کے لئے بھیجے خدا برکت تمہاری کمائی میں دے سب لڑکوں نے خوش ہو کر شیرینی کھائی اور تمہارے لئے دعا کی اور کچھ حساب بھی بنیہ کا طے کر دیا، اللہ تم کو اور تمہارے بچے حمید کو زندہ اور تابع شریعت کا رکھے۔

طلبہ کے حال سے اُن کے مربیوں کو خبر دینا

مولوی شمس الحق صاحب کو لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد، درس صحیح بخاری و ہدایہ شروع کردند الحمد للہ طبیعت شاں سلیم است بارک اللہ فی علمہ

طلبائے عازمین کے لئے مشورہ

مولوی سید عبدالعزیز فرخ آبادی کو لکھتے ہیں

"پیش فقیر آمدن سودے ندارد چندے از مولوی امیر احمد سلمہ صحبت درس گرم باید داشت بعدہ در اینجا رسیدن مضائقہ ندارد در مدرسہ قریب پنجاہ ہفت طالبان علم درس می گیرند۔ در ینجا زیادت تپ و لرزہ است وقتیکہ سرما خفیف شروع شود در ینجا رسند بالفعل قیام ملتوی نمایند بلکہ بعد فراغ سنت نکاح آمدن مناسب است نمی دانم کہ انکار از نکاح مستفاد از کدام حدیث کردند تجرد و رہبانیت خلاف اسلام است ماوراے این از نکاح شغل درس و تدریس باز نمی ماند انبیاء علیہم السلام وصحابہ رضوان اللہ علیہم وائمہ سنت این سنت سنیہ را بجا آوردند از نکاح تزاید وترقی نسل است اگر اولاد سعد بوجود آمدند ثواب از خدا خواہد رسید جناب قاضی صاحب و والد ایشاں را شوق مناکحت شما بسیار است وما شاء اللہ نقص شرافت وسقم نسب درمیان نیست محض بحیلۂ طلب علم انکار خلاف عقل است بندہ فقیر

براے فراغ کتب شما ہمیشہ مستعد و موجود ست پدر بزرگوار شما استفتاے کہ بذریعہ ڈپٹی شیخ کریم بخش رسانیدند جوابش دادم براے استفادۂ ایشاں نقلش فرستادہ می شود اگر در صحت روایات کلامے باشد بے تامل نویسند چراکہ نگاہے غائر و ذہن بلیغ بفضلہ دارند من کہ فرسودۂ زمانہ شدم مباحث جوانانہ از کجا آرم ہرگاہ کہ از طالبان حل غوامض نتواں شد تجربۂ پیران نود سالہ درکار است قاضی صاحب مہماں نواز فراج دارند ہنگام سفر بندہ از الہ آباد و دہلی ہنگام قیام فقیر نوازشہا کہ نمودند ہمہ یاد دارم خوش قسمتی ایشان است کہ ایں چنیں کریم النفس شفیق یافتند از شما غم جوانہ مرگ دختر مرحومہ خویش غلط می نمایند۔

تجربہ پیران
نود سالہ

سفارش

ایک خط میں مولوی نور احمد صاحب مرحوم حافظ علی اکبر صاحب مرحوم و حافظ علی اصغر صاحب مرحوم و مولوی محمد شمس الحق صاحب سلمہ و مولوی محمد اشرف صاحب سلمہ کو لکھتے ہیں۔

"بروفق اظہار و بیان مولوی محمد عرفان صاحب کہ مولوی محمد شمس الحق صاحب و مولوی محمد اشرف صاحب از حالات برکت سمات شاں خوب واقف اند اعانت و رفاقت در اداے قرض معزی الیہ بوجہے کہ نوشتہ اند بظہور آید زہے اجر عظیم عند اللہ الکریم خواہد بود زیراکہ این خلق از اخلاق حضرت ربوبیت است کہ الرحمٰن الرحیم و از عمدۂ صفات حضرت نبوت است کہ بالمؤمنین رؤف الرحیم لہذا در حدیث صحیح وارد شدہ کہ الراحمون یرحمھم الرحمٰن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء و در مشکوٰۃ و طبرانی وغیرہ مروی است کہ آں حضرت صلعم فرمودہ اند کہ مسلماناں را می باید کہ در شفقت و حسن سلوک باہم مانند یک تن باشند اگر یک عضو از تن دردمند شود تمام تن برفاقت او بے خواب ماند از ینجا شیخ سعدی علیہ الرحمۃ در گلستان افادہ فرمودہ ؎ بنی آدم اعضاے یک دیگر اند + و بر آں صاحبان عالی شان فضائل جزیل قرض دادن مخفی نیست کہ تا وقتے کہ مستقرض اداے قرض نہ کند مقرض را ہماں قدر ثواب قرض دادہ مثل ثواب صدقہ براے او

نوشتہ می شود و ثواب صدقہ دہ گونہ و ثواب قرض دادن ہیجدہ گونہ می شود چنانچہ برآں صاحبان پوشیدہ نے دریں صورت آں صاحبان حسبۃً للہ و شفقۃ علی خلق اللہ عاجز نامبردہ مضطر را امداد فرمایند و اجر بے حساب نزد رب الارباب ذخیرہ عاقبت بشمارند ع برمن منگر بر کرم خویش نگر ۔ و نیز بشکر نعمت رب العزت و اما بنعمۃ ربک فحدث کارفرما شوند و از جواب باصواب زودتر کامیاب فرمایند و مضطر و بیکس را از بارگراں رہا نمایند۔"

تعزیت

تعزیت کے خطوط میں مکتوب الیہ کے مذاق کی رعایت کرتے
مولانا عبداللہ قدس سرہٗ غزنوی چونکہ متشرع صوفی تھے
اُن کی تعزیت میں جو خط اُن کے بیٹوں کو لکھا وہ یہ ہے

"از عاجز محمد نذیر حسین بمطالعہ گرامی مولوی عبداللہ و مولوی محمد و مولوی عبدالجبار سلمہم اللہ تعالیٰ بالخیر۔ بعد از سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ واضح باد کہ از خبر انتقال جامع خیر و برکات موجب تاسف و الم کمال رو داد انا للہ و انا الیہ راجعون اللہم اغفر لہ وارحمہ وادخلہ جنت الفردوس ؎

واہ عبداللہ فنا فی اللہ شد — ازجناب باریش تسلیم باد
چشمۂ فیض کرامت شان او — رونق افزا چشمۂ تکریم باد

ارحم الراحمین آں صاحبان را بر جادۂ شریعت بمیراث پدری فائز کناد و ایں عاجز بدعا و عافیت دارین شما بدرگاہ کبریا مستدعی می باشد قبول فرمایند زیادہ سلام خیر الختام"

مولوی شمس الحق صاحب جو کہ سادہ وضع اور سادہ
طبیعت آدمی ہیں اُن کو لکھتے ہیں

"از حادثۂ جانکاہ انتقال اہلیہ مرحومہ شما نہایت تاسف رو داد مارا بجز وظیفۂ انا للہ و انا الیہ راجعون چارہ نیست بہرحال بصبر و شکیبائی گرایند و بشکر رب العالمین در آیند"

دوسرے خط میں انہیں کو ان کے ماموں کے انتقال پر لکھتے ہیں:-

از استماع خبر جانکاہ ہوش ربا یعنی انتقال مولوی علی احمد صاحب مرحوم موجب تاسف و رنج و الم از حد گردیدہ کہ از احاطۂ تقریر و تحریر بیرون است انا للہ و انا الیہ راجعون برخواندم و دعاء مغفرت و رحمت برائے آں محمود العاقبت کردم و خواہم کرد و نماز جنازہ ادا نمودم اللھم اغفرلہ وارحمہ وادخلہ فی عبادک الصالحین فی جنۃ الفردوس آمین رب العالمین۔

مولوی محمد علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی جو کہ نہایت رنگین مزاج آدمی تھے اُن کو لکھتے ہیں :-

لشکرِ غم کی چڑھائی ہے خبردار اے دل   مورچہ ٹوٹنے پائے نہ شکیبائی کا

از عاجز محمد نذیر حسین بخدمت بابرکت مولوی سید علیم الدین حسین سلمہ عن الزین والشین بعد السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ مشہود خاطر باد کہ قدر و منزلت نفس مطمئنہ ؎

آں کہ نفس کلام حق گویاست   کہ جہاں را برائے او آراست
واں کہ تن جامۂ خلافت حق   جز بہ بالائے او نامدراست

وزاں برتر و بلندتر ست کہ محل تصرف و ترفع و منزل آسایش و تمتع او ہمیں سرائے فانی و تنگنائے عالم جسمانی باشد ؎

بہ خاکدان جہاں دل منہ کہ جائے دگر   برائے مسکن تو برکشیدہ اند قصور

کہ اذا رایت ثم رایت نعیماً و ملکاً کبیرا ازان است و رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ خالدین فیہا ابدا التمغائے دوامی اشارت بدان ست پس روئے التفات از جانب جسم و جسمانیات گردانیدہ پس پشت انداز د و بخطاب الطاف آب یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی سرفراز و بدیدۂ فبصرک الیوم حدید نظارۂ عالم ملکوت وجوہ یومئذٍ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ سرمایۂ کامرانی پرداز د و جاوداں فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر بلذت اُنس و نعم وصال محبوب بمنصہ شادمانی نازد و ازاں کہ دریں کون و فساد ایں سواد سے نیب و حادثۂ جانکاہ کہ موجب صد نالہ و آہ بر انتقال اہلیہ مرحومہ شما کہ از در رنا یہ گذار

نعیم

بہ دارالقرار بہ فردوس بریں جانشیں شد و بہ جنت الماوی اقامت گزیں ؎

گر قلم بر سر غم نامۂ دوراں آید
خوں بدل آہ بلب اشک بہ مژگاں آید

ور بہ توقیع وقیع بشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون صبر جمیل باید و بہ منطوق لازم الوثوق کل نفس ذائقة الموت سر عبرت برضائے مولیٰ فرو بردہ بمژدۂ دل کشا اولئك علیهم صلوات من ربهم ورحمه واولئك هم المهتدون جزع و فزع نشاید ؎

ہر چند آہ جگر دوز چہ امکاں دارد
سر زند نالۂ جاں سوز چہ امکاں دارد

ابواب مرحمت الٰہی چوں مفتوح گردد منظوراں را خلعت ابتلا بلباس بلا پوشانند و اسباب قرب و عنایت سبحانی چوں متشاخند شود جرعۂ زہر حوادث از مشرب داویلا چشانند ؎

طالب خلعت نعمت ہمہ باشند ولے
دولت آں بردکہ تشریف بلا یافتہ است

پس ازیں رہگذر بہ صبر و شکیبائی بہ خوش ادائی و لشکر گذاری جناب باری مستبشر باشند کہ نعم البدل عطا فرماید و جزائے جزیل بہ صبر جمیل افزاید آمین رب العالمین ثم آمین ؎

اپنی ہستی کو سمجھتا رہے برباد انسان
چار عنصر نہیں جھونکا ہے یہ چوبی کا

زیادہ والسلام مع الاکرام خیر الختام۔

مولوی سید عبدالعزیز فرخ آبادی کو (جو کہ نہایت ہی کم سن اس وقت تھے)
ان کے لڑکے کے مرنے پر لکھتے ہیں:-

”جو لڑکا مر چکا ہے اُس کا رنج نہ کرنا چاہیے ابھی تمھاری عمر کیا ہے شاید چند بال ڈاڑھی کے آئے ہوں گے مجھے تمھارا غصہ اور جلدی ہر وقت یاد آیا کرتی ہے“

شیخ سے طلبہ اپنے گھر پر خط لکھواتے

مولوی محمدؐ نور بہاری نے ایک خط اپنے والد حکیم محمدؐ عبدالرزاق صاحب کو اپنی طرف سے لکھوایا اور میاں صاحب نے خاکسار ہی کے ہاتھ میں دیا کہ اس کی نقل کر کے مولوی محمدؐ نور کو دیدو میں نے دو نقل اُس خط کی کی ایک اُن کو دی اور ایک اپنے پاس رکھ لی۔

اِس خط سے **میاں صاحب** کی پُرانی، نثر پردازی پر روشنی پڑتی ہے اور اس خط کو اُسی موقع پر درج کرنا مناسب تھا مگر چوں کہ اِس سے آپ کے اخلاق جمیلہ کو بھی گہرا تعلق ہے کہ اونٰے ادنٰے طالب علم کے کہنے سے ایسا چھوٹا چھوٹا کام بھی کیا کرتے تھے اِس لئے یہیں درج کرتا ہوں **وھوھذا!**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صبا بحضرت گُل عرضۂ گیاہ ببر　　پیام شام بہ درگاہ صبح گاہ ببر

قبلۂ لمعات لطائف قدسیہ کعبہ منحات طرائف السنیہ مجدد شرع متین ممہد حق المبین مجمع مفاخر جلیہ منبع مآثر علیہ ادام اللہ دولتہ ممدودۃ الرواق وصولتہ مشدودۃ النطاق ؎

سبق اشک رواں از ورق گُل دارم　　نامۂ پاک تر از دیدۂ بلبل دارم

مروح روح و مرہم دل مجروح یعنی رشحات نامہ روح پرور و نفحات مراسلہ مرہم گستر کہ دریں ایام خجستہ فرجام نگاشتہ خامہ بدائع رقم و رقم زدہ کلک مشکیں فم خدام کرام والا مقام حبیب جانہائے پاک، طبیب دلہائے غمناک در اطیب اوقات ورویۃ النفحات گذشتہ شربت تحیہ و سلام و زلال پیام برکت التیام آن مستسقیان بستر ہجراں و مجہستہ دلان زاویہ حرماں را سیراب گردانید و اشتعال حرارت غریبۂ مہاجرت کہ خلاف مقتضائے طبیعت بشری و مورث انواع اعراض و کدورت سپری بود تسکین پذیر گردیدہ سطور فائز السرورش کہ نور بہ سواد دیدۂ ہجراں دیدہ داد و بیاض بین السطورش کہ مرہم کافوری بر جراحت دلہائے غم رسیدہ نہاد ؎

ہزار شکر کہ فرخ رخے مسیح دمے　　حیات بخش دم شد بر نسخۂ قلمے
مصور از قلم صنع صد خجستہ قسمے　　کشد ولے نہ کشد زیں خجستہ تر رقمے
ہزار داغ بدل داشتم ز دست غمش　　کنوں نماند بجز داغ فرقتش المے
بہ کنج ظلمت غم تنگ دل ہمی مردم　　اگر ز آب حیاتم نمی رسید نمے

الحمد للہ والمنۃ للہ ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست　　می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ناگاہ این مذنب اواہ در بزم گاہ درس صحاح ستہ کہ از کلمات طیبات مبارکات آں سرور مفخر موجودات کہ محل تنافس تخت نشینان سبع ارائک و مورد تجاذب کروبیان ملائک ست کمر ہمت بستہ بہ تحصیل آں نشستہ ہزار رحمت جان آفریں بر جان پاکش کہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ہر زماں نثار روضۂ منور وضریح مقدس خواجۂ کائنات خلاصۂ موجودات باد

محمد کافرینش ہست خاکش
ہزاراں آفریں بر جان پاکش

آں مبارک قدمے کہ بہ میامن انوار ہدایتش دیجور غوایت منقشع گشت و از دلالت رسالتش جادۂ عمیاء ضلالت بطریق مستقیم ہدایت مبدل شد و از یمن کمالات ذاتش طغرای الیوم اکملت لکم دینکم بر منشور دین قویم کشیدند و از آثار سعی مشکورش رقم و رضیت لکم الاسلام دینا۔ بر صفحۂ ملت بیضا نہاد و سابقۂ رحمت الہی کہ ہر معجزے را زمانے مقرر و ملتے را مدتے مقدر گردانید بر چہرۂ ہر زمانے تابندہ و آثار ملت، ورا بر روے ہر مکانے پائندہ داشت و معجزات باہرۂ اورا تا دامن آخر الزماں بطراز بقا مطرز و شعار شریعت ظاہرش را تا نفخ صور بسمت ظہور موسوم گردانید و قرآن برہان قدیم بینۂ صدق اورا تا ابد ندائے فاتوا بسورۃ من مثلہ می زند و فحوائے دُرِ نظامش لیظہرہ علی الدین کلہ قواعد ملت اورا تا قیامت استحکام می دہد

مقصود ز آفرینش ایں طاق نیلگوں
فرہائے دولت بے منتہائے اوست
طاؤس بوستان رسالت کہ جبرئیل
ہنگام وحی بلبل دستاں سرائے اوست

در پردۂ مبارکہ لاجرم کلام مجید آسمانی و تنزیل حمید فرقانی کہ اعظم معجزات محمدی و واضح براہین احمدی است و بصفت اوتیت جوامع الکلم متصف بسہ قسم منقسم می شود۔ اول توحید الہی احدی دوم احکام شریعت محمدی صلوات اللہ وسلامہ علیہ سوم اطاعت اولو الامر موافق توقیع رفیع خالق اکبر چہ اولی الامر را کہ تابع معطوف می شود معطوف ساختہ ارشاد فرمود۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول

ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاٰخر ذالک خیر و احسن تاویلا

بریں معنی حضرت سعدی شیرازی نیز ارشاد می فرمایند ؎

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ازیں رہ گذر مزاولت سیر آں حضرت ؐ در ہر کار و بار ضرور اُفتاد تا کردنی و ناکردنی بدریافت شود و اتباع تام رو دہد و بر گفتۂ زید و عمرو کہ مخالف سیر آں سرور خیر البشر ؐ گردد سر نتابد۔

دانش ایں جا متحیر و خرد ایں جا لال ست زہے عالم خراسانی کہ نکو گفتہ و دُر معنی سُفتہ ؎

اہل توحید چو تحقیق سخن در گیرند
خس و خاشاک شک از زمین یقین برگیرند
رونق کار خود از حضرت قرآں جویند
شاہد دین خود از قول پیمبر گیرند
ہر بیانے کہ بود سادہ ز توقیع حدیث
در کف اہل ہوا نقش مزور گیرند
در محاذات نصوص ایں ہمہ تکلیف قیاس
نادرست و عبث و واہی و منکر گیرند
دیدہ از فقہ منزل چو منور سازند
خاطر از فقہ محرف ہمگی برگیرند
مجتہد گاہ مصیب است و گہے خاطی لیک
ہر چہ در وے نہ خطا حکم پیمبر گیرند
آنچہ منحوت خیال ست و مخالف بہ نصوص
اہل دیں در حرم دیں بت اکبر گیرند
ہر چہ آں را نبود مستند از قول رسول
گرچہ فتواے امام ست کہ ابتر گیرند
با گل سرخ کہ اصلش عرق روے نبی ست
رتبۂ لالۂ نعماں نہ برابر گیرند
اہل تحقیق کجا مائل رایند و قیاس
شہسواراں نہ چنیں صید محقر گیرند
سُنن مصطفوی درگہِ صدق است و صفا
کاہل دل سرمۂ توفیق ازاں در گیرند
حبذا بارگہ علم کہ ارباب نظر
خاک آں کوے بہ اکسیر برابر گیرند
اے خوشا قوم کہ اندر رہ دیں گاہ سلوک
از احادیث نبی ؐ مرشد و رہبر گیرند
در مقامے کہ سخن ہا رود از علم و عمل
ہر چہ آں غیر حدیث ست نہ در خور گیرند
کار بندان فقہا ہر کہ شود خاک درش
چوں طلا کار در انگیزۂ زر در گیرند
متن و مضمون احادیث بہ تبدیل رواة
چوں مکرر شود آں قند مکرر گیرند
علم زیں جملہ عزیز است و لے اہل صفا
از احادیث نبی ؐ راحت دیگر گیرند

سنتے زندہ نمایند دریں عصر وسپس — اجر صد خون شہید از در و ور گیرند
ناگزیر آمدہ بر حق طلبان علم حدیث — شب تار است بگو شمع منور گیرند
ہر کجا حرف قیاس است چو صرصر بجہند — ہر کجا قول رسولؐ آمدہ از سر گیرند
بے شعوراں کہ بر آرا و قیاسات خوشند — کودکانند کہ اوراق مصور گیرند
باغ فردوس بر آں قوم مباح است کہ خوش — روش راستی از قول پیمبر گیرند
از صحیحین و موطار امامِ مالک — سُنن مصطفوی بہر عمل بر گیرند
ترمذی گرچہ بود قافلہ سالار ہدے — در جزالت ز صحیحین موخر گیرند
بعد ازاں شیخ نسائیؒ و ابوداؤدؒ است — ہر دو را در صفِ تقوی سر و سرور گیرند
غیر ذلک ز کتب آنچہ در آثار رسولؐ — آمدہ بر سر تسلیم چو افسر گیرند
زینت دوحۂ ایماں بود از طائفۂ — کہ قدم بر اثر شافع محشر گیرند
سوے توحید گرایند ز اخلاص و پس — جنت قدس علی رغم ابی ذر گیرند
اے علمدار نبی روح قدس یاور تو — بادکت اہلِ یقیں سید و یاور گیرند
مر ترا از رہِ تعظیم معزز دانند — مر ترا در صف ابرار موقر گیرند

ایں ہیچداں بل سراسر ناداں آنچہ کبرائے امت و علمائے ملت فرمودہ اند بہ ملازمان عالی معروض داشتہ و دراں از خود فروگذاشتہ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

زیادہ بریں مبادرت کردن نمی تواند و فدوی از تہ دل تابع فرمان پیشینیان اہلِ یقینم ؎

اصل استعداد و شرطِ صحبت است — مرد گر کور است عینک لعبت است

ترصد کہ از راہ مربیانہ جائے کہ خطا کردہ باشم ہدایت خواہند ساخت و بہ اصلاح کریمانہ خواہند نواخت ؎

حمد نا محدود رب کردگار — آنکہ کردہ ذاتِ خود را آشکار
اے پدر سرسبز باشی روز و شب — تا کہ باشد دشت خضرا سبز زار

زیادہ حد ادب فقط

۵ر ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۳ھ روز شنبہ مقام دہلی

طلبہ کے ساتھ شفقت اور ہمدردی

جب کوئی طالب علم بیمار ہو جاتا اور آپ کو اُس کی علالت کی خبر ہو جاتی یا سبق میں نہ دیکھتے تو پوچھتے فلاں مولوی کیوں نہیں آئے اگر کسی نے کہہ دیا کہ بیمار ہیں تو فوراً **آپ** مدرسے میں تشریف لاتے اور برابر بیٹھے رہتے تشفی دیتے دوا علاج اور تدبیر کرتے رہتے۔ الغرض جب تک اُس کو صحت نہ ہو جاتی **آپ** زیادہ تر اُسی کے پاس بیٹھتے اِن مواقع میں کبھی کبھی سبق بھی ناغہ ہو جاتا اور تا صحت **آپ** کو ایک خلجان رہتا۔

درس کے وقت مذاق

صیغہ یا ترکیب پوچھنا

تحصیل علم حدیث کرنے والوں میں عموماً صرف جید طلبہ بلکہ بیشتر حضرات مدرسین ہوتے تھے اثناءِ قراءت میں **آپ** کبھی کبھی کوئی صیغہ یا ترکیب پوچھ لیتے تو لوگ سوچنے لگتے اُس وقت فرماتے ہا تم نے ابھی پڑھا کیا تھا اور آگے کیا بڑھ گئے بتاؤ صاحب ؟ تم لوگ تو ماشاء اللہ پڑھے پڑھائے مولوی ہو اور یہ تو معمولی صیغہ ہے سوچنے کے بعد جب کوئی صاحب غلط سلط کچھ کہتے تو **آپ** اعتراض کر دیتے پھر تو پالکی رکھی جاتی۔ جب دیر ہوتی تو فرماتے اچھا دو سیر مٹھائی یا قلاقند منگا دیتا ہوں بتاؤ پھر فرماتے اچھا ایک روپیہ دیتا ہوں پھر فرماتے کہ اچھا ایک نہیں دو روپے لے لو بتاؤ تو سہی اس پر بھی جب صدائے برنخواست ہی کی نوبت رہتی تو فرماتے صاحب ہم بھی تو روشن ضمیر ہیں تم تو چل نکلے تھے مگر جب ہم چلنے بھی دیں یہ کہہ کر نہایت توضیح اور تحقیق کے ساتھ سمجھا دیتے اور کہتے سنو صاحب تمام جھوڑی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے سات برس اوائل میں صرف صرف و نحو کا درس دیا ہے اب تو سب کچھ اسی صحاح میں ہم دیکھ لیتے ہیں۔

ایک دفعہ قاری نے مُشْعَانٌ کو شمعات پڑھ دیا پھر دوسری جگہ بھی اِسی طرح غلط بہ تقدیم و تاخیر حروف پڑھ گیا آخر سامعین نے ٹوکا تو **آپ** نے ہنس کر

لوگ نسخہ کو نخسہ کہتے ہیں

فرمایا صاحبو جانے بھی دو لوگ نسخہ کو نخسہ کہا کرتے ہیں۔

لڑکوں کا امتحان

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ **آپ** رحیم آباد آئے ہوئے تھے شیخ احمد اللہ صاحب مرحوم نے اپنے چھوٹے صاحبزادے یٰسین مرحوم کو پیش کرکے عرض کیا حضور یٰسین کا امتحان لیں **میاں صاحب** نے نہایت تشفی اور دلاسے سے پوچھا کیا پڑھتے ہو انہوں نے عرض کیا شرح وقایہ۔ قطبی میر **آپ** نے فرمایا اِس کی ترکیب تو کہو ؎

	من جارنی لبستا نتا نار ینجنا		من جنے نار ینجنا نارآً جنا	

علما کا امتحان

یٰسین مرحوم سوچنے لگے اُستاذ الاساتذہ حافظ عبد اللہ صاحب مدظلہ غازی پوری اُن کے قریب ہی تھے اشارتاً کچھ بتانا چاہا **میاں صاحب** نے فرمایا سنو صاحب میں نے لڑکے سے پوچھا ہے اُس کو کہنے دو تم سے پھر پوچھوں گا۔

شاہ عطا کریم صاحب کا قصہ

ایک روز کسی موقع پر اثنائے سبق میں فرمانے لگے سنو صاحب ایک بہت بڑے بزرگ سجادہ نشین شاہ عطا کریم صاحب تھے مرید بھی بہت تھے خانقاہ بھی تھی مسجد بھی تھی۔ پابند صوم وصلوٰۃ بھی تھے اتفاقاً ایک طالب علم نے وہاں جاکر پوچھا میاں عطا کریم صاحب کہاں ہیں اِس پر اُن کے مُرید بگڑے اور مارنے کو دوڑے اُس نے پوچھا کیا ہوا ؟ مریدوں نے کہا تو حضرت کا نام اِس بے تعظیمی سے لیتا ہے طالب علم نے کہا تو پھر کیسے کہوں ؟ مریدوں نے کہا اِس طرح کہہ جناب حضرت سید شاہ عطا کریم صاحب مدظلہ اُس نے کہا بہتر۔ معمول تھا کہ شاہ صاحب جب مسجد میں آچکتے تب اذان شروع ہوتی۔ عصر کے وقت طالب علم نے جو شاہ صاحب کو آتے دیکھا اذان دینی شروع کردی اور بجائے اشہد ان محمدا رسول اللہ کے کہنے لگا اشہد ان جناب سید شاہ محمد ارسول اللہ صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر مرید ہاں ہاں کرتے ہوئے دوڑے اُس نے کہا اِیں کیا ہوا ؟ مریدوں نے کہا کس طرح اذان دیتا ہے۔ اذان یوں ہی دی جاتی ہے ؟ اُس نے کہا پھر اذان کیسے دوں ؟ مریدوں نے کہا اشہد ان محمدا رسول اللہ وہ شاہ صاحب کے سامنے آکر کہنے لگا واہ خوب

اِن لوگوں نے کہا۔ آپ کے نام کے ساتھ اگر جناب حضرت سید شاہ عطا کریم صاحب مدظلہ نہ کہا جاے صرف نام لیا جاے تو یہی لوگ مار پیٹ کرنے پر تیار ہو جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جن کی جوتی کی خاک کے برابر بھی آپ نہیں ہیں اُن کا نام خالی محمد رسول اللہ لیا جاے اچھا انصاف ہے۔

جناب شاہ صاحب نے اپنے مریدوں پر سرزنش کی اور کہا۔ تم لوگ ہم کو ذلیل کراتے ہو اگر اس غریب نے خالی نام لیا تھا تو کیا ہوا۔

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کا جلالین میں شریک نہ ہونا

مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی سنہ ۱۲۹۳ھ میں دہلی میں پڑھتے تھے رمضان کا مہینہ آیا تو جلالین شروع ہوئی۔ بعض آدمی گھر جانے کے لئے مستعجل تھے اس لئے بجاے ایک پارے کے دو پاروں کی نوبت آگئی مولوی عبدالعزیز صاحب نے شرکت چھوڑ دی **آپ** نے سبق میں اُن کو نہیں دیکھا تو آدمی بھیج کر مدرسہ سے بلوایا پوچھا تم نے دیر کیوں کی یہ فطرتی مناظر کہنے لگے جس طرح جلالین یہاں پڑھائی جاتی ہے ایسی مجھ کو خود آتی ہے **میاں صاحب** نے فرمایا۔ بہتر یہ اُٹھ کر چلے آئے ایک دن اثناے سبق میں پھر ایک طالب علم کو بھیجا کہ مولوی عبدالعزیز کو بلا لینا یہ آئے **آپ** نے اُس دن سبق میں ایک عبارت کا مطلب پوچھا اُنہوں نے فوراً جوڑ توڑ لگا دیا **آپ** نے اُس پر اعتراض کر دیا۔ اب تو یہ سوچنے لگے تب **آپ** نے فرمایا ؎

سوی الیہ کا امتحان

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست
شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

بغیر اساتذہ کی جوتی سیدھی کئے ہوے۔ یہ باتیں نہیں حاصل ہوتی ہیں یہ کہہ کر **آپ** نے خود بیان کر دیا۔ اور کہا اُستاذوں کے بتانے کی بھی جگہیں ہیں۔ اور اس شعر کی نسبت فرمانے لگے رزیڈنٹ لکھنؤ کے مترجم نے نواب سعادت علی خاں کی مجلس میں کہا۔ شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں یہ عجیب بات رکھی ہے کہ اس کے اشعار قوافی بدل کر بھی اگر پڑھے جائیں تو بے معنی نہیں ہوتے چنانچہ ایک نسخہ میں گلستاں کے میں نے دیکھا ہے خفتہ باشد کی جگہ خفیہ باشد لکھا تھا۔ شاید کہ پلنگ خفیہ باشد * انشاء اللہ خان انشا نے کہا۔ بجا فرماتے ہیں میں نے ایک نسخہ میں قطعہ بہ تبدیل قوافی دیکھا تھا ؎

خفتہ باشد اور خفیہ باشد انشاء اللہ خاں کا لطیفہ

تا مرد سخن نگفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفتہ باشد
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست — شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اس پر خوب قہقہے لگے اور مترجم صاحب، نواب صاحب اور رزیڈنٹ دونوں کے روبرو نہایت شرمندہ ہوئے۔

مستقل مزاجی

آپ کی طبیعت جلدی کسی رنگ کو قبول نہیں کرتی تھی اور جب کوئی رنگ اختیار کر لیتی تو اُس کو جلدی چھوڑتی نہ تھی۔

لڑکپن میں پڑھنے کی جانب سے بدشوقی

لڑکپن میں پڑھنے لکھنے کی طرف سے سخت بدشوق تھے جب پڑھنے کا شوق ہوا تو ہمیشہ کے لئے وطن ہی چھوٹ گیا۔

فقاہت کا نمونہ اور سرسید کی تحریر

تحصیل و تکمیل علوم متدارسہ کے بعد مدتوں فقیہ رہے چنانچہ سرسید احمد خان مرحوم آثار الصنادید میں لکھتے ہیں "جناب مولوی نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ" "زبدۂ اہل کمال اُسوۂ ارباب فضل و افضال مولوی نذیر حسین صاحب بہت صاحب استعداد ہیں خصوصاً فقہ میں ایسی استعداد کامل ہم پہنچائی ہے کہ اپنے نظائر و اقران سے گوے سبقت لے گئے ہیں۔ روایت کُتُب میں آج بے نظیر ہیں"

خدمت حدیث

جب درس حدیث کی جانب توجہ کی اور توغل بڑھا تو دوسرے علوم و فنون اور تقلید شخصی کی طرف سے بے پروائی آن گئی۔ یہاں تک کہ تقلید بھی کی تو صاحب حدیث ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی۔ اور سب کی تقلید سے ہاتھ اُٹھایا۔

ساٹھ برس تک دہلی میں حدیث ہی کا درس دیتے رہے اور اسی پر خاتمہ ہوا مسلمانوں کو جب پکارا تو حدیث ہی کی جانب پکارا اور آٹھ دس لاکھ[عہ] آدمیوں کو عامل بالحدیث بنا چھوڑا۔ ایک خط میں مولوی سید عبدالعزیز فرخ آبادی کو لکھتے ہیں "مرا کہ از خدمت علوم دین سیما کتاب و سنۃ ضیق فرصت ست دام روز زیر درس ۴۵ طلبہ ہستند فقدان اطمینان است"

[عہ] اخبار دار العلوم دہلی مطبوعہ ۱۰-اکتوبر ۱۹۰۲ء تحت مضمون "وفات حسرت آیات" جس کی نقل اس کتاب کے صفحہ ۲۲۸ میں ملے گی ۱۲

پیشین گوئی

ایک خط میں سید عبدالعزیز ساکن صمدن ضلع فرخ آباد کو لکھتے ہیں:-

”مجھے اپنے اللہ سے امید ہے کہ تم کو وہ اولاد صالح دے گا اور یہ بھی قوی بھروسہ ہے کہ سب سے زیادہ تعداد ہوگی۔ میں نے رات کو خواب میں دیکھا تھا کہ تم کئی لڑکوں کی انگلیاں پکڑے ہوئے آرہے ہو۔ اور چند بچے تمھارے پیچھے پیچھے ہیں یہ خواب منتج نتائج حسنہ ہے اور تعبیر کثرت اولاد کے ساتھ ہے اللہ جل شانہ تمھاری پیروی تمھاری اولاد کو بخشے گا اور میں بھی ضرور دیکھوں گا۔ اور اسی مسجد میں دروازے کے سامنے تم کو آتے دیکھا ہے اور تم اس جگہ آکے بیٹھے تھے جہاں تم نے مجھ سے ایک مرتبہ سنن ابوداؤد پر بحث شدید کی اور میرا کہنا نہ مانا تیسری مرتبہ مجھے تمھارا راضی کرنا پڑا۔ اس واسطے کہ تم برسر حق تھے اور تم نے بات بھی سلف صالح کے مطابق پیدا کی تھی یا اللہ میری اس تحریر کو درجہ قبولیت کا دے آمین ثم آمین“

خواب

تعبیر

یہی بزرگ اپنے ترجمہ میں لکھتے ہیں ”میرے چند بیٹے ہیں۔ مولوی ابوالمجد سید محمود عرف عبدالحمید۔ ابوالمجاہد سید حسن عرف سید عبدالحکیم۔ ابوالسعادۃ سید حسین عرف عبدالحفیظ۔ آغا سید رضا عرف حافظ عبدالغفار“

پیشین گوئی کا ظہور علی وجہ الاتم

دوسری جگہ اپنے حالات میں لکھتے ہیں ”میں سنہ ۱۹ء میں دہلی گیا تھا یہ گویا آخری فیض یاب ہونا تھا۔ میرے ساتھ بیٹے تھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے“

ناظرین ہی انصاف کریں کہ ایسی یقینی پیشین گوئی کیا کوئی معمولی بات ہے؟

زندہ دلی اور خوش طبعی

اکثر جمنا میں تیرنے کے جلسے کیا کرتے۔ حباب تلامذہ اور تیراکوں کو لے کر جاتے دن بھر تیرتے رہتے خربوزے آتے اور سب مل کر خوب کھاتے خود فرماتے تھے۔ جوانی میں تین کاموں کا شوق رہا۔ جمنا میں تیرنے کا۔ گھوڑا چڑھنے کا۔ اور بدلی میں سونے کا۔

جمنا کنارے کے جلسے

جوانی کے شوق تیرنا، گھوڑا چڑھنا، بدلی میں سونا

باغ کی سیر

اکثر دوستوں اور شاگردوں کو ساتھ لے کر کسی باغ میں چلے جاتے۔ شہتوت، آم اور دوسرے دوسرے میوے فصل کے لے لے کر کھلاتے مذاق کی باتیں ہوتی رہتیں کوئی اِدھر ٹہل رہا ہے کوئی اُدھر پھر رہا ہے کوئی دوڑتا ہے کوئی تعاقب کرتا ہے۔

خاکی شاہ کا ذکر

سنہ ۱۲۹۴ھ میں ایک بنگالی طالب علم پڑھتا تھا اُس کا نام تو تھا تراب علی مگر **آپ** نے مذاقاً اُس کا نام خاکی شاہ رکھ دیا تھا۔ اِس سے اور ایک دوسرے طالب علم سے جانی دشمنی تھی ایک روز جب دونوں کے آپس میں خوب زبانی لڑائی ہو چکی تو خاکی شاہ نے **میاں صاحب** سے آکر غصّہ میں کہا۔ **میاں صاحب** اِس کو منع کیجئے ورنہ اب خون ہو جائے گا **آپ** نے فرمایا کیا مضائقہ سرکار کی طرف سے ساڑھے تین خون تمھارے لئے معاف ہے۔ آخر دونوں لپٹ پڑے اور ایک نے دوسرے کی دانت کاٹنا شروع کیا جب خون بہنے لگا تو **آپ** فوراً اُٹھے اور دونوں کو چھڑا کر پاس بٹھا لیا اور سمجھانے لگے توبہ توبہ تم لوگ حدیث پڑھنے کو آئے ہو۔ کونوا عباد اللّٰہ اخوانا پھر سیر کا دودھ شکر ملا ہوا حلوائی کی دوکان سے منگوا کر دونوں کو پلوایا۔ اور گلے گلے ملا کر صلح و صفائی کرا دی۔

شادی کا مشورہ

ایک شخص **آپ** کے پاس اپنی شادی کے خصوص میں مشورہ لینے کے لئے آیا **آپ** نے فرمایا۔ شادی کرنے کا مضائقہ نہیں مگر کسی طرح یہ بات بھی دریافت کر لینا کہ بیوی کا مزاج کیسا ہے اور تم کو بھی چاہئے کہ شادی کے بعد بیوی کے ساتھ اچھی طرح رہو نیک سلوک کرو، نرمی اور ملائمت برتو، اُس کی تکلیف کا خیال رکھو۔

بیوی کے مقابل میں سبکی/خجالت

سنو ایک صاحب تھے بڑے بخیل اُنہوں نے شادی کی تو گوشت بازار سے خود خرید کراتے اور بوٹیاں گن کر بیوی کو پکانے کے لئے دیتے۔ بیوی تھی ہوشیار پانچ بوٹیاں یہ دیں تو وہ اُس کے دس ٹکڑے کر لیتی پانچ تو دن کو دے دیتی اور پانچ پھر رات کو بھی دیتی اب تو یہ گھبرا کر کہنے لگے میں نے تو پانچ ہی بوٹیاں دی تھیں اب یہ پانچ کہاں سے آ گئیں اُس نیک بخت نے کہا۔ ہاں تم نے

تو پانچ ہی دی تھیں مگر یہ ہمارا احسان ہے اس میں تمہارا کیا لگا ہے۔

دلّی والے دلّی نہیں چھوڑ سکتے

فرخ آباد اور دلّی کے کتوں کی حکایت

ایک دفعہ تذکرہ آیا دلّی والے دلّی چھوڑ نہیں سکتے آپ نے فرمایا۔ دلّی کا ایک کتّا فرخ آباد گیا وہاں ایک کتّے سے ملاقات اور دوستی ہو گئی۔ فرخ آباد والے نے دلّی والے کی خوب خوب دعوتیں کیں مختلف قسم کے کھانے ہمیشہ کھلائے بالآخر دہلی والے کتّے نے بوقت رخصت اپنے فرخ آبادی دوست کو دہلی آنے کے لئے باصرار کہا۔ اور وعدہ لیا۔ کچھ دنوں بعد اتفاقاً فرخ آبادی کا دلّی آنا ہوا۔ جمنا پار ہوتے ہی پہلے تو شہر کے کتّے لپٹ پڑے۔ بہ ہزار خرابی اُن سے کسی طرح پیچھا چھوڑا کر شہر میں پہنچا اور اپنے دوست کی تلاش کرنے لگا۔ چاندنی چوک میں کچھ رات پڑے ملاقات ہوئی۔ پہلے تو دلّی والے نے بڑی ہمدردی کی اس کے بعد دعوت کی فکر میں چلا۔ دلّی والے تو سرِ شام ہی کھانا کھا چکتے ہیں۔ اب رات گذرے اس کو ملے تو کیا ملے جامع مسجد کی شمالی سیڑھیوں پر (جہاں نانبائی شامی کباب ہانڈی کباب وغیرہ عصر کے وقت بیچتے ہیں) ایک ہانڈی کباب کی مل گئی۔ کباب تو بک چکا تھا صرف مصالحہ رہ گیا تھا۔ اسی ہانڈی کو لاکر فرخ آبادی دوست کے سامنے رکھ دیا (دلّی والے مرچیں زیادہ تو کھاتے ہی ہیں اس پر نانبائی بازار کے کباب میں اَور بھی زیادہ مرچیں دیتے ہیں) اور معذرت کی بھئی اس وقت تو کچھ ملا نہیں خیر حُسنِ اتفاق سے چیز اچھی مل گئی ہے۔ بھوک کی شدت اور پریشانیوں کے بعد ہانڈی جو سامنے آئی تو چاہا کہ سب کو ایک ہی لقمہ کر جائیں مُنہ لگاتے ہی مرچوں نے زبان، حلق اور سینہ تک کی اس طرح خبر لی کہ گویا آگ لگ گئی۔ نہایت ہی سراسیمگی کی حالت میں کہنے لگا یار تم اس شہر میں کیوں رہتے ہو جہاں کے کھانے کی یہ حالت ہے بہتر ہے کہ تم میرے ساتھ فرخ آباد چلے چلو وہاں کا آرام تو تم نے دیکھا ہی ہے اس کے جواب میں دلّی والے نے کہا۔ یار اسی چٹ پٹے کے سبب سے تو دلّی چھوڑی نہیں جاتی۔ دوسری جگہ کے کھانے میں یہ مزا کہاں!

ایک حافظ نابینا نے آکر **آپ** سے مسئلہ پوچھا مسئلہ بتا کر فرمایا: ع

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی فرماتے ہیں **آپ** دعوتوں میں ہم کو ضرور ساتھ لے جاتے اور اپنی بغل میں بٹھاتے کھانا کھاتے جاتے اور ہڈیاں میرے آگے رکھتے جاتے اور کھانے کے بعد فرماتے "ارے اندھے تو تو سب سے زیادہ کھا گیا"

طلبہ میں جب کسی کو دیکھتے کہ ذرا شوقین ہے تو فرماتے۔ گانٹھ میں کوڑی نہیں باقی پور کی سیر

پہلی مرتبہ جب **آپ** اپنے والد ماجد کے انتقال کے بعد سورج گڈھ آئے تو **آپ** کے ایک ماموں تھے انہوں نے نہایت ہی حیرت سے کہا سنا ہے کہ تم نے دلّی میں شادی کر لی، اپنے خاندان سادات کا نام بھی ڈبویا۔ **آپ** نے فرمایا کہ حضرت میں کیا کروں اوپر ہی سے ہوتی آئی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام بھی تو بی بی شہربانو سے بیاہے گئے جو ہرمز کسریٰ کی صاحب زادی تھیں اور ابوالائمہ امام زین العابدین علیہ السلام انہیں کے بطن سے تھے ؎

میں ہی نہیں ہوں شیفتۂ رنگ گندمی
اوّل سے ہوتی آئی ہے آدم کو دیکھئے
نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شد مست

نسب کا اعتبار ہوتا ہے نہ بطن کا

اس کے بعد سمجھا دیا کہ شریعت میں اعتبار نسب کا ہوتا ہے نہ بطن کا

پنجابی طلبہ پر جب کبھی خفا ہوتے تو فرماتے دیکھو صائب کہتا ہے ؎

گبر و مسلماں ہمہ یک آبی اند
وائے بریں قوم کہ پنجابی اند

شاعری کا مذاق

آپ کو ہزاروں شعر اردو و فارسی اور عربی کے ضرب المثل کے طور پر یاد تھے جن کو اکثر پڑھتے اور ان کے نکات کو بیان فرماتے۔

مولوی سید عبدالعزیز عرف عزیز احمد ساکن صمدن ضلع فرخ آباد کو ایک خط میں لکھتے ہیں "طرز تحریر ایشاں دیدم نثر دل پذیر ست و نظم پُر جوش۔ چندے مشق باید کہ اُدبائے زمانہ بروئے حرف گیری نہ نمایند۔ اگرچہ نزد فقیر شستہ زبان است الامشق خورد سال است قصیدۂ کہ بر شیروانی نوشتند بروئے اعتراضہا

نمودند خوب است۔ سُرفاعی شاعر عرب را کہ ستودند نمی دانم کہ از کلامش چہ لطفہا یافتند وے اگرچہ کہنہ مشق است الّا بلاغت ندارد و فصاحت و بلاغت شاعر و انشا پرداز را لازم و ملزوم است۔

شاعری کے لیے فصاحت و بلاغت لازم و ملزوم ہے

دوسرے خط میں انہیں کو لکھتے ہیں۔

"قصیدۂ کہ مشعر کیفیت مولوی فضل حق خیرآبادی نوشتند خوب است الّا طرزش دل آزار عزیزان مرحوم خواہد شد بچند مقامات قلم کشیدہ شد عزیزا تحریر دل ربا باید نہ جاں گزا اگرچندے مشق خواہد ماند انشاءاللہ انشا پردازی ایشان رنگ دیگر خواہد پذیرفت۔

تحریر دل ربا باید نہ جاں گزا

یقینی طور پر یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ **آپ** شعر کہتے بھی تھے مگر حضرت عبداللہ غزنوی کی تعزیت میں جو خط اُن کے صاحبزادوں کے پاس بھیجا تھا اُس میں یہ قطعہ غالباً قلم برداشتہ لکھا تھا۔ **قطعہ**

واہ عبداللہ فنائی اللہ شد   از جناب بارش تسنیم باد
چشمۂ فیض کرامت شانِ او   رونق افزا چشمۂ تکریم باد

مع ہذا وہ شعر کہتے ہوں یا نہ کہتے ہوں اصلی شاعر ضرور تھے جو ماں کے پیٹ ہی سے شاعر پیدا ہوتا ہے اور نکتہ سنجی، شعر فہمی، دقیقہ رسی میں اُس کی طبیعت کو شعر کہنے والوں کی طبیعت سے زیادہ مناسبت ہوتی ہے۔

اصلی شاعر ماں کے پیٹ ہی سے شاعر پیدا ہوتے ہیں

وہ دوسرے شاعروں کے اشعار سے ایسے مطالب و مفاہیم مستنبط کرتا ہے جو کہنے والوں کے خیال میں بھی نہیں ہوتے اور یہی اصلی شاعری ہے۔

میں اس باب میں اُن اشعار کو جو وقتاً فوقتاً **میاں صاحب** کی زبان مبارک سے سنے گئے ہیں یا تحریر میں پائے گئے ہیں درج کرتا ہوں اور ناظرین **میاں صاحب** کے خطوط میں ملاحظہ فرما چکے کہ برجستہ اور برمحل وہ کس کثرت سے اشعار کا استعمال کرتے تھے چاہے وہ اشعار اساتذہ یا دوسرے شعرا ہی کے کیوں نہ ہوں مگر موقع استعمال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر نے حق تصنیف اپنا اُن کی قابلیتوں کے ہاتھوں بیچ ڈالا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ **آپ** کو رحیم آباد میں بخار شدید آیا قبض شدید تھا

رحیم آباد میں بیمار پڑنا

میرے پاس طلبی کا ٹیلیگرام پہنچا میں نے پہنچ کر دیکھا کہ شدت تپ میں غیر منتظم باتیں کرتے ہیں اور شعر پڑھے جاتے ہیں ؎

لے چلو باغ میں مجھ کو کہ بیادِ رخِ دوست
ہوں دلِ آزردہ وہاں گل سے بہل جاؤں گا
تا بکے محنت درینجوری دوری بکشم
تا زمینِ وطنم سوے وطن باز روم
تا بکے در خس و خاشاک بود منزلِ ما
صدرِ بزمِ چمنم سوے چمن باز روم
رل گئے خاک میں لاکھوں تو اچنبھا کیا ہے
میں بھی اک روز اسی خاک میں مل جاؤں گا

ناظرین اس حالت اور ان اشعار کے مضامین پر غور فرمائیں جس شخص کا ملکۂ راسخہ بے ہوشی میں ایسا ہو اُس کے درویش کامل ہونے میں پھر کوئی شبہ کی جگہ باقی رہ سکتی ہے۔ اسی درویشی کی نسبت سے شعرا میں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی درویشی کی بہت تعریف کرتے اور اُن کے اشعار بھی اکثر پڑھا کرتے مصرعہ

ہوں میں لفظِ درد جس پہلو سے اُلٹو درد ہے ؎

نہ وہ نالوں کی شورش ہے نہ وہ آہوں کی دھوئی ہے
ہوا کیا درد کو یارو گلی کیوں آج سونی ہے

ایک روز فرمانے لگے دہلی میں کل ڈھائی فاقے ہوئے جس میں دو خواجہ میر درد کے گھر۔ ایک اٹھارہ دن کا تھا اور دوسرا پندرہ دن کا مگر دیوار درمیان ہمسایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور نہ ماتھے پر بل آیا۔

درس حدیث کے وقت عاشقانہ اشعار ایسے ایسے پڑھتے کہ سن کر حیرت ہو جاتی۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے ؎

ادھر آ پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

غالباً یہ شعر حدیث افک کے موقع پر پڑھا تھا ؎

صبا را شرم می آید بروے گل نگہ کردن
کہ رخصت غنچہ را وا کردن تو انست نہ کردن
آناں کہ چشم بر گل تحقیق وا کنند
از ہر چہ فہم رنگ نہ گیرد حیا کنند
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس
تو بازیچۂ طفلاں چہ تماشا داری
وضع دیوانۂ ما نیز تماشا دارد
نیاید تا کفِ گل چیں برو دست
ز مژگاں بر عنانش خار چیں بست

عالم بے خبری طرفہ تماشاگاہے ست	رہروے نیست دریں رہ کہ نہ لغزد پایش
بتر احمد میانِ من و او صلح فساد	حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند
غزالاں را سم از شوخی شکستہ	ندارد تاب جستن کفش خستہ
ازیں افیون کہ ساقی در مے افگند	حریفاں را نہ سر ماند و نہ دستار
گر نہ قضا بود کہ باہم رویم	می رسد آں وقت کہ باہم رویم
بوریاباف گرچہ بافندہ است	نہ برندش بہ کارگاہ حریر
سخن یکے است برو باغباں و عشوہ مدہ	کہ دل قبول ندارد گلِ دو رنگ ترا
ایں مدعیاں در طلبش بے خبرانند	کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد
از شراب مہر چوں مستی دہی	نیستہا را صورتِ ہستی دہی
چوں طمع خواہد زمن سلطانِ دین	خاک بر فرق قناعت بعد ازیں
بے بصیرت چہ شناسد سخنِ صائب را	تلخ و شیریں بہ مذاقِ دلِ رنجور یکے ست
ہر کہ بر بحرِ ضمیرش بگذرد	گوہر معنی بہ سوغات آورد

حدیث افک پڑھاتے وقت ماذا اذنبتُ کا ترجمہ اس طرح کرتے

آخر اے آہوئے مشکیں کر رسیدی ازما	چہ گنہ رفت و چہ کردیم و چہ دیدی ازما

قصیدہ عظمیٰ ۱۸۸۰ شعر کا

قصیدہ عظمیٰ جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لالُف مولوی امین اللہ نگرنہسوی نے لکھی ہے ایک ہزار آٹھ سو اسّی ۱۸۸۰ شعروں کا قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

مخدرات سراپردہائے قرآنی	چہ دلبراند کہ دل می برند پنہانی

قصیدہ عظمیٰ پورا حفظ تھا

یہ قصیدہ غالباً پورا ازبر تھا۔ درس حدیث کے وقت اکثر اشعار اس کے مناسب حال پڑھتے۔ حدیث افک میں کنٹھے کے گم ہونے کے بیان میں فرماتے۔

”کہ نظم آں ہمہ از بیشۂ یمانی بود	جواہرے کہ بود نام آں سلیمانی“
رو بہ غربت دارم و یادِ تو در دل می برم	داغِ ہجرانِ ترا تا منزل بمنزل می برم
بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی	کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
مجنبے است کہ دل را نمی دہد آرام	دگرنہ کیست کہ آرام جاں نمی خواہد
دیدہ ام در غنچگی چندیں جفائے باغباں	بعد گل گشتن نمی دانم چہ گل خواہد شگفت

یارب چہ گل شگفت ز مکتوب ما کہ باز
باد صبا ملول و کبوتر گرفتہ ست

سنگراں چوں دیدۂ شرم و حیا برہم نہند
تہمتِ آلودگی بر دامنِ مریم نہند

نامہ ام پاک تر از دیدۂ بلبل دارم
پاکن از جور رقیباں چہ کنم لاچارم

در محفلِ خود رہ مدہ لاف ہیچ زنے را
آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را

سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار
زنگار خوردہ کے بہ نماید جمال دوست

از دست گدائے بے نوا ناید ہیچ
جز آنکہ بہ صدقِ دل دعائے بکند

راہ چپ کرد حریفانہ بہار از چمنم
غنچۂ من ماندم و ہنگام شگفتن بگذشت

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم
منِ گم گشتہ نہ ایں راہ ز خود می پویم

در برِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ اُستادِ ازل گفت ہماں می گویم

آنکہ نفسِ کلام حق گویا ست
کہ جہاں را برائے او آراست

دانکہ تن جامۂ خلافتِ حق
جز بہ بالائے او نیامد راست

گر قلم بر سرِ غمنامۂ دوراں آید
خوں بدل آہ بلب اشک بہ مژگاں آید

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد

بر بساطِ اغنیا ہرگز نیایند اہلِ فقر
زانکہ نقشِ بوریا ایں قوم را زنجیرِ پاست

برجہد آہ جگر دوز چہ امکاں دارد
سر زند نالۂ جاں سوز چہ امکاں دارد

طالبِ خلعتِ نعمت ہمہ باشند ولے
دولت آں برد کہ تشریفِ بلا یافتہ است

حافظا عمرِ عزیز است غنیمت دانش
گوے چیزے کہ توانی ببر از میدانش

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

بر آوردنِ کار اُمید وار
بہ از قید بندی شکستن ہزار

وقت ہر کار نگہ دار کہ نافع نہ بود
نوش دارو کہ پس از مرگ بہ سہراب دہی

حلقۂ پیرِ مغانم ز ازل در گوش ست
ما ہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود

صحبتِ ذات ورا بہر تصدق ہر روز
خازنِ مہر بہ خورشید کند زر تحویل

در دم افسانہ شد و تاب شنیدن نہ رسید
حیرتم آئینہ گردید و بہ دیدن نہ رسید

سلہ اصل مصرعہ شاعر کا ہے "در محفل خود راہ مدہ ہم چو منے را" مرزا میاں صاحب نے ایک موقع پر مناسب وقت لاف زنے ہیچو منے کی جگہ استعمال کیا تھا۔ جس سے بہتر تعبیر اس موقع کے لئے ہو نہیں سکتا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعری میں وہ اعلیٰ درجہ رکھتے تھے۔

اے صبا نگہتے از خاک رہ یار بیار
ببر اندوہ دل و مژدۂ دیدار بیار

مدتے شد کہ نہ دیدم گلِ رخسار ترا
از خدا می طلبم دولتِ دیدار ترا

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

بصدق و صفا کوش و ورع و تقیٰ
ولیکن میفزا ے بر مصطفیٰ

بہ خاک دانِ جہاں دل منہ کہ جائے دگر
برائے مسکنِ تو برکشیدہ اند قصور

لشکرِ غم کی چڑھائی ہے خبردار اے دل
مورچہ ٹوٹنے پائے نہ شکیبائی کا

اپنی ہستی کو سمجھتا رہے برباد انسان
چار عنصر نہیں جھونکا ہے یہ چوبائی کا

کونسا دل تھا کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا
غمزدہ سینہ برشتہ دلِ رنجور نہ تھا

وادیِ حزن و ملالت میں وہ مغمور نہ تھا
نشۂ حیرت و بے تابی میں مخمور نہ تھا

می رود سطح زمیں از تہ پایم امروز
شاید آں روزِ قیامت شدہ قائم امروز
دلِ ناکامی دل شاد کہ ناشادم کرد
خانۂ رنج و غم آباد کہ بربادم کرد

کوئی سیدھی بات صاحب کی نظر آتی نہیں
آپ کی پوشاک کو کپڑا بھی آڑا چاہیے

دور میں والے نصیب اپنی جب آئی باری
باقی ساقی رہی جب مے نہ ذری شیشے میں

شمائل ترمذی میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا کا بیان آتا تو آنکھ کی تعریف میں فرماتے دیکھو مفتی صدر الدین خاں صاحب لکھتے ہیں۔

محتسب آئے تو نقشہ تیری آنکھوں کا دکھا
منہ میں ٹپکاؤں دمِ عشق مے گلنار کی بوند

دانتوں کی تعریف میں مفتی صاحب کا یہ شعر پڑھتے۔

عکس دنداں کا پڑے تیرے اگر پانی میں
آب ہو جائے خجالت سے گہر پانی میں

تحسین بھی نہ کی شیریں نے اس تیشہ زنی پر
پتھر پڑے فرہاد تری کوہ کنی پر

کوئی کوتہ نہ پایا ان بتانِ سرو بالا میں
جسے دیکھا نظر آیا وہ باون گز کا لنکا میں

باندھی ہے سب نے زیرِ فلک جھوٹ پر کمر
شاید بگڑ گیا ہے کہیں ماٹ نیل کا

کہتے ہیں ذکرِ لیلیٰ و مجنوں جو چھیڑے
چپ رہیے بس نگوڑے کے مرثیے اکھیڑے

موئے کمر نظر ہی نہ آئے تو کیا کروں
تعریف ورنہ کی ہے ترے بال بال کی

کیا کیا دیئے دم اُس نے باتیں بنا بنا کر
دم بازی کے تصدق اُس گفتگو کے صدقے

دون کی آپ کے دم ساز بجا لیتے ہیں
لحن داؤد کو تانوں میں دبا لیتے ہیں

کون سی جا ہے جہاں تیرے نہیں اے یار ست
دیکھئے جس کوچے میں بڑ مارتے ہیں چار ست

وضع رکھتی ہے سپاہی کی وہ خال ہندو
میرزائی پہ کمر باندھی ہے لالا ہو کر

آگری کا ہے گماں شک ہے ملاگیری کا
رنگ لایا ہے دوپٹہ ترا میلا ہو کر

گردن کو جھکائے صف عشاق کھڑی ہے
اُس ترک کی تلوار پہ کیا بھیڑ پڑی ہے

کس کو معلوم نہیں گنجفہ بازی تیری
کون سا فرد بشر ہے جسے چکمہ نہ دیا

چین ابرو نے دکھایا اُلٹی سیفی کا اثر
یار کا نقش جمالی بھی جلالی ہو گیا

اُلفت میں اونچ نیچ نہ سوجھی جہان کی
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

کوئی کیا جانے کھلاڑی کھیلتے ہو کیسے تم
بارہا اس گنجفہ کو تم نے برہم کر دیا

تجھے اے سنگدل آرام جان مبتلا سمجھے
پڑیں پتھر سمجھ پر ایسے ہم سمجھے تو کیا سمجھے

ایسے تیر افگن سے بچ کر مرغ دل کیونکر اُڑے
جس جگہ کا اُس نے پرتاکا وہی پر اُڑ گیا

جسے تو دوست سمجھا تھا وہ دشمن نکلا
تیرے اِس دعوی کا وہ مبطل و رہزن نکلا

رقیب کیوں نہ ہو محرم تمہارا اے صاحب
مثل ہے پیٹ کہیں چھپ سکا ہے دائی سے

دور و نزدیک میں ہے پھیر بہت اے مغرور
جسے دریا تو سمجھا تھا وہ ٹاپو نکلا

فریب دیتی ہیں کیا مجھ کو یار کی آنکھیں
بہت سے ایسے ہرن ہیں مرے چرائے ہوئے

شیخ کے قد کی درازی کے تئیں جال میں دیکھ
یاد آتا ہے جوانوں کے تئیں رقص جمل

کودنے کو جو اُٹھا سر پہ اُٹھا لی مجلس
دیکھئے اونٹ جو اب بیٹھے تو بیٹھے کس کل

ممکن نہیں وہ آنکھ اُٹھا کر ہمیں دیکھیں
مانع ہے حیا تیر لگایا نہیں جاتا

روئے گل پر دیکھ کر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی پھبتی ہے کہ کیڑا لگ گیا بانات کو

سرمہ ہے سفاک شہرہ ہے نگاہِ یار کا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹے نام ہو تلور کا

جیب سے پنہاں ہے وہ رشک مہر و ماہ
رات دن زیر فلک ندھیر ہے

نہیں وہ اب چمک ان میں جو پھیروں ہاتھ گالوں پر
ندھیری ہے سمند حسن کو خط روئے گلگوں کا

ہاتھ آتا ہے مقدر سے ہمائے دولت
جال کس کس نے بچھایا نہیں دانائی کا

اہلِ جوہر کو زمانے سے شکایت ہے عبث
چڑی ہوئی ہے زمانے کے شوخ چشموں کو
ہمکاسہ رہا کرتی ہے ہندو پسروں سے
شب زکوٰۃ حسن دیتا تھا کھڑا وہ بام پر
کیا حسد ہے اگر ایک شب نظر آیا پورا
اُس شوخ نے کل باتوں ہی باتوں میں فلک پر
خشم آلودہ جو دیکھی چشم اُس صیاد کی
بائیں دائیں ہیں جو دونوں تیر سے ابرو ماہ نو
آبرو سے جو ملا اکسیر سمجھے فقر میں
ملا ہوا ہے تعصب کا چہروں پر روغن
خدا حافظ ہے اُس کے کاکلِ پیچاں کے مفتوں کا
سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے
اے میاں ضبط سے اب کام ترا درگذرا
جگر کے درد سے مرتے ہیں اُف نہیں کرتے
قاصد کی تگ و دو میں تو شبہ نہیں لیکن
اپنے رتبے سے جو بڑھ بڑھ کے بہت بولتے ہیں
جب تک حلال کر لے نہ مجھ بے گناہ کو
ہوگا وصال غیر سے اس کا بڑا ہے غم
حال و قال اُس نے بہت رد و بدل میں مارا
آج موزوں ہم سے وصفِ قدِ بالا ہو گیا
چکھاؤں میں تجھے رندوں کو تو چکھائے جا
لذت فراق و وصل کی دونوں ہیں دل کو زہر
سو ٹکڑے ہیں ایڑی کے برنگِ گلِ صدبرگ
میں گیا جب اُس کے گھر ایسی چڑھائی ناک بھوں
چشم تر رہتی ہے آہوں سے جگر جلتا ہے
جاننے والے نہ باقی رہے انجان رہے
دماغ دشت میں ملتا نہیں غزالوں کا
شک دخترِ رز پر ہے مجھے رام جنی کا
ماہ بھی سائل کھڑا تھا چرخِ نیلی فام پر
ساغرِ ماہ کا گردوں نے کنارہ توڑا
سو بار چڑھایا مجھے سو بار اُتارا
شیر آہو ہو گیا آہو چکارا ہو گیا
ایک چاند اُنتیس ۲۹ کا ہے ایک پورے تیس ۳۰ کا
خاک کا پھنکا بھی سونے کا نوالہ ہو گیا
مٹا سکا نہ کوئی شیخ برہمن کا رنگ
اثر اس سانپ کے پھنکار سے اُڑتا ہے افسوں کا
کون پھرتا ہے یہ مُردار لئے پھرتی ہے
کب تلک کوئی کسی کے لئے تن من مارے
تمام ہوتے ہیں اور آن بان باقی ہے
مغرور وہ کب سنتا ہے پیغام ہمارا
مُنہ کے بل اُن کو گراتا ہے اڑے مار گھمنڈ
قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے
اتنا فراق کا مرے دل پر قلق نہیں
میں نے دل اپنا اُٹھا اپنے بغل میں مارا
عالمِ بالا تک اپنا بول بالا ہو گیا
یہی ہے جام سے ہردم کلام شیشے کا
بوسے دہانِ یار کے لڈو ہیں بور کے
کیا دشت نوردی میں کترتا ہے جنوں گل
ہو نہ ممسک کی یہ صورت رو سے مہماں دیکھ کر
کیا قیامت ہے کہ برسات میں گھر جلتا ہے

ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا	ہل جائیں گے افلاک جو فریاد کریں گے
داغ چیچک کے نہیں رخسار معشوق کے	شربت قند است گویا تخم ریحاں ریختہ
کہتا ہے ضبط اشکوں سے بہانہ آنکھ سے	پیراک ہے وہی کہ چڑھتے جو چڑھاؤ پہ
یہی کرتا ہے اشارے کوئی اٹھتا جوبن	یوں محل پاکے، بکھرتے ہیں ابھرنے والے
گل مضمون جو کچھ تھے وہ تو کل چن لئے ہم نے	اب اُگے اس زمیں میں خاک، ڈالے جس کا جی چاہے
کی حلاوت ہے عداوت میں بھی اس ظالم کی	کہ گر زہر بھی دیتا ہے تو میٹھا مجھ کو
لبوں پر جان ہے اور یار جانے کی سناتا ہے	ارادہ دونوں کا ہے دیکھئے کون جاتا ہے
ہم فقیروں سے اری موت تو کیا لیوے گی	موت سے پہلے ہی یہ لوگ تو مر جاتے ہیں

جنت کی زمین کی تعریف

سودا کا یہ شعر جنت کی زمین کی تعریف میں پڑھتے

جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہیں	شاخ میں گاؤ زمیں کے کبھی جو پھوٹے جو نیں

پڑھ کر فرماتے قافیے کیسے لاتا ہے !!

میاں صاحب کی مختلف فنون کے ساتھ مناسبت، میاں صاحب کا تبحر، میاں صاحب کی وضع بود و باش۔

قوائے مختلفہ کا مجموعہ

آپ کے حالات زندگی پڑھنے کے ساتھ یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ قدرت نے **آپ** کو قوائے مختلفہ کا مجموعہ بنایا ہے۔

مقفیٰ ترجمہ

پڑھانے اور وعظ کہنے کے وقت ابن تیمیہ معلوم ہوتے ہیں۔ تو مقفیٰ ترجمہ بنانے کے وقت نہایت زندہ دل ہیں۔ ان ترجموں پر غور کرنے سے یقین ہو جاتا ہے کہ اس سے بہتر ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا جو کہ نہایت کہنہ مشقی اور تبحر پر دلالت کرتا ہے۔

سادگی

محض[عہ] معمولی کم قیمت موٹے کپڑے پہنے مسجد میں بوریا یا ٹاٹ پر بیٹھے ہوئے دیکھنے سے نہایت ہی سیدھے سادے درویش خصلت کا گمان ہوتا ہے

[عہ] دیکھو لباس کے بیان میں جو آگے آتا ہے۔

PUBLIC LIBRARY

ناواقف آدمی ممالک دور دراز سے نام سُن کر آتے اور پوچھتے ہیں۔ مولانا نذیر حسین صاحب کہاں ہیں؟ تو باوجود نشان دینے کے بھی اُن کی وضع ظاہری کے سبب اُن کا شک مبدّل بہ یقین نہیں ہوتا سامنے ایک تپائی پر صحیحین موطا سنن اربعہ ہدایہ وغیرہ کوئی کتاب رکھے ہوئے ہیں اردگرد سامعین اور قاریوں کا ایک بڑا مجمع ہلالی شکل میں ہے ایک شخص پڑھ رہا ہے باقی سامعین سُن رہے ہیں کبھی شرکاء مجلس میں سے کوئی ایک آدھ بات پوچھ لیتا ہے **آپ** جلدی سے جواب دیتے ہیں اور کہتے ہیں ہاں صاحب آگے بڑھو۔ مگر جس مقام پر سمجھانے اور تقریر کرنے کا موقع ہے وہاں پہنچ کر **آپ** قاری کو آگے بڑھنے دیں کیا ممکن وہاں ایک بحر مواج کی قطعہ ہو جاتی ہے حاضرین کے منہ سے بے ساختہ نکل جاتا ہے لیرو جل فی الارض مسئلہ چاروں طرف سے اعتراضوں کی بوچھاڑ ہونے لگتی ہے تو ایک جامع و مانع مسکت جواب ہر اعتراض کا کام تمام کر دیتا ہے سند متقدمین دکھانے کی جب نوبت آتی ہے تو اثناء درس میں گھر جاتے ہیں اور کتابوں کا ایک پشتارہ اُٹھا لاتے ہیں جس موقع پر حافظ ابن حجر جیسے امام وقت نے بارہ حوالے متقدمین کی کتابوں سے دئیے وہاں پچیس کتابوں کی سند پیش کرتے ہیں۔

درس کی کیفیت

بیان کے وقت بحر مواج

حافظ ابن حجر کے بارہ حوالوں کے مقابلہ میں پچیس حوالے پیش کئے

عینی شارح ہدایہ و شارح بخاری جیسے شخص کو کہہ جاتے ہیں کہ اس کو خود اپنے گھر کی خبر نہیں ہدایہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ پہلے جو مدرس ہدایہ کا درس دیتا تھا تو اُس کے گھر پر ایک جھنڈا رہتا تھا۔ جو علامت تھی اس بات کی کہ مولانا ہدایہ پڑھاتے ہیں۔ سنو صاحب میں نے اس کو کریما مقیماں بنا دیا۔

عینی کی ناواقفیت اپنے مذہب سے

ہدایہ کو کریما مقیماں بنا دیا

اسی طرح صحاح کی نسبت کہتے ہیں کہ میں نے اِن کو گلستاں بوستاں بنا دیا

صحاح ستہ کو گلستاں بوستاں بنا دیا

قاری جب کسی مشکل مقام سے بغیر وقفہ کے گذر جاتا ہے تو فوراً روک کر پوچھتے ہیں؟ بتاؤ تو سہی کیا سمجھا جب وہ کچھ غلط سلط جواب دیتا ہے تو تردید کر دیتے ہیں اور جب بغلیں جھانکنے لگتا ہے تو سمجھا کر تنبیہ کر دیتے ہیں۔ کہ ”صحاح کے ہر مقام پر جھوڑ پڑی ہوئی ہے ہم کو غافل خیال کر کے تم آگے نہیں بڑھ سکتے“۔

قاری سے سوال

صحاح ستہ کے ہر مقام پر جھوڑ پڑی ہے۔

شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم کے تذکرے پر فرماتے ہیں کہ ”باوجود اس تبحر علمی کے ذرا سی رسّی حنبلیت کی لگی رہ گئی ہے“

شیخ ابن تیمیہ اور شیخ ابن قیم

شیخ ابن الہمام کا ذکر

شیخ ابن الہمام صاحب فتح القدیر (شرح ھدایہ) کو بہت مانتے تھے مگر فتح القدیر میں جس جس مسئلہ حنفیہ کا انتصار اُنہوں نے مناظرانہ روش سے کیا ہے۔ ہدایہ پڑھاتے وقت اُن مواقع پر ھدایہ کا مطلب، فتح القدیر کا پاس مذہب اور نفس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھا کر فرماتے کہ " ہا آج چچا ابن الہمام زندہ نہیں ورنہ کہتا۔ دوسرے جو بکیں بکنے دو مگر چچا تمھاری شان سے یہ باتیں بہت بعید ہیں تمھارے لئے زیبا نہیں"۔

مجتہد مطلق

المختصر ان حالات کے دیکھنے کے بعد دیکھنے والا نہ صرف حافظ الحدیث اور فرقہ اہل حدیث کا زبردست امام تسلیم کرنے پر مجبور ہے بلکہ اُس کا کانشنس (نور ایمان یا قوت ممیزہ) اسلامی دنیا کا ایسا مجتہد مطلق جس نے ہر مسئلہ شرعیہ کو اپنی میزان اجتہاد میں جانچا اور پرکھا ہے اور جو نہ کسی کی مخالفت کی پروا کرتا ہے نہ کسی کی موافقت کی بلکہ صرف قرآن و حدیث کو نصب العین رکھتا ہے منوا ہی دیتا ہے۔

خدا رسیدہ عاشق مزاج صوفی اور سچا درویش

اسی طرح نماز تہجد کے بعد ۳-۴ بجے رات کو گرمیوں میں صحن میں چٹائی پر اور جاڑوں میں در مسجد میں ٹاٹ پر احتبا کئے ہوئے سر گھٹنوں پر رکھے اُردو۔ فارسی کے عاشقانہ اشعار درد انگیز لہجہ میں پڑھتے اور روتے جس نے دیکھا ہے وہ ایک خدا رسیدہ عاشق مزاج صوفی اور سچا درویش یا پیر طریقت خیال کرنے پر مجبور ہے۔

تاریخی مضامین پر لکچر

تاریخی مضامین پر لکچر دیتے وقت تاریخ کبیر بخاری، طبقات ابن سعد، مغازی ابن اسحٰق، تاریخ طبری، سیرت شامی وغیرہ کتب قدیمہ تاریخ کا حوالہ دیئے اور نتیجہ نکالنے سے وہ ایک بے نظیر فلسفی مورخ معلوم ہوتے ہیں۔

مذاہب اربعہ پر فتوے دینا

مقلدین مذاہب اربعہ کو اُن کے مذہب کے موافق فتوے دینے پر کتب فقہیہ ائمہ متقدمین کے حافظ خیال کئے جاتے ہیں۔

معاملات مختلفۃ الصور

معاملات مختلفۃ لصور کو جب سمجھانے لگتے ہیں تو جزئیات فقہ کے سارے نکات کو تشریحی صورت میں دکھا دیتے ہیں۔

خیالی صورت

الغرض یہ سب ادائیں تو وہ ہیں جن سے اُس شخص کے خیال ہیں جس نے

آپ کو دیکھا نہیں ہے **آپ** کی خیالی صورت نہایت ہی عبوس معلوم ہوگی۔

زندہ دلی

پھر جب **آپ** کے عادات، اطوار، زندہ دلی، شوخی۔ خوش طبعی، فراخ حوصلگی، اداشناسی، شاعری، صاف گوئی، اور آزادی پر نظر ڈالتا ہے تو عجیب حیص بیص میں اپنے کو پاتا ہے کیوں کہ زہد اتقا تقدس اور تورع اِس کی اجازت نہیں دیتے کہ یار باش اور زندہ دل خیال کئے جائیں۔

زندہ دلی کی وجہ

میرے نزدیک **آپ** کی زندہ دلی کی وجہ اُس وقت کی سوسائٹی دہلی کی اور **آپ** کی جوشیلی اور حوصلہ مند طبیعت تھی جس میں ہر قسم کا مادہ موجود تھا۔ دہلی میں اُس وقت ہر فن کے ماہر اور کامل عالم، صوفی، درویش، حکیم، شاعر، مصور اور ارباب موسیقی موجود تھے۔

میاں صاحب کی ملاقات بادشاہ اور ولی عہد میرزا فخرو سے لے کر ایک موچی تک سے تھی۔ علماء کے طبقہ میں علاوہ اُن اساتذہ کے جن سے **آپ** نے پڑھا تھا۔

میاں صاحب کے اساتذہ

(جیسے مولانا عبدالخالق[۱]۔ مولانا شاہ محمد اسحٰق[۲] علیہما الرحمۃ۔ آخوند شیر محمد[۳] قندھاری جلال الدین[۴] ہروی۔ مولوی کرامت[۵] علی اسرائیلی۔ مولوی محمد بخش[۶] عرف تربیت خاں مولانا عبدالقادر[۷] رامپوری۔ ملا محمد سعید[۸] پشاوری)

معاصرین

مولوی فضل امام[۱] خیرآبادی۔ اُن کے بیٹے مولوی فضل حق[۲] خیرآبادی۔ مفتی محمد صدرالدین[۳] خاں۔ مولوی رشیدالدین[۴] خاں۔ مولوی مخصوص اللہ[۵] خلف الرشید جناب مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ۔ مولانا عبدالحی[۶] داماد جناب شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ۔ مولانا محمد اسمٰعیل[۷] شہید علیہ الرحمۃ۔ اُن کے بیٹے مولوی محمد عمر[۸]۔ مولانا محمد یعقوب[۹] چھوٹے بھائی جناب مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہ کے۔ نواب قطب الدین[۱۰] خان۔ مولوی محبوب[۱۱] علی۔ مولوی نصیرالدین[۱۲] شافعی۔ مولوی کریم اللہ[۱۳]۔ مولوی محمد نورالحسن[۱۴] مولوی مملوک[۱۵] العلی۔ مفتی سید رحمت[۱۶] علی خاں۔ مولوی امان[۱۷] علی۔ مولوی محمد جان[۱۸]۔ مولوی نوازش[۱۹] علی۔ مصلح الدولہ[۲۰] حکیم مولوی محمد رستم علی خاں۔ حاجی محمد[۲۱]۔ مولوی سدیدالدین[۲۲] خاں۔ ملا سرفراز جیسے نامی گرامی علما موجود تھے۔

قاریوں میں

قاری قادر بخش۔ اور اُن کے چھوٹے بھائی حافظ احمد۔ قاری محمد بیگ۔ قاری احمد۔ حافظ عبد الرحیم۔ قاری ابو الخیر محمد فیض سرہندی۔

مشائخان کرام میں

میاں صاحب نے یقیناً شاہ غلام علی قدس سرہٗ نقشبندی کو تو دیکھا نہیں کیوں کہ ۲۲۔ صفر ۱۲۴۰ھ میں وہ انتقال کر چکے تھے اور **میاں صاحب** ۱۳۔ رجب ۱۲۴۳ھ میں دہلی پہنچے تھے۔ مگر یہ بات تو ضرور تھی۔ کہ ان کا اثر اس وقت تک پوری طرح موجود تھا اور حسب ذیل مشائخان کرام تو **میاں صاحب** کے زمانہ میں موجود تھے۔

اہم المشائخین سید احمد بریلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے شرف ملازمت تو پٹنہ ہی سے حاصل تھا۔ اور اُنہیں کے فیض صحبت کے سبب یہ دہلی سدھارے تھے۔ آپ کے علاوہ شاہ ابو سعید قدس سرہٗ اور اُن کے بڑے بیٹے شاہ احمد سعید اور دوسرے بیٹے شاہ عبد الغنی قدس سرہما مہاجر مدینہ منورہ، شاہ محمد آفاق قدس سرہٗ (مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی کے پیر) حاجی علاء الدین احمد، حاجی غلام نصیر الدین قدس سرہٗ، خواجہ محمد نصیر، (خواجہ میر درد قدس سرہ کے نواسے) مولوی شاہ یوسف علی، شاہ غیاث الدین، مولوی شاہ محمد حیات، شاہ فدا حسین، شاہ توکل حسین، سید عسکری مجذوب، شاہ عبد النبی، میر احمد دیوانہ، دین علی شاہ اور حاجی غلام علی نقیب الاولیا۔

اطبا میں حضرات ذیل تھے

احترام الدولہ عمدۃ الحکما معتمد الملک حاذق الزمان حکیم محمد احسن اللہ خاں بہادر ثابت جنگ، عضد الدولہ حکیم غلام نجف خاں بہادر، حکیم صادق علی خاں ولد حکیم شریف خاں، حکیم امام الدین خاں، حکیم غلام حیدر خاں (استاد رشید

حکیم شریف خاں و تلمیذ حضرات ثلثہ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز و مولانا شاہ رفیع الدین و مولانا شاہ عبدالقادر قدس سرہم) حکیم نصراللہ خاں، (شاگرد حکیم شریف خاں و حضرات ثلثہ قدس سرہم) حکیم فتح اللہ خاں، حکیم دوراں، حکیم میر بخش خاں، حکیم حسن بخش خاں طبیب صاحب عالم میرزا فخرالدین ولی عہد بہادر شاہ، حکیم غلام حسن خان، حکیم محمد یوسف خاں، اور حکیم عبدالحکیم معروف بہ الّو جاں۔

شاعروں میں یہ شعرا موجود تھے

شاہ نصیر[1] المتخلص بہ نصیر، خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق[2]، میرزا اسداللہ خان[3] غالب، حکیم محمد مومن[4] خان مومن، نواب محمد ضیاءالدین[5] خان بہادر نیر و رخشاں تخلص، نواب زین العابدین[6] خان بہادر عارف، نواب غلام حسن[7] خان بہادر المتخلص بہ محو، نواب ذوالفقار[8] خاں بہادر متخلص بہ آذر، مولوی عبداللہ[9] خاں متخلص بہ علوی، مولوی امام بخش[10] صہبائی، نواب محمد مصطفٰے[11] خاں بہادر حسرتی و شیفتہ تخلص، مفتی صدرالدین[12] خان آرزو، مولوی محمد حسین[13] ہجر، میر نثار علی[14] نثار، نواب محمد اکبر[15] خاں، میر نظام[16] الدین ممنون، میر مہدی[17] مجروح، حافظ عبدالرحمان[18] خان احسان، شیخ امام[19] بخش ناسخ۔ اور **میاں صاحب** الہ آباد میں ایک ہی مکان میں تھے اور خوب صحبت رہی تھی۔

ان شعرا میں سے **میاں صاحب** کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے البتہ شاہ نصیر اور مفتی صدرالدین خاں کے اشعار اکثر برمحل پڑھتے اور کہتے کہ ”دیکھو مفتی صاحب یوں فرماتے ہیں اور شاہ نصیر یوں فرماتے ہیں“

ہاں میر و سودا کی تعریف اکثر کرتے اور متقدمین شعرائے اردو خصوصاً ان دونوں کے ہزاروں اشعار **آپ** کو یاد تھے اور فارسی میں تو بلا مبالغہ فردوسی و خاقانی سے لے کر صائب و میرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی تک شاید کوئی شاعر ایسا نہیں گذرا جس کا معتدبہ کلام اُن کو یاد نہ ہو۔

خوش نویسوں میں اصحاب ذیل:

اُس وقت دہلی میں تھے

سید محمد امیر پنجہ کش اُستاد نستعلیق، مولوی سید شریف حسین صاحب مرحوم میاں صاحب کے بیٹے انہیں کے شاگرد تھے اور نستعلیق خوب لکھتے تھے، آغا صاحب شاگرد میر پنجہ کش، میرزا عبداللہ بیگ نستعلیق نویس، امام الدین احمد خاں (شاگرد آخوند عبدالرسول قندھاری) محمد خاں شاگرد میر کلن خوش نویس، آخوند عبدالرسول قندھاری نستعلیق نویس و شفیعہ نگار، حافظ کلو خاں خط نسخ کے اُستاد، میر امام الدین خط نسخ میں بہادر شاہ کے اُستاد تھے۔ مولوی حیات سی خط شکستہ کے اُستاد، پنڈت شنکر ناتھ شکستہ نگار، بدرالدین علی خاں مہرکن (خط نستعلیق میں شاگرد تھے سید امیر پنجہ کش کے اور فن مہرکنی میں اُن کا نظیر سارے ہندوستان میں کہیں کوئی نہ تھا۔ نواب گورنر جنرل کی مہر اُنہیں سے کھدی جاتی تھی)

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

مصوروں میں ارباب ذیل نامی خیال کئے جاتے تھے

غلام علی خاں، فیض علی خاں اور محمد عالم۔

شناوروں میں

میر متقی سرسید احمد خان مرحوم کے والد بزرگوار اور اُن کے سوا اَور بھی کئی شخص ماہر فن شناوری موجود تھے۔

اساتذۂ موسیقی میں

ہمت خان، رس خاں بین نواز، میر ناصر احمد، بہادر خاں ستارزن، رحیم سین ستارزن، نظام خاں دھرپد سرا، قائم خاں دھرپد سرا، گلاب سنگھ

پکھاوجی جلترنگ و پکھاوج کے اُستاد اور مکھو پکھاوجی۔

چابک سواروں میں

خود میرزا فجو بیگ اُستاد بہادر شاہ رغیرہ وغیرہ اور **میاں صاحب** کو گھوڑے کی سواری کا شوق کم سنی سے جوانی تک رہا۔ چنانچہ خود فرماتے تھے کہ "تین چیز کا شوق جوانی میں رہا۔ گھوڑا چڑھنے، بدلی میں سونے اور دریا میں تیرنے کا"

علاوہ اِن کے دہلی میں اُس وقت بڑے بڑے صناع ماہرین اور کاملین ہر فن کے بکثرت موجود تھے جن کا تفصیلی تذکرہ تطویل محل ہے مگر خود اکثر اِن لوگوں کا ذکر فرماتے تھے۔

میاں صاحب کا اثر دلی میں

یہ تو کہا نہیں جاسکتا کہ جتنے لوگ صاحب فن دہلی میں موجود تھے سب سے **آپ** کی ملاقات اور شناسائی تھی۔ مگر چوں کہ دہلی کے خواص و عوام میں تدین کا مادہ زیادہ تھا۔ اور جب کوئی ضرورت مسئلہ مسائل کی پیش آتی تو لوگ **آپ** ہی سے آکر دریافت کرتے تھے چنانچہ میرے سامنے ۱۲۹۷ھ میں ۲۹۔ رمضان کو بسبب ابر و باد کے دہلی میں عید کا چاند نظر نہ آیا رات کو علی الصباح اجمیر اور کلکتہ سے ٹیلیگرام آیا کہ "چاند ہوگیا" **میاں صاحب** نے افطار کا حکم ۸ یا ۹ بجے دن کو دیا مگر چوں کہ عیدگاہ میں نماز کے لئے لوگوں کا پہنچنا دشوار تھا اِس لئے ہزارہا آدمی افطار کی نسبت دریافت کرنے کو آنے لگے **آپ** کو جواب دینا مشکل ہوگیا۔ آخر **آپ** نے ایک مٹی کی بدھنی میں سامنے پانی بھر کر رکھ لیا۔ اور جب ایک جم غفیر جمع ہو جاتے تو ایک گھونٹ پانی پی لیتے۔ الغرض ساری دہلی نے دوپہر تک افطار کر دیا اِس لئے ضرور ہے کہ دلی کا ہر فرد بشر بچہ بچہ **میاں صاحب** سے ضرور واقف تھا۔ گو **آپ** بہتیروں سے واقف نہ ہوں مگر **آپ** جیسا مشہور اور باکمال شخص جو دلی میں تقریباً اسّی برس زندہ رہے اگر وہ سب چھوٹے بڑے سے واقف نہ ہوں تو وہ وہاں کے اہل کمال کو بھی چاہے وہ کسی فن کے ماہر ہوں اچھی طرح جانتے نہ ہوں (اور پھر

آپ ایسے زندہ دل جن کی طبیعت میں ہر قسم کا مذاق بلکہ ذوق صحیح موجود تھا سے اپنی ایسی طول طویل مدت اقامت میں کچھ نہیں تو وسعت معلومات کا فائدہ بھی نہ حاصل کیا ہو) بعید از قیاس ہے۔

کھانے کا ذوق صحیح

میاں صاحب یوں تو اکثر روٹی سرکہ یا ستو ہی پر قناعت کرتے تھے مگر دعوت کے موقع پر جب کوئی اُستاد باورچی اپنا فن دکھانے کے لئے کوئی ایسا کھانا تیار کرتا جو دوسرے باورچی نہ پکا سکیں تو وہ **آپ** ہی کی سند کا متمنی رہتا کہ دیکھئے **آپ** اِس کی نسبت کیا فرماتے ہیں۔

الغرض اِنہیں حالات گرد و پیش مرز بوم (سرکمسٹینس) نے **میاں صاحب** کو علاوہ متبحر فی العلوم ہونے کے نہایت وسیع الخیال، زندہ دل، خوش طبع، فراخ حوصلہ، اور ادا شناس بنا دیا تھا۔ جس نے مرتے دم تک ساتھ نہ چھوڑا، اِنہیں وجوہات سے **آپ** زمانہ کے تیور کو ایسا پہچانتے تھے جس کی نظیر اُن کے ہم عصر علما میں بھی نہیں ملتی۔ تا بہ اخلاف چہ رسد۔

مسائل شرعیہ میں وہ زمانہ کی ضرورتوں کے متعلق اپنی وسعت معلومات سے ایسا مجتہدانہ کام لیتے تھے جو تقلیدی بندش کے ساتھ ہو نہیں سکتا او جود اس یہ کہ نہ شریعت کے حدود سے کہیں تجاوز کیا نہ سلف صالحین کے خلاف کوئی بے جگہ تاویل کسی آیت یا حدیث کی کی۔ جو طریقہ اس وقت کے بعض آزاد طبع مدعیان حمایت اسلام نے اختیار کیا ہے کہ احادیث صحاح کی کوئی تاویل نہ بن سکی تو حدیث ہی سے انکار کر دیا۔ چاہے وہ حدیث اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری ہی میں کیوں نہ ہو۔ آیات قرآنی میں ایسے معنی پہنائے جو مصنف کے خیال میں بھی نہ تھے

انگریزی تعلیم
سرکاری ملازمت

انگریزی تعلیم جب کفر خیال کی جاتی تھی تو **میاں صاحب** نفس تحصیل علم کو جائز کہتے تھے، سرکاری نوکری جب حرام خیال کی جاتی تھی تو **میاں صاحب** اس کمائی کو حلال کہتے تھے چنانچہ مولوی سید عبد العزیز صمدنی فرخ آبادی کو ایک خط میں لکھتے ہیں "تم تحصیلدار ہو گئے بہت اچھا ہوا خدا نے چاہا تو اور بھی ترقی ہو گی۔ مگر دیانت[عہ] داری اور خدا ترسی سے زیادہ کام لینا کسی کو بے وجہ ستانا

فہمائش

[عہ] اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس نوکری میں **میاں صاحب** کو کلام نہ تھا (دیکھو صفحہ

اللہ جل شانہ نے جب ہزارہا افراد ناس پر تم کو حکومت دی ہے تو اُن کو مثل اپنے سمجھو تم میں کوئی فضیلت نہیں ہے صرف خدا کا فضل ہے تم پر اپنے ماتحت اشخاص پر صد مرتبہ پاس و لحاظ کا برتاؤ کرنا چاہیئے غصہ ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔

اگرچہ یہ تمام منشا و لڑکپن کا ہے اور شروع عمر میں تم نے حکومت پائی ہے مجھے خوف ہے کہ لغزش نہ آجائے کبھی پہرہ دروازے پر نہ رکھنا۔ اہل حاجت کی خوب سننا چاہیئے"

میر قادر علی کوئی بزرگ تھے۔ اُنھوں نے غالباً انگریزی ملازمت کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ اور کوئی شبہ پیش کیا تھا۔ اُس کے جواب میں لکھتے ہیں

لقمۂ طیب اور لقمۂ نجس کی تحقیق

"آپ سنئے مال حلال کو لقمۂ طیب کہتے ہیں۔ مال حرام کو لقمۂ نجس اور دونوں کی آمیزش کو مشتبہ، کمائی آج کل کی اصطلاح ہے اپنے زور بازو سے جائز پیشے سے جو جنس و نقد حاصل کیا جائے وہی طیب ہے اور اس کے خلاف جو ہے وہ ظاہر ہے بس اسی پر کاربند ہو جئے۔ یہ مزخرفات جو جہال صوفیہ نے خلاف کلام اللہ و کلام الرسول پھیلائے ہیں اُن کو ذرا نہ سُنئے۔ قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تفسیر مولوی عبد العزیز سلمہ سے کسی روز سُن لیجئے وہ قرآن سے سنائیں گے پھر دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہاں پرورش پائی کہاں کا ٹکڑا کھایا ان سب امور کو خوب مطالعہ کر لیجئے اور زیادہ تفتیش سے اپنے قلب مطمئنہ کو پریشان نہ کیجئے ورنہ روزہ نماز میں بھی آپ کو انتشار ہوگا اور پھر کسی کام کی زندگی نہ رہے گی"

مولوی سید عبد العزیز موصوف تحصیلدار متھرا اپنے حالات میں لکھتے ہیں "ابتداءً نگلیشیہ یا کسی سرکار میں انسلاک کا ارادہ نہ تھا محض میاں صاحب مرحوم کے ارشاد سے قبول کر لیا"

کلاک گھڑی

کلاک گھڑی (باج والی) جب جاری ہوئی تو اکثر علما نے اِس کو مزامیر کی

نمائش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶) گرنوکری کے ذریعہ سے جو بُرائیاں پیدا ہو جاتی ہیں اُن کے انسداد کا بھی آپ کو بہت خیال تھا۔ چنانچہ انہیں کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔ "ایک بات از قابل یاد اور لحاظ کے ہے کہ کبھی تعصب سرکاری مشاغل میں نہ کرنا۔ اور کبھی الفاظ دل شکن کسی سے نہ کہنا ورنہ کسی کام کے نہ رہو گے فقیر کو یہ امور ناپسند ہمیشہ سے ہیں" ۱۲

حد میں داخل کر کے فتوے دیا کہ مکان میں رکھنا ناجائز ہے **میاں صاحب** نے سب سے پہلے اپنی مسجد میں آویزاں کیا اور جواز کا فتویٰ دیا۔

تار کی خبر پر اعتبار

تار کی خبر شہادت کے مقابل میں ہے اس پر سب سے اوّل **آپ** ہی نے فتوے دیا۔

انگریزی رنگ کے استعمال کو اکثر لوگوں نے ناجائز کہا **آپ** نے دلّی کے رنگ سازوں کو جمع کر کے اُس کے اجزا کی تحقیقات کی اور جواز کا فتویٰ دیا۔

لباس میں مختصات قومی کے سوا دوسری قسم کے لباس کا جواز

یوربین طرز کے لباس کی نسبت جبکہ علما من تشبہ بقوم فھو منھم کا اڑنگا لگاتے تھے۔ تو **آپ** نے بجز اُس لباس کے جو مختصات قومی یا مذہبی سے ہو جیسے ٹوپی یا زنار باقی دوسرے لباسوں کی نسبت لاباس بہ فرمایا اور استدلال اُسی جبۂ رومیہ سے کیا جو آں حضرت صلعم کے حضور میں روم سے ہدیۃً آیا تھا اور آپ نے اُس کو پہنا تھا حالاں کہ روم میں اُس وقت سوائے نصاریٰ کے دوسری کوئی قوم نہ تھی۔

اُوپلے سے کھانا پکانا

اُوپلے سے کھانا پکانے کو لوگ منع کرتے تھے **میاں صاحب** نے جواز کا فتوے دیا چنانچہ مولوی محمد شمس الحق صاحب کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں ”طہارت بول ابل و پشک آن و سرقین ماکول اللحم نزد امام مالک و احمد و دیگراں از سلف و بیع آں بلا نکیر یافتہ شد و نیز نزد ابو موسیٰ اشعری ظاہر چنانچہ از صنیع امام بخاری مستفاد می شود و نزد حنفیہ از امام محمد ثابت است چنانچہ از بحر الرائق وغیرہ واضح می شود و بیع سرقین نزد حنفیہ بلا نکیر در کتب فقہ مذکور است و نزد دیگر از سلف ناپاک است و رائے فقیر نیز بہ متابعت امام مالک و بخاری منوط است واللہ اعلم بالصواب“

بات یہ ہے کہ اُوپلہ اگر ناپاک قرار دیا جائے اور کھانا اُس سے پکانا نہ جائز۔ تو بے چارے غربا کو سخت مشکل کا سامنا ہو جائے یہی باتیں ہیں جس کا خیال مجتہد وقت کے سوا دوسروں کو نہیں ہوتا۔ اور یہ سب دلیلیں ہیں اس امر کی کہ **آپ** مجتہد تھے اور زمانہ کی ضرورتوں کو خوب سمجھتے تھے۔

ملازمت وغیرہ کے اختیار کرنے میں مناسب حال اشخاص رائے دینی

مشغلۂ دنیوی ملازمت وغیرہ کے اختیار کرنے میں بھی **آپ** مناسب

حال اشخاص حکم دیتے۔

مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب مدظلہ لاہوری جب تحصیل و تکمیل علم کے بعد اپنے وطن لاہور کو واپس گئے اور ملازمت اختیار کر لی تو اس بات کے معلوم ہونے کے بعد **میاں صاحب** نے اُن کو لکھا کہ "تم نے حدیث رسول اللہ اسی دن کے لئے پڑھی تھی کہ نوکری کرو" چنانچہ مولانا ممدوح فوراً نوکری سے کنارہ کش ہو گئے اور اس وقت تک کنارے ہیں۔

مولوی سید عبدالعزیز جب تحصیلدار ہو گئے تو اُن کو لکھتے ہیں۔ "بوضوح پیوست کہ سلسلۂ ملازمت شروع نمودید بسیار خوب کردند چراکہ ما متوکلان را ہمیں فتوح است یاد دارند کہ مہتمم علاقہ یتیم شدند در قرآن مجید وارد ست لا تأکلو اموال الیتمیٰ در حفظ و صیانت حقوق یتیم بسیار کوشش باید نمود این را ہمیشہ بر صدق و دیانت قائم باید بود و از صحبت لیام نا فرجام ہموارہ احتراز می نمودہ باشند دگاہے خواہش مال باطل پیرامون خاطر ایشاں نہ آید چراکہ خلاف نفس است دیگرے آنکہ تقرب اغنیاء مغرورین را باعث فخر نہ تصور ند چراکہ تقرب اغنیاء مار گزندہ است دیگرے آنکہ علوم دین را کہ بمشقت حاصل نمودند ضائع نباید ساخت از مشاغل متعلقہ فرصت غیر ممکن باشد ورنہ درس بہ طالبان دادن بسیار مناسب است ایں ہم نباشد کتب بینی و شغل تالیف بسا مستحسن و پر خیر ست دیگرے آنکہ حق ہم مکتب بسیار است ہر گاہ کہ ازیں مدرسہ کسے رسد بہ رفاہ وے کوشند۔ از اللہ تعالےٰ دعا می کنم کہ روز افزوں ترقی نصیب شما خواہد بود"

خدا نے **میاں صاحب** کو طباع تو پیدا ہی کیا اور مجتہدانہ قابلیت اُن کے دماغ میں ودیعت کی تھی اسی کے ساتھ زمانے اور سوسائٹی نے بھی جس قدر موقع اُن کو دیا بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ سولہ برس کی عمر، عنفوان شباب میں بہارسے ۳۰۰ کوس دہلی کا پاپیادہ سفر تقریباً چھ برس میں دہلی پہنچنا۔ دہلی اُس وقت اہل کمال اور ماہرین فنون سے گلدستہ بنی ہوئی تھی۔

یہی سب اسباب تھے جس نے **میاں صاحب** کو سادگی پسند، زندہ دل، خوش طبع، فراخ حوصلہ، ادا شناس، شعر فہم، مجتہد، امام، فقیہ، محدث و درویش

فتوح

حفظ و صیانت
حقوق یتیم

مال باطل سے
اجتناب کلی
تقرب اغنیا سے
احتراز

علوم دین کے مشغلہ
رکھنے میں اس سے بہتر کہ
درس کے بعد کتب
بینی اور تالیف
ہم مکتب کا خیال رکھنا

طباعی اور مجتہدانہ
قابلیت کے ساتھ
زمانہ اور سوسائٹی کا
موقع دینا ہی آدمی
کو مجتہد مطلق بنا دیتا
ہے

بنا دیا تھا اور سب سے زیادہ فخر اُن کو اپنی درویشی پر تھا چنانچہ اور میاں **صاحب** کے لقب کے باب میں اِس کا بیان ہو چکا کہ خود فرماتے تھے۔ ”میں نہایت خوش ہوں کہ ہر ایک **میاں صاحب** مجھے کہتا ہے بھائی سادات کے لئے پیارا لفظ اس سے بڑھ کر نہیں ہے اِس لفظ کے برکات سے میری درویشانہ طرز میں فرق نہ آئے بس خدا کا یہی فضل ہے۔ درویشی کے تذکرہ میں اکثر یہ شعر پڑھتے ؎

درویشی پر فخر

ہم تو یاں شال دوشالے کو سمجھتے ہیں پشم
ہم کو کافی ہے دھواں دھار یہ کانا کمل

جس شخص کا خاندان فقر و درویشی میں ممتاز ہو جب وہ اپنے خاندانی طریقہ کو چھوڑ دیتا تو اُس سے بہت خفا ہوتے یہاں تک کہ ملنا بھی چھوڑ دیتے چنانچہ ایک خط میں سید عبد العزیز فرخ آبادی کو لکھتے ہیں ” دیکھو نصیر الدین بھی تحصیلدار ہے مگر افسوس ہے کہ اِس خاندان فقر نشان کی پیروی کو بھول گیا اب پورا مسخ ہونے کو باقی ہے میں نے اُس سے ملنا چھوڑ دیا “

اِس میں شک نہیں کہ کچھ حصّہ **میاں صاحب** نے مناظرہ میں بھی لیا مگر ٹھیک اُسی طرح جیسا کہ خاتم الولایۃ المحمدیہ امام الصوفیہ شیخ اکبر محی الدین عربی نے لیا تھا جیسا کہ وہ خود فتوحات مکیہ جلد ثالث صفحہ باب ۳۱۸ (مطبوعہ مصر) میں فقہائے مقلدین کی نسبت لکھتے ہیں۔

”یرون ان لحدیث والاخذ به فضلة وان الواجب تقلید هؤلاء الائمة وامثالهم فیما حکموا وان عارضت اقوالهم الاخبار النبویة فالاولی الرجوع الی اقاویلهم وترک الاخذ بالاخبار والکتاب والسنة فان قلت لهم قد روینا عن الشافعی رحمة الله انه قال اذا اتاکم لحدیث یعارض قولی فاضربوا بقولی الحائط وخذوا بالحدیث فانّ مذهبی الحدیث وقد روینا عن ابی حنیفة انه قال لاصحابه حرام علی کل من افتی بکلامی ما لم یعرف دلیلی وما روینا شیئاً من هذا عن ابی حنیفة الا من طریق الحنفیین ولا عن الشافعی الا من طریق الشافعیة وکذلک المالکیة والحنابلة فاذا ضایقتهم فی مجال الکلام هربوا وسکتوا وقد جری لنا هذا معهم

مراداً بالمغرب وبالمشرق فما منهم احد علی مکن مذهب من یزعم الله علی مذهبه فقد انتسخت الشریعة بالاهواء"

مولوی محمدؐ فصیح صاحب مرحوم غازی پوری جب وعظ کہتے کہتے دہلی پہنچے تو وہاں کے حلقۂ مقلدین میں بہت جوش پیدا ہوا اور مولوی صاحب مرحوم کی خوش بیانی اور لسّانی کو اہل دہلی نے اُن کا معیار علم تصور کیا۔ ہر گلی کوچے میں مولوی صاحب مرحوم کے وعظ، خوش بیانی اور علم وفضل کا چرچا ہونے لگا۔ اسی کے ساتھ غیر مقلدوں پر آوازے کسے جانے لگے کہ "اب نہ غیر مقلد لوگ مولانا کے سامنے آکر کہیں۔ تقلید واجب نہیں ہے" جب یہ خبر **میاں صاحب** کے کان تک پہنچی تو **آپ** چپ رہے۔ نماز جمعہ کے لئے حسب معمول **آپ** جامع مسجد تشریف لے گئے۔ تو دیکھا کہ آدمیوں کا جم غفیر اور انبوہ کثیر ہے اور مولوی محمد فصیح صاحب مرحوم بھی موجود ہیں۔ نماز جمعہ کے بعد مولوی صاحب مرحوم کا وعظ شروع ہوا۔ اثناء وعظ میں **میاں صاحب** نے شرح مسلم الثبوت مولانا عبد العلی مرحوم کی منگا کر پاس میں رکھ لی۔ بعد ختم ہونے وعظ کے **آپ** کتاب لے کر آگے بڑھے مصافحے کے بعد مولوی محمد فصیح صاحب نے پوچھا؟ یہ کون کتاب ہے **میاں صاحب** نے کہا شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم کی پھر **میاں صاحب** نے کہا تمام شہر میں مشہور ہے کہ آپ تقلید کو واجب ثابت کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مولوی محمد فصیح صاحب مرحوم نے بجائے لا و نعم کہنے کے **میاں صاحب** سے پوچھا ہمارے مولانا کیا لکھتے ہیں؟ **میاں صاحب** نے کتاب کھول کر اور عبارت پر نشان دے کر سامنے رکھ دی مولوی محمد فصیح صاحب نے کہا کہ **آپ** ہی پڑھیں **میاں صاحب** نے کہا بہتر ہوگا کہ آپ بچشم خود دیکھیں اور پڑھیں مگر مولوی صاحب مرحوم کے اصرار مکرر پر **میاں صاحب** نے شرح مسلم الثبوت کی عبارت ذیل پڑھ کر سنائی۔

مسئلہ غیر المجتهد المطلق ولو کان عالماً یلزمه التقلید لمجتهد ما انما لا یقدر علیه من لاجتهادیات اے علی تحصیله ومعرفته فقط لا فیما یقدر علی تحصیله باجتهاده بناءً علی التجزی فی الاجتهاد اِس کے بعد

میاں صاحب نے فرمایا کہ بناءً علی التجزی فی الاجتہاد میں بعض مسائل میں مقلد ہوں اور بعض میں مجتہد پھر آگے کی عبارت سنائی ولو التزم مذہباً معیناً فہل یلزم الاستمرار علیہ ام لا فقیل نعم وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وہذا ہو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد بہ لکن لا ینبغی ان یکون الانتقال للتلہی فان التلہی حرام قطعاً فی المذہب کان او فی غیرہ اذ لا واجب الا ما اوجب اللہ تعالیٰ والحکم لہ ولم یوجب علی احد ان یتمذہب بمذہب رجل من الائمۃ فایجابہ تشریع شرع جدید ولک ان یستدل علیہ بان اختلاف العلماء رحمۃ بالنص وترقبہ فی حق الخلق فلو التزم العمل بمذہب کان ہذا نقمۃ وشدۃ" مولوی محمد فصیح صاحب نے ان عبارتوں کو سن کر فرمایا کہ یہی مذہب تو ہمارا بھی ہے جیسا کہ مولانا لکھتے ہیں **میاں صاحب** نے کتاب سے کر علی رؤس الاشہاد کھڑے ہو کر اس عبارت کو دہرا کر اس کا ترجمہ اردو میں جملہ حاضرین کو سنا کر کہا صاحبو مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری فرماتے ہیں "یہی مذہب ہمارا ہے" سارے مقلدین اور مخالفین کی اس وقت حالت یہی تھی طار قلبہم اس کے بعد **میاں صاحب** نے دو روپئے کی مٹھائی منگا کر مولوی محمد فصیح صاحب کے سامنے رکھ کر کہا کہ آپ کی دعوت ہے مولوی صاحب مرحوم اور حاضرین مٹھائی کھا کر جامع مسجد سے روانہ ہوئے۔

RAMPUR

باب ششم

وجہ معاش، پابندی اوقات، شکل و شمائل، تندرستی،
وفات، اظہار افسوس، اخباروں میں وفات کی اشاعت، قطعات تاریخ

وجہ معاش

اس بارہ میں **شیخ** کا عمل بالکل حدیث قدسی (یا ابن آدم تفرغ لعبادتی

املاء صدرك غنا) پر تھا۔ اللہ پاک فرماتا ہے اے آدمی میری غلامی میرے کاموں کے لئے سارے کام چھوڑ بیٹھ میں تیرا دل غنا سے بھر دوں گا شیخ کا وقت بقدر ضرورت کھانا اور سونا چھوڑ کر سارا دینی خدمتوں میں خرچ ہوتا تھا یا حدیث و قرآن کا درس دیتے یا فتووں کا جواب دیتے ان کے علاوہ اہل حاجات کے تفقد احوال، طالب العلموں کی روٹیوں کا بندوبست، فصل خصومات، اصلاح ذات البین وغیرہ تھے اللہ پاک نے بھی حسب وعدہ (مضمون حدیث قدسی) خلق کی خوشامد سے بے نیاز رکھا۔ یہ ضرور تھا کہ ہدایا قبول فرماتے اور مدرسہ کا خرچ بھی اسی سے تھا مگر اس بارہ میں استغنا و احتیاط کس قدر تھی اِس کا حال۔ بے غرضی، فتوے نویسی اور اصول فتوے نویسی کی تحت میں ناظرین نے اگر بغور نہ پڑھا ہو تو پھر ملاحظہ فرمائیں:۔

ہدایا و نذور کی بحث

ہدیہ تحفہ نذر قبول کرنا۔ اِس کے متعلق کچھ یہاں پر بحث مناسب معلوم ہوتی ہے ہدیہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریص و ترغیب فرمائی ہے چنانچہ فرمایا تہادوا[عہ] تحابوا یعنی باہم ہدیہ دینا لینا رکھو اِس سے باہم محبت ہوگی اور خود ہدیہ قبول فرماتے اور اُس کا بدلا بھی کرتے عن عائشہؓ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقبل الهدیة ویثیب علیها (بخاری) صـ۳۵۲

بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی کہ خداوندا مجھ کو مسکینیت کی حالت میں زندہ رکھ اور اسی حالت میں دنیا سے اُٹھا اور قیامت میں بھی مسکینوں کا ساتھ ہو عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین (مشکوٰة)

شیخ نے اِس سنت پر بھی پورا عمل کیا کہ باوجود اس کے کہ آپ کے معتقدین تلامذہ بڑے بڑے دولت مند بھی تھے مگر اور تو کیا گھر تک رہنے کو نہیں تھا عمر بھر کرایہ کے مکان اور مسجد میں زندگی کاٹی مجھ کو یہاں پر وہ حدیث یاد آتی ہے

[عہ] رواہ البخاری فی الادب المفرد صـ[illegible] ۱۲

جو صحیح مسلم میں مروی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے یوں کہا۔ کیا ہم لوگ فقراء مہاجرین نہیں ہیں۔ اُنھوں نے پوچھا تمھاری بیوی ہے کہا ہاں پھر پوچھا رہنے کو گھر ہے کہا ہاں۔ آپ نے کہا تب تو تم غنی ہو۔

رہا نذر اور ہدایا کا قبول کرنا۔ بات یہ ہے کہ سلف صحابہ اور تابعین کا طریقہ تھا حسبۃً للہ دینی خدمات اپنے ذمے کر لیتے اور انہیں خدمات کے ہو رہتے کوئی پنج وقتہ اذان کا ذمہ وار ہوتا کہ وقت پر اذان دیا کرے جیسے بلال رضی اللہ عنہ کوئی قرآن پڑھتا پڑھاتا جیسے اصحاب صفہ۔ ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعودؓ معاذ بن جبل اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کوئی کتابت وحی کیا کرتا جیسے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کوئی ایلچی کا کام کرتا جیسے دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ وعلیٰ ہذا القیاس ایسے لوگ اگر کسب معیشت میں مشغول ہو جاتے تو دینی امور کیوں کر انجام پاتے لہٰذا وہ لوگ اسی مسکینیت کی حالت میں رہے اور ہدایا و نذر کے ذریعہ اللہ اُن کا کام چلاتا رہا پیچھے جب اسلام میں وسعت ہوئی اور بیت المال بنا تو ایسے لوگوں کے لئے وظائف مقرر ہوئے انہیں لوگوں کے بارے میں آیۂ قرآنی نازل ہوئی للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ۔

چیزوں کے ہدیہ تحفہ لینے کا تو دستور ہی ہے سوال یہ ہے کہ روپیوں کا لینا بھی جائز ہے یا نہیں۔ اِس کا فیصلہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بخاری و مسلم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے) کر دیتی ہے عن عمر بن الخطاب قال کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعطی العطاء فاقول اعطہ افقر الیہ منی فقال خذہ فتمولہ وتصدق بہ فما جاءک من ھذا المال وانت غیر مشرف ولا سائل فخذہ ومالا فلا تتبعہ نفسک (مشکوٰۃ) ص۱۶۱ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو کچھ دیا کرتے تھے میں نے عرض کیا کہ حضور جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہو اُسے دیجئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس کو لے لو، اپنا مال بنا کر پھر چاہے اس کو خیرات کر دینا۔ سنو جو مال تمھارے پاس اِس طرح آیا کرے کہ تم اُس کی تک میں، اُس کے منتظر، اُسی کے لالچ، اور اُسی کی امید پر نہیں تھے اور نہ کسی سے

طالب تو اُس کو بے تکلف لے لیا کرو ورنہ اُس سے الگ رہو۔

اِن آیات و احادیث کو پیش نظر رکھ کر ہم شیخ کے احوال پر غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ایک خدا کا بندہ صبح سے شام تک اُس کا یہی کام ہے کہ قرآن و حدیث پڑھایا کرتا ہے مسائل شرعیہ احکام الٰہی کی تحریراً و تقریراً تعلیم کیا کرتا ہے دن تو دن ہے رات کا حصہ بھی اس کا انہیں کاموں میں صرف ہوتا ہے اُس کے ہاں امیر و غریب سب برابر ہیں بلکہ غریب طالب علموں ہی کی اُس کو پروا ہے نہ امیروں دولت مندوں سے لگی لپٹائی رکھتا ہے اور جو کچھ خدا اُس کو کسی ذریعہ سے بھیجتا ہے اُس کو طالب العلموں (حدیث و قرآن پڑھنے والوں) میں خرچ کرتا ہے خود نہ اُس سے کبھی عمدہ کپڑے پہنے نہ گھر تک رہنے کا بنایا جب ہم اِن باتوں کو خیال کرتے ہیں تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یاد آتے ہیں۔

میاں صاحب کا نہ صرف زمانہ شباب و نمو بلکہ مدت کہولت بھی عسرت ہی کے ساتھ بسر ہوئی جیسے مولوی محمد دین پنجابی کے واقعہ (جس کو تصوف اور ایثار علی النفس کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں) سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو تین روز تک اپنا کھانا دو وقتہ کھلاتے رہے اور خود متوالیاً تین شبانہ روز فاقے کرتے رہے۔

با ایں ہمہ نہ تو **آپ** نے منصب قضا کو قبول کیا نہ کسی ملازمت کی جانب متوجہ ہوئے اور نہ بادشاہ و امرا کی مصاحبت نہ اُن کے درباروں سے تعلق پیدا کرنے کا ارادہ کیا ؎

پھٹے کپڑوں میں خنداں مثل گل ہوں
شرافت کیا بہار بے خزاں ہے

اور برخلاف اِس کے تمام کاروبار دنیوی سے یکسو ہو کر اپنے اساتذہ کے کام اور اُنہیں کی جگہ کو پسند کیا ؎

نہ پوچھ کیا ترے کوچے میں یار دیکھتے ہیں
زمیں پسند ہے جائے مزار دیکھتے ہیں

درس، وعظ و افتا کے مشغلہ کے ساتھ اشاعت قرآن و حدیث و سنن اور افناء بدعات کو اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد قرار دیا جو مرتے دم تک نصب العین رہا۔

اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ روز بروز حلقۂ درس ترقی کرتا گیا اور نہ صرف قابل و جید طلبہ بلکہ علماء کرام کی ایک بے نظیر تعداد کثیر ہندوستان میں ہو گئی۔ اور جو کچھ فیض بلا واسطہ یا باواسطہ مسلمانوں کو پہنچا یا پہنچ رہا ہے اُس کو لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی رہے ہیں۔

ناظرین جب **آپ** کے فرائض کو سمجھ گئے اور اسی کے بعد پابندی اوقات کے مضمون کو بھی ملاحظہ کریں گے۔ اِن دونوں مضامین پر غور کرنے کے بعد کیا اِس میں کسی شبہ کو ذری گنجائش بھی ہو سکتی ہے کہ **آپ** آیہ کریمہ (للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللّٰہ الآیہ) کے پورے مصداق نہ تھے۔

علاوہ بریں ایک جماعت عظیمہ طالب العلموں کی اس آیت کی مصداق **آپ** کے ساتھ تھی جس کی کفالت اور تفقد **میاں صاحب** ہی فرماتے۔

مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی نے مضمون "اظہار افسوس" کی تحت میں واقعی بہت ہی صحیح لکھا ہے "نہ محبت جمع داشت و نہ طبیعت منع انچہ کہ از ایشاں می رسید فی سبیل اللہ می بخشید"

پابندی اوقات

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR

قرآن مجید کا درس نماز صبح کے بعد

نماز صبح کے بعد مسجد ہی میں قرآن کا درس دیتے اہل محلہ اور دوسرے محلوں کے آدمی بکثرت جمع ہو جاتے اور بہتیرے طلبہ بھی شریک درس ہو جاتے تمام حاضرین حلقہ کرکے بیٹھتے اور ہر شخص کے سامنے ایک قرآن مجید مترجم کھُلا رہتا۔ قاری ایک رکوع تلاوت کرکے پہلے مولانا شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کا ترجمہ پڑھتا پھر فائدہ جس میں شان نزول وغیرہ کا بیان ہوتا پھر **میاں صاحب** محض عام فہم طریقہ پر بیان فرماتے۔

درس قرآن مجید کے بعد حدیث شریف کا درس ۱۱ بجے تک

اِس کے بعد ۱۱ بجے تک حدیث نبوی کا درس دیتے جس میں صحیح بخاری کا ایک سبق خصوصیت کے ساتھ اور زیادہ وقت اُس میں صرف ہوتا جس میں ایک بڑی جماعت طلبہ اور علما کی جن کی تعداد ساٹھ ستر آدمیوں سے کم نہ ہوتی شریک ہوتی۔

بعدہ مکان تشریف لیجاتے اور ایک گھنٹہ کے اندر ٹھیک ۱۲ بجے مسجد میں واپس تشریف لاتے بارہ تیرہ منٹ ہوتے ہی سنت ظہر کے لئے کھڑے ہوجاتے کم وبیش ۱۵ منٹ میں نماز سے فراغت کرکے کوئی مختصر سبق پڑھا دیتے یا قرآن مجید تلاوت کرتے اس کے بعد تکبیر اقامت ظہر ہوتی اور **آپ** کے بیٹے مولانا سید شریف حسین علیہ الرحمۃ (جب تک زندہ رہے) امامت کرتے آدھے گھنٹہ میں نماز ظہر سے فراغت ہوتی اور اگر کسی وجہ سے اُن کو کچھ دیر ہوجاتی تو **آپ** خود امامت کرتے پھر **آپ** دو رکعت سنت ظہر پڑھ کر ھدایہ کے درس میں مشغول ہوجاتے اور ھدایہ کے مشکل مقامات کو نہایت ہی سہولت کے ساتھ سمجھا دیتے پھر حدیث کا درس دیتے اور کبھی چند منٹ کے لئے مکان جاتے اور واپس آنے کے بعد سبق شروع کراتے نماز عصر کے بعد مغرب تک اکثر صحیح مسلم کا درس دیتے کبھی مغرب سے عشا تک بھی مشغول درس ہی رہتے اور اکثر نماز مغرب کے بعد مکان تشریف لے جاتے اور فتووں کا جواب تحریر فرماتے جس کی تعداد روزانہ پانچ سے بیس فتووں تک کی ہوتی، ثلث شب کے قریب مسجد میں آتے اور بعد نماز عشا مکان تشریف لیجاتے اور تین چار گھنٹے استراحت فرماتے نصف شب کے بعد نماز تہجد کے لئے اُٹھتے اور وضو طہارت کے بعد نماز میں مشغول ہوجاتے کبھی تو تہجد کی نماز میں رات ہی بسر ہوجاتی اور کبھی فتاوائے مشکلہ کا جواب اُسی وقت تحریر فرماتے۔

نماز ظہر
نماز کے بعد ھدایہ اور حدیث کا درس
صحیح مسلم کا درس
تحریر فتاوے
نماز عشا
تہجد
تحریر فتاوائے مشکلہ

صبح صادق سے پہلے مسجد میں آجاتے اور مسجد یا صحن مسجد میں چٹائی یا ٹاٹ پر احتبا کئے ہوئے سر جھکائے مختلف مضامین کے اشعار نہایت درد انگیز لہجہ میں پڑھا کرتے جو ایک صاحب حال کو وجد میں لانے کے لئے شیخ کامل کا کام کرتا **آپ** کے اِن معمولات میں کبھی فرق نہ آتا نہ حالت صحت میں نہ زمانۂ علالت میں الا ماشاء اللہ جب زیادہ بیمار ہوجاتے اور بستر علالت سے نقل و حرکت نہ کرسکتے کیوں کہ امراض صعبہ شدیدہ میں بھی جب سخت تکلیف رہتی اور ضیق النفس کا دورہ ہوتا۔ یا درد زانو ستاتا اُس وقت بھی **آپ** ڈولی پر سوار ہوکر ضرور مسجد تشریف لاتے اور تمام معمولات کو حسب معمول ادا فرماتے۔

صبح صادق سے پہلے مسجد آنا
اشعار مناسب حال و مقام پڑھنا
امراض صعبہ میں معمولات مواظبیہ کا ادا کرنا

شکل و شمائل

قد مائل بہ درازی۔ ہڈیاں بہت چوڑی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ جوانی میں بہت تنومند ہوں گے۔ چہرہ لمبا۔ آنکھیں متوسط۔ پیشانی مائل بہ بلندی۔ سر متوسط ناک اونچی اور لمبی کان بڑے بڑے۔ ڈاڑھی میں بال کم۔ گنجان نہیں بھاری نہیں گردن متوسط۔ سینہ متوسط۔ ہاتھ، پانوں، شانہ، ذراع۔ فخذ اور ساق لمبے۔ ساق صاف جس پر بال نہیں، سر اور مونچھ محلوق، رنگ گندمی۔ چلتے بہت تیز تھے۔

لباس

حج کے قبل سر پر ایک چھوٹا سا عمامہ مخطط بہ خط سرخ و سیاہ چارخانہ اعظم گڈھ مئو کا بنا ہوا۔ عمامہ باندھنے میں ایسی بے تکلفی اور سادگی تھی کہ درس کے وقت وہ بار بار کھلتا اور ہاتھ سے پیچ دباتے جاتے اور جب بالکل کھل جاتا تو پھر جلدی سے لپیٹ لیتے یا پاس رکھ لیتے۔ کبھی صرف گول ٹوپی جس کی نوک کسی قدر اوپر کو نکلی ہوتی پہنتے۔ کرتہ سامنے چاک والا نہایت معمولی کپڑے کا ایک تکمہ اور گھنڈی لگی ہوئی۔ زانو کے برابر اور کبھی اُس سے بھی اونچا۔

اکثر پائجامہ ڈھیلے پائچوں کا (خلطہ) نصف ساق تک جوتا ادھوڑی استر دلی کا بنا ہوا بھاری ایڑی دبا کر پہنتے تھے اور پانوں سے کسی قدر بڑا ہوتا تھا۔ ایک چادر چارخانہ موٹے کپڑے کی دھوپ میں سر پر رکھتے تھے (جو وضع آپ کے اُستاذ مولانا شاہ محمد اسحٰق علیہ الرحمۃ کی تھی) چھتری کبھی نہیں لگائی شدت موسم گرما میں بھی نماز جمعہ کے لئے جامع مسجد پیادہ پا جاتے جو آپ کے مکان واقع محلہ پھاٹک حبش خاں سے کسی طرح ایک میل سے کم نہیں ہے۔

چھتری کبھی نہیں لگائی

جمعہ کے دن جامع مسجد پا پیادہ جاتے

جاڑوں میں کبھی روئی دار دگلہ چھینٹ کا پہنتے اور دولائی اوڑھتے سفر حج کو جو روانہ ہوئے تو تہمد باندھ کر چلے اور تقریباً حج کے بعد بیس برس زندہ رہے مگر پائجا نہیں پہنا مرتے وقت تک تہمد ہی رہا وضع اور لباس کی نسبت فرمایا کرتے کہ

تہمد

لباس شہرت

فی الناس کاحد من الناس) اور بہ تکلف کسی زی کے اختیار کرنے کو (خواہ علما کی ہو یا مشائخوں کی) ناپسند فرماتے اور اُسی کو لباس شہرت خیال کرتے۔

تندرستی

ڈولی پر مسجد میں آنا

دم بھر میں جیتے ہیں
دم بھر میں مرتے ہیں

ثقل سماعت

قوت بصارت

بڑھاپے میں
تندرستی کی وجہ

بیمار آپ بہت کم پڑتے الاماشاءاللہ آپ کی صحت اور تندرستی تغلیباً بہت اچھی رہی۔ ضیق النفس کا دورہ کبھی کبھی ہوتا تھا۔ جس میں سخت تکلیف رہتی مگر اس حالت میں بھی آپ ڈولی پر مسجد تشریف لاتے اور بمشکل تمام اپنی جگہ پر کسی طرح بیٹھ کر یا لیٹ کر طلبہ کی طرف سبق لانے کا اشارہ کرتے طلبہ خود عرض کرتے کہ آج سبق موقوف رہے تو بہتر ہے جواب میں فرماتے چلو اب ہم کس دن کا انتظار کریں ہم دم بھر میں مرتے ہیں دم بھر میں جیتے ہیں یہ کہہ کر درس میں مصروف ہو جاتے اور تھوڑی دیر کے بعد بالکل تندرست معلوم ہوتے اور اُسی زور شور کے ساتھ پڑھاتے۔ البتہ وفات کے بارہ تیرہ برس آگے سے ثقل سماعت کا ہرج کسی قدر ہو گیا تھا۔ مگر بصارت اخیر تک قائم تھی۔ عینک کا استعمال آپ نے کبھی نہیں کیا میری رائے میں اتنی بڑی عمر میں آپ کی تندرستی کی وجہ دو تھی (۱) سادی غذا (۲) جفاکشی۔

وفات

انتقال کے دس بارہ برس پہلے سے آپ کو درد زانو اکثر ستایا کرتا تھا۔ جس سبب سے ہاتھ میں چھڑی رکھنے لگے تھے اور مسجد اکثر ڈولی پر تشریف لاتے تھے۔

نو دس مہینے وفات کے قبل سے علالت نے ترقی پکڑی اور ذی فراش کر دیا

مولوی تلطف حسین
صاحب کی روایت

مولوی تلطف حسین صاحب محی الدین پوری عظیم آبادی (جو تقریباً پچیس برس موت کے پہلے سے تجہیز و تکفین تک سفر و حضر میں برابر شیخ کے ساتھ رہے اور اب اُنہوں نے دہلی میں سکونت اختیار کر لی ہے) سے اولاً بذریعہ مراسلت وفات کا حال دریافت کیا اور پھر بہ تقریب کارونیشن یکم جنوری ۱۹۰۳ء جب میں دہلی گیا تو بالمشافہ اُن سے گفتگو کی

بیمار ہو کر لڑکی کے مکان میں آئے

بے ہوشی میں وعظ

اُن کی تحریر و تقریر کا ملخص یہ ہے کہ شیخ مسجد ہی میں علیل ہو کر ذی فراش ہوئے وہاں سے اپنی لڑکی کے مکان میں تشریف لائے جو میر شاہ جہاں صاحب مدظلہ سے بیاہی ہوئی ہیں اور وہیں وفات پائی۔ آخر ایام حیات میں بکثرت بے ہوشی رہتی کبھی دو روز اور کبھی تین تین دن تک ہوش نہ ہوتا اُس حالت میں تمام شب نہایت زور و شور و لطف سے اس طرح وعظ فرماتے کہ عالم صحت میں بھی اس طرح کبھی نہیں کہتے اور اکثر سورۂ جن کا وعظ کہتے۔ مسجد میں لے جانے کی بہت تمنا کرتے اور بار بار فرماتے کہ "مجھ کو مسجد میں لے چلو" وعظ کہتے کہتے جب تھک جاتے تو فرماتے کہ "ہزاروں جن آ گئے ہیں اور وعظ کہنے کو کہہ رہے ہیں کہاں تک کہوں" صبح کو فرماتے "بس جاؤ اب طاقت نہیں ہے" دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا کہ فی الواقع کوئی سامنے ہے اور اُس سے باتیں کر رہے ہیں۔ حالت افاقت میں جب پوچھا جاتا آپ کس سے باتیں کر رہے تھے تو فرماتے کہ "ہزاروں جن آئے ہوئے تھے اور وعظ کہنے کے لئے تنگ کئے ہوئے تھے سارا مکان انہیں سے بھرا ہوا تھا صرف میرے پلنگ پر اسی قدر جگہ خالی تھی جہاں تک میں پڑا ہوا ہوں"

داماد بیٹی اور نواسیوں نے بڑی خدمت کی

میر شاہ جہاں صاحب داماد اُن کی اہلیہ اور اُن کی لڑکیوں یعنی میاں **صاحب** کی نواسیوں نے ایسی خدمت کی کہ شاید و باید۔

کسی طرح کی فرمائش نہیں کی

ایک وضع **آپ** کی یہ بھی تھی کہ ایسی طول طویل علالت میں کبھی کسی کو کسی کام کے لئے نہیں کہا۔ ورنہ کسی قسم کی فرمائش کی اور نہ یہ کہا کہ "فلاں چیز کی ضرورت ہے"

تسبیح کے نہ ملنے پر بے چینی

تسبیح زبان اور ہاتھ سے دم واپسیں تک نہ چھوٹی جب ضعف بہت بڑھ گیا اور تسبیح ہاتھ سے گر جاتی تو بہت ہی بے چینی کے ساتھ تلاش کرتے اور اگر نہ ملتی تو سخت پریشان ہوتے رفتہ رفتہ لوگوں نے معلوم کیا کہ یہ بے چینی تسبیح کی تلاش میں ہوتی ہے اس کے بعد سے یہ التزام کیا گیا کہ جہاں تسبیح ہاتھ سے گری فوراً دے دی گئی پھر بے چینی نہ ہوتی اور پڑھنے میں مصروف ہو جاتے اور اگر تسبیح کے ملنے میں کچھ دیر ہو جاتی تو انگلیوں پر گننے اور پڑھتے رہتے۔ تسبیح کو کبھی کبھی دن بھر

رکھ دیتے کبھی گلے میں ڈال لیتے اور پھر پڑھتے رہتے۔ غرض زبان پر ہر وقت تسبیح و تحمید جاری رہی بے حواسی سے بے حواسی اور غفلت سی غفلت میں بھی اس سے غفلت نہ ہوئی۔

درد کی تکلیف کو بھول گئے

مولوی تلطف حسین صاحب لکھتے ہیں "ایک دن مجھ سے فرمانے لگے گھٹنوں میں درد بہت ہے میں نے عرض کیا کہ حضور کو کیا تکلیف ہے حضرت ایوب علیہ السلام پر کیسی تکلیف گذری اب آخری وقت ہے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ **آپ** کے عمل کو قبول کر لے اور مغفرت کرے اور زلات سے در گذر کرے یہ سن کر ہنسنے لگے اور فرمایا سچ کہا پھر دعا کرنے لگے اور ساری تکلیف بھول گئے"

کسی چیز کی حاجت نہیں

مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں "ایک دن میں نے عرض کیا۔ حضور کو کس چیز کی حاجت یا تکلیف ہے۔ روپیہ موجود ہے جس چیز کی حاجت ہو فرمائیے ابھی حاضر کروں فرمایا۔ سب کچھ موجود ہے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے"

بیٹی اور نواسیوں کو وصیت

آپ نے اپنی صاحبزادی اور نواسیوں کو وصیت فرمائی کہ "میرے بعد صبر کرنا اور میرے واسطے کچھ نہ کرنا مرنے کے بعد اللھم اغفر لہ وارحمہ ورد زبان رکھنا"

راقم اور مولوی تلطف حسین صاحب سے بالمشافہ گفتگو

شاگردوں کا خیال

مولوی صاحب ممدوح مجھ سے دہلی میں فرماتے تھے "جہاں تک مجھ کو **شیخ** کے شاگردوں کا نام وقتاً فوقتاً یاد آتا گیا میں اُن کا ذکر کرتا اور پوچھتا **آپ** کو کسی سے کوئی شکایت تو نہیں ہے فرماتے نہیں صاحب مجھ کو کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے اور جن لوگوں کا نام خود یاد آجاتا تو پوچھتے کہ "فلاں شخص کہاں ہیں اور کیسے ہیں۔ کوئی خط آیا ہے یا نہیں؟"

دفن کے بارے میں آپ کی رائے

ایک دن عرض کیا۔ حضور کو کہاں دفن کریں جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کے مقبرہ میں بھی جگہ کا بندوبست ہم کر چکے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ "بعد انتقال کے تم صرف اتنا کیجیو کہ اپنے ہاتھ سے مطابق سنت نبوی کے مجھ کو غسل دے کر اور تکفین کر کے میری لاش کو چھوڑ کر اپنے گھر چلے جانا اُس کے بعد جس کے دل میں جو آئے کرے"

آخری وقت میں مجھ سے بہت کچھ فرمایا مگر سمجھ میں بات نہ آئی البتہ اتنا

اشد حبا للہ کی وصیت

سمجھا کر فرمایا۔ اشد حبا للہ کا خیال رکھنا اور سب فضول و بے کار ہے سب کو دفع کرو۔

۱۰ رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو وفات

”۱۰۔ رجب روز دوشنبہ سنہ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء کو عین حالت احتضار میں مغرب کی اذان ہوئی میں نماز کے لیے مسجد کو چلا گیا نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وفات فرما چکے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن“

”کفن وغیرہ ساری چیزیں آگے سے موجود تھیں فوراً غسل مطابق وصیت کے دے کر کفن پہنا کر لاش کو پلنگ پر رکھ کر مسجد میں لاکر رکھ دیا۔

چونکہ دفن کرنے کی رائے محلہ شیدی پورہ میں ہوئی جو کہ عیدگاہ کے پشت پر واقع ہے پالسو ٹوٹیاسئی کی اور چند بہشتی رات ہی کو عیدگاہ بھیج دیا۔

لوگوں کی کثرت

محلہ شیدی پورہ میں قبر

لوگوں کی کثرت بہت تھی اس لئے بروز سہ شنبہ نو بجے دن کو عیدگاہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور شیدی پورہ میں آپ کی قبر مولوی شریف حسین صاحب مرحوم (آپ کے صاحبزادے) کی قبر کے قریب ہوئی“

PUBLIC LIBR

اظہار افسوس

مولانا عبدالجبار غزنوی (خلف الصدق و جانشین مولانا عبداللہ غزنوی قدس سرہٗ جو اکابر اولیاء اللہ سے تھے) تحریر فرماتے ہیں

مولانا عبدالجبار غزنوی کی تحریر

”الٰہا پروردگارا۔ حیوۃ ابدی و بقاء سرمدی شایان شان تست ، حیا قیوما ربوبیت مخلوقات و تربیت موجودات بہ اماتت و احیا و ایجاد و افنا سر نہان تست ربا رحیما تنزیل کتب و ارسال رسل و بعثت ائمہ دین و خلفاء سید المرسلین آیہ بینہ ربوبیت و رحمت بے پایان تست۔ حکیما لطیفا رفع علم و قبض اہل اعلم از جہان و ظہور جہل و ظلمات در ابنائے زمان سر لطیف و حکمت بے نشان تست بوصف لا یُسئل عما یفعل و فعالٌ لما یرید آسمان و زمین دو فیض گواہان تست۔ و بصفت اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون قرآن مجید شاہد عیان تست کریمۂ کل نفس ذائقۃ موت و انما توفون اجورکم یوم القیامہ۔ فمن زحزح

عن النار وادخل الجنة فقد فاز۔ وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور تعلیم قرآن است وکل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام ارشاد واجب اذعان است درآیة وافی هدایه وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا الیه راجعون اولئك علیهم صلوات من ربهم ورحمه واولئك هم المهتدون تسکین بندگان است ودر کریمه والملائکة یدخلون علیهم من کل باب سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اطمینان امیدواران است الله الله اگر بشارات یقینیه وتسکینات صادقه مرهم قلوب مجروحه وجبیرۀ دلهاے شکسته نبودے والله اعلم حال ما مصیبت زدگان انتقال امام العصر ومجروحان وفات مجدد الدهر چه می شد ونوبت بکجا می رسید از ما وامثال ما باید پرسید که کدام سنگ صبر بر سینه گذاشتیم که هنوز بے همچوں امام الهدے سیدنا ومولانا سید محمد نذیر حسین رح زنده ایم ؎

گر نه قضا بود که باهم رویم   می رسد آں وقت که ماهم رویم

اوصاف جمیله ومناقب علیه جناب ایشان محتاج بیان نیست وکمالات ظاهره وباطنیه حضرت سامی در عرب وعجم پنهاں نے انکار مخالف واعتراض مجادل مضر شان والاشان ایشان نیست وتجاهل وعدم معرفت منکر کسر شان نمایان ایشان نے ؎

هذا ابن خیر عباد الله کلهم   هذا التقی النقی الطاهر العلم
هذا الذی تعرف البطحاء وطأته   والبیت یعرفه والحل والحرم
مشتقة من رسول الله بنعته   طابت عناصره والخیم والشیم
هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله   بجده انبیاء الله قد ختموا
الله شرفه قدما وعظمه   جری بذاك له فی لوحه القلم
ولیس قولك من هذا بضائره   العرب تعرف من انکرت والعجم
من معشر حبهم دین وبغضهمو   کفر وقربهمو منجی ومعتصم
ان عد اهل التقی کانوا ائمتهم   او قیل من خیر اهل الارض قیل همو

دراجراء توحید واحیاء سنت هم عنان سلف صالحین بود ودر سد باب شرک

محو بدعت
و محو بدعت بسان ائمۂ دین حرث محروث احادیث نبویہ ائمہ حدیث را آب حیات
دادہ سرسبز و گلزار نمود و زراعت مزروعہ آثار مصطفویہ اعلام دین را از خس و خار
تحریف و تاویل صاف نمودہ بہ اغصان و اوراق ربانہ و ریاحین و اثمار کریمہ باردار
تقلید رسوم قبیحہ
گردانید تقلید آبا و اجداد و تعصبات بیجا را ازبن و بیخ کشیدہ و رسومات قبیحہ و
رواجات سیئۂ قومیہ را بمہلک فنا و عدم رسانید۔ تدریس کتاب و سنت بہ سعی بلیغ
عمل بالسنۃ
ایشان در بلاد و قریٰ چہ بلکہ در بوادی و جبال تابید و عمل بالسنۃ و اجتناب از
بدعت بہ عہد ایشان در مدائن و امصار چہ بلکہ در براری و رمال درخشید سنن میتۂ ہزار
عمل بالحدیث
سالہ را حیوۃ تازہ بخشید و کتب متروکہ صد سالہ علم حدیث را رواج و شہرت کامل دہانید
زہد و قناعت
در زہد و قناعت و توکل و مقام رضا بے بدل بود و در صبر و تسلیم و استقامت
توکل و رضا
صبر و تسلیم و استقامت
ضرب المثل در علو ہمت و وفور شفقت و صدق و صفا و حلم و حیا و حب علم بود
محبت و خشیت
و در محبت و خشیت و تفرید و تجرید ثابت القدم۔ در عبادت رب العزت مشغول
تجرید و تفرید
بود و در آداب خشوع نہایت تجربہ کار۔ بقوت محو و فنا مثل شبنم در آفتاب بود
و در شدت خوف و رجا بسان سیماب در اضطراب۔ از خوف خطاب اذہبتم
طیباتکم فی حیوتکم الدنیا لذائذ دنیویہ از قسم ماکل و ملابس و اکنہ را گذاشتہ
بود و از بیم ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم بر لب نان خشک و ثوب خشن قناعت
نہ محبت جمع و نہ طبیعت منع
ورزیدہ نہ محبت جمع داشت و نہ طبیعت منع لہذا آنچہ من اللہ می رسید فی سبیل اللہ
می بخشید بحکم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرۃ المساکین در
حیات و ممات در زمرۂ مساکین بود و بر وفق وجعلنا ہم ایمۃ یہدون بامرنا
صبر و ایقان
لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون بسبب صبر و ایقان امام متقین۔ حاصل کلام
آنکہ فوارہ علوم دینیہ و معارف علیہ بود و چشمۂ اخلاق کریمہ و اعمال حسنہ منبع برکات
و حسنات بود و مجمع خیرات و فیوضات۔ معدن فقاہت و درایت بود و مخزن اسرار
روایت و حکمت طاب اللہ ثراہ و جعل جنۃ الفردوس منقلبہ و مثواہ۔ بریں چند اشعار کہ موافق
حال جناب ایشان است ختم کلام می کنم و از اطرا و اعتذار پناہ برب علام می جویم۔

قصیدہ عربی

قطعہ

وذق یا فؤادی کل یوم ولیلۃ	حرارۃ اشواق ولوعۃ اشجان

الی ان اری النذیر الحسین الذی   به الله من اهل الضلالة نجانی
ومن لی بان القاه والموت قد الی   فغیبه فی الترب عن کل انسان
فیاوحشة الدنیا لانوار وجهه   ویالهف اخوان علیه وجیران
یحق لعین لا ترجی لقاءه   الی الحشر تنهل بدمعها القانی
لقد عُمّ اهل الارض رزء مصابه   ولم ینج فیهم منه قاص ولادان
لقد کانت الدنیا به ذات بهجة   ونور واشراق وروح وریحان
وما کان الا آیة فی زمانه   وفی کل علم حاز لیس له ثانی
امام الهدی یدعوا الیٰ دین ربه   دعاء نصوح مشفق غیر خوان
نمذهبه ما جاء عن خیر مرسل   واصحابه والتابعین باحسان
الیٰ بعلوم حیرت کل واصف   علی انه یهدی به کل حیران
نکم مبطل وافاهٍ یبغی جداله   فانصفه فی البحث من غیر عدوان
ویکشف عنها شبهةً بعد شبهة   الی ان یبین الحق احسن تبیان
فیصبح عن تلک المقاله معرضاً   ولو کان من احبار سوءٍ ورهبان
یغار علی الاسلام من کل بدعة   وما زال منها هادماً کل بنیان
وفی الله لم تاخذه لومة لائم   ولم یخش مخلوقاً من الانس والجان
لمن خشی الرحمن بالغیب التقیٰ   اله البرایا خانه کل سلطان
ولم ینتقم فی الدهر یوماً لنفسه   ولکنه یوذی فیعفو عن الجانی
واما سخاء الکف فنا لبحر دونه   ولمیث فی بذل العطاء بمنان
ولو وزنوا اهل الشجاعة کلهم   به رجح الشجعان فی کل میزان
منیباً الی مولاه یقطع وقته   بنقل احادیث وتفسیر قرآن
ولمیث مشغوفاً بحب ریاسة   ولا شد بغلات ولا حسن غلمان
وما کان مشغولاً بجاه ومنصب   ولا رفع بنیان ولا غرس بستان
ولکن لعلم نافع وعبادة   وزهد واخلاص وصبر وایمان
وفی موته قد کان للناس عبرة   لما شاهدوا من غیر زور وبهتان
اذا انتشروا مثل الجراد وکاد ان تزیغ عقول من رجال ونسوان

وسار علے اعناقهم نحو تبرہ	یجاور مولی ذا امتنان وغفران
الی الذهب المبالی دعاه الٰهه	فذالك له خیر من الحزن الفانی
دعاه الی جنات عدن وطیبها	ومتعه فیها بحور وولدان
فنسئل رب العرش یجمع شملنا	به فی جنان الخلد من بعد حرمان
ویجبرنا بعد انکسار قلوبنا	ویروی برویا وجهه کل ظمان

راقم کہتا ہے کہ مولانا نے ایک مختصر مگر نہایت ہی لطیف اور سچی سوانح عمری اس تحریر میں درج کر دی ہے مرحبا جزاہ اللہ۔

اخباروں میں وفات کی اشاعت

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

پائنیر

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ

وکیل امرتسر

دار العلوم دہلی

انگریزی اخبار پائنیر الہ آباد (جو کہ نہایت ہی وقیع اخبار ہے) نے آپ کی وفات پر مضمون لکھا تھا اور اُردو اخباروں میں تو غالباً سارے ہندوستان میں کوئی اخبار یا رسالہ نہ ہوگا جس نے آپ کی وفات پر ماتم نہ کیا ہو اور اپنے اخباروں رسالوں کو ماتمی لباس نہ پہنایا ہو اُن سب مضامین کو اگر کوئی شخص جمع کرنا چاہے تو ایک بڑی ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے اِن اخباروں میں سے ہم صرف تین اخباروں کے مضامین ملخصاً درج کرتے ہیں پہلا مضمون تو علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا اِس سے کہ اِس کے چیف ایڈیٹر نواب محسن الملک مولوی مہدی علی خان بہادر جیسے باخبر، ذی وقعت، مہذب اور متین آدمی ہیں۔ دوسرا اخبار وکیل امرتسر کا اس سبب سے کہ اس کے ایڈیٹر مذہبی آدمی ہیں۔ تیسرا مضمون اخبار دار العلوم دہلی کا اس لئے کہ وہ خاص دہلی کا اخبار ہے اور حیات و ممات دونوں زمانہ کے واقعات اُس کے چشم دید ہیں۔

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا مضمون

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مطبوعہ ۲۳۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ع

افسوس ناک واقعہ

اس ہفتہ کے واقعات میں ایک نہایت اندوہناک واقعہ جو غالباً ہندوستان کے

مسلمانوں میں نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ پڑھا جاوے گا یہ ہے کہ :-

شمس العلما مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے ایک سو دس برس کی عمر میں دس مہینے کی طویل علالت کے بعد ۱۰- رجب یوم دوشنبہ کو مابین المغرب والعشا انتقال فرمایا اور اُن کی وفات سے ہندوستان میں حدیث کا چراغ گل ہوگیا انا للہ و انا الیہ راجعون :-

آپ قصبہ سورج گڈھ ضلع مونگیر کے خاندان سادات میں سے تھے جن کے مورث عالمگیر کے عہد میں عہدہ قضا پر مامور تھے ابتدائی تعلیم غالباً **آپ** نے اپنے وطن میں حاصل کی عنفوان شباب میں **آپ** دہلی میں وارد ہوئے جو اُس وقت ہندوستان میں علم اور شائستگی کا مرکز تھا اور دینیات کی کتابیں حضرت مولانا شاہ اسحٰق صاحب اور مولانا عبدالخالق صاحب سے پڑھیں اگرچہ **آپ** کو باستیعاب[عہ] شاہ صاحب کے حلقہ درس میں شریک ہونے کا موقع نہ ملا مگر اس میں شک نہیں کہ **آپ** کو حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں نسبت تلمذ ہے چنانچہ مولانا قطب الدین نے اپنے کسی تصنیف میں اس امر کی تصریح کی ہے -

مسلم الثبوت محدث

آپ ایک جید فاضل اور مسلم الثبوت محدث تھے - روایت فقہی کا جو استحضار **آپ** کو حاصل تھا وہ محتاج بیان نہیں ہے **آپ** کے مناقب میں صرف اس قدر بیان کر دینا کافی ہے کہ **آپ** نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک علم حدیث کی تدریس میں مصروف رہے اور عمر کا ایک معتد بہ حصہ اس متبرک علم کی خدمت میں بسر ہوا -

پچاس برس سے زیادہ علم حدیث کی تدریس میں مصروف رہے

ہزارہا طالبان حدیث **آپ** کے حلقۂ درس میں شریک ہو کر فیضیاب ہوئے ہماری دعا ہے کہ خداوند تعالٰے مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرماوے اور اُن کے پس ماندوں کو صبر جمیل کی توفیق دے -

---

[عہ] اس کی تحقیقات کہ **آپ** نے کن کن اساتذہ سے کون کون فن کی کتابیں پڑھیں ہو چکی اور یہ بات بھی ثابت کر دی گئی کہ **آپ** مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب کی خدمت میں بارہ تیرہ برس تک رہے ۱۲

وکیل امرتسر

اخبار وکیل امرتسر

مطبوعہ ۱۷- اکتوبر ۱۹۰۲ء

شمس العلما مولانا مولوی سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی علالت طبع کی خبر ہم اپنے کسی گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں۔ اب دہلی کے ایک پرائیوٹ خط سے معلوم ہوا کہ حضرت ممدوح ۳ اکتوبر کو رہگرائے عالم جاودانی ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون حق تو یوں ہے کہ **آپ** سلف صالحین کی یادگار باقی تھے علم و عمل اور زہد و اتقا میں پایۂ بلند رکھتے تھے۔ سن مبارک سو سے متجاوز تھا۔ اور یہ کہنا داخل مبالغہ نہیں کہ **آپ** دہلی مرحوم کے آخری نوحہ خواں تھے انہوں نے اپنی آنکھوں سے اُن بزرگواروں کی صورتیں دیکھی تھیں۔ بلکہ اُن کی ہم صحبتی کا شرف حاصل کیا تھا جن سے دہلی کو فی الحقیقت فخر ہے اور جو دہلی کیا ہندوستان بھر کے لئے مایۂ ناز تھے۔ جن دنوں سرسید مرحوم نے **آثار الصنادید** لکھی ہے اُن دنوں دہلی واقعی اہل کمال سے سرتاسر معمور تھی اور ہر ایک فن کے باکمال آدمی موجود تھے باوجود اس فراوانی کے مولانا اُس زمانہ میں بھی اس لائق سمجھے گئے تھے کہ اُن کا نام اُن چیدہ بزرگواروں کی فہرست میں داخل ہو جو ہندوستان کے لئے موجب افتخار شمار ہوتے ہیں۔

سلف صالحین کی یادگار تھے علم و عمل زہد و اتقا

آثار الصنادید کی تالیف کے وقت بھی آپ منتخب لوگوں میں دہلی کے تھے

پس اس سے ظاہر ہے کہ اس کساد بازاری فضل و ہنر میں اُن کی قدر و قیمت کیا ہونی چاہئے۔ مولانا مغفور نے باوجود کبر سن اور ضعف پیری کے سلسلہ درس و تدریس آخری وقت تک نہ چھوڑا اور اطراف و اکناف کے طلبہ جو علم حدیث حاصل کرنے کے شوق میں ممالک دور دست سے **آپ** کی خدمت میں آتے تھے ہمیشہ مستفیض ہوتے تھے۔

درس و تدریس آپ کی قدر و قیمت کیا ہونی چاہئے ممالک دور دست سے طلبہ کا آنا

اخبار دارالعلوم دہلی

اخبار دارالعلوم دہلی مطبوعہ ۱۷- اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء
مطابق ۱۵- رجب سنہ ۱۳۲۰ھ **وفات** حسرت
آیات جناب **شمس** العلما مولانا مولوی سید
نذیر حسین صاحب محدث دہلوی ؒ

مضمون درد ہجر کی تاب رقم نہیں
ہے شور ہائے ہائے صریر قلم نہیں

بڑے افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ ۱۳۔ اکتوبر کی شام کو شمس العلما حضرت مولانا مولوی سید **نذیر حسین** صاحب محدث دہلوی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون یہ منحوس شام مسلمانان عالم میں قیامت تک یادگار رہے گی جس میں حدیث نبوی کا آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔

شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ اسحٰق صاحبؒ کے فیض یافتہ حدیث وفقہ اسلام کے رہنائی عالم۔ پچھتر سال درس دیا۔

آہ اے بدنصیب قوم تیرے سارے فخر مٹ گئے۔ تجھے ناز تھا کہ اس گئے گذرے زمانہ میں تو ایسے عظیم الشان شخص کا وجود باجود رکھتی ہے جو شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ اسحٰق صاحبؒ کی بابرکت مجلسوں کا فیض یافتہ اور حدیث اور فقہ اسلام کا رہنائی عالم تھا جس نے دن نہیں اکٹھے پچھتر سال درس تدریس جاری رکھا ہو۔ جس کے متبرک حلقۂ درس سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آوازیں اس پچھتر سال میں ایک دن بھی خاموش نہ ہوئی ہوں۔ جس نے ایک سو سات سال کا طویل زمانۂ عمر بچپن سے لے کر دم واپسیں تک مقدس اسلام کے مقدس علوم کی تعلیم وتعلم میں بسر کر دیا۔ ہائے ہائے خدا کے جلیل القدر آخری پیغمبر (دل وجانم فدائے نامش باد) کی پاک حدیثوں کے اکیلے ہاں ہاں اکیلے حافظ کو ہم ہزر من مٹی کے بوجھ کے نیچے دبا کے آتے ہیں اور یہی ہاتھ جو اس خلیق اور مقدس انسان سے مصافحے کرتے تھے آج اسے قبر کے سپرد کر رہے ہیں۔

بے نظیر حافظ الحدیث

مرنے والے خدا تجھے فردوس بریں میں جگہ دے اور تجھے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کرے ہمارے پاس تیرے لئے تیرے احسانات کے لئے کچھ نہیں سوا اس کے کہ ہم ایصال ثواب کریں اور دعا کریں کہ خدا تیری بے لوث دینی خدمتوں کے بڑے بھاری سلسلے کو قبول فرمائے اور اس کا تجھے اجر عظیم بخشے۔ ظاہرا تو تو معبود حقیقی کے پاس تن تنہا چلا ہے جہاں نہ تیرے آٹھ لاکھ معتقدوں میں سے کوئی ساتھ ہے نہ تیرے ہزار در ہزار شاگردوں میں سے کوئی ہمراہ۔ تیری اولاد اور تیرے غمگسار بادیدۂ پرنم تجھے تک رہے ہیں۔ کہ تو اپنی کٹھن اور دشوار گذار منزل میں بے یار و مددگار چلا جا رہا ہے کوئی نہیں جو تیرا ساتھ دے اور کوئی نہیں جو تیری ہمراہی اختیار کرے لیکن درحقیقت باطنا ایک انمول زاد آخرت تیرے ساتھ ہے اور تو خدا کے ہاں یقینا اسی فرحت وشادمانی کے ساتھ جا رہا ہے جیسا کہ ایک

بے لوث دینی خدمت

آٹھ لاکھ معتقد

فتح مند شہنشاہ کی مثال

فتح مند شہنشاہ دن رات کی یلغاروں اور حملوں کے بعد اپنے غنیم پر فتح پاتا اور پھر بادلِ خورسند اپنے دارالخلافت کی طرف مراجعت کرتا ہے۔ تو نے بے شک اُس سچے عشق سے جو تجھے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اپنی بزرگ اور عالی شان لائف خدمتِ اسلام میں صرف کی اور سچے ارشاد علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا اس گئے گذرے زمانے میں نمونہ بن کے ہمیں دکھا دیا اسی کا اجر ہوگا جو ہمیشہ کی مسرتوں کا تجھے وارث بنائے گا۔ اور تجھے تمام کلفتوں سے نجات دے گا۔ افسوس تیرے بعد ہمیں چاروں طرف سناٹا ہی سناٹا نظر آتا ہے۔ آہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ ہلالِ اسلام آسمانِ دنیا پر ماہِ دو ہفتہ بن گیا تھا اور اُس کی ٹھنڈی ٹھنڈی روشنی سے سارا عالم بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ اور یا اب یہ وقت ہے کہ وہ ماہِ کامل ہماری نظروں سے نہاں ہو گیا ہے اِس کی ہلکی اور بدلی میں چھپے ہوئے چاند کی سی چاندنی ہمیں کبھی دکھائی دے جاتی ہے اور وہ ہی ہمارے برق و باد کی طرح دوڑنے والی رقیب قوموں کی نگاہیں خیرہ کر دیتی ہے۔

جبش خاں کے بیانک سے شمس العلما مولوی سید **نذیر حسین** صاحب کا جنازہ نہیں اُٹھایا گیا بلکہ ایک شورِ قیامت اُٹھایا گیا ہے جو اسلامی دنیا میں صدیوں تک برقرار رہے گا۔ حضرت مرحوم کے بعد ان کا کوئی ہم پلہ جانشین نظر نہیں آتا جسے علمِ حدیث کی اس مناسبت ذاتی کے سبب جو شمس العلما میں قدرت نے ودیعت کی تھی اُن کا قائم مقام قرار دیا جا سکے۔ اُن کے دماغ کی ساخت ہی اِس ڈھنگ کی تھی جس میں رسول اللہ کی احادیث کا سمندر سما گیا۔ جن لوگوں نے **آپ** کو حدیث شریف پڑھاتے دیکھا ہے اُنہیں اِس بات کا بخوبی تجربہ ہو گیا ہے کہ اِس

بڑھاپے میں یادداشت کا عالم

بڑھاپے کے زمانہ میں **آپ** کی یادداشت کا کیا عالم تھا اور کس صفائی اور روانی کے ساتھ **آپ** گھنٹوں پڑھاتے رہتے تھے۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ پڑھانے میں جس وقت کسی حدیث کی نسبت تکرار ہوتی تھی اور یہ ضرورت آ کے پڑتی تھی۔ کہ اِس حدیث کے موافق یا مخالف کتنی حدیثیں ہیں اور کس کس

ملکہ اور حافظہ

جگہ ہیں۔ **آپ** فوراً بتا دیتے تھے کہ فلاں حدیث فلاں کتاب کے فلاں باب سے نکال لو۔ اور فلاں حدیث فلاں کتاب کے فلاں باب سے۔ اِسی طرح وہ تمام حدیثیں

تمام احادیث صحاح پر حافظہ کی قدرت

جو اس متنازع فیہ حدیث کے متعلق کتب صحاح میں موجود ہوتیں چند منٹوں میں نکل آتی تھیں۔ ایک جید حافظ قرآن کو کسی آیۃ کے بتا دینے میں تامل ہونا ممکن لیکن شمس العلما کے لئے بالکل ناممکن تھا کہ اُن سے کسی حدیث کا یونہیں سا مطلب بتایا جاسے اور وہ بجنسہ صحاح میں اُسی وقت نہ نکلوا دیں۔ اور پھر ایک دو یا دس بیس حدیثوں کی نسبت نہیں حدیث شریف کی ساتوں صحیح کتابوں کی نسبت آپ کے حافظہ کی یہی کیفیت تھی اسی وجہ سے درحقیقت شمس العلما کی ذات مسلمانوں کے لئے فخر و مباہات کا باعث تھی۔ کیونکہ جس طرح کلام اللہ کا یہ خاص معجزہ ہے کہ ہر زمانہ اور ہر وقت میں لاکھوں سینے اس کی حفاظت کے لئے محفوظ تختیاں بنے رہتے ہیں۔ اُسی طرح کلام رسولؐ کی حفاظت کرنے والا بھی زمانہ میں کوئی نہ کوئی موجود ہی رہتا ہے۔ جو حافظہ کی قوت سے نگہبانی کرتا ہے۔ جیسا کہ اِس زمانہ میں اللہ بخشے حضرت شیخ شمس العلما تھے درحقیقت یہ اسلام کی زندہ برکات ہیں جو ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔ اِس کے مقابل کوئی دوسرے مذہب والا ہرگز ایسا دعوے نہیں کرسکتا کہ وہ کتاب جسے وہ آسمانی سمجھتا ہو زمانہ کی دست برد سے اس طرح محفوظ رہی ہو جیسا کہ قرآن مجید۔ قرآن شریف تو خیر خالق اکبر کا خالص کلام ہے جس کی نسبت وہ وعدہ فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اور جو اسی وعدۂ ربانی کی نسبت سر ولیم میور صاحب جیسے دشمنوں سے اپنے تیرہ سو برس سے بلا شائبہ تحریف بجنسہ محفوظ چلے آنے کا اقرار کرا چکی ہو۔ اور وہ علانیہ تسلیم کر چکے ہوں کہ ”دنیا میں اور کوئی ایسی کتاب نہیں جو اِتنے بڑے عرصہ تک اِس طرح محفوظ رہی“

لیکن حدیث جو حضور سرور عالمؐ کا کلام ہے جو آپ نے بمصداق وما ینطق عن الھوےٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ ارشاد فرمایا اور اُسے آپ کے جلیل القدر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اکٹھا کیا اُس کے حافظ بھی اس اُمت عالیہ میں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کیا کوئی عیسائی دعوے کرسکتا ہے کہ اُن مضامین کو چھوڑ کر جو ابتدائے صدی عیسوی کے خوش اعتقاد عیسائیوں میں مقبول تھے اور جن کا ابھی تک کچھ کچھ حصہ چلا آتا ہے صرف بائبل کے کبھی کسی زمانہ میں ایسے

حافظ ہوئے ہیں جنہوں نے زمانہ کے دست برد سے بچانے کے لئے اُسے اپنے سینے کی تختیوں پر کندہ کیا ہو؟ کیا کوئی آریہ دعوے کرسکتا ہے کہ اُن کے ویدوں کی کسی زمانہ میں اس طرح حفاظت کی گئی ہے؟ جس طرح مسلمان اپنی مقدس کتاب کی ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں اگر یہ دعوے ممکن نہ ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ کوئی انسانی کتاب ہرگز آسمانی کتاب کی سی وقعت اور عزت نہیں پا سکتی۔ ورود کتاب کبھی معزز نہیں سمجھی جاسکتی جس میں انسانی ہاتھوں کی آمیزش ہوئی ہو۔

شمس العلما کا درس تدریس سال بھر سے موقوف تھا اُس کی وجہ یہ ہے۔ کہ شیخوخت نے **آپ** کو انتہا ضعف و ناتوانی پر پہنچا دیا تھا۔ اگرچہ ایک عرصہ سے **آپ** کا اُٹھنا بیٹھنا دوسروں کے سہارے پر موقوف تھا لیکن یہ نقاہت جو سال بھر سے پیدا ہوگئی پہلے نہ تھی **آپ** اس بڑھاپے میں بھی بہت ہی کم بیمار ہوا کرتے تھے کیوں کہ بہت ہی محتاط تھے یہاں تک کہ پانی کا بھی بہت ہی کم استعمال کرتے تھے اور کئی کئی دن صرف چا پر گذر دیتے تھے آخر عمر میں گو تمام قوائے جسمانی مضمحل ہوگئے تھے لیکن حافظہ بدستور درست تھا اور اسے بڑے تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کیوں کہ انسان جہاں ستّرا بہتّرا ہوا اسے صبح کا کھایا شام کو یاد نہیں رہتا۔ کہاں کہ سو سے عمر گذر جائے اور پھر حافظہ کی قوت اسی طرح بنی رہے یہ سب حدیث شریف کی برکت تھی۔ جس میں **آپ** کا انتقال ہو وہ کوئی خاص بیماری نہ تھی جس مرض نے ایک سال سے **آپ** کو بٹھا دیا تھا وہی مرض الموت تھا جو بالآخر جنازہ اُٹھوا کے گیا۔

درس وتدریس سال بھر سے بند تھا

بڑھاپے میں بھی بہت ہی کم بیمار ہوتے

حافظہ بدستور درست تھا

۱۳۔ اکتوبر کی شام کو قریباً سات بجے **آپ** نے اپنی جان جان جہان آفرین کو سپرد کی خبر بجلی کی تیزی کی طرح اُسی وقت تمام شہر میں پھیل گئی تجہیز و تکفین رات ہی رات میں ہو گئی تھی۔ چنانچہ ہزاروں ماتم زدہ لوگوں کے ساتھ صبح آٹھ بجے جنازہ اُٹھایا گیا اور ساڑھے نو بجے شیدی پورہ میں دفن کیا گیا۔ نماز جنازہ قریب تیرہ ہزار آدمیوں کے ساتھ **آپ** کے سعادت مند بیٹے مولوی سید عبد السلام صاحب نے عیدگاہ کے چبوترے پر پڑھائی۔ جنازہ پر خلقت کا اس درجہ ہجوم تھا کہ بہت سے لوگوں کو کندھا دینا بھی نصیب نہیں ہوا۔ قریب قریب ۹ کے متم

نماز جنازہ میں تیرہ ہزار آدمی شریک تھے

شہر کے تمام مسلمان اور علما جنازے پر موجود تھے

مسلمان عمائد، ورعلما جنازے کے ساتھ تھے جن میں بعض کے نام نامی درج ذیل ہیں
صاحبزادہ عبدالصمد خاں صاحب چشتی، صاحبزادہ محمد عمر صاحب چشتی، مولانا مولوی عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی، شمس العلما مولوی نذیر احمد صاحب، مولوی حفیظ اللہ صاحب، مولوی عبدالقادر صاحب، مولوی محمد ابراہیم صاحب، مولوی عبدالرحمن صاحب راسخ، مولوی حبیب احمد صاحب مدرس فتحپوری، مولوی سید احمد صاحب، مولانا نواب ضمیر الدین احمد میرزا صاحب برادر رئیس لوہارو، مولوی محمد عبدالاحد صاحب، مولوی محمد عبدالمجید صاحب، ابو المجیب مولوی محبوب احمد صاحب، مولوی تلطف حسین صاحب، غرض کہ اخبار میں گنجائش نہیں کہ تمام رؤسا کے نام لکھے جائیں۔

مرحوم کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے لکھنے کا یہ موقع نہیں ہے خدا کرے کہ آپ کی سوانح عمری لکھنے کے لئے کوئی خدا کا بندہ کھڑا ہو۔ اور اُسے اُس کی شان و حیثیت کے موافق قلمبند کرے۔ فقیر دین محمد اڈیٹر دار العلوم کو اگر فرصت ہوتی اور اُس کے پاس کافی میٹیریل ہوتا تو اس سعادت کا وہ خود ہی فخر حاصل کرتا بہر حال یقین ہے کہ سلف ہلپ،، کی قدر کرنے والی طبیعتیں اس عظیم الشان سوانح عمری کے لئے شوق ظاہر کریں گی اور کوئی محنت کش سعید الفطرۃ انسان اُن کے شوق کو پورے کرنے کے لئے کمر ہمت چست کرے گا۔ مرحوم شمس العلما کی سوانح عمری میں یہ بات خاص طور پر تذکرے کے لایق ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے آپ کے درس و تدریس فقہ اور حدیث دونوں کی نسبت تھی لیکن غدر کے بعد آپ نے صرف حدیث شریف کو مخصوص کر لیا تھا اور اِسی وجہ سے آپ کے آخری عمر کے شاگردوں میں زیادہ تر وہی لوگ شامل ہوتے تھے جنہیں علم دین میں سب سے زیادہ حدیث سے دلبستگی ہوتی تھی۔ اگر مسلمانوں کی بدقسمتی سے مقلدین و غیر مقلدین کے جھگڑے نہ اُٹھتے تو غالباً آپ کا فیض تدریس اس سے بھی زیادہ وسیع ہوتا۔

مقلدین و غیر مقلدین کے جھگڑے نہ اٹھتے تو اس سے بھی زیادہ حلقۂ درس وسیع ہوتا

ہم اپنے مصیبت زدہ دل کی اِن سطروں میں بخارات نکالنے کے بعد اس مضمون کو مرحوم کی دعاے مغفرت پر ختم کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ جن لوگوں کو مرحوم کی ذات سے عقیدت مندی ہوگی۔ وہ اپنا بہترین فرض تصور کریں گے کہ جس طرح

مرحوم کے زمانہ میں فیض کا چشمہ جاری تھا۔ اور ہر مسلمان علمی استفادہ کر سکتا تھا اُسی طرح اب بھی اُس کے برقرار رکھنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کے اعزہ اور خصوصاً مولوی عبد السلام صاحب کے دردمند دل سے ہم دردی کا اظہار کیا جائے گا

میاں صاحب کی نماز جنازہ صلوٰۃ علی الغائب

غالباً ہندوستان کے تمام شہروں قصبوں اور بیشتر قریوں میں۔ پڑھی گئی۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR

قطعات تاریخ وفات

اخبارات ہندوستان میں جس طرح بذریعہ مضمون نگاری کے آپ کا ماتم کیا گیا اِسی طرح ہند و ایران کے شاعروں نے قطعات تاریخ کے ذریعہ سے اپنا فرض ماتم ادا کیا اُن سب تاریخوں کو جمع کرنا تو سخت دشوار ہے کیوں کہ آپ کے انتقال کے بعد سے غالباً پورے سال بھر تک بعض ہفتہ وار اخبار اُردو کی ہر اشاعت میں قطعات اور مادہ ہائے تاریخ مسلسل بالالتزام شائع ہوتے رہے ہم صرف بعض قطعات تاریخ و مادہ ہائے تاریخ پر اکتفا کرتے ہیں۔

مولوی حکیم مختار احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ حنفی ساکن موضع کرٹھیا ضلع مظفرپور نے ایک قطعہ تاریخ عربی میں لکھا ہے جو خصوصیت کے ساتھ اس لئے سب سے پہلے لکھے جانے کے قابل ہے کہ بیس۲۰ شعروں کا قطعہ ہے اور ہر مصرعہ بجائے خود بغیر تعمیہ و تخرجہ کے تاریخ ہے جس سے سنہ ۱۳۲۰و۲۱ ہجری نکلتے ہیں۔ یا سنہ ۱۳۱۰و۱۱ فصلی۔

کرٹھیا

پچھلے دس شعروں میں اس سوانح عمری کا بیان ہے اِن مصرعوں سے سنہ ۱۳۲۰و۲۱ھ و سنہ ۱۳۱۰و۱۱ فصلی نکلتے ہیں۔ جن سنوں میں سوانح عمری لکھنے کی ابتدا کی گئی اور لکھی جاتی تھی۔ بعض موانع کے سبب سے بہت دنوں تک سوانح نگاری کا کام بند رہا اِس لئے اِس کی اشاعت میں بھی غیر معمولی توقف ہوا اور سن بھی بدل گئے معہذا اِس قطعہ میں بڑی محنت کی گئی ہے کیوں کہ چالیسوں مصرعے چالیس۴۰ مادۂ تاریخ پر مشتمل ہیں اور بجائے بسم اللہ کے جو عبارت لکھی گئی ہے وہ بھی مادۂ تاریخ ہے

اس طرح اکتالیس ۴۱ تاریخیں ہیں اور چوں کہ تعمیہ و تخرجہ سے ہر مصرع پاک ہے اس لئے حک و تبدیل کی گنجائش نہیں کوئی لفظ یا حرف بدل نہیں سکتا جب تک بدل و مبدل منہ کے حروف اور اعداد برابر نہ ہوں۔

بسم الله المفيض العليم
۱۰ ۱۳ف

قطعہ تاریخ از مولوی حکیم مختار احمد صاحب

فات نور المعرفة السبحانيه ۲۰ ۱۳ھ	انه احيى الاصول العاليه ۲۰ ۱۳ھ
ربنا اكرم بهذا و انيا ۲۰ ۱۳ھ	انت معطى العافيات العاليه ۲۰ ۱۳ھ
فيضه نهر مجيد باقى ۲۰ ۱۳ھ	فضله عمّ البلاد الصافيه ۲۰ ۱۳ھ
كان بحر الخلق و عين العلى ۲۰ ۱۳ھ	كان تاج المدركات الباقيه ۲۰ ۱۳ھ
مخزن الطلاب بل شمس الوفا ۲۰ ۱۳ھ	شيخ اصحاب العقول الجاويه ۱۰ ۱۳ف
رمز فن المجتبى نهر الصفا ۲۰ ۱۳ھ	صدر ارباب الثنايا الصافيه ۱۰ ۱۳ف
مصدر الاسرار تاج الاوليا ۱۰ ۱۳ف	فخر دين الامة الربانيه ۲۰ ۱۳ھ
كان اهل الفيض بل بحر الهدى ۲۰ ۱۳ھ	كان مفنى المنكرات العاريه ۱۰ ۱۳ف
ماتن معيار حق مقرن ۱۰ ۱۳ف	شمس افلاك الفتاوى الجاريه ۱۰ ۱۳ف
استمع يا مهتدى عام الوصال ۱۰ ۱۳ف	فات بدر السنة الفرقانيه ۱۰ ۱۳ف
قد تمنى شرح نذب السالك ۱۰ ۱۳ف	فخر فسط الحكمة السينائيه ۱۰ ۱۳ف
قد وفى ستنا ميتنا وانلا ۱۰ ۱۳ف	نور شرف الامة القرآنيه ۱۰ ۱۳ف
اسمه فضل الحسين الجامع ۲۰ ۱۳ھ	نعته رمز الصدور الصافيه ۲۰ ۱۳ھ
مثله معدوم عصر فى العلاج ۲۰ ۱۳ھ	مفخر اهل الفنون العاليه ۲۰ ۱۳ھ

ابقراط الدهر فی نهر استشفا — بن ریاض الحکمة الیونانیه
۱۰ ۱۳ت — ۱۰ ۱۳ف
عین فیض الطب او عین العطا — ضوء قلب الحکمة لقمانیه
۱۰ ۱۳ف — ۱۰ ۱۳ف
نور بیت الطب جاءت لنفسه — شرح شرع الحکمة لبقراطیه
۱۰ ۱۳ف — ۲۰ ۱۳ھ
اسمع یا مقبلا عام الکتاب — وهو شرح الواقعات الفانیه
۲۰ ۱۳ھ — ۱۱ ۱۳ھ
واسمعوا عام الکتاب ثانیًا — شاعت بمجموعة الرحمانیه
۱۱ ۱۳ت — ۱۱ ۱۳ف
ها وهاتف یا صیحی ثالثا — جاء شرح الکیفیات الطاریه
۱۱ ۱۳ف — ۲۰ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ

از مولوی حافظ محمد عبد المنان سلمہ اللہ تعالیٰ
وفا تخلص غازی پوری

قطعہ تاریخ از حافظ محمد عبد المنان صاحب

تنح عن الدنیا القلیل متاعها — وکن زاهدا فی کل ما یحتوی الدهر
وان هی ادنی من جناح لبعوضة — ولیس لدی ارباب لب بها قدر
بزینتها تبدو فتفتن اهلها — وفی وجهها بشر وفی قلبها غمر
فایاك ان تغتر یوما بحسنها — فذه خلة قد سیط من دمها غدر
ارتنا ریاضًا من بعید انیقةً — فلما اتیتها اذا انها قفر
وان عاش فیها واحد الف حجة — فوالله لم یحصل بذلك له فخر
فیا صاح لا تغفل عن الموت ساعةً — فلا بد ان یاتیك لما انقضی العمر
وکن مستعدا للمعاد وهو له — مدی الدهر واذکر یوم یحتنك القبر
الا کیف تخشاه و تعلم انه — وسیلة لقیا الله جل له الذکر
ولی عبرة فی موت حبر محدث — محامده غرٌّ خلائقه زهر
نذیر حسین الفخم راس اولی النهی — تقی من الایمان لقینة لبسکر
شریف الی بیت النبوة ینتمی — ویعزی الیه العز والمجد والفخر

نہٍ عبقری لیس یفری فریّہ   فقیہ ولا ثقف لبیب ولا بر
اضاء ظلام الجہل حین اشتدادہ   ومشرق شمس العلم کان لہ الصدر
وابطل دعوی المبطلین بحجّۃ   وایدہ فی الحق من ربہ النصر
وانی اذا الناعی نعاہ ظہیرۃً   قد انہملت عینائی وانہزم الصبر
وقد کنت صبّارا علے کل شدۃ   وان نفدت صدری دفینۃ سرّ
لقد اظلم الدہلی بعد وفاتہ   وحق لہ ہذا وقد خفی البدر
وتبکی علیہ لو رایت کما اری   السمٰوٰت والارضون والبرّ والبحر
بُلیت بہمٍّ لم یزل متزایدا   الا انہ عسر فہل بعدہ یسر
ہدی الناس للدین القویم صیانۃً   لایمانہم لما بدا فیہم الشر
واحییٰ احادیث النبی محمدٍ   علیہ صلوٰۃ اللہ ما طلع الفجر
بجملۃ مرویاتہ قد اجازنی   وعلّمنی علمًا بہ یشرح الصدر
لہ صدقاتٌ جاریاتٌ کثیرۃً   ولیس بخال عن محامدہ مصر
افاض علیہ اللہ من برکاتہ   وادخلہ الفردوس اذ قضی الامر
دعوتک یا رب السماء تضرعًا   وانت مجیب حین یدعوک مضطر
یقول وفا عند الختام مورخا   توفی ہادی الناس مجتہد جر

۲۰ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ

از مولوی حافظ عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بقا تخلص غازیپوری

ایا من یضیع العمر فی طول غفلۃ   اتحسب ان المرء فی الدہر خالد
علیک بذکر الموت فی کل حالۃ   فذلک شغل ضمّنتہ الفوائد
اتغفل عنہ وہو حتمٌ موکل   ولا حیّ الا وہو یومًا لبائد
حیوٰتک فی الدنیا وان عشت حقبۃً   متاع غرور فاقد الخیر کاسد
اما انہا اضغاث احلام نائمٍ   وراحتہا کرب حوتہ الشدائد
طلبتُ صفاء العیش فیہا سفاہۃً   ورُمتُ خلاص النفس مما تکابد
فواللہ لم اقدر علے ما اردتہ   ولکن اتانی ما تمناہ حاسد

مولوی حافظ
عبدالرحمن صا

أُقضّى الليالى فى هموم وحسرةٍ   وليس الى جنبى خليل مساعد
واعظم ارزائى فراق ائمةٍ   كرامٍ بذكراهم تزان القصائد
عصابة حق ليس يشقى جليسهم   وكلهم فى الله لله جاهد
الا طار لبى حين ما قال قائل   توفى محمود الخلائق ماجد
نذير حسين الحبر من آل هاشم   مجدد دين الله للحق ناقد
فبتُّ وجنبى لا يواتيه مضجع   وقلبى فى وجد وجفنى ساهد
اذا شاع فى معمورة الارض نعيه   بكى العلماء الراسخون الاماجد
لقد نصر الاسلام نصرا مؤزرا   اذا انتشرت فى المسلمين المفاسد
افاد وافتى ثم خلى مكانه   وقد بقيتُ آثاره والمحامد
فطوبى له قد طاب حيًّا وميّتاً   وما ذمه الا الحسود المعاند
مضى عمره فى ذكر من جل ذكره   وكان له طبع الى الخير قائد
له منن لا يستطاع جزاءها   علے من اتاه وهو للعلم قاصد
هداهم الى علم الحديث فاصبحوا   وقد صححت اعمالهم والعقائد
وكم بدعةٍ لم يبق فى الدهر رسمها   وكم سنةٍ قد سنها وهو راشد
اصاح بتصر هل ترىٰ فى بلادنا   فقيها يدانيه كما ظن حاسد
جزا الاله الخلق عم نواله   بافضل ما يجزى التقى المجاهد
وابقى لنا فى الدهر من بركاته   وهذا دعاء حيز فيه المقاصد
يقول لبقائى ارخ عام وفاته   قضى نحبه هادى البرية عابد

۲۰ ۱۳ھ

ایک تاریخی قصیدہ عربی میں چھبیس شعروں کا مولوی عبدالکریم ساکن بندر کوچین محلہ مٹانچیری ضلع ملیبار نے بھیجا ہے جس کا آخری شعر تاریخی یہ ہے۔

عام الوفاة اقول ملتجاء بجا   رضى الاله عن الامام بجائه

قطعہ تاریخ از آغا سنجر طہرانی

قطعہ تاریخ از
آغا سنجر طہرانی

اے دریغا محدث دہلی   سید قوم عالم و فاضل

حضرت مولوی نذیر حسین
کشتی عمر رست از طوفاں
ہم بہ منزل رساند بارے را
کرد جا در حریم قرب الٰہ
شد بہ بزم وصال لم یزلی
گشت باشوق باقی باللہ
نقش امکاں زلوح ہستی شست
تا ز خود رست با خدا پیوست
عین معشوق گشت تا برخاست
چشم بد دور اے تعالی اللہ
بندۂ خاص کبریا امروز
ز بجوہر[عہ] بجوے سال وفات
سال تاریخ آں خجستہ خصال
گُرد والاگہر نذیر حسین
۸۲۰

شد بہ بزم وصال حق واصل
بسلامت رسید بر ساحل
کہ بیک عمر بودیش حائل
کش بُد از جان و ہم ز دل مائل
اجر ارشاد او نشد باطل
شد چو نقش فنا ازو زائل
پس بہ بزم وجوب شد قابل
آں خدا جوے عالم عامل
انچہ می بود درمیاں حائل
جوہر جاں شد و چکیدۂ دل
شد بالطاف کبریا نائل
سنجر اے مرد زیرک و عاقل
مرا زیں شعر می شود حاصل
عالم ما محدث کامل
۵۰۰

۱۳۲۰ھ

قطعہ تاریخ از
مولوی جمیل احمد
سہسوانی

مولوی سید جمیل احمد سہسوانی
جمیل تخلص کا قطعہ تاریخ

دریغ رحلت شیخ زماں نذیر حسین
کیا زمانے کو علم حدیث سے روشن
ہزاروں ہند میں گذرے حدیث داں لیکن
جہاں کو مست کیا اتباع سنت کا
حدیث پڑھنے کو آتے تھے دور دور سے لوگ
فقیہ و فلسفی و منطقی زمانے کے
انہیں کی ذات سے شہرت تھی اس کو شہر بشہر

کہ جس کی ذات سے روشن تھا نام علم حدیث
زمیں پہ تھے وہ ماہ تمام علم حدیث
انہیں کے حصہ میں تھا فیض عام علم حدیث
پلا کے کیف سے لبریز جام علم حدیث
ہزاروں کر گئے آکر تمام علم حدیث
ہوے سب ان کی بدولت غلام علم حدیث
انہیں کے دم سے تھی ذی مقام علم حدیث

[عہ] بجوہر سے مراد حروف منقوطہ ہیں۔ ن ذ ی ن ث ۲

الٰہی ان پہ رہیں تیری رحمتیں نازل　　ہے اہل شرع میں تا احترام علم حدیث
جمیل ورد زباں رات دن ہے یہ تاریخ　　جہاں سے اٹھ گیا اچھا امام علم حدیث
۲۰ ۱۳ھ

سال رحلت کہا یہ تمکیں نے　　بجھ گیا اب چراغ دہلی کا
۲۰ ۱۳ھ

قد مات محدث امام علام　　بود جلیس بخاری و مسلم و بزاز
۲۰ ۱۳ھ　　۲۰ ۱۳ھ

انتقال امام و محدث زماں　　رحلت جناب سید محدث
۲۰ ۱۳ھ　　۲۰ ۱۳ھ

سیدی جناب محمد نذیر حسین　　موت اس عالم کی ہے عالم کی موت
۲۰ ۱۳ھ　　۲۰ ۱۳ھ

محدث مکمل محقق فقیہ　　رفت اے وا اے محدث دہلوی
۲۰ ۱۳ھ　　۲۰ ۱۳ھ

مولوی ادریس سلمہ خلف الصدق مولانا ابو الطیب محمد شمس الحق صاحب نے ایک اُردو مرثیہ پنجا نوے ۹۵ شعروں کا لکھا ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

کیوں جگر میں ہے درد شدت کا　　ہے کرشمہ یہ کس کی فرقت کا

باب ہفتم

شعرائے علام کے قصائد، معاصرین علمائے معتبرین
اور شیوخ کی رائیں، اولاد و احفاد، برادران، فدائی

شعرائے علام کے قصائد شیخ کی منقبت میں

آپ کی مدح و منقبت میں بڑے بڑے قصیدے ایسے ایسے مدمنہ روزگار بزرگوں نے لکھے ہیں جن کا ایک لفظ مدحیہ بھی دوسرے شخص کے لئے مایۂ فخر و ناز ہو سکتا ہے جیسے شیخ محمد ہاشم سامرودی کا قصیدہ۔ اس کے علاوہ جس قدر قصائد مدحیہ بڑے بڑے عالی شان علماء کے اس وقت میرے پیش نظر ہیں اگر میں ان سب کو پورا پورا نقل کروں تو وہ ایک دوسری ضخیم کتاب ہو جائے گی

جس کا نام مجموعۃ القصائد رکھنا کچھ بے جا نہ ہوگا، اس لئے ہم صرف انتخاب پر اکتفا کریں گے۔

قاضی طلا محمد خاں کا ذکر

قاضی طلا محمد خاں پشاوری جو بڑے ادیب اور فاضل بے مثل نہایت عالی شان بزرگ احمد شاہ ابدالی کی اولاد میں تھے اور خود وایسرائے کے سکرٹری۔ اُن کے بھائی مولانا عبدالکریم قاضی القضاۃ افغانستان۔ اور اُن کے بھتیجے عبدالقادر شیر علی خان والی کابل کے وزیر تھے اور آپ کے صاحبزادے مولوی محمد اسلم صاحب سمہ پنجاب میں ڈپٹی کمشنر تھے (یہ عہدہ مماثل ہے بنگال کے کلکٹر کے عہدہ کے) اور اب ڈسٹرکٹ جج اور سیشن جج ہیں۔

مرحوم قاضی طلا محمد خاں نے **میاں صاحب** کی مدح میں کئی قصیدے عربی اور فارسی میں نہایت ہی سیر لکھے ہیں جس کا انتخاب درج ذیل ہے۔

قاضی طلا محمد خاں کا پہلا قصیدہ

پہلا قصیدہ

قفا بریاض الشعب خیر المنازل	۱	بدمع عزیز فی الصبابات سائل
اعد ذکر لیلیٰ یا سمیری نذکرھا	۲	یدافع عنی فی الغرام بلابل
الا یا نسیم الصبح روحی لارضھا	۳	وقولی سلامی ثم ادی رسائل
رسائل شوق من کئیب متیم	۴	الیٰ شطبۃ ھیفاء ذات خلاخل
سلام کعرف الزھر فی روض بکرۃ	۵	سلام کارواح الحمیٰ فی الاصائل
یحاکی لطیب النشر اخلاق سیدٍ	۶	علیم باخبار النبوۃ حامل
کریم جمیل الخلق والخلق مکرم	۷	من النجباء الصالحین الاماثل
عفیف لطیف راحم متعطف	۸	فھیم وسیم کامل ای کامل
مطاع مطیع ماله من مساھم	۹	جلیل جمیل ماله من مماثل
امین قمین للمناقب والثنا	۱۰	نظیر حسین فی کرام الخصائل
حبیب لبیب زاھد ای زاھد	۱۱	شریف حنیف فاضلٍ ای فاضل
ملاذ ملاث صادق القول بارع	۲	کریم نجیب العرق حُلو الشمائل
تقی نقی ماجد ای ماجد	۱۳	رَفِیّ سخیّ طائل ای طائل

اعز الوری علما وحلما وعزة	۱۴	وامجد هم اکرم به من حُلاحل
فقیه نبیه اریحیّ مهذب	۱۵	کریم السجایا عالم ثم عامل
ولی حفی صابر متورع	۱۶	عزیز منیع القول جم الفضائل
لقد حاز فی الدین القویم بعلمه	۱۷	مناقب لا تخفی علی کل عاقل
اذا اختلفوا فی معرض الحق والخطأ	۱۸	تراه مصیبًا فاصلا ای فاصل
موید دین الله عودًا وبدءةً	۱۹	من العلماء الراسخین الکوامل
اماط عن الدین المتین مفاسدًا	۲۰	وطهّر ارض الله عن کل باطل
له شرف فوق الثریاء رفعة	۲۱	یقصر عنه کل عالٍ وسافل
احاط بفن العلم والزهد والتقی	۲۲	وفاق بعون الله کل الافاضل
تبارك من اعطاه علما وسوددا	۲۳	وشرفه بین القروم الفواضل
علیه سلام الله ماحن طائرٌ	۲۴	وجاوب قمریٌّ نشید البلابل

پورا قصیدہ تیس بیتوں کا ہے

دوسرا قصیدہ

دوسرا قصیدہ عربی

ایک سو ۱۱۲ بارہ شعروں کا ہے

یا صاحبی ان دمعی الیوم فی همَرٍ	۱	علی الخد ودکصوب العارض لحذر
وفی فوادی نار لا انطفاء لها	۲	ومهجتی من لهیب الوجد فی سُعُرٍ
علی انطماس رسوم الدین اکثرها	۳	ثم اختلاف جموع الناس والزُّمَر
مراسم البدعات الیوم بادیة	۴	والدین امسی بلا عون ولا وزر
مقاعد الا من بادت وامحّت وفنتْ	۵	طرًّا فباتت کقفر فاقد الاثر
لله در اصحاب الحدیث فهم	۶	مؤیدون بعون الله ذی القدر
لله رهط اطاعوا الله خالصة	۷	ولا خطوا دارة الاکوان بالعبر
ائمةٌ اید الله الکریم بهم	۸	دین النبی بنی الجن والبشر
لولاهمٌ ما عرفنا الدین من سَفَهٍ	۹	وما اصبنا الهدی صفوا بلا کدر
فرحمة الله والرضوان یتبعها	۱۰	علیهمٌ ما بکی وُرق علی سَمرٍ

ان رُمت فوزاً أخذ وار وحديث نبی	۱۱	عن معدن الرشد لا تترك ولا تذر
معدن الرشد فی هذا الزمان اری	۱۲	هو الهمام امام العصر ذا القدر
محدث العصر احیاء العلوم ومهـ	۱۳	ـدی الخلائق فی بدو وفی حضر
اعنی نذیر حسین السید السند	۱۴	العلامة المرتضى من سادة العزر
وكیف لا وهو من اولاد سیدنا	۱۵	المبعوث شافع یوم البؤس والضرر
عون المغیث وشیخی فی الحدیث به	۱۶	تغیّت منكرات البِدع فی العصر
ومستقیم على درس الكتاب كتاب	۱۷	الله جل عن الاوهام والفِكر
ولعده باحادیث النبی بها	۱۸	له الهُیام هیام الواله الضجر
دانی المرشاد شدید الرای صائبة	۱۹	فخر الكرام كریم الاصل والعصر
اذا تكلم فی التذكیر تحسبه	۲۰	بحرا من العلم ذا جاش وذا ذخر
وصادق القول فی سر وفی علن	۲۱	ومظهر الحق فی سَهْل وفی وعَر
فاقت وتیرته طابت سریرته	۲۲	فالعدل سیرته من اكرم السیر
وساهر اللیل بالقرآن مُدّكرا	۲۳	وطاهر الذیل عن سوءٍ وعن نكر
كان من منهل العرش العظیم لنا	۲۴	لسانه لزلال العلم كان قری
كان اوقاته بالبر عامرة	۲۵	زرع وسیع ببذر الصالحات ذری
اوانه كریاض الدین غادیة	۲۶	تحیی القفار بمنهلّ ومنهمر
طوبى له من علیم بارع نعته	۲۷	بسیرة المصطفى المختار مستتر
طابت خلائقه روحًا ورائحة	۲۸	كخالص المسك بالاوراد مختمر
افكاره فی قوام الدین صائبة	۲۹	ورایه فی المعالی ثاقب شمری
الله كرّمه الله عظّمه	۳۰	الله علّمه تعلیم مقتدر
الله هذّبه الله ادّبه	۳۱	الله قرّبه بالعز والامَر
الله نوّره الله اظهره	۳۲	الله صیّره ذا الجاه والقدر
الله عزّزه الله ازلفه	۳۳	الله شرّفه بالفوز والظفر
الله اكرمه الله افخمه	۳۴	الله قدّمه فی الورد والصدر
الله جمله الله كمّله	۳۵	الله فضّله بالعلم والخبر

تغنیت

اللہ ربّنہ اللہ حسّنہ	۳۶	اللہ بیّنہ فی کل مزدجر
اللہ سدّدہ اللہ ارشدہ	۳۷	اللہ ایّدکا فی العُسر و یُسُر
یارب یا سیدی یا منتہیٰ املی	۳۸	مالی سواک لکشف الضر والضرر
یارب ارحم علی فقری ومسکنتی	۳۹	ھب لی ذنوبی وباعدنی عن السقر
یارب فاغفر طلاؔ وارحم علیہ فکم	۴۰	عفوت عن مذنب فی الغی مشتغر

تیسرا قصیدہ

تیسرا قصیدہ فارسی

ایک سو ۶۹ انہتر اشعار کا ہے

ما اہل حدیثیم و دغا را نشناسیم	۱	باب الحیل ایں فقہا را نشناسیم
بربادِ مئے ناب نہ نوشیم نبیذے	۲	وز بہر بہیچ وفا را نشناسیم
داریم باخلاص سرے برخطِ تسلیم	۳	با قول نبیؐ چون و چرا را نشناسیم
در ترک حدیث نبوی بادل پرجوش	۴	حیلت نسگالیم و مر را نشناسیم
از بوے نبی نافۂ بو یاست دل ما	۵	مشک ختن و عنبر سارا نشناسیم
جائیکہ رسد عنعنہ تا سید مرسل	۶	ما شقشقۂ ایں جہلا را نشناسیم
سرگشتہ بمانیم بہ بیراہۂ تقلید	۷	گر بدرقۂ حد ثنا را نشناسیم
داریم نشاطے بہ احادیث پیمبر	۸	نیرنگ قیاس فقہا را نشناسیم
ما فرقۂ اسلام بہ توفیق الٰہی	۹	جز ہدی نبی راہ ھدی را نشناسیم
صد شکر خدا ہست۔ با قول نبیؐ	۱۰	از جودت ایمان لم و لا را نشناسیم
جائے کہ حدیث نبوی پردہ کشاید	۱۱	تلفیق بیانِ علما را نشناسیم
صد حیف بر کاسے کہ بغیر از صنوانش	۱۲	ممنون اثر ہیچ دعا را نشناسیم
ایمان بہ خدا و بہ نبیؐ ہست سبکے گر	۱۳	ویرا نشناسیم خدا را نشناسیم
جز عزّ و علاے شہ کیہان رسالت	۱۴	ما در دو جہاں عز و علا را نشناسیم
جز نور ضیاے مہ تابان نبوت	۱۵	در کون و مکاں نور و ضیا را نشناسیم
جز مجد و بہاے دُرِ عمان حقیقت	۱۶	در ہیچ زماں مجد و بہا را نشناسیم
جز مدح و ثناے گل بستان کرامت	۱۷	در نطق و بیاں مدح و ثنا را نشناسیم

جز عشق وولاے شہ اقلیم شفاعت	۱۸	ما بادگراں عشق وولا را نشناسیم
جز جود وعطاے یم عُمّانِ سخاوت	۱۹	ما ملتمساں جود وعطا را نشناسیم
جز نور وضیاے گہر کان عبادت	۲۰	ما مقتبساں نور وضیا را نشناسیم
جز حسن وبہاے مہ کنعان ملاحت	۲۱	ما دل شدگاں حسن وبہا را نشناسیم
گر عقل رسا در صفتش دم نزند پس	۲۲	ما حاصل ایں عقل رسا را نشناسیم
ایں فہم وذکا صرف مدیحش نشود گر	۲۳	ما فائدۂ فہم وذکا را نشناسیم
ما عین بقائیم باخلاص ومحبت	۲۴	آجال ندانیم وفنا را نشناسیم
جز ذکر خدا از پے مرآت دل زار	۲۵	ما مصقلۂ زنگ زدا را نشناسیم
تا مسجد ومحراب بما خندہ نور زد	۲۶	بر ممبرِ تزویر بکا را نشناسیم
ما دست فشاں بر غزل عشق نگریم	۲۷	ما وجد وسماع فقرا را نشناسیم
بفروختہ جانیم بدادار خرد بخش	۲۸	ما بہتر ازیں بیع وشرا را نشناسیم
در کسوت سالوس نجوئیم زر وسیم	۲۹	عمامہ وتسبیح وعصا را نشناسیم
اے اہل ریا چیست کہ با وصف تصنع	۳۰	در روے شما نور وصفا را نشناسیم
ما از پے تسخیر امیرانِ قبا پوش	۳۱	آں خرقۂ صد رنگ وعبا را نشناسیم
در مخدع صبریم بامید شفاعت	۳۲	ما کشمکشِ روز جزا را نشناسیم
در ہجرت ووصل ست شعارم انا لیلے	۳۳	ما مژدہ رساں پیر صبا را نشناسیم
بر مجتہداں غیر ثنا ہیچ نگوئیم	۳۴	در غیب ولقا روی وقفا را نشناسیم
صد شکر کہ در مدحت نعمان قدم ما	۳۵	ثبت ست ودراں زلت پا را نشناسیم
آں عالم علامہ کہ در مجتہدانش	۳۶	از راہ خطارے وخطا را نشناسیم
از زمرۂ ابرار چو عادل ومنصف	۳۷	در علم یکے از علما را نشناسیم
بر جبہۂ ما فاش بود داغ شقاوت	۳۸	گر آں مہ فرخندہ لقا را نشناسیم
صد شکر کہ ما وقف مذیریم وحسینیم	۳۹	در حضرت او روے وریا را نشناسیم
محتاج وفقیریم ولے بہر گدائی	۴۰	درگاہ جلال اُمرا را نشناسیم
کے دیدۂ ما کسب کند نور بصیرت	۴۱	گر صورت ایں مرد خدا را نشناسیم
بے نور بمانیم بہ دیجور خطا گر	۴۲	آں شمع شبستان تقیٰ را نشناسیم

کے قبلۂ مقصود بود پیش نمازم	۴۳	گر گوہر ایں قبلہ نما را نشناسیم
در علم و عمل عقدۂ دشوار گر افتد	۴۴	جز وے بخدا عقدہ کشا را نشناسیم
کے صورت اخلاص شود جلوہ نما گر	۴۵	ایں آئینۂ صدق و صفا را نشناسیم
القصہ جز ایں سید ذی مرتبہ دیگر	۴۶	ما قدوۂ ارباب سخے را نشناسیم
نور ازلی در نظر ماست ز رویش	۴۷	زاں ہست کہ ما ایں من و ما را نشناسیم
از بہر نثارش بود ایں گوہر منظوم	۴۸	در خور بجز او دُرّ ثنا را نشناسیم
در مجلس ابرار کجا راہ بیابیم	۴۹	گر قاعدۂ فقر و فنا را نشناسیم
با آنکہ بلا کیف دریں ظلمت ناسوت	۵۰	بے ہیچ خفا نور خدا را نشناسیم
سرگرم شہودیم دریں ساحت لاہوت	۵۱	مرغ ملکوتیم و ہوا را نشناسیم
ما جامہ بر آہنگ غزل چاک نسازیم	۵۲	ما وجد ندانیم و غنا را نشناسیم
از یمن تحدث کہ بجاں ساختہ ماوے	۵۳	جز صدق و صفا مکر و دغا را نشناسیم
اے زمرۂ قدسیہ اصحاب احادیث	۵۴	حیف است اگر قدر شما را نشناسیم
از ساغر تحقیق چناں مست الستیم	۵۵	کز شور بلٰے ارض و سما را نشناسیم
چوں قول نبیؐ پردہ کشاید بعنایت	۵۶	با طنطنۂ اہل ہوا را نشناسیم
تاویل نہ پرسیم در اخبار نبوت	۵۷	با دمدمۂ ایں جہلا را نشناسیم
ما ہست ازیں غم کدہ تا روضۂ رضواں	۵۸	ما غیر نبیؐ راہ نما را نشناسیم
در عہد الست از سر تصدیق بلا ریب	۵۹	ما تبعاں غیر بلٰے را نشناسیم
پرسند گر از کیش طہ فاش بگوئید	۶۰	ما اہل حدیثیم دغا را نشناسیم

۶۱

ہر شعر طرازے کہ مدیح اُمرا گفت
ما بدتر ازو ہیچ گدا را نشناسیم

چوتھا قصیدہ

چوتھا قصیدہ فارسی

چارسو آٹھ شعروں کا ہے

عنواں نویس نامۂ لاریب کبریا	۱	بر کن فکاں چو زد رقم از خامۂ قضا
اوّل رقم چو زد بہ شنگرفی و طرفگی	۲	حمد خداست مطلع دیوان ابتدا

تابندہ سے ز مطلع تقدیر ہیچ نور	۳	بر آسمان قدس بجز نور مصطفیٰ
زاں پس ثنا و منقبت اہل بیت اوست	۴	منشور افتخار بہ طغراے انما
وانگہ مدیح زمرۂ اصحاب فیضیاب	۵	حرفیست خوش مقولہ و قولیست خوش ادا
پستر ز فرقۂ علما تایان شان	۶	اہل حدیث را بشمارند بے مرا
جمعے چو جمع پیش روان طریق حق	۷	جمعے چو جمیع راہبران رہ تقیٰ
جمعے چو جمع ہمچو فلک مطلع نجوم	۸	جمعے چو جمع ہمچو ملک آسمان گرا
جمعے چو جمع زیب دبستان شرع و دیں	۹	جمعے چو جمع شمع شبستان اتقا
جمعے چو جمع جامع اخبار عرش و فرش	۱۰	جانہا فدا نمودہ بر آثار مصطفیٰ
جمعے چو جمع ماندہ نہ از حرص جانگداز	۱۱	برخوان منعمان جہاں گوشش بصلا
جمعے چو جمع خاک در سید البشر	۱۲	لیکن فراختہ بہ سما پرچم لوا
جمعے چو جمیع حامل علم پیمبری	۱۳	بے اقتضاے شہرت و بے وصمت ریا
نے ساختہ بہ گریۂ سالوس دیدہ تر	۱۴	نے کردہ بر بدن ز ریا پیرہن قبا
نے راے شاں ز حرص سیہ کار و ظلام	۱۵	نے چشم شاں ز جہل و غوایات در عمے
نے در خلاب تلوسہ مغرور و خود پرست	۱۶	نے از شراب سفسطہ سرگرم افتتا
لاسیما جناب نذیر حسین کوست	۱۷	امروز در علوم سنن شیخ مقتدا
علامۂ کہ لازم رایش بود صواب	۱۸	چوں ابر را ترشح و چوں برق را سنا
شیخ اجل چراغ اہل صادق العمل	۱۹	غوث زمین غیاث زماں پیر با صفا
نور مبین و شیخ مہیں رہنماے دیں	۲۰	حبل المتین و مؤتمن شرع مصطفیٰ
حرفش ہمہ درایت و طبعش ہمہ سلیم	۲۱	نطقش ہمہ ہدایت و فکرش ہمہ رسا
قطب نجات و عین حیات افسر ثقات	۲۲	والا سمات و مظہر آیات در ذکا
عالی صفات و عین حیات و رہ نجات	۲۳	مفتاح دین و ملت و مصباح اہتدا
بدر جلی صفی و ولی عترۂ علی	۲۴	داناے ہر خفی و جلی معدن سخا
والا حسب گزیدہ نسب مفخر عرب	۲۵	عالی ہمم دلیل عجم تاج اصفیا
عالی سریر و ابر مطیر و مہ منیر	۲۶	روشن ضمیر و بحر کبیر و ستودہ را
چوں او نہ کس بہ وحی خدا واقف رموز	۲۷	چوں او نہ کس ز روے سخن کاشف غطا

اتقیاے

حجج

اندر حسب خلاصۂ دیوان ممکنات	۲۸	اندر نسب سلالۂ سلطان انبیا
ہم عاطف عواطف و ہم واقف امور	۲۹	ہم عارف معارف و ہم کاشف خفا
ہم مجمع عوائد و ہم مرجع کرام	۳۰	ہم مطلع محامد و ہم منبع عطا
علامۂ زمانہ و شاقول عقل و نقل	۳	دیباچۂ فتوت و سرلوح اجتبا
برجیس راے و ماہ لقا آفتاب فضل	۳۲	ناہید نور و ہمسر مریخ در وغ
با فطنت عطارد و با مکنت زحل	۳۳	با رتبت دعائم و با رفعت سُہا
پُرزیب و زین و شمس ہدی نور خافقین	۳۴	آلِ حسین و قرۃ عینین مرتضیٰ
آن مرتضےٰ علی ولی نیّر جلی	۳۵	وان خوش خرام ساحت مضمار لافتا
آن حیدر مقدم میدان کارزار	۳۶	والا صفات و صاحب آیات ہل اتیٰ
باز آمدم بہ مدحتِ ممدوح نامور	۳۷	در ہر دو کون عاملہ اللہ بالرضا
حبل المتین امام مبین شیخ راستین	۳۸	نور یقین درایت دین آیت خد
بحرِ کرم ولی نعم جامع الحکم	۳۹	فخرِ امم حمیدہ شیم کاشف الدجیٰ
ہم بوستانِ ہمت و ہم مخزنِ علوم	۴۰	ہم آسمان رفعت و ہم مامن رضا
خامہ گرفت و بزم جہاں گشت مشک بو	۴۱	نامہ نوشت و دیدۂ دل گشت پرضیا
ذوالفضل والفخامۃ والمجد والشرف	۴۲	بالعدل والکرامۃ والفہم والذکا
بر روے خاک تابد اگر نور پاک او	۴۳	کوکب بجاے سبزہ عیاں گردد ز ثریٰ
او در زمین ہند بیک گوشہ در ولے	۴۴	از صیت اوست لجہ درین گنبد سما
آنجا کہ علم اوست کجا علم دیگران	۴۵	خود پیش آفتاب چہ پرتو دہد سُہا
آنجا کہ قول اوست نیابد کسے مجال	۴۶	آنجا کہ حکم اوست ندارد کسے ابا
انوار ذکر او ہمہ خواہان آفریں	۴۷	آثار فکر او ہمہ شایان مرحبا
گر دیدہ را ز خاک درش طوطیا کنند	۴۸	بینند از تجلی تن صورت قوے
تعلیمش از کتب سماوی شد از رواق	۴۹	تفہیمش از حدیث نبی سے کہ از مشا
ہم آفتاب علمی و ہم آفتاب دیں	۵۰	اے آفتاب ہر دو ضیاے تو بکار ما
ارباب علم را بکمالِ تو انتساب	۵۱	اصحاب راے را ز جلال تو انزوا
علم تو سرفراز کلام تو عین راز	۵۲	قول تو روح بخش و دیں تو [illegible]

چوں یاد محفل تو کنم با کمال شوق	۵۳	چوں ذکر مجلس تو نمایم بلا امترا
گوید سپہر طال لہ العمر فی الحبور	۵۴	گوید فرشتہ طاب لہ العز والعلا
تو بر سریر علم زدہ تکیہ وز نیاز	۵۵	ما در دعاے متمسک ابشر بالبقا
در صدر مدرسہ چو روایت کنی حدیث	۵۶	گوید سپہر راق لک المجد والبہا
ہم ذہن مستقیم تو نقاد ہر خبر	۵۷	ہم فکرت سلیم تو صراف ہر نبا
علم تو ہمچو بحر محیط ست بیکراں	۵۸	حلم تو ہمچو کوہ گراں سنگ دیرپا
ہر حکم بے رضاے تو مردود اہل دل	۵۹	ہر نکتہ بے قبول تو ناچیز چوں لفا
موقوف بر قبول تو احکام شرع و دیں	۶۰	چوں بر اصول ہندسہ برہان مدعا
اے مندرج بطبع تو احکام کائنات	۶۱	وے مندرج بہ نطق تو اسرار اولیا
ہم عقل را کمالے و ہم نقل را جمال	۶۲	ہم فقہ را جلالی و ہم دہر را جلا
در فضل آفتابی و در علم کامیاب	۶۳	در بحث با صوابی و در راے بے خطا
ہم درس را تو جانی و ہم روح را رواں	۶۴	ہر رنج را علاجی و ہر درد را دوا
علم تو روح پرور و حلم تو دل پسند	۶۵	نامِ تو دل پذیر و کلامِ تو دل ربا
اہل حدیث پیش تو ہر روز مستفید	۶۶	چوں ماہ پیش مہر بدریوزۂ ضیا
عذب البیان و حرز اماں مامن جہاں	۶۷	رطب اللسان و فرد زمان کامل الوفا
اے از چراغ فکرت تو علم را شعاع	۶۸	وے از فروغ فکرت تو شرع را جلا
تحریر روح بخش تو دل خواہ و دل پذیر	۶۹	تقریر جانفزاے تو دلچسپ و نکتہ زا
ہم فکر بے قرین تو حلال مشکلات	۷۰	ہم عقل پیش بین تو کشاف مدعا
اے سید السند منم ایں کز مدیح تو	۷۱	افگندہ ام بطاق فلک غلغل ثنا
فخرم ہمیں بس ست کہ باشم ز رہط تو	۷۲	اے جد امجدت سر و سالار انبیا
مدح و ثناے تو نہ حد من بود بسے	۷۳	کانجام ایں ثنا بہ دعا باید انتہا
ایں مدح نذر محفل اصحاب می کنم	۷۴	دانند قدر و منزلتش جمع اصفیا
ورنہ کجا خزان و کجا قدر زعفران	۷۵	دانند پایۂ سخن بندہ اذکیا
باشند سزا و در خور و شایستہ بے گماں	۷۶	بہر مسیح مائدہ وز بہر خر گیا
ایں لطف ایزدی ست وگرنہ بحسب عقل	۷۷	ایں بندہ از کجا و ہواے تو از کجا

فرخندہ ساعتے کہ در آیم بہ ملک ہند	۷۸	در دل کمال شوق و بکف جزوے از ثنا
ہم سینہ را بہ نور رخت کردہ گلستاں	۷۹	ہم دیدہ را ز خاک درت کردہ طوطیا
آیم بپاے بوس تو انگہ بصد نیاز	۸۰	گویم ترا بشوق کہ روحی لک الفدا
سائم بخاکپاے تو سر پس بذوق و شوق	۸۱	مدحت بطور نظم دہم عرضہ برملا
تا ابر رحمتِ ازلی قطرہ زن شود	۸۲	بر تارک من، ز ملک العرش والعلے
یارب بحال زار طلا فیض رحمتے	۸۳	لا تقنطوا دلیل من است اندریں دعا
از جود و لطف خویش کنی نقد من رواں	۸۴	وز عین فضل خویش کنی حاجتم روا

محمد ہاشم سامرودی کا قصیدہ

فاضل جلیل محمد بن ہاشم سامرودی کا قصیدہ عربی میں جو اُن کی مادری زبان ہے

الحمد لله العظیم الشان	۱	مولی الموالی المنعم لمنان
الواحد المتوحد الفرد العلے	۲	ذی الکبریاء الماجد الحنان
ثم الصلوة مع السلام علی الذی	۳	قد خصه بلجن والانسان
بشرافةٍ و نبوةٍ و رسالةٍ	۴	وختامه من معدن العدنان
وعلی الاولی آلوا الیه تطهروا	۵	من سائر الارجاس الادران
وعلی من اصطحبوه فی احواله	۶	فرضوا علی المولی مع الایمان
حتی انقضی آجالهم فلاجل ذا	۷	فازوا بما حازوا من الرضوان
وعلی من اتبعوا طریق المصطفے	۸	وکتاب موی الکل بالاحسان
ثم لیصل مکتوب عبد هاشم	۹	نظما الی ذی الفضل والاتقان
السید العلامة السند التقی	۱۰	شیخ المشائخ مقتدی الاعیان
من الحق الاحفاد بالاجداد من	۱۱	تقلیله الاسناد فی الحسبان
اعنی **نذیر حسین** متبع الهدے	۱۲	بتتبع یکفی به الثقلان
لما نزلتم فی القفول بمبئی	۳	عن حج بیت الله ذی الارکان

وزیارۃ المسجد النبوی مع	۱۴	قبر لبانی بدیع ذا البنیان
اذ روضۃ ما بین منبرہ الی	۱۵	قبر لہ ذا من ریاض جنان
وسکنتم اسبوعًا قبالۃ مسجد	۱۶	یبنی لنواب عساہ الباقی
فی الجانب الشرقی منہ بمنزل	۱۷	من بین اطباق لہ فی الثانی
صاحبتکم وقد استجزت اجازۃ	۱۸	منکم لقرب وسائط الاقران
فاجزتمونی بالعموم بقولکم	۱۹	فکذاک ارجوھا بفعل بنان
مکتوبۃ طرق الاسانید التی	۲۰	وصلت الیکم من ھداۃ زمان
لاتیتموھم فی بلاد ھند او	۲۱	فی غیرھا من سائر البلدان
فاذا ھما اجتمعا یؤکد امرھا	۲۲	تحریرھا تقریرھا بلسان
فتفضلوا باجازۃ مکتوبۃ	۲۳	بعمومھا المقرون بالتبیان
یروی بھا کتب الحدیث باسرھا	۲۴	والفقہ والتفسیر للقرآن
لیس المراد بذا العموم حقیقۃ	۲۵	لکن بنسبۃ ما لکم فی الآن
اذ لا یکلف واحد ما لیس فی	۲۶	وُسْعٍ لہ بتکلف الاتیان
ولقد حصلت اجازۃ مکتوبۃ	۲۷	بطریقکم لکن بوسط فلان
فارید باستکتابھا من عندکم	۲۸	رفع الفلان الواسط الربانی
فاللہ یغفر ما جنتہ جوارحی	۲۹	بطشت یدای مشت لہ الرجلان
اوکلمت شفتانی اوان آنست	۳۰	عینانی او اصغت لہ الاذنان
اومال قلبی نحوہ متقلبا	۳۱	اوجن جن جنون ذاک جنان
ارجو من اللہ الکریم لکم ولی	۳۲	ولسائر الاخوات والاخوان
حسن الختام علی اتباع نبیہ	۳۳	وصفیہ وکتابہ الفرقان

نمقہ العبد الغاشم ابو علی محمد بن ھاشم السامرودی کان اللہ لہ

قصیدہ فاضل ادیب مولوی حافظ ابو الصمصام محمد عبد الرحمن بقا غازی پوری کا عربی میں

ظعنت سلیمی فالسرور قبیح	۱	والعین تذرف والفؤاد جریح

الصبر فى يوم الفراق محرم	۲	او ما ترى ورق الاراك تنوح
تسعى لعواذل فى سلو صبابتى	۳	او ما علمن باننى لجموح
سا موت تبريحا وما من عاشق	۴	الا وليفنى بالجوى ويطوح
العشق امر لو ابوح بسره	۵	تالله لم يك فى الدنا مريح
لا عيب فيها غير ان فوادها	۶	اذ قيل جودى بالوصال شحيح
هى شادن احوى وان غذاءها	۷	قلب المشوق المبتلى لا الشيح
شمس بها شمس السماء مضيئة	۸	مسك اذا مرت عليك تفوح
وعيونها من وحش وجرة مطفل	۹	ولها ترائب كالصباح تلوح
فى حبها قد جبت قفر اموره	۱۰	لى ارحل الحزبيت فيه بذح
ما جاء مقو فيه قبلى واحد	۱۱	لعوى الذياب به ولى تسبيح
يا ويلتى ما نزت قط بمقصدى	۱۲	بل مسّنى من قطعه البريح
لم يسمح الزمن المعاند بالذى	۱۳	اغدو له متأسفا واروح
فالآن يا نفسى اشغلى بثناء من	۱۴	ذكراه للقلب الحزين مريح
هو ملجاء الفضلاء فى الدهر من	۱۵	لُب الفتى بكماله مفضوح
هو خير ارباب النهى فى عصرنا	۱۶	هو عارف ومحدث ونصيح
شيخ شريف سيد ذو عزة	۱۷	سيف الاله وبابه المفتوح
روحى بذكر خلاله مسرورة	۱۸	شعرى بوصف جلاله ممدوح
فى نشر علم الدين يصرف عمره	۱۹	ولقلبه للصالحات جنوح
هذا ابن يحيى حسين سيدنا الذى	۲۰	قلب الموحد فى هواه ذبيح
تاج الثقات وان كل حديثه	۲۱	حق حقيق بالقبول صريح
ببيانه الشافى الرفيع بلاغة	۲۲	لمسائل الدين القويم وضوح
قد عمت الآفاق شهرة فضله	۲۳	هو كالقرنفل فى الهواء يفوح
واذا تكلم فى مسائل صعبة	۲۴	بهت العقول وكلها مشروح
لا تجسر العلماء تنطق عنده	۲۵	فى مبحث وكفى به سبّوح
غنم لنا فى ذا الزمان وجوده	۲۶	علم الحديث له به التوشيح

الله بارک فی من ام علومه	۲۷	یسقی الجمیع وفی الزمان طفوح
الله فضله وعظم قدره	۲۸	حتی بدی لکا شحین کلوح
هذا العدو له وفی سودائه	۲۹	جرح تراه لا یزال یقیح
کم من رجال فائزون بحاجهم	۳۰	لفیوضه وبه الضلال یزیح
لهو الحری بما نظمت منقحا	۳۱	وانا اللسان وها هو الممدوح
لا زال محمود اوطال بقاءه	۳۲	فالعلم جسم وهو فیه روح
ثم الصلوة علی النبی وآله	۳۳	ما دار افلاک واشرق لوح
حلب سرورلنا کلامک یا لقا	۳۴	ان اللسان اذا نطقت فصیح

قصیدہ فاضل ادیب مولوی
علی نعمت صاحب پھلواروی کا عربی میں

قصیدہ عربی
مولوی علی نعمت
صاحب

الحب لا یستطیع الصب یکتمه	۱	حل الغرام به ودمعه دمه
وقلبه حزن والعین باکیة	۲	تفیض فی الخد هتانا وتسجمه
وان یکن صامتا ولیس یظهره	۳	نحاله کل ما یخفی یترجمه
اضناه سقما فما ابقی سوی رمق	۴	منه فراق الحبیب وهو یظلمه
ما زال یبعده عنه ویهجره	۵	فلا یقربه ولیس یرحمه
اضحی بذلک کئیبا هائما قلقا	۶	وان موسی البعاد ظل یکلمه
وعیشه بات مرا فی الهوا فقدا	۷	نهاره مثل لیل جن مظلمه
ممس دخوف لنهار دام یسهره	۸	ومصبح وسهاد اللیل یسقمه
الوحش اصحابه والقفر مربعه	۹	والدمع مونسه والهم محرمه
الهجر یرهقه والشوق یزهقه	۱۰	والحزن یقلقه والغم یزحمه
مه لا تلمه فلم تنظر بناظرة	۱۱	ولا شعرت بما ذا فیه یعلمه
ولم تزق ما یعانی من شدائده	۱۲	فکیف تعذله جهلا وترغمه
فاسمح کریما ودعه لی اسا سمعه	۱۳	مدیح من لم یخب من ذاک مزنمه
لعله یستریح من بلابله التی	۱۴	اذابت حشاه وهی تولمه

وهو ملاذ الورى شيخي ومستندي	۱۵	الاريحي عظيم الفضل اعظمه
السيد المقتدى ممهد الكرم	۱۶	كهف الاتيم اعز الكون اكرمه
فرد الجلال فريد العصر اوحده	۱۷	فرد الوجود ابر القلب اسلمه
مستغرق الشرف العريض مصدره	۱۸	مستجمع الخلق الاصفى متممه
كنز التقى ثم ورع الاتقياء له	۱۹	فمنتهى حسنه فيه واقومه
اعلى العلى في العلا قدرا وارفعهم	۲۰	مجدا وقد طاب مرقاه ومسلمه
اذا سئلت الكرام عن معظمهم	۲۱	فمن يجيبك عن هذا يقدمه
واضرب له مثلا ان كنت قائله	۲۲	شمس الافق العلا والناس انجمه
فهامة ناقد المنقول متقنه	۲۳	علامة جامع المعقول محكمه
العلم يألفه والجهل يبغضه	۲۴	فالجهل مغرمه والعلم مغنمه
يرى له كل شي ما حقيقته	۲۵	فالحق يعلمه الحق ويلهمه
عاش نذيرا لاهل البدع قاطبة	۲۶	وكل ما احدثوا في الدين يعدمه
لم يبق للبدع عونا يطمئن به	۲۷	فاليوم يندبه بالويل مأتمه
وان حبذا الضلال كلما ومتى	۲۸	قام ينازعه في الحق يهزمه
وبينهم يظهر الدين وينصره	۲۹	والنصر في حزب اهل النبي يجزمه
ارسى قواعده اعلى معالمه	۳۰	حيناً عفت بيد الاهواء ارسمه
كم من مسائله الصعاب حل بها	۳۱	ولم يخف فيه خطبا مر مطعمه
جاءت به ملة التوحيد ظاهرة	۳۲	والرشد يصمي ثغور الشرك اسهمه
فالارض تبهج من نور الهدى وبه	۳۳	زال الضلال وقد اضاء غيهمه
وها الاهوى اذن سجل مدحته	۳۴	وبالدعاء له بالخير اختمه
واسمي علي وارجو الله رحمة	۳۵	وعفوه يوم لا يغني تندمه

ايضاً

وله القصيدة الثانية في مدحه

اسقي على طلل درس معالمه	۱	من هجرت هندته وفواطمه
طوراً احن وتارة ابكي اذا	۲	تبكي لهن بذي الاراك حمائمه

قدزال عقلی فی الھوی حتی بدا	۳	ما کنت اخفیه وکنت اکاتمه
یاعاذلی رفقا بصب ھائم	۴	ومدنف قد اسقمته لوائمه
فانا الذی لعب الفراق بقلبه	۵	قد قطعته بیضه وصوارمه
ولیس ما یسلیه عن بلباله	۶	الا مدیح الشیخ وھو یلائمه
اعنی نذیر الخلق ذو العزم الذی	۷	قد بجلته عربه واعاجمه
شمس النجابة من ذوابة ھاشم	۸	وکریم بیت انجبته کرائمه
وھو الذی نال العلا ولفضله	۹	خضع الکمال وظللته غمائمه
الرشد فی خضر الریاض لبیعه	۱۰	ازھاره تذکی وضحک باسمه
والغی خرق ستره فتبلجت	۱۱	ظلماته وظلامه ومظالمه
واضاء مصباح الھدی لضیائه	۱۲	فالدین احکم واستقمن قوائمه
وبه استنار الحق بعد افوله	۱۳	فبدت مطالعه واشرق ناجمه
والعلم قد احیا بحیث دروسه	۱۴	طوبی له فیه ارتفعن مراسمه
الجود ناسبه فذاك لزیمه	۱۵	والخیر جاوره فذاك ینادمه
ودثاره تقوی الاله وورعه	۱۶	توحیده والصالحات عمائمه
یاھی بوطئه وصید حریمه	۱۷	بزاد ما سحه الفخار ولاثمه
عین تفیض زلال کل سعادة	۱۸	بحر تموج بالھدی متلاطمه
لا یستتم مدیحه وما ینفی	۱۹	ما قال ناثره علیه وناظمه
وانما یرجو بذاك علیه	۲۰	ان تنتمی یوم المعاد جرائمه

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

قصیدہ فاضل ادیب
مولوی عبدالجبار عمرپوری

قصیدہ عربی مولوی عبدالجبار صاحب

ان الثناء علی رفیع الشان	۱	نور الانام ومفخر دوران
مصباح القرآن وضوء کرامته	۲	شمس العلوم ومرکز العرفان
بدر لافق الفیض نجم للھدی	۳	قمر تنور لیلة الایقان
لمع لاسلام ضیاء للھدی	۴	در لصدق لؤلؤ الایمان

مرجان فهم جوهر لفطانة	۵	ثمر لدوح الفقه والاحسان
تاج لراس المجد ملك للعلی	۶	ياقوت حلم مخزن الاذعان
هاد لارباب النهی طرق الهدی	۷	مجلی كلام الحق بالبرهان
نهر تبجس من ينابيع الهدی	۸	يُروی ويشفی غلة العطشان
اعنی **نذير حسين** تاج سراتنا	۹	اُستاذنا وشريفنا ذا الشان
هو سيد ذو عزة وجلالة	۱۰	ومحدث ومفسر القران
هو فاضل متوقد افكاره	۱۱	علامة فهامة ذو لسان
سكينه نحر الضلالة والهوی	۱۲	صمصامه افنی ذوی الطغيان
جمع العلوم بقضها وقضيضها	۱۳	فيضانه قد عم فی البلدان
غرس لحدائق للعلوم فاينعت	۱۴	زهر الهدی وفواكه الايمان
تذكيره غيث لجدب ضلالة	۱۵	تفهيمه يروی صدی الظمآن
فاق الاكابر فی التبحر والتقی	۱۶	ما مثله فی هذه الازمان
قد ساق عيس العلم فی مضماره	۱۷	فی كل علم سابق الاقران
ليث بآجام العلوم جميعها	۱۸	اسد بوادی الفهم والبنيان
سيف لعنق الكفر رمح للهوی	۱۹	سهم لقلب الشرك والطغيان
ركن لقصر شريعة نبوية	۲۰	سقف لدار الفيض والاحسان
اجری علوم الدين بعد عفائها	۲۱	ومحی رسوم البدع والكفران
احيی طريق الحق بعد مماته	۲۲	ووجوده من آية الرحمن
هذا الزمان تراه مفتخرا به	۲۳	يثنی عليه اكابر البلدان
اكرم به من عالم متبحر	۲۴	متفطن بغوامض القرآن
احسن به من فائق اقرانه	۲۵	ما نده فی علم الامكان
من مثله فی رفع اعلام الهدی	۲۶	من شبهه فی هذه الازمان
كل اللسان عن الثناء وصفه	۲۷	لا تنفد الاوصاف بالتبيان
ادعو له خلاقنا ورحيمنا	۲۸	بخلوص قلب راسخ الايمان
ربی اطل عمره وحياته	۲۹	وادمه بالتذكير والاحسان

مازال من ینبوعه و بجوره	۳۰	ری الدوام لغلة اللهثان
هذا دعائی فاستجب یا ربنا	۳۱	و توفنی حقا علی الایمان

مولوی عبدالغفور مرحوم کا قصیدہ

مولوی عبدالغفور مرحوم نیر تخلص بن حاجی شیخ الٰہی بخش دلناپوری کا

عربی قصیدہ ساٹھ شعروں کا

بانت سعاد و نار الجزع یورینا	۱	ولوعته البین تشوینا و تصلینا
فیا اُتت لوداع الصب هشهشة	۲	وکل ناس قیام فی حوالینا
قامت تودعنی والهجر یمنعها	۳	وقمت عانقتها والحزن یبکینا
تقول صبرا جمیلا لا تمت اسفا	۴	اعطاک ربی غداة البین تسکینا
فیا لها ترکتنی ها ئما قلقا	۵	وودعتنی وداعا لا تبالینا
القلب ملتهب والعین ذارفة	۶	وشب نار الهوی والدمع یروینا
کیف الوصول الی سلمی و مربعها	۷	شتان بینی و بین ارض بُقینا
بلغ سلامی ایا ریح الصبا کرما	۸	دار الکرامته دهلی فیه هادینا
ذاک الامام الذی جلت محاسنه	۹	قد ارسل الله نوراً ساطعاً فینا
حبرٌ ادیبٌ کریمٌ عارفٌ فطن	۱۰	محدث فاز میراث النبینا
بحر العلوم سماء الفضل مقتدر	۱۱	حبر الزمان رفیع الشان هادینا
حاز الفضائل دانیها و قاصیها	۱۲	فاز المحاسن اعزازا و تمکینا
نذیرنا عمدة السادات مولانا	۱۳	**حسین** من آل زهرا سیدینا
تنور الهند من انوار برکته	۱۴	به تزنیت الدهی تزینا
یاتونه شتتا من کل ناحیته	۱۵	اهل الحجاز و اهل الشرق والیمنا
ما ان رایت فقیها ماهرا فطنا	۱۶	محدثا مثله حاز البراهینا
لولاه فی الهند ضلوا اهله شتتا	۱۷	و ما عرفنا کتاب الله والدینا
سواه فی الهند لیس الیوم معتمد	۱۸	و ما رواة سواه لیس یشفینا
عفا عن الدهر آثار الهوی و محی	۱۹	رسوم بدع من الدنیا لیهدینا
ادامه الله حیا نستفید به	۲۰	ویرحم الله عبدا قال آمینا

دوسرا قصیدہ اُردو میں ہی چھیالیس بیتوں کا

اُردو قصیدہ مولوی عبد الغفور دانا پوری کا

للہ الحمد کہ طالع ہوئی فرخندہ سحر	۱	اب اُٹھایا شب تقلید نے اپنا بستر
مٹ گیا صفحۂ دنیا سے نشانِ تقلید	۲	ہو گئے دفترِ آرا و قیاسات ابتر

مطلع دوم

کیسی عالی تری سرکار ہے اے پاک سِیَر	۳	آستاں پر ترے سرکش بھی جھکا دیتے ہیں سر
علما فخر سمجھتے ہیں تری شاگردی	۴	آرزو رکھتے ہیں خدمت کی تری اہلِ ہنر
فخرِ دیں فخرِ جہاں فخرِ عرب فخرِ عجم	۵	آج کل دہر میں کوئی نہیں تیرا ہمسر
مقصد فیض و کرم مورد الطاف اتم	۶	وارثِ علمِ نبی بحرِ شریعت کا گہر
کہ زمانے سے جہالت میں گرفتار تھی خلق	۷	دینِ حق آج تری ذات سے [illegible] گھر گھر
[illegible] کی خدمت سے کیا دین کو صاف	۸	ہند میں تیری کرامت سے دکھایا یہ اثر
ہم غریبوں کو جو تجھ سے یہ ایمان نصیب	۹	جانتے ہی نہ تھے پہلے سننِ پیغمبر
ہند میں تجھ سے ہوئی رونق علم سنت	۱۰	لشکر ملت اسلام کا تو ہے افسر
قید تقلید سے چھوٹے ہیں بدولت تیری	۱۱	ورنہ اس دام میں ہم ہی تھے پھنسے بیکس
کب نہ دربار ترے مرجع اہل حق ہو	۱۲	ہے فقط درس احادیث نبی شام و سحر
جمع ہیں تجھ میں [illegible] جو خیر و حسین	۱۳	دونوں لفظوں سے [illegible]
ہو تیری عمر دراز اور ہمیشہ رہے فیض	۱۴	ہے یہی شام و سحر حق سے دعا [illegible]

فارسی قصیدہ قاضی ابو اسمٰعیل یوسف حسین ہزاری کا

چالیس شعروں کا

مولوی یوسف حسین ہزاری کا فارسی قصیدہ

خرابۂ دل تقلیدیاں نشد معمور	۱	اگر نیست ہدی نبی را بران خرابہ عبور
زمانہ بگذشت اندریں خیال غلط	۲	کہ در چہار مذاہب شدست دیں محصور
یکایک آمدہ ابر مطیر دین ہدے	۳	چناں کہ احمد امی درون شہر مزور
زدود ز آئینہ ہاے نصوص زنگ قیاس	۴	خدا نمود بہ معیار حق کمال و فتور

کرامتے ست کہ تبدیل ماہیات نمود	۵	مجال نقل شدہ پیش سعی او مجبور
زجد او شدہ پیدا ثبوت حق حقیق	۶	زفیض او شدہ دلہائے مخلصاں مسرور
عساکر سنن مصطفےٰ بہمرہیش	۷	شدند در حق تقلیدیاں چو باد دبور
چو سینہ اش زہے بود بحر زخارے	۸	زپا فگند جدل را کنیہ ہے ر قصور
زغرب تا بمشارق ور است صیت بلند	۹	دلِ منور او کردہ شرک را مقہور
نماند بدعت و تقلید را پتہ گاہے	۱۰	مگر در افتدۂ راندگاں اہل قبور
ز دودمان نبوت چو اوست سنجۂ دہر	۱۱	بگو حُسَینؑ دگر بارہ کردہ است ظہور
ولے تناسخ ارواح نیست مذہب ما	۱۲	ازیں سبب زچنیں معتقد شدم معذور
ولے نظیر حسین است بالیقیں حقا	۱۳	کہ نیست زاہل عقول سلیم ایں مستور
امام اہل قران و حدیث و فقہ و کلام	۱۴	خطا چو شرق زمغرب زفکرت او دور

مولوی محمد عبدالرحمن صاحب کا اُردو قصیدہ

اُردو قصیدہ حافظ مولوی محمد عبدالرحمن سلمہ اللہ تعالیٰ

بقا تخلص غازی پوری کا بتیس شعر کا

بغل میں دل ہے کہ جام شراب روحانی	۱	جھلکتے ہیں جو کھلے رازہائے پنہانی
جمال شاہد بزم ازل ہے عکس افگن	۲	برنگ آئینہ سرتا پا ہوں نورانی
فروغ بخش نظر ہے جو نور جلوۂ ناز	۳	نہیں ہے آرزوئے سرمۂ صفاہانی
سناؤں معنیٔ بی یسمع و بی یبصر	۴	کہ سننے والوں نے طرز سخن نہ پہچانی
اُٹھاؤں پردۂ راز فراستہ المومن	۵	کہ ہو ترقی نور نگاہ ایمانی

مطلع دوم

وہ قطرہ ہوں جو ہو سرگرم لاف عمانی	۶	وہ مور ہوں جو کرے دعوی سلیمانی
بقا ہوں پر نہیں نام و نشاں میرا باقی	۷	برنگ ہستی موہوم عالم فانی
میں سب کے دل میں ہوں پنہاں ہوں گو کہ آنکھوں سے	۸	برنگ یاد علیم علوم یزدانی
جناب سید عالی نسب نذیر حسین	۹	چراغ انجمن عارفان ربانی
در مخازن اسرار علم مصطفوی	۱۰	کلید باب رموز لطیفت قرآنی

ہمیشہ کعبۂ تسلیم میں وہ سجدہ گزار	۱۱	کہ ماہ نور دو ہفتہ ہے داغ پیشانی
وہ خضر راہ ہدایت کہ بے نگہ جس کی	۱۲	پناہ لطمۂ امواج بحر طغیانی
فروغ علم و یقین و ہدا ہے سر تا پا	۱۳	ہے اُس کی خاک قدم سرمۂ صفاہانی
ہے جن کو شوق عروج معارج تحقیق	۱۴	ہمیشہ کرتے ہیں وہ اُس کے در کی دربانی
صحاح ستہ کہ ہے شش جہت میں جس کا شور	۱۵	ہزاروں لاکھوں کو سمجھا چکا بآسانی
مٹا کے ظلمت بدعات و شرک و فسق و فجور	۱۶	کیا جہان کو مہر یقیں سے نورانی
اگرچہ ذکر ہے ہر دم کتاب و سنت کا	۱۷	ہے پھر بھی واقف اسرار علم یونانی
کبھی ہے بحر علوم ریاضی و طبعی	۱۸	کبھی محیط نکات و رموز فرقانی
خدا جزا دے تجھے اے محدث اعظم	۱۹	رہے تو مورد الطاف خاص رحمانی
دیا حدیث کو اس دہر پر فتن میں رواج	۲۰	مٹائی ظلمت شرک و نفاق شیطانی
ہوئیں حدیثیں رسول کریم کی غالب	۲۱	عدو جو تھے انہیں حاصل ہوئی پشیمانی
دعا پر اب میں قصیدہ تمام کرتا ہوں	۲۲	ہے وقت تنگ نہیں فرصت سخن رانی
ہمیشہ سایۂ فضل خدا رہے تجھ پر	۲۳	ادھر لقا کو مبارک تیری ثنا خوانی

مولوی ضمیر الحق سلمہ کا اُردو قصیدہ

مولوی ابوالخیر محمد ضمیر الحق سلمہ آروی متخلص بہ قیس کا

اُردو قصیدہ چالیس بیتوں کا

ہیں سخن میں نکہت گل کی طرح پوشیدہ ہم	۱	شاعر عالی دماغ و خوش بیاں رنگیں رقم
کامل علم سخن ہیں شاعر یکتائے عصر	۲	موجب باب فصاحت نازش اہل عجم
گرمی فکر رسا سے ہے عرق ریزی طبع	۳	جوش مضموں سے بنا خامہ میرا ابر کرم
ہیں نسیم سنت احمد کے جھونکے موج خیز	۴	نغمہ زن ہیں عندلیب گلشن شاہ امم

مطلع دوم

آج میں لکھتا ہوں مدح نائب شاہ امم	۵	چشمۂ خورشید سے دھولے زباں تو اے قلم
اے سخن وقت ادب ہے دیکھ گستاخی نہ ہو	۶	اے قلم میری طرح سے تو بھی کر گردن کو خم
دیکھ اُستاد جہاں آیا ہے وقت امتحاں	۷	ہاں مدد کرنا کہ ہو آسان یہ کار اہم

۸ جس کے فیضِ علم سے سارا جہاں پرنور ہو　　اُس کے وصفِ پاک میں کرتا ہوں میں بھی کچھ رقم
۹ شیخنا اُستاذنا اُستادِ اُستادِ زماں　　وارثِ علمِ نبی و حاجیِ بیت الحرم
۱۰ سید محمد اسمِ پاک او ملقب با نذیر　　بل بہ ترکیبِ حسین اے سامعانِ ذی ہمم
۱۱ عالمانِ دہر کو ہے فخر اُس کے نام سے　　ساکنانِ ہند میں سب اُس کے ممنونِ کرم
۱۲ اُس کے رعبِ علم سے نام و نشاں تقلید کا　　ہو گیا اِس صفحۂ دنیا سے کافور ایک دم
۱۳ خالقِ اکبر نے کی یہ عزت افزائی تیری　　دشمنِ سرکش بھی آتے ہیں کیے گردن کو خم
۱۴ ہیں صحاحِ ستہ ہر ساعت ترے وردِ زباں　　پانی پانی ہو رہے ہیں سب مقاماتِ اہم

معاصرین علماء معتبرین اور شیوخ کی رائیں

میاں صاحب کے ہم عصر علماء معتبرین تین قسموں میں منقسم ہیں

(۱) وہ لوگ جو کہ **آپ** سے کسی قدر سن میں بڑے یا **آپ** کے ہم عمر یا کچھ چھوٹے تھے اور اُن کے اور **آپ** کے درمیان اُستادی شاگردی کا واسطہ نہ تھا جیسے مولانا شاہ فضل رحمن[1] قدس سرہ گنج مرادآبادی، مولانا شیخ محمد تھانوی، مولانا علی احمد نزیل ٹونک، مولانا بشیر الدین قنوجی جن کی ولادت سنہ ۱۲۳۴ھ میں ہوئی تھی یہ بزرگ بھوپال میں قاضی القضاۃ تھے اور نواب صدیق حسن خان مرحوم کے اُستاذ الاستاذ، مولانا شیخ احمد شرقی، شیخ عبداللہ بن ادریس السنوسی الحسینی، شیخ احمد بن احمد بن علی التونسی المغربی، شیخ ابو علی محمد بن ہاشم سامرودی، مولانا سخاوت علی جونپوری، مولوی احمد علی سہارنپوری، شیخ حسین بن محسن الانصاری یمنی، نواب مرحوم کے اُستاذ الحدیث۔

(۲) وہ لوگ جو کہ عمر میں تو **میاں صاحب** کے تلامذہ قبل غدر سے بھی بہت چھوٹے تھے مگر خاندان اُن کا پشت ہا پشت سے علوم درسیہ متداولہ کی تدریس اور تحریر شروح و حواشی کتب درسیہ میں ممتاز اور مشہور تھا۔ جیسے مولوی ابو الحسنات محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی۔ **میاں صاحب** سے ان کو نسبت تلمذ نہ تھی مگر **آپ**

---

[1] یہ نام تاریخی ہے جس سے سنہ ۱۲۰۸ھ نکلتے ہیں اور وہی سنہ ولادت آپ کا ہے اس حساب سے آپ گیارہ برس عمر میں میاں صاحب سے بڑے تھے ۱۲

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

اُن کو عزیزانہ نگاہ سے دیکھتے ۔ دعا دیتے اور فرماتے "یہ لڑکا بحر العلوم کے خاندان میں آفتاب ہے" ور مولانا مرحوم بھی **آپ** کی تعظیم بزرگانہ کرتے علی ہٰذا القیاس مولوی نواب صدیق حسن خان مرحوم جو صاحب تالیفات کثیرہ تھے مگر قاضی بشیر الدین مرحوم کے تلمیذ کے تلمیذ اور خود قاضی صاحب مرحوم سے **میاں صاحب** چودہ پندرہ برس بڑے تھے۔

(۳) میاں صاحب کے تلامذہ کا سواد اعظم۔ جو سارے ہندوستان میں پھیلا ہوا اور دوسرے ممالک اسلامیہ میں بھی موجود ہے اس سواد اعظم کے اکثر نامی گرامی حضرات کو بیشتر علماء معاصرین پر ترجیح حاصل ہے مگر بسبب اس کے کہ وہ لوگ اس شعر کے تحت میں داخل ہیں ؎

حلقہ پیر مغانم ز ازل در گوش ست
ما ہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود

اس لئے اِن حضرات کی رایوں کو اپنی جگہ پر چھوڑتے ہیں الا ماشاء اللہ ان میں سے بعض ایسے چیدہ اور برگزیدہ بزرگوار کی تحریر کا حوالہ دیں گے جنہوں نے **میاں صاحب** سے صرف حدیث پڑھی تھی اور وہ بجائے خود مرجع خلایق او مسلم الثبوت عالم یا درویش تھے اور موجود ہیں رحمہم اللہ تعالے وابقاہم۔ جیسے مولانا عبد اللہ غزنوی قدس سرہٗ ، حافظ مولانا عبد اللہ مدظلہ غازی پوری الملقب بہ استاذ الاساتذہ وغیرہ لبعض اخص الثقات۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE

طبقۂ اوّل

مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہٗ

مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی قدس سرہٗ جو کہ شاگرد تھے جناب حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی کے اور خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد آفاق قدس سرہما کے

مولوی قاضی حکیم مظفر احمد لکھتے ہیں کہ ۱۳۰۹ھ میں۔ میں لکھنؤ سے گنج مرادآباد آیا اور حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن علیہ الرحمۃ کی جناب میں حاضر ہوا عند التذکرہ **میاں صاحب** کا ذکر آگیا تو فرمانے لگے کہ "وہ پکے اہل حدیث ہیں"۔ اور بہت کچھ کلمۃ الخیر **آپ** کی شان میں فرماتے رہے۔

خاکسار راقم کہتا ہے کہ مولوی سید عبد الودود مرحوم جو نہایت متقی صالح و

ثقہ آدمی تھے اور مولانا شاہ فضل رحمٰن قدس سرہ گنج مرادآبادی کے مرید با اختصاص سال میں کئی بار مولانا کے شرف صحبت و زیارت کے لئے گنج مرادآباد جاتے ایک مرتبہ وہاں سے واپس آتے ہوئے مظفرپور میں میری ملاقات کے لئے ٹھیر گئے اور ضمن بیان واقعات سفر میں کہنے لگے کہ حضرت ترمذی شریف پڑھاتے تھے کسی موقع پر **میاں صاحب** کا ذکر آگیا تو فرمانے لگے کہ "مولوی نذیرحسین کو چاہے کوئی کچھ کہے مگر حدیث رسول اللہ صلعم کا فیض جیسا کہ اُن کی ذات سے جاری ہے کسی سے بھی نہ ہوا"

مولانا شیخ محمد تھانوی

مولانا شیخ **محمد تھانوی** جو کہ شاگرد ہیں حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہٗ کے اپنے ایک خط (جس کی نقل بعینہ حاشیہ صفحہ ۳۳ و ۳۴ میں گذر چکی ہے) میں لکھتے ہیں "وتوجہ خاطر اقدس حضرت مولانا محمد اسحٰق قدس سرہٗ جانب جناب مولوی نذیرحسین صاحب ازبس بودہ است" دوسری جگہ اسی خط میں لکھتے ہیں "ہرقدر کہ نوآموزان بریں نازمی کنند زیادہ ازاں مولوی صاحب موصوف در ذخیرہ خویش نہادہ فراموش کردہ باشند" پھر تیسری جگہ اسی خط میں لکھتے ہیں "بعتقد من دہلی امروز ازہماں کس عبارت ست دعائے سلامتی اوشاں ضرور است دہلی دو چشم می داشت جناب مولانا قطب الدین صاحب مرحوم و جناب موصوف بالفعل یک چشم ماندہ است کہ آں عبارت از جناب مولوی نذیرحسین صاحب است فقط راقم احقر العباد شیخ محمد فاروقی تھانوی عفی عنہ سنہ۱۲۹۲ھ"

مولانا علی احمد

مولانا علی احمد جو شاگرد ہیں مولانا شاہ محمد اسحٰق قدس سرہٗ کے اور آٹھ برس تحصیل علوم کے لئے دہلی میں رہے اپنے ایک خط اور ایک اعلان محررہ پانزدہم ربیع الاول سنہ۱۲۹۳ھ (جس کی نقل بعینہ حاشیہ صفحہ ۴۶ و ۴۷ میں گذر چکی) لکھتے ہیں "مولوی صاحب مستجمع محامد و حمائد معدن علوم نافعہ مولوی سید محمد نذیرحسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ را سند کتب احادیث شریف از مولانا اُستاذنا جامع مناقب والمفاخر حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ حاصل است یا نہ- بلکہ مولوی صاحب ممدوح سلمہ اللہ تعالیٰ بزیارت و خدمت و صحبت حضرت مولانا سرور نیز مشرف شدہ اند یا نہ- چوں

رفع ایں ہر دو شبہ مستحسن و موجب خلجان مسلمانان است لہذا نوشتہ می شود کہ سند کتب احادیث شریفہ عطا فرمودۂ حضرت مولانا مغفور طاب مثواہ بدست مولوی صاحب ممدوح موجود است و حال زیارت و خدمت و صحبت بر اہل شاہ جہان آباد خصوصاً آنانکہ در مجلس شادی کتخدائی مولوی صاحب ممدوح با صبیہ عفیفہ حضرت مولوی صاحب مخدومی مولوی عبد الخالق صاحب مرحوم و مغفور شریک بودند اظہر من الشمس ست کہ حضرت مولانا مبرور از نماز عشا تا نماز صبح مع جماعت کثیرہ از علماء و اہل مدرسہ در مسجد قدیم پنجابی کٹرہ رونق افروز بودند و مجلسے عجیب بابرکت و میمنت ترتیب یافتہ بود و کاتب حروف نیز دراں مجلس حاضر بود" دوسری جگہ اسی خط میں لکھتے ہیں "پس قریب پانزدہ سال حضرت مولانا و مولوی صاحب ممدوح در دہلی بودند"

اور اعلان میں لکھتے ہیں "مولوی صاحب مستجمع محاسن و فضائل مستتبع محاسن و فواضل مولوی سید نذیر حسین صاحب متوطن حال بلدۂ دہلی" اس کے بعد وہی عبارت مذکورہ بالا لکھ کر لکھتے ہیں "پس اشتباہ عدم صحبت و زیارت بے اصل محض است و اما اشتباہ اسناد کتب احادیث پس چوں اسناد دستخطی حضرت مولانا ممدوح بدست مولوی صاحب موصوف موجود است محل اشتباہ دریں امر نیز باقی نماندہ اللہ تعالیٰ مسلماناں را از جملہ بلاہا محفوظ دارد المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ نیکاں برد

قاضی بشیر الدین

مولانا قاضی بشیر الدین رحمۃ اللہ متکلم **اصولی قنوجی** استاذ الاستاذ نواب صدیق حسن خان مرحوم اپنی کتاب **غایۃ الکلام** میں لکھتے ہیں زبدۃ المحققین وعمدۃ المحدثین من اولیاء عصرہ واکابر علماء دہرہ مولانا السید نذیر حسین الدہلوی۔

مولانا شیخ احمد شرقی

مولانا شیخ احمد بن ابراہیم بن عیسی شرقی ثم المکی اپنے خط مورخہ ۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ھ میں لکھتے ہیں "حضرۃ العالم العلامۃ المحدث الفہامۃ قدوۃ اہل الاستقامۃ السید محمد نذیر حسین" اور دوسرے

خط میں لکھتے ہیں "حضرۃ محبنا القدوۃ العلامۃ والعمدۃ الفہامۃ حجۃ اہل الحق والاستقامۃ السید محمد نذیر حسین"

شیخ عبداللہ بن ادریس

بن ادریس

شیخ عبداللہ بن ادریس السنوسی الحسینی ایک خط میں لکھتے ہیں

من عبداللہ بن ادریس السنوسی الحسینی الی محل والانا العلامۃ المحدث الفہامۃ لسید محمد نذیر حسین

شیخ احمد بن احمد

بن علی تونسی

شیخ احمد بن احمد بن علی التونسی المغربی- مولانا ابوالطیب محمد شمس الحق صاحب سلمہ اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں "شیخنا العلامۃ الزاہد الورع الشیخ احمد بن احمد بن علی التونسی المغربی نزیل مکہ شرفہا اللہ ادام اللہ برکاتہ-

انی لقیتہ فی السنۃ الحادیۃ عشر بعد الالف وثلاث مائۃ فی مکۃ شرفہا اللہ تعالیٰ واجتمعت بہ وحصلت لی منہ الاجازۃ وھو شدید التوقی فی الروایۃ لا یجیز لاحد الا ما شاء اللہ ولما تشرفت بزیارتہ بعد السلام والمصافحۃ سألنی عن اسمی وعن بلدی فاخبرتہ بہ قال الشیخ انتم شرحتم علی سنن ابی داؤد فقلت نعم یا شیخ فقال الشیخ مرحبا ووصف شرحی وکان الشرح عندہ موجوداً فاخرجہ من بین الکتاب فوضعہ بین یدیہ وسألتہ ھل لقیت الشیخ نذیر حسین المحدث الدھلوی قال نعم فقلت کیف وجدتہ قال لا یوجد مثلہ فی الارض ومدحہ غایۃ المدح-

شیخ ابوعلی محمد

ہاشم سامرودی

شیخ ابوعلی محمد بن ہاشم سامرودی ان کا بیٹا مسمی بہ علی احمد سامرود سے دہلی **میاں صاحب** کے پاس پڑھنے کے لئے بلا اطلاع چلا آیا جب ان کو پتہ لگا کہ دہلی میں ہے تو انہوں نے **میاں صاحب** کو یک خط لکھا جس کی نقل درج ذیل ہے-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من العبد الغاشم ابی علی محمد بن ہاشم- الی مولانا ومن فضل اولانا السید محمد نذیر حسین لم یزل الی منتہی عمرہ ومنقضی امرہ متمسکا

بالثقلین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ثم لا یخفی ان الولد علی احمد لما غیب متسللا عن مرائی العین متخللا من البین وتشعب عصاو بارہ اللہ النصف من شعبان غمدنا فی غین غمور الغموم وتبدا شین شرور الشئوم من جہت حصول مادۃ الافتراق بعد دوام الملازمۃ و الاتفاق واما بما لقنا من لسنۃ الخال وتفرق البال بذلک البلبال الی ان استبان انہ وصل الی عتبۃ بابکم وحصل صحبۃ جنابکم فبدلت بدل الفرح بالفرج وتغیر غین الغموم بعین العموم وتشین شین الشرور بسین السرور ولله تعالی وھو ولی الامور لما اعلم ان صحبتکم اماہ اولی وابد من صحبتہ اباہ علی الی اعد جنابکم اعلی فی عداد عدۃ المشائخ لی فالمرجو منہ الاحسان الی والامتنان علی بتفقد حالہ وتشبع بالہ و بالتاکید لا لبدلہ ولستد بہ استدید علیہ فی ان یعرض علیکم بقیۃ کتب المنقول ویکمل عند محمد اسحق او من یکون کتب معقول فی ایام عدیدۃ تمشقہ شدیدۃ غیر مصیع فی العفۃ مدۃ مدیدۃ ثم لیرجع فائزا بالمراد وحائزا ما اراد بعد تفضلکم علیہ بالاجازۃ والاسناد واللہ تعالی ھو ولی التوفیق وبیدہ زمۃ التحقیق فقط السلام علیکم وعلی من لدیکم۔

مولانا سخاوت علی

مولانا سخاوت علی رحمۃ اللہ علیہ **جونپوری** ایک رسالہ مصنفہ مولانا شیخ محمد ساکن پھلی شہر پر تقریظ لکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "تفصیلش در معیار حق مصنفہ مولانا حجۃ اللہ علی العالمین نخبۃ العلمین زبدۃ الفاضلین عالم ربانی محقق لاثانی فاضل بے نظیر مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب ادامت برکاتہ علی کافۃ الخلق مرقوم"

مولانا احمد علی سہارن پوری

مولانا احمد علی مرحوم سہارن پوری نے ایک استفتا کا جواب خود لکھا اور اس کو اپنے خط کے ساتھ **میاں صاحب** کے پاس مہر و دستخط کے لئے بھیجا اس خط کی نقل ملخصاً درج ذیل ہے:۔

از احمد علی عفی عنہ۔ مولوی صاحب مکرم معظم مولوی سید نذیر حسین صاحب دام فیوضکم

بعد تقدیم مراتب تحیہ وتسلیم وضح باد دریںجا خیریت است وعافیت مزاج سامی خواہاں۔ باعث تکلیف دہی آنکہ مہر خود بریں فتوے درج فرمایند و مہر خود ہم موقوف برمہر جناب نہادہ ام وشخصے کہ بخدمت می رود مولوی خدا بخش نام نہایت مرد دیندار و ز اہل علم است کار خود گذاشتہ بپاس خاطرم سفر کردہ است ویوم جمعہ را یوم تعطیل پنداشتہ روانہ شدہ است بفور رسیدنش انجام کار فرمودہ دہند تا بروز جمعہ واپس آید واز مہرہائے مولوی شریف حسین ودیگر صاحبان مسترشدین جناب مزین کردہ آید ونحیف را مدام از خیر اندیشاں تصوریدہ بدعائے خیر یاد دارند

فقط والسلام
احمد علی عفی عنہ
۲ شوال ۱۲۹۵ھ

شیخ حسین انصاری یمنی **شیخ حسین بن القاضی العلامہ محسن بن محمد الیمانی** استاذ الحدیث نواب مولوی صدیق حسن خان مرحوم اور تلمیذ احمد بن محمد بن علی الشوکانی اپنے خطوط میں **میاں صاحب** کو القاب ذیل سے مخاطب کرتے تھے الی جناب مولانا رئیس المحدثین وعمدۃ المحققین وبقیۃ السلف الصالحین السید نذیر حسین سلمہ اللہ القوی امتین۔

الی جناب مولانا رئیس المحدثین وبقیۃ السلف الصالحین و عمدۃ الابرار المتقین السید الامام محمد نذیر حسین سلمہ القوی المتین السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ موصوف نے اپنے خط کے ساتھ ایک فتوے بھیجا تھا جس کی عبارت یہ ہے:۔

شیخ حسین صاحب کا استفسار الی جناب السید الامام والکامل الہمام عمدۃ المحققین ورئیس المحدثین السید نذیر حسین صاحب سلمہ ذو المواہب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد لما اعلم من محبتکم لحدیث رسول اللہ ﷺ الذی هو عماد الدین بعد القرآن المتین وارجو ان لا تنسونا من دعائکم فان الدعاء للاخ المسلم بظہر الغیب مستجاب کما لا یخفاکم هذا۔

والموجب لهذا انه حدثت مسئلة وهی ان امرأة ادعت علی ورثة زوجها المهر فاجابوا علیها، بانها قد عفت عنه حتی موت زوجها

دهو على الجنازة واقاموا بذلك شهوداً والمسئلة محررة حينما تطلعون عليها وارجو من تفضلاتكم بعد ملاحظتكم لجميع التحرير ان تشرفوا ذيله بما هو الحق فى ذلك من غير مراعاة لاحدٍ فالحق احق ان يتبع وليس المقصود الا اظهار الحق لا التمادى على الباطل فانه مذموم وبعد ملاحظتكم لذلك وكتابتكم عليه باللسان الهندى ان تضعوا مهركم الشريف تحته فقط

اور میاں صاحب کے بیٹے مولانا سید شریف حسین صاحب مرحوم کی سند حدیث میں لکھتے ہیں:۔

مولانا سید شریف حسین صاحب مرحوم کی سند حدیث

وبعد فان علم الكتاب والسنة افضل ما يتحلى به الانسان واكمل وصف تتكمل به الاعيان وقد ورد فى فضله وما هو مقرر مشهور ومعروف بين اهله ومذكور وان ممن ورث منه بالفرض والتعصيب واخذ بحظ وافر ونصيب السيد العلامة الاريب والشريف الفاضل النسيب السيد شريف حسين بن مولانا السيد الامام والمحقق الهمام خاتمة المحققين وعمدة المتاخرين المتقين السيد نذير حسين وقد طلب من الحقير الاجازة وكيف يجوز ان اجيز من ذكر وابوه شيخ الاسلام مركز الاستجازة والاجازة والعالم الخبير المبين حقيقة ذلك ومجازه ومن المثل السائر لا يفتى و مالك فى المدينة ولا يسند والحاكم ببغداد ولوتجاسرت لضرب المثل السائر احرف كر ان اسغامة فى القرشئ ولما لم ار بداً اسعفت بمطلوبه تحقيقاً لظنه ومرغوبه وان كنت لست اهلاً لذلك ولا ممن يخوض تلك المسالك ولكن تشبهاً بالائمة الاعلام السابقين الكرام شعر

واذا اجزت مع القصور فانني ارجو التشبه بالذين اجزوا
السابقين الى الحقيقة منهجاً سبقوا الى غرف الجنان ففازوا

فاقول قد اجزت السيد شريف حسين بن مولانا السيد **نذير حسين** اجازة شاملة فى كل ما تجوز لى رواية وتنفع دراية من علم الحديث والتفسير واصول الحديث لا سيما لامهات الست وزوائدها و مستخرجاتها وسائر المسانيد والمعاجيم وما فى معنى ذلك الخ

طبقہ ثانی

طبقہ ثانی

مولوی محمد عبدالحی مرحوم

مولوی ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی کا خط بنام مولوی حافظ عبدالمنان صاحب جو مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب جلد اوّل کے صفحہ ۱۱۱ میں درج ہے۔

مولوی صاحب مشفق مہربان عین اعیان مولوی عبدالمنان سلمکم الکریم المنان از فقیر محمد عبدالحی عفاعنہ القوی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہدیہ مرسل است قبول باد۔ شکوک کہ بر تعلیق فقیر بغرض فک آنہا تحریر کردند موجب مسرت تم شد ہر چند فک آں ہر دو شک سہل الحصول بود گر خود بمعائنہ کتب محققین محنت می فرمودند یا از مولوی **نذیر حسین** صاحب دام فیضہ استفسار می فرمودند احتیاج استفسار نمی اُفتاد۔ حسب تحریر ہر دو سوال بر کاغذ علیحدہ نویسانیدہ جواب آنہا نوشتہ ملفوف می فرستم از حسن وقبح آں بے تکلف مطلع فرمایند واگر بہ مولوی نذیر حسین صاحب معائنہ کنانیدہ شود خوب است کہ جناب شاں را بر کتب محققین نظرے است وسیع یقین کہ ایشاں پسند خواہند ساخت۔

والسلام۔ ۱۵ / شوال ۱۲۸۸ھ

مولوی نواب صدیق حسن خان مرحوم

مولوی نواب صدیق حسن خان مرحوم مولانا سید شریف حسین صاحب کی سند اجازت روایت حدیث میں لکھتے ہیں۔

”وبعد فان علم الکتاب والسنۃ افضل ما یتحلے بہ الانسان واکمل وصف تتکمل بہ الاعیان وقد ورد فی فضلہ ھو مقرر مشھور ومعروف بین اھلہ ومذکور وان ممن ورث منہ بالفرض والتعصیب واخذ بحظ وافر ونصیب السید العلامۃ کریم النجار وعریق المجد والفخار السید شریف حسین بن السید السند نذیر حسین الدھلوی نزیلا حفظھما اللہ تعالے وقد طلب من الحقیر الاجازۃ التی ھی الی کتب الحدیث اجازۃ ولما کان طلب الاجازۃ من الاعلے والمساوی والدون طریقۃ سلکھا من اھل العلم الاولون وتبعھم الآخرون ولھم فی ھذا

لمطلب الشريف اصول مقررة فى محلها وفروع محررة عند اهلها فكان لسد مذكور لم يتحقق الحال من قول من قال **شعر**

لست باهل ان اجاز فكيف ان
اجيز ولكن الحقائق قد تخفى

كيف وابوه شيخ الاسلام ومركز علوم الاستجازة والاجازه والعالم الخبير حقيقة ذلك ومجازه ومن المثل السائر لا يفتى ومالك بالمدينة ولا يسند والحاكم ببغداد فلو تجاسرت لضرب المثل لساتوا طرق كران النعامة فى القرى ولما لم ار بدا من ذلك اسعفت بمطلوبه تحقيقا لظنه وان كنت لست اهلاً لذلك ولا ممن يخوض تلك المسالك ولكن تشبها بالائمة الاعلام السابقين الكرام **شعر**

واذا اجزت مع القصور فاننى
ارجو التشبه بالذين اجازوا
السالكين الى الحقيقة منهجا
سبقوا الى غرف الجنان ففازوا

فاقول قد اجزت السيد العلامة شريف حسين بن مولانا السيد نذير حسين متع الله المسلمين بحياتهما اجازة شاملة كاملة فى كل ما يجوز لى رواية وتنفع دراية من علم الحديث واصوله سيما الامهات الست وزوائدها ومستخراتها وسائر المسانيد والمعاجم وما فى معنى ذلك

رقمه بقلمه وقاله بفمه العبد الضعيف والمكلف النحيف ابو الطيب صديق حسن بن علي الحسيني البخاري القنوجي عفا الله عنهم۔ حرر يوم الثلثاء فى اليوم ۲ من المحرم سنة ۱۳۰۳ من الهجرة النبوية على صاحبها افضل الصلوة والتسليم والتحيه"

نواب صاحب مرحوم نے **میاں صاحب** کے بیٹے کی سند میں تو اس قدر تعریف **میاں صاحب** کی لکھی

"وابوہ شیخ الاسلام ومرکز علوم الاستجازۃ والاجازۃ والعالم الخبیر حقیقۃ ذلک ومجازہ ومن المثل السائر لا یفتی ومالک بالمدینۃ ولا یسند والحاکم ببغداد۔

اور مولانا سید شریف حسین صاحب کی نسبت لکھا۔

وان ممن ورث منه بالفرض والتعصیب وخذ بحظ وافر ونصیب السید العلامة کریم النجار وعریق المجد والفخار السید شریف حسین بن السید المسند نذیر حسین الخ

مگر تعجب اور سخت تعجب اس بات پر ہے کہ نواب صاحب مرحوم نے نہ تو **میاں صاحب** کا تذکرہ اپنی کتاب ابجد العلوم میں کیا اور نہ اپنے اُستاذ الاستاذ مولانا قاضی بشیر الدین مرحوم قنوجی کا حالانکہ - اتحاف النبلا میں خود نواب صاحب مرحوم یہی اعتراض بعینہ ابن خلکان پر کرتے ہیں کہ باوجودے کہ ابن خلکان شاگرد حافظ منذری کا ہے مگر اُن کا ذکر کہیں نہیں کیا

اتحاف النبلا صفحہ ۳۵۰

”عبد العظیم الحافظ الامام زکی الدین ابی محمد المنذری المصری باآنکہ شیخ ابن خلکان ست لیکن بہ ترجمہ احوالش در وفیات الاعیان ذکر نہ کردہ باآنکہ نامش در تراجم دیگراں بردہ این معنی از غرائب امور ست“

اس بات کے معلوم کرنے کے بعد کہ معاصرین علماء معتبرین اور شیوخ نے **میاں صاحب** کی نسبت کیا لکھا، نواب صاحب کے اُستاذ الاستاذ نے کیا لکھا - شیخ حسین بن محسن یمنی نواب صاحب کے شیخ الحدیث نے کیا لکھا اور خود نواب صاحب مرحوم نے مولانا سید شریف حسین مرحوم کی سند میں کیا لکھا پھر ابجد العلوم وغیرہ نوابی تالیفات میں **میاں صاحب** کا ترجمہ یا تذکرہ نہ لکھنا کیا تعجب خیز نہیں ہے؟ افسوس ہے کہ نواب صاحب مرحوم نے ابن خلکان پر اعتراض کرتے وقت اس مثل کو پیش نظر نہیں رکھا ”پہلے اپنی آنکھ کا شہتیر نکال تب دوسرے کی آنکھ کے تل کو دیکھ“ ورنہ ایسی بیّن مسامحت اُن سے نہ ہوتی - چراغ کے تلے اندھیرا اور تیز روشنی میں چکاچوند لگ جانے کی بھی یہ نہایت ہی ٹھیک مثال ہے -

طبقۂ ثالث

مولانا عبد اللہ غزنوی قدس سرہٗ جن کے زہد و تقوے اور تصوف سے بہت لوگ واقف ہیں ان کے دو رویا رصالحہ ان کے صاحبزادے مولانا

عبدالجبار غزنوی کے دست خاص کے لکھے ہوئے ایک یادداشت میں میرے
سامنے موجود ہیں وھو ھذا

رویا صالحہ

"دیدم کہ در تہ خانہ زینہ دار فرو می روم وقتے کہ بہ صحن خانہ رسیدم چراغ روشن یافتم و دراں حالت در بغلم کتاب صحیح بخاری بود پیش چراغ نشستہ کتاب مذکور را وانمودم می بینم کہ کتاب از اوّل تا آخر سیاہ گشتہ دودۂ دخانیہ چناں براں چسپیدہ کہ حرف بہ نظر نمی آید آخر الامر رومالے برگرفتم و از اوّل کتاب صاف نمودن شروع نمودم و ورق ورق صاف نمودہ قریب آخر رسانیدم اوراق متعددہ باقی ماندہ نہایت ماندہ شدہ نفس سرد کشیدہ گفتم اللہ اکبر چہ قدر تکلیف برداشتم و دریں خواب چہرہ خود بہ نظر می آید می بینم کہ گرد آں کتاب بر استانم نمودار می باشد در تعبیر ایں خواب حیران بودم کہ اتفاق سفر دہلی کہ بہ نسبت بلاد ما نہایت زیر است اُفتاد بخدمت خاتم المحدثین شیخنا سید محمدؐ نذیر حسین رسیدم و کتاب صحیح بخاری شروع نمودم دراں میاں بلوائے دہلی شروع شد در عین بلوائے شدید کہ ہر کس بغم جان خود بود و من مشغول بخواندن کتاب مذکور تا حدے کہ نصارے غالب آمدند و اہل بلدہ را متفرق نمودند دراں ایام کتاب صحیح بخاری قریب الاختتام بود مگر بسبب پراگندگی اہل بلدہ درمیان من و سید صاحب ہم جدائی اُفتاد و کتاب ناتمام ماند تعبیر خواب ہمیں بود کہ زیر خانہ دہلی بود چراغ سید صاحب مذکور و صاف نمودن صحیح بخاری خواندن آں بود در اعسر اوقات الا اوراق چند کہ بنا بر لاچاری باقی ماند فقط

دوسرا رویا

رویا صالحہ

دیدم کہ از دہان شیخنا سید محمدؐ نذیر حسین صاحب چشمۂ شربت شیریں جاری است و آں شربت در ہر دو دست من میریزد و من آں را می نوشم مطلب کہ چشمۂ آں شربت ز دہان شیخنا می باشد و مجرائے آن ہر دو دست من و مدخل آں فم من می باشد در تعبیر ایں خواب متحیر بودم کہ اتفاقاً فرزندم عبدالجبار بخدمت شیخ مذکور رسیدہ و تحصیل علم حدیث از ایشاں نمود چشمۂ شیریں علم حدیث است کہ از جناب سامی جاری است و تحصیل علم حدیث فرزندم از جناب ایشاں نوشیدن من است ازاں چشمۂ شیریں کہ فرزند مذکور جزو من است و از باقیات صالحات من خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط

غایۃ المقصود شرح سنن ابی داؤد میں میاں صاحب کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

غایۃ المقصود کی عبارت

ولو حلفت ما بین الرکن والمقام انی ما رایت بعینیّ مثلہ (اے الشیخ محمد نذیر حسین) ولا رأی ہو مثل نفسہ فی العلم والعبادۃ والزہد والصبر والکرم والخلق والحلم ما حنثت ولیس ہو بالمعصوم ولکن لو ارنی معناہ مثلہ اضاءت البقاع الہندیۃ بانوار فضائلہ السنیۃ ہو بحر العلوم معدن الحلم شیخ الاسلام مفتی الانام محدث العصر فقیہ الدہر رئیس الاتقیا قدوۃ النجباء الامام الاجل الاکرم شیخ العرب والعجم عمدۃ المفسرین زبدۃ الناسکین ذو الکرامات الظاہرۃ و المقامات الفاخرۃ انتہی

پھر ایک دوسری جگہ اسی کتاب میں ہے

ایضاً

ولقد منح اللہ تبارک وتعالےٰ من بحر فضلہ العمیم علی ہذا الشیخ العدیم المثل بثلاثۃ امور لا اعلم انہا فی ہذا الزمان قد اجتمعت لغیرہ الاوّل الاتقاء وخشیۃ اللہ تعالےٰ والحلم والصبر والخلق و الزہد والکرم والحیاء۔ الثّانی سعۃ التبحر فی علم التفسیر والحدیث والفقہ والصرف والنحو علی اختلاف اجناسہا واصنافہا۔ والثالث سعۃ التلامیذ المتقنین والنبلاء المحققین ذوی الفضائل الباہرۃ و اولی الکمالات الفاخرۃ وقد نفع اللہ تعالیٰ بعلومہ خلقہ لہ منۃ عظیمۃ علیٰ خلق اللہ تعالیٰ۔

نخبۃ التواریخ میں لکھا ہے:-

نخبۃ التواریخ کی عبارت

سیدنا فی الدارین مولانا نذیر حسین سید حسینی محدث دہلوی شاگرد و مجاز مقتدائے آفاق حضرت شاہ محمد اسحق دہلوی مہاجر مکی در حدیث شیخ المشائخ و امام وقت ہستند قریب ہفتاد بار[ه] صحیح بخاری از بائے بسم تا تائے تمت درس داد

[ه] مولوی سید عزیز احمد سلمہ کی یادداشت باب سوم مسند درس پر متمکن ہونے کے بیان میں بصفحہ ۲۵ نقل ہو چکی جس میں میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ میری یاد صحیح ہے تو کئی سو بار پڑھائی ہو گی ۱۲

وہم بریں قیاس سائر کتب صحاح ستہ و بعضے کتب فقہ حنفیہ و در اولی الابصار و اہل الذکر شانے عظیم می دارند و در عمل بظاہر الحدیث ہمچو سلف محدثین ید طولیٰ و در عدم وجوب تقلید شخصی کلام بسیط و من بعد در اکثر مسائل قیاسیہ مختار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ معمول می دارند و در کلیات و جزئیات فقہ مسالک اربعہ عبور تام و در زہد و توکل استقلال تمام و در افاضہ و افادہ باوجود ضعف و پیری ہمہ تن توجہ عام و اشتغال مدام می دارند و شاگردان آں جناب بہ دیار ہند و پنجاب معمور و در دیگر ممالک ہم موجود اند۔

فقہ مذہب اربعہ پر عبور کامل

میاں صاحب کے بارے میں کسی نے استفتا کیا تھا جس کا ایک جواب تو مولانا حافظ عبداللہ صاحب مدظلہ غازی پوری نے لکھا اور دوسرا جواب شیخ حسین بن محسن بن محمد الانصاری الخزرجی نے لکھا۔

استفتا

نقل استفتا نوشتہ مولانا حافظ عبداللہ صاحب مدظلہٗ غازی پوری

اُستاذ الاساتذہ و مدرس اول مدرسہ احمدیہ آرہ۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین محمد و آلہ وصحبہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین۔

اما بعد فقد ورد علی سوال عن شیخنا القدوۃ العلامۃ، النحریر الفہامۃ فرع الشجرۃ الزکیۃ سلالۃ السلسلۃ المصطفیۃ نخبۃ السادۃ الاشراف من صفوۃ بنی عبد مناف ثمرۃ فواد الرسول خلاصۃ احفاد البتول۔ سیدنا ومولانا سید محمد نذیر حسین المحدث الدہلوی ادام اللہ علاہ ورفع فی الدارین مرقاہ وزین بوجودہ الاسلام ونشر بہ علام الہدیٰ ونصر بہ سنۃ خیر الانام ومتع ببقائہ الاسلام والمسلمین وادام علی قدرہ ونشر فضلہ فی العالمین۔

آمین آمین لا ارضی بواحدۃ   حتی اضیف الیہا الف آمینا

وھذا نص السوال ما تقولون ایہا السادۃ العلماء فی حق الشیخ نذیر حسین المحدث الدہلوی ہل ہو من کبائر العلماء العصر ومحققیہم وہل عقائد

مثل عقائد السلف الصالحين وكيف حال ورعه وتقواه اشتهر ذكره فى آفاق لكن الناس فيه فرقتان فما تقولون فى حقه اظهر وادا يكم الشريف فى هذا الامر يجزكم الله تعالى هذا آخر كلام السائل۔

قال العبد الضعيف عفا الله عنه وعن والديه واحسن اليهما واليه معتصماً بحبل التوفيق وبيده ازمة التحقيق عندى ان هذا السوال عن شيخنا هل هو كذا وكذا ام لا يشبه السوال عن الشمس هل هى ضياء وسراج وهاج ام لا وهو بين علماء الكرام والفضلاء الفخام كالشمس البازغة فى الكواكب الظاهرة والقمر المنير فى النجوم الباهرة كيف لا وهو امام اهل الحديث فى زمانه امير المومنين فى الحديث فى آوانه مجتهد عصره و فريد دهره امام اهل السنة ومحققيهم مقتدى اهل الاثر ومدققيهم مجدد معالم الطريق بعد دروسها مظهر آيات التوحيد بعد افول اقمارها وشموسها عامر اطلال الكتاب والسنة النبوية بعد عفائها محى آثار المحجة المصطفوية عقب امحائها قالع اساس البدعة والفسوق والالحاد قاطع عرق الضلالة والفجور والفساد حامى الشريعة الغراء راعى الملة الحنيفية السمحة البيضاء مشيد اركان اصول الدين موسس اساس العلم واليقين زين الفقهاء المحدثين نخبة الفضلاء المتقين فلك قاموس التحقيق اسد غابة التدقيق مرسس مراسم العلوم الدارسة مرصص معالم الفنون الدامثة بقية السلف الصالحين فخر العلماء الراسخين ملك العلماء الاعلام سيد الائمة الفخام فخر الموالى العظام مرجع الخاص والعام ملاذ الافاضل الكرام نعمة الله تعالى فى هذا الزمان على الانام تاج الاتقياء علم الاصفياء قدوة الاولياء الواصلين عمدة الاتقياء العارفين صاحب الكشف والتحقيق المرشد بتسليكه الى اقوم طريق هذا وقد تبين بما ذكرت اتضح بما كتبت ما سأل السائل من دائى فى الامور المسئول عنها فلا حاجة الى اعادته وتكرار ذكره والامور المذكورة مفروغ عنها

والحمد لله رب العالمین وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله وصحبه اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً کتب محمد عبد الله الغازیفوری حفظه الله تعالیٰ من الشر المعنوی والصوری -

مہر طغری

محمد عبداللہ

PUBLIC LIBRARY

دوسرا جواب شیخ حسین بن محسن الانصاری یمنی کا -

دوسرا جواب
شیخ حسین یمنی
کا

الحمد لله الجواب والله الموفق والمعین لبیان الحق والصواب ان الذی اعلمه واعتقده واتحققه فی مولانا السید الامام والفرد الهمام نذیر حسین الدهلوی انه فرد زمانه ومسند وقته وآوانه ومن اجل علماء العصر بل لا مثالی له فی اقلیم الهند فی علمه وحلمه وتقواه وانه من الهادین والمرشدین الی العمل بالکتاب والسنة والمعلمین لهما بل اجل علماء هذا العصر المحققین فی ارض الهند اکثرهم من تلامذته وعقیدته موافقة لعقیدة السلف الموافقة للکتب والسنة وفی رویة الشمس ما یغنیك عن زحل فدع عنك قول الحاسد الغدول والاشر المخذول فان وبال حسده راجع علیه وآئل علیه ام یحسدون الناس علی ما آتاهم الله من فضله فمن قال من هذا الامام الهادی الی سنة خیر الانام فقد باء بالخسران المبین وما احسن ما قال القائل ؎

الا قل لمن کان لی حاسدا   اتدری علی من اسأت الادب
اسأت علی الله فی ملکه   لانك لم ترض لی ما وهب

اللهم زد هذا الامام شرفاً ومجداً واخذل شانئه ومعانده ولا تبق منهم احداً هذا ما اعلمه واتحققه فی مولانا الامام السید نذیر حسین ابقاه الله والله یتولی السرائر والله سبحانه وتعالیٰ اعلم -

حرره بیده الحقیر المثنی علی السید المذکور الحقیر الفقیر الی احسان ربه الکریم الباری حسین بن محسن محمد الانصاری الخزرجی السعدی

الانصاری الیمانی امعیم حالاً فی بلدہ بھوپال عفا اللہ عنہ   مہر
آمین آمین آمین

الانصاری الیمانی
شیخ حسین بن محسن

SAULAT PUBLIC LIBRARY

اولاد و احفاد

مولانا سید شریف حسین

مولانا سید شریف حسین صاحب مرحوم اکلوتے بیٹے **میاں صاحب** کے تھے جنھوں نے ستاونؔ برس کی عمر پائی اور **آپ** کے سفر حج سے واپس آنے کے ساڑھے تینؔ برس بعد اور اپنی والدہ مرحومہؓ کے انتقال سے ستؔرہ برس بعد ۶- جمادی الآخرہ ۱۳۰۴ہجری مطابق ۲- مارچ ۱۸۸۷ء میں **آپ** کے سامنے رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی تعلیم ابتداسے انتہاتک **آپ** نے خود بہ نفس نفیس کی تھی اور تازندگی اُنھوں نے بھی **میاں صاحب** سے کچھ نہ کچھ پڑھنے کا مشغلہ جاری ہی رکھا۔

آدمی نہایت بااستعداد تھے اور اپنے فرد کامل باپ کے ملازم شب و روز اس لئے اُن کی معلومات کا دائرہ بھی نہایت وسیع تھا خصوصاً کتب منقول اور مسائل میں بہت بڑی مہارت رکھتے تھے۔

تقریباً اپنی وفات کے بیسؔ برس آگے سے فتووں کا جواب آپ ہی لکھتے الا ماشاء اللہ جس میں **میاں صاحب** ہی کی ضرورت ہوتی وہاں **آپ** خود قلم اُٹھاتے۔ جن لوگوں نے آپ سے پڑھا ہے اُن کا بیان ہے کہ نہایت تحقیق کے ساتھ درس دیتے تھے۔

خط نستعلیق کے بڑے خوش نویس تھے اور میر پنجہ کش کے شاگرد۔ آدمی نہایت مہذب متین، کم سخن، سادگی پسند، اور بے تکلف تھے امامت نماز پنجگانہ کی وہی کرتے اور نماز میں تعدیل ارکان کا خیال اور احسان کا دھیان بہت رکھتے۔ صبح کی نماز تقریباً ۴۵ منٹ میں اور ظہر کی نصف گھنٹہ میں ختم کرتے رکوع و سجود میں بکمث طویل فرماتے جناب **میاں صاحب** بھی اکثر اُن کے

غائبانہ فرماتے کہ میرا ساامام دہلی سے کلکتہ تک نہیں۔

مولوی نواب صدیق حسن خان مرحوم نے بھی آپ کی سند میں آپ کے علم و فضل کا اقرار کیا ہے۔ حیث قال وان ممن ورث منہ (علم الکتاب و السنۃ) بالفرض والتعصیب واخذ بحظ وافر ونصیب السید العلامۃ کریم النجار وعریق المجد والفخار السید الشریف حسین ابن السید السند نذیر حسین الدہلوی نزیلاً حفظہما اللہ تعالیٰ۔

اور شیخ حسین بن محسن یمنی لکھتے ہیں۔ وان ممن ورث منہ (علم الکتاب والسنۃ) بالفرض والتعصیب واخذ بحظ وافر ونصیب السید العلامۃ الادیب والشریف الفاضل النسیب السید شریف حسین بن مولانا السید الامام والمحقق الہمام خاتمۃ المحققین وعمدۃ المتاخرین المتقین السید نذیر حسین۔

شکل وشمائل ہڈیاں چوڑی، چہرہ آنکھیں پیشانی سر ناک کان اور قد سب متوسط ڈاڑھی گنجان اور گول بدن بلغمی رنگ مائل بسیاہی سر ور مونچھ منڈاتے۔

لباس نین سکھ کی دوپلی ٹوپی پورے سر ہیں۔ انگرکھا دلی کی وضع کا شوب خوردہ۔ لینکلاٹ کا پاجامہ اور اسی کا سفید رومال گز در گز کا ہاتھ میں جاڑوں میں دوہائی اور روئی دار دگلہ۔

صاحبزادی

صاحبزادی میاں صاحب کی ایک ہیں جو جناب میر شاہ جہاں صاحب مدظلہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔ آپ کی تین بیٹیاں ہیں بیٹا کوئی نہیں ایک بیٹا تھا مسمی بہ بدرالاسلام وہ دس گیارہ برس کی عمر میں قضا کر گیا **میاں صاحب** اس کو بہت پیار کرتے تھے جس کا ذکر خاندان کی محبت کے باب میں مفصل گذرا۔

مولانا شریف حسین صاحب مرحوم کے دو بیٹے ہیں **مولوی حافظ عبدالسلام** **اور مولوی سید نورالحسن** سلمہما اللہ تعالےٰ ان کے علاوہ چند بیٹیاں ہیں۔

برادران

برادران

مولوی حافظ سید سجاد حسین صاحب

میاں صاحب کے دو بھائی تھے چھوٹے۔ منجھلے کا نام تھا مولوی حافظ سید سجاد حسین جنہوں نے پیری میں قرآن مجید حفظ کیا نہایت نیک بخت، عابد، متقی، متورع، تہجد گذار، زاہد، سیدھے سادے، منکسر المزاج اور معاملے کے بہت صاف آدمی تھے۔ امانت، دیانت، اور صداقت میں ضرب المثل۔

مولوی سید توسل حسین صاحب

دوسرے بھائی کا نام تھا مولوی سید توسل حسین صاحب یہ بھی عجیب فرشتہ خصلت بزرگ تھے۔

میاں صاحب کی زندگی میں پہلے انہیں کا انتقال ہوا ان کے بعد منجھلے کا اور میاں صاحب جو سب سے بڑے تھے وہ آخر میں تنہا رہ گئے اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کے اس لطیفے کے مصداق ہو گئے کہ "دنیا ایسی تنگ گلی ہے جو پہلے آتا ہے وہ پیچھے لوٹتا ہے"

میاں صاحب کے فدائی

ظہور خاں

ظہور خاں ایک شخص میرٹھ یا اُس کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے اور ہجرت کر کے مکہ معظمہ میں جا بسے تھے زمانۂ حج میں میاں صاحب کو صفا و مروہ کے درمیان جو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ نگاہ پڑتے ہی شیفتہ ہو گئے اور جب تک میاں صاحب عرب میں رہے برابر ملازم خدمت رہے معاندین چوں کہ ہر وقت جان لینے کی گھات میں رہتے اس لئے ظہور خاں نماز فریضہ حرمین میں بھی میاں صاحب کے دائیں رہتے اور حاجی سلیمان جن کو بنوٹ کے فن میں کمال تھا میاں صاحب کے بائیں رہتے اور دوسری صف میں مولوی تلطف حسین صاحب ٹھیک میاں صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے یہی ترتیب رستہ چلنے میں بھی ملحوظ رہتی۔

حاجی سلیمان

مولوی تلطف حسین

؎ آپ چار بھائی تھے پہلے سب سے چھوٹے بھائی نے وفات پائی پھر سنجھلے نے پھر منجھلے نے اخیر میں سب سے بڑے بھائی خود جناب شاہ صاحب رہ گئے تو یہ لطیفہ اکثر کہا کرتے ۱۲

المختصر ظہور خاں کے عشق صادق نے ان کو صرف اسی کی اجازت نہیں دی کہ وہ عرب ہی تک **میاں صاحب** کے خادم رہیں۔ بلکہ اہل و عیال کو مکہ معظمہ میں چھوڑ کر **میاں صاحب** کے ساتھ وہ دہلی بھی پہنچے کچھ دنوں کے بعد وہ پھر مکہ معظمہ واپس گئے بعد حج کے پھر طبیعت میں شوق زیارت جو غالب ہوا تو پھر دہلی چلے آئے اور برابر ساتھ رہتے جب کبھی خفا ہو جاتے تو فوراً بے کہے سنے مکہ معظمہ چلدیتے اور چند مہینوں کے بعد جب پھر اشتیاق زیارت قابل ضبط نہ رہتا تو حاضر ہو جاتے۔

ایک دن وہ **میاں صاحب** کے قریب اس انداز سے آکر بیٹھے کہ کچھ کہنا چاہتے ہیں **میاں صاحب** نے پوچھا کچھ کہو گے؟ ظہور خاں جھک کر کان میں کہنے لگے "اجی خاکروب (بھنگی) کو پاخانہ صاف کرنے کے لئے کیوں مشاہرہ دیتے ہو میں کس دن کے لئے ہوں بھنگی کو موقوف کردو میں مسجد کا پاخانہ مدرسہ اور مکان کا سب روزانہ صاف کردیا کروں گا" **میاں صاحب** نے فرمایا کیا سڑی ہو گیا ہے۔ اس پر ظہور خاں روٹھ کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ غرض تمام عمر اُن کی یہی حالت رہی آخر **میاں صاحب** کی حیات ہی میں اُنہوں نے انتقال کیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

* * *

ضمیمہ جات

ضمیمہ اوّل

SAULAT PUBLIC LIBRARY

تصنیف و تالیف

میاں صاحب کی تصنیف و تالیف کی صحیح تعداد تو غالباً کوئی شخص بتا نہیں سکتا کیوں کہ وفات سے ستائیس برس پہلے فرماتے تھے کہ "اگر میرے کل فتوے کی نقلیں رکھی جاتیں تو چہ رفتاویٰ عالمگیری کے برابر تو ہوتیں" اور خدا جانے اِس ستائیس برس میں کس قدر فتوے لکھے معہذا چند مطبوعہ رسالے اور فتاوے کے نام درج ذیل ہیں۔ جو آپ کے تالیفات کے مقابل میں اندکے از بسیار بلکہ یکے از ہزار کی نسبت رکھتے ہیں۔

تو ثیق حدیث

۱ الایمان یزید و ینقص، ۲ جواز ہبہ مشاع، ۳ پیری مریدی، ۴ سماع وغنا و مزامیر، ۶ اذان ثالث، ۷ توثیق عبادہ بن صامت در قرأۃ فاتحہ خلف امام، ۸ تراویح سنت موکدہ، ۹ تحقیق حدیث جابر بن سمرہ درباب رفع الیدین، ۱۰ تحقیق رجس انما الخمر والمیسر الآیہ، ۱۱ مولانا اسمٰعیل شہید اور سید احمدؒ علیہما الرحمۃ قابل تعظیم تھے، ۱۲ سبع ارضین، ۱۳ لفظ ما کی تحقیق نسبت ما اھل بہ لغیر اللہ، ۱۴ جمع بین الاختین کی تردید، ۱۵ جواب جانور منذور لغیر اللہ، ۱۶ جواب مسئلہ استوا، ۱۷ تقویۃ الایمان (مصنف مولانا شہید کی توثیق، ۱۸ دیہاتوں میں جمعہ کی نماز، ۱۹ تحقیق استخارہ ما تقول لہذا الرجل، ۲۰ سوال منکر نکیر، ۲۱ دیدار الٰہی بعین البصر اولیاء، ابتدا را در دنیا می شود یا نہ، ۲۲ طلاق مشروع، ۲۳ چلتی ہوئی ریل گاڑی میں نماز، ۲۴ ناجوازی عبادت شاقہ،

تقسیم بدعات، قراءۃ فاتحہ خلف الامام کی تحقیق بحوالہ محلی شرح موطا شیخ سلام اللہ حنفی، عمل حرمین حجت شرعیہ نہیں، حدیث اعلان نکاح من وجہ ضعیف، ہنڈوی پر زکوٰۃ نہیں، تحقیق خروج بضعہ، قبالہ، حرمت نفع بذریعہ قرض، نقش مسجد، فضائل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ، مکہ معظمہ میں چار مصلے، مجلس میلاد اور قیام، مصرف مال زکوٰۃ، الشرط من الجانبین، حدیث شرط ابوداؤد، ہجری، قدم رسول، حدیث مصراۃ، اذا اقیمت الصلوٰۃ، افضل البضاعۃ فی حقیقۃ الشفاعۃ، جواب چند مسائل مال تجارت پر زکوٰۃ شحم خنزیر وغیرہ، قنوت نازلہ، مسائل رجعہ، دلیل محکم فی نفی اثر القدم، تعزیہ پرستی، گیارہ سوالات کے جواب، زیور، ثبوت الحق الحقیق، واقعۃ الفتوی، واقعۃ البلوی (رد تقلید) واقعۃ الفتوی در بیان ادائے سنت فجر، فلاح الولی باتباع النبی، معیار الحق،

مذکورہ بالا رسائل و فتاوے پر ریویو کرنا تو بیشتر ناظرین کے لئے تطویل محض ہی کا باعث ہوگا مگر **آپ** کی معرکۃ الآرا کتاب **معیار الحق** کا ذکر نہ کرنا بھی کسی طرح مناسب نہیں کیوں کہ یہ کتاب جزئیات فقہ پر مشتمل نہیں ہے بلکہ اصول تقلید کی کتاب ہے جس کا دیکھنا اور سمجھنا ضرور ہے۔

کتاب معیار الحق پر ریویو کرنے کے لئے ضرور ہے کہ اقسام اختلاف اسلام اور تقلید کی تاریخ پہلے مختصراً ہدیۂ ناظرین کر دی جائے۔

اسلام میں اختلاف

یہ بات بیشتر لوگوں کو معلوم ہے کہ اسلام میں بھی مثل دیگر مذاہب کے مختلف مذاہب ہیں جن میں باہم اختلافات ہیں۔ مگر ان اختلافات کے اقسام کے جاننے والے اور ان میں امتیاز کرنے والے غالباً کم ہیں۔ اس لئے ضرور ہے کہ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل کر دی جائے۔

مذاہب اسلامیہ میں اختلاف کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو باعث مغائرت نہ ہو اور دوسری وہ جو موجب مغائرت ہو۔

اوّل کی مثال اختلاف ہفت قرأت قرآن ہے جس کی وجہ یہ تھی کہ حجاز

میں اہل لسان قبائل عرب کے اطلاقات سات وضع پر تھے اور قرآن مجید نازل ہوا۔ اُسی حجازی لغت میں اسی لئے ملکِ یوم الدین، مالکِ یوم الدین، شَدَّ الوثاق، شُدُّ الوثاق، احسن کلشئ خَلَقَہٗ، احسن کل شئ خلْقہ وغیرہ وغیرہ سب صحیح ہیں اور اس ہفت قرأت کے سبب سے قرآن مجید سات نہیں کہا گیا۔ بلکہ ایک ہی سمجھا گیا۔

اسی قسم میں داخل ہیں اختلافات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جزئیات مسائل فقہیہ میں جو نہ موجب فرقہ بندی ٹھیرے نہ باعث انتساب مذاہب اور نہ صحابہ اُس حدیث کے مورد قرار پائے جس میں تہتّر فرقہ کی پیشین گوئی تھی۔

نیز اسی میں داخل ہیں حنفی شافعی مالکی حنبلی اور اہل حدیث کے باہمی اختلافات جو موضوع ہیں علم فقہ کے جس میں بحث کی جاتی ہے اعمال جزئیہ سے۔

دوسری قسم اختلافات کی جو باعث مغائرت ہو وہ اختلافات ہیں جو سنی، شیعہ، معتزلی، خارجی، مرجیہ، قدریہ، وغیرہ کے درمیان ہیں اور وہی موضوع ہیں علم کلام کے جس میں بحث کی جاتی ہے عقائد سے۔

اس کی بنا ہوئی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہؓ کی جنگ و پیکار اور تحکیم پر۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری اور جانب مخالف کی طرف سے عمرو بن عاص حکم مقرر ہوئے اور یہ ایک ایسی پولیٹکل چال چلے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُسی وقت اسلام میں تین فرقے ہو گئے۔

(۱) خوارج جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سخت دشمن اور مخالف ہو گئے۔

(۲) خوارج کا مدمقابل غالی جو شیعہ کہلائے۔

(۳) اہل سنت والجماعت جو اپنی حالت سابقہ پر علی حالہٖ قائم رہے۔

خوارج اور شیعہ میں دو قسم کے اختلاف پیدا ہوئے (۱) اصول و عقائد میں (۲) امور امامت میں۔

آخر قرن اولیٰ میں معبد جہنی، غیلان دمشقی اور یونس اسواری ہوئے جنھوں نے قدر وغیرہ مسائل میں اختلاف کیا۔ پھر واصل بن عطا (امام

حسنؒ بصری کے منحرف شاگرد) نے معتزلی مذہب کا فونڈیشن (سنگ بنیاد) اپنے ہاتھ سے رکھا اور اسی اعتزال (اُستاد سے کنارہ کشی) کے سبب اِس مذہب کا نام معتزلی رکھا گیا۔ پھر اسی سے مرجیہ نکلے جنہوں نے ایمان وکفر کی حقیقت مومن وکافر کے اطلاق اور وعید وغیرہ میں کلام کیا۔

بالجملہ اہل سنت والجماعت کے علاوہ صحابہ وتابعین کے زمانہ ہی میں چار فرقے خوارج، شیعہ، معتزلی، اور مرجیہ پیدا ہوگئے اور انہیں چار کے انشعاب سے تہتر تک کی تعداد پوری ہوگئی۔

جس کی تفصیل امام ابن حزم کی کتاب ”الفصل فی الملل والاھواء والنحل“ اور ”الملل والنحل“ مصنفہ علامہ عبدالکریم شہرستانی وغیرہ میں موجود ہے۔

تہتر فرقے کی نسبت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشین گوئی کی کہ اُن میں اہل حق صرف ایک ہی طریقے والے ہوں گے تو صحابہؓ نے عرض کی کہ وہ کون؟ جواب میں ارشاد ہوا ما انا علیہ واصحابی اہل سنت کے نزدیک ما انا علیہ سے مراد سنت ہے اور اصحابی سے جماعت۔ نیز اس کی تائید اُن روایتوں سے بھی ہوتی ہے جن میں جماعۃ کا لفظ وارد ہوا ہے اسی لئے شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں السنۃ ما سنہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والجماعۃ ما اتفق علیہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اصول کا اختلاف (توحید، ایمان، عدل، وعد، وعید، سمع وعقل جناب باری تعالیٰ میں جو اختلاف ہے) وہ باعث تفریق فرقہ ہے اور فروع یعنی اعمال جزئیہ فقہیہ کا اختلاف باعث فرقہ بندی نہیں۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخص ایک حیثیت سے اہل سنت کی افراد سے خارج ہو اور دوسری حیثیت سے اُسی کی فردوں میں داخل جیسے فتوے قنیہ (جو حنفی مذہب میں متداول ہے) کا مصنف زاہدی جو اصولاً معتزلی ہے اور

فروع اعمال فقہیہ میں حنفی یا جار اللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف۔

فروع اعمال جزئیہ فقہیہ کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین کے باہمی اختلافات جو باعث مغائرت ومخالفت نہ تھے بلکہ ہر شخص اپنے کو اہل سنت والجماعۃ ہی کی فرد سمجھتا تھا اسی لئے نہ مذاہب ایک دوسرے سے ممیز تھے اور نہ اُن کے نام جداگانہ۔

مدتوں کے بعد حالات گردوپیش کے اعتبار سے کسی پریسیڈنسی (احاطہ) میں کسی امام کے مذہب کو فروغ ہوا اور کسی دوسرے احاطہ میں کسی دوسرے امام کے مذہب کو مقبولیت حاصل ہوئی اور قانوناً مذہب کو رواج دیا گیا۔ یہی قانون فی الحقیقت تقلید کی جڑ ہے جس کا منشا بیجا نہ تھا۔

بغداد میں امام ابویوسف[عه] کا قاضی القضاۃ ہونا عراق ماوراء النہر اور فارس میں مذہب حنفی کی نشوونما کا باعث ہوا۔

امام شافعی کا اثر حجاز اور حرمین میں مذہب شافعی کی ترقی کا ضامن ہوا۔ جس نے سلطان صلاح الدین کے وقت میں قانونی صورت اختیار کی۔ مگر بایں ہمہ چوتھی صدی کے قبل تک تقلید شخصی کا وجود نہ تھا چنانچہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں اعلم ان الناس کانوا قبل المائۃ الرابعۃ غیر مجمعین علی التقلید الخالص لمذہب واحد بعینہ[عه] فتنۂ چنگیزیہ کے بعد مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی پابندی غلو کے ساتھ ہونے لگی۔ جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب "ازالۃ الخفاعن خلافۃ الخلفا" میں لکھتے ہیں۔ "تا انقراض دولت شام ہیچ کس خود را حنفی شافعی نمی گفت"

بایں ہمہ وہ سب افراد ہیں اہل سنت والجماعت کے اور فی الواقع ائمہ

[عه] تاریخ ابن خلکان ۱۲

[عه] شیخ ابوطالب کی قوت القلوب میں لکھتے ہیں "القول بمقالات الناس والفتیا بمذہب الواحد من الناس واتخاذ قولہ والحکایۃ لہ فی کل شیء والتفقہ علی مذہبہ محدث لم یکن الناس قدیما علی ذلک فی القرن الاول والثانی ۱۲ صفحہ ۵۹ المطبوعہ المطبعۃ المیمنیۃ بمصر سنہ ۱۳۱۰ ہجریہ ۱۲

اہل سنت کا دو ہی طریقہ رہا (۱) اہل حدیث (۲) اہل الراے۔ چنانچہ علامہ عبدالکریم شہرستانی کتاب "الملل والنحل" میں لکھتے ہیں "المجتہدون من ائمۃ الامۃ محصورون فی صنفین لا یعدون الی ثالث اصحاب الحدیث[عـــہ] واصحاب الراے[عـــہ]"

[عـــہ] امام ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں اصحاب الحدیث کی تحت میں ایک سو نام لکھے ہیں (۱) شعبہ (۲) خالد حذاء (۳) ملہزم (۴) جریر بن حازم (۵) حماد بن زید (۶) حماد بن سلمہ (۷) ابوعوانہ (۸) ہشام بن سعد (۹) ابومعشر نجیح (۱۰) ابومعشر زیاد (۱۱) ثور بن یزید (۱۲) ابن لہیعہ (۱۳) لیث بن سعد (۱۴) معمر (۱۵) ہشیم (۱۶) سفیان بن عیینہ (۱۷) اسمٰعیل بن علیہ (۱۸) وکیع بن الجراح (۱۹) سعید بن عروبہ (۲۰) یزید بن زریع (۲۱) عاصم احول (۲۲) شریک (۲۳) حسن بن صالح (۲۴) ابوالاحوص (۲۵) ابوبکر بن عیاش (۲۶) محمد بن فضیل (۲۷) حفص ابن غیاث (۲۸) ابومعاویہ (۲۹) عبداللہ بن ادریس (۳۰) زنجی بن خالد (۳۱) داؤد بن عبدالرحمٰن (۳۲) فضیل بن عیاض (۳۳) عبداللہ بن مبارک (۳۴) ابوہلال راسی (۳۵) ہشام دستوائی (۳۶) عبدالوارث بن سعید (۳۷) عباد بن عباد (۳۸) معاذ بن معاذ (۳۹) بشر بن مفضل (۴۰) ازہر سمان (۴۱) غندر (۴۲) عبدالواحد بن زیاد (۴۳) عبدالرحمٰن بن مہدی (۴۴) عبدالوہاب بن عبدالمجید (۴۵) یحییٰ بن سعید قطان (۴۶) یحییٰ بن سعید ابن ابان (۴۷) ابواسحٰق فزاری (۴۸) داؤد طائی (۴۹) دراوردی (۵۰) یزید بن ہارون (۵۱) علی بن عاصم (۵۲) عبداللہ بن بکر (۵۳) ابوالبختری (۵۴) یحییٰ بن آدم (۵۵) ابواسامہ (۵۶) یعلیٰ بن عبید (۵۷) محمد بن عبید (۵۸) جعفر بن عون (۵۹) زید بن حباب (۶۰) ابواحمد زبیری (۶۱) واقدی قاضی بغداد (۶۲) قاضی عوفی (۶۳) معاویہ بن عمرو ازدی (۶۴) ہوذہ (۶۵) عبداللہ بن موسیٰ (۶۶) ابوعبدالرحمٰن مقری (۶۷) عبدالرزاق (۶۸) محمد بن عبداللہ انصاری (۶۹) عبداللہ بن داؤد (۷۰) ابوعاصم نبیل (۷۱) ابوداؤد طیالسی (۷۲) ابوعامر عقدی (۷۳) ابوالولید طیالسی (۷۴) حبان بن ہلال (۷۵) بشر بن عمر زہرانی (۷۶) مطرف بن مازن (۷۷) حجاج انماطی (۷۸) مسلم بن ابراہیم (۷۹) موسیٰ بن مسعود (۸۰) عارم بن فضل (۸۱) ابوسلمہ (۸۲) معلی بن اسد (۸۳) ابوعمر حوضی (۸۴) ابن عائشہ (۸۵) عبداللہ بن مسلمہ قعنبی (۸۶) آدم عسقلانی (۸۷) عبداللہ صالح (۸۸) عفان بن مسلم (۸۹) خالد بن خداش (۹۰) بشر حافی (۹۱) علی بن الجعد (۹۲) عبدالمنعم (۹۳) ابونعیم (۹۴) قبیصہ بن عقبہ (۹۵) حمیدی (۹۶) سلیمان بن حرب (۹۷) مسدد (۹۸) ابوالربیع زہرانی (۹۹) شبابہ بن اسوار فزاری (۱۰۰) مرحوم عطار

[عـــہ] معارف میں اہل الراے کے عنوان کے تحت میں صرف نو آدمیوں کے نام لکھے ہیں (۱) ابن ابی لیلیٰ (۲) ابوحنیفہ صاحب الراے (۳) ربیعہ صاحب الراے (۴) زفر صاحب الراے (۵) اوزاعی (۶) سفیان ثوری (۷) مالک بن انس (۸) قاضی ابویوسف (۹) محمد بن حسن فقیہ (۱۲ محمد)

اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب "مصفیٰ شرح موطا" کے دیباچہ میں لکھتے ہیں "باید دانست کہ سلف در استنباط مسائل و فتاوے بر دو وجہ بودند یکے آنکہ قرآن و احادیث و آثار صحابہ جمع می کردند و از آں جا استنباط می نمودند و ایں اصل راہ محدثین است و دیگر آنکہ قواعد کلیہ کہ جمعے از ائمہ تنقیح و تہذیب آں کردہ اند یاد گیرند بے ملاحظہ ماخذ آنہا پس ہر مسئلہ کہ وارد می شد جواب آں از ہماں قواعد طلب می کردند و ایں اصل راہ فقہاست"

شیخ ابو طالب مکی قوت القلوب میں بعنوان "ذکر ما احدث الناس من القول والفعل فیما بینھم مما لم یکن السلف" لکھتے ہیں "وقد ابتدع الناس علوماً لم تکن تعرف فیما سلف منھا علم الکلام والجدل وعلوم المقائیس والنظر والاستدلال علیٰ سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادلۃ الرائے والمعقول ومنھا ایثار علوم العقل والرائے والقیاس علیٰ ظواھر القرآن وعلی الاخبار"

شمس العلما مولوی شبلی صاحب نعمانی اپنی کتاب "سیرۃ النعمان" میں اس لقب اہل الرائے کی تحقیق اور وجہ تسمیہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ "یہ لقب سب سے پہلے ربیعۃ الرائے (جو امام مالک کے استاذ اور شیخ الحدیث تھے) کو دیا گیا۔

میرے نزدیک اس اجمال کی کچھ زیادہ تفصیل کرنی مناسب تھی۔

پھر اسی موقع پر آپ لکھتے ہیں "علامہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے قاضی ابو یوسف کے ذکر میں لکھا ہے کہ اہل حدیث میں سے ایک گروہ نے ان کی روایت سے اس بنا پر احتراز کیا ہے کہ ان پر رائے غالب تھی اور فروع احکام کی تفریع کرتے اور ان باتوں کے علاوہ بادشاہ کی صحبت میں رہتے تھے اگر فروع احکام کا استنباط بھی جرم ہے تو بے شبہ امام ابو حنیفہ قاضی ابو یوسف سے زیادہ مجرم ہیں"

جناب موصوف نے علامہ ابو جعفر کے منقولہ تین وجوہ (غلبۂ رائے۔ فروع احکام کی تفریع۔ بادشاہ کی صحبت) میں سے صرف ایک ہی وجہ فروع احکام کی تفریع پر تعریض کرکے بقیہ دو وجوہ سے کچھ تعرض نہیں کیا۔

حالانکہ اہل حدیث اور اصحاب الرائے میں زیادہ وجہ اختلاف غلبۂ رائے ہے چنانچہ عبدالکریم شہرستانی کتاب ”الملل والنحل“ میں اصحاب الرائے کی وجہ تسمیہ کے بیان میں لکھتے ہیں ”انما سموا اصحاب الرائے لان عنایتھم بتحصیل وجه من القیاس والمعنی المستنبط من الاحکام وبناء الحوادث علیها وهی بما یقدمون القیاس الجلی علی آحاد الاخبار وقد قال ابو حنیفه رحمة الله هذا رائی وهو احسن ما قدرنا علیه فمن قدر علی غیر ذلک فله ما رأی ولنا ما رأیناه“

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اہل حدیث کے احتراز کی وجہ اہل الرائے سے تفریع پر تفریع ہے یعنی فروع احکام سے تفریع کرنی ورنہ اصول سے فروع احکام کی تفریع تو خود اہل حدیث ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی لاجواب کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ”منها انی وجدت بعضهم یزعم ان هنالک فرقتین لا ثالث لهما اهل الظاهر واهل الرائے وان کل من قاس واستنبط فهو من اهل الرائے کلا والله بل لیس المراد بالرائے نفس الفهم والعقل فان ذلک لا ینفک من احد من العلماء ولا الرائے الذی لا یعتمد علی سنة اصلاً فانه لا ینتحله مسلم البتة ولا القدرة علی الاستنباط والقیاس فان احمد واسحق بل الشافعی ایضاً لیسوا من اهل الرائے بالاتفاق وهم یستنبطون ویقیسون بل المراد من اهل الرائے قوم توجهوا بعد المسائل المجمع علیها من المسلمین او بین جمهورهم الی التخریج علی اصل رجل من المتقدمین وکان حمل النظیر علی النظیر والرد الی اصل من الاصول ولا تتبع الاحادیث والآثار والظاهری من لا یقول بالقیاس ولا بآثار الصحابة والتابعین کداؤد و بن حزم وبینهما المحققون من اهل السنة کاحمد واسحق

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی تقریر کی توضیح بطور مثال کے کر دی جائے۔

(۱) مسافر امام نے پوری نماز پڑھی قصر نہیں کی اور مقیم نے اس کی اقتدا کی تو بنا بر قاعدہ کلیہ فقہا مقتدی کی نماز نہیں ہوئی۔ کیونکہ امام پچھلی دونوں رکعتوں

میں متنفل تھا اور چونکہ قوی کی بنا ضعیف پر ہو نہیں سکتی اس لئے مفترض کی نماز متنفل کے پیچھے جائز نہیں۔

اہل حدیث کے نزدیک مفترض مقتدی کی نماز متنفل امام کے پیچھے صحیح ہے اس لئے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ معاذ بن جبلؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھ کر پھر اپنے محلہ کی مسجد میں جاکر امام ہوتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود علم کے امامت سے منع نہیں فرمایا بلکہ مقتدیوں کی تکلیف کے خیال سے طویل سورہ کے پڑھنے سے منع فرمایا۔

(۳) نماز صبح ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج نکل گیا تو بنابر قاعدہ کلیہ فقہا الحاق ناقص کا ساتھ کامل کے جائز نہیں اس لئے نماز نہیں ہوئی۔

اہل حدیث کے نزدیک بنابر حدیث صحیح من ادرک رکعۃ من الفجر قبل ان تطلع الشمس فقد ادرک الفجر نماز ہو گئی۔

یہی حال ہے معاملات میں۔ مثلاً بیع کی نسبت جب بائع نے کہہ دیا کہ ہم نے بیچا اور خریدار نے کہہ دیا کہ ہم نے خرید کیا۔ تو بنابر قاعدہ کلیہ فقہا خریدار اور بائع دونوں میں سے کسی کو واپس دینے یا لینے کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے اُس کا ابطال لازم آئے گا جو عقود سے پیدا ہوتا ہے اسی لئے فقہا کے نزدیک بائع اور مشتری میں سے کسی کو فسخ بیع کا اختیار باقی نہیں رہتا۔

اہل حدیث کے نزدیک بمصداق حدیث صحیح البیعان بالخیار ما لم یتفرقا وکانا جمیعاً صحیح مسلم جب تک بائع ورمشتری اُسی جگہ موجود ہیں دونوں کو واپس لینے اور دینے کا حق حاصل ہے۔ علی ہذا القیاس اس قسم کے بہتیرے مسائل موجود ہیں جس سے اہل حدیث اور اہل الرائے میں صریح امتیاز موجود ہے۔

بایں ہمہ اسلاف محدثین ثقات اہل الرائے (جیسے ربیعۃ الرائے) سے اخذ روایت کرتے تھے۔

اور جس طرح حالات گرد و پیش کے اعتبار سے خاص خاص پریسیڈنسیوں میں خاص خاص مذہب کا رواج ہوا اندلس اور قرطبہ میں اہل حدیث کا مذہب بھی بڑے آب و تاب سے چمکا و رسلاطین مغرب میں یوسف بن عبد المومن اور یعقوب بن

یوسف نے پوری اس مذہب کی حمایت کی چنانچہ حافظ شمس الدین ذہبی اپنی کتاب "تاریخ الاسلام" میں لکھتے ہیں " بوبکر بن جداء کہتے ہیں کہ میں امیر المومنین یوسف کے ہاں پہلے پہل جو گیا۔ تو دیکھا کہ سامنے ایک فقہ کی کتاب رکھی ہے مجھ سے خلیفہ نے کہا کہ ذرا دیکھئے تو سہی اس کتاب میں رائیں کس کثرت سے ہیں مسئلہ پیچھے چار چار پانچ پانچ اقوال ہیں خدا جانے ان میں حق کون سا ہے اور مقلد کس کو اختیار کرے اس پر میں کچھ کلام کرنے لگا خلیفہ نے میری بات کاٹ کر قرآن مجید سنن ابو داؤد اور تلوار (جو سامنے موجود تھے) کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ سوائے ان تین چیزوں کے اور کچھ نہیں۔

اسی کتاب (تاریخ الاسلام) میں خلیفہ یعقوب عہ بن یوسف بن عبد المومن کے حالات میں لکھا ہے۔ کہ " اس کے زمانہ میں فروع کا علم یعنی فقہ بند ہو گئی تھی۔ فقہا اس سے ڈرتے تھے اس نے حکم دیا تھا کہ مذہب کی کتابوں میں سے حدیثیں چھانٹ کر بقیہ کو جلا دو، فقہ میں اشتغال اور غوض کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور محدثین کو حکم دیا تھا۔ صحاح ستہ مسند ابوبکر بن ابی شیبہ مسند بزار سنن دارقطنی سنن بیہقی اور ان کے متعلقات (اسماء الرجال وغیرہ) مہیا کریں۔ چنانچہ حدیث کی کتابیں جمع کی گئیں، خلیفہ خود بھی حدیث پڑھاتا تھا۔ طلبہ کا ہجوم ہوا جو طالب العلم حافظ حدیث ہوتا تھا خلعت و انعام پاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے اکثر علما اہل حدیث ہوئے امام ابن حزم اور علامہ قرطبی بھی وہیں کے تھے۔ حدیث کو وہاں اسی طرح قانوناً رواج دیا جس طرح بغداد، عرب اور مصر میں فقہ کو۔

علامہ ابن خلکان عہ اس خلیفہ کے حال میں لکھتے ہیں " امر برفض فروع الفقہ وان الفقہاء لا یفتون الا بالکتاب والسنۃ النبویۃ ولا یقلدون احداً من الائمۃ المجتہدین المتقدمین بل تکون احکامہم بما یودی الیہ اجتہادہم من استنباطہم القضایا من الکتاب والحدیث والاجماع والقیاس ولقد ادرکنا جماعۃ من مشائخ المغرب وصلوا الینا بالبلاد

عہ خلیفہ یعقوب کا سنہ ولادت سنہ [illegible]ھ اور سنہ وفات سنہ [illegible]ھ ہے ۱۲

عہ ابن خلکان کا سنہ ولادت سنہ [illegible]ھ اور سنہ وفات سنہ [illegible]ھ ہے ۲

وهم على ذلك الطريق مثل ابى الخطاب بن دحية واخيه بى عمرو و محى الدين بن العربى نزيل دمشق وغيرهم"

ناظرین کو یہاں پہنچ کر مذاہب کے رواج کا پتہ لگ گیا ہوگا اور تقلید کی تاریخ پر سرسری نظر پڑ گئی ہوگی کہ کب سے شروع ہوئی۔ اور کیوں کر شروع ہوئی۔ اور کس طرح قانون کے زیر حمایت اِس نے نشوونما پائی۔ اب مناسب ہے کہ اقسام تقلید کی بھی کسی قدر تفصیل کر دی جائے۔

تقلید کی ایک صورت تو یہ ہے کہ آدمی رسم و رواج کا پابند ہوتا ہے اور جو دستور یا عمل درآمد اُس کے خاندان کا ہوتا ہے اُس کو نہیں چھوڑتا اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) عادات و معاشرت میں۔ واضح رہے کہ یہاں سوسائٹی (اہم رتبہ جماعت) کی طاقت کل دوسری طاقتوں پر غالب رہتی ہے اور میری رائے میں جب تک منکرات کی آمیزش ان میں نہ ہو اس کو چھوڑنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

(۲) عبادات و طریقہ عبادات میں۔ پھر اس میں بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اُن مسائل جزئیات فقہ پر عمل درآمد جو اُس کے خاندان میں پہلے سے جاری ہے اور وہ مسائل مختلف فیہ ہیں خود اہل سنت کے درمیان۔ اِس قسم کے اکثر اختلافات ناشی ہیں اختلافات صحابہ سے۔

(۲) وجوب تقلید شخصی کا اعتقاد اور قرآن و حدیث کے مقابل میں تقلید پر جمود یہ تقلید بے شک داخل ہے اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون الله کی تحت میں چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لا یتخذ بعضنا بعضًا اربابًا من دون الله کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "من ههنا يظهر انه اذا صح عند احد حديث مرفوع من النبى صلى الله عليه وسلم سالمًا عن المعارضة ولم يظهر له ناسخ وكان فتوے ابى حنيفة رحمة الله مثلا خلافه وقد ذهب على وفق الحديث احد من الائمة الاربعة يجب عليه اتباع الحديث الثابت ولا يمنعه الجمود على مذهبه من ذالك كيلا يلزم اتخاذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون الله"

SAULAT PUBLIC LIBRARY
RAMPUR

ہندوستان میں حدیث کا رواج

سلطان محمود غزنوی کے ساتھ عجم سے ہندوستان میں اسلام آیا اور مذاہب اسلامی کے دو فرقے اپنے ساتھ لایا ایک سنی دوسرا شیعہ۔

عجم کے سنی المذہب چوں کہ عموماً حنفی تھے اِس لئے مذاہب اہل سنت میں سے صرف حنفی مذہب ہی یہاں رائج ہوا۔

ظاہراً ہندوستان سے طلب حدیث کے لئے تین بزرگ زمانۂ مختلفہ میں عرب گئے

(۱) **ملا طاہر** علیہ الرحمۃ صاحب مجمع البحار جن کی مفید کتاب مجمع بحار الانوار موجود ہے

(۲) سلطان سلیم (جہانگیر) کے زمانہ میں **شیخ عبدالحق** دہلوی علیہ الرحمۃ جن کا فیض اپنے خاندان ہی تک محدود رہا البتہ اُن کے پوتے **شیخ سلام اللہ** صاحب محلی (شرح موطا) پر حدیث کا رنگ چڑھ گیا تھا جس کا پتہ اُن کی تصنیف سے لگتا ہے **شیخ** علیہ الرحمۃ مثل دیگر علمائے احناف مذہب حنفی کے سرگرم حامی رہے چنانچہ شرح **سفر السعادۃ** میں آپ نے خود بھی اِس امر کا اعتراف کیا ہے۔

(۳) جناب شاہ **ولی اللہ** صاحب قدس سرہ اِس میں شک نہیں کہ آپ نے اور آپ کے خاندان نے خدمت حدیث کا حق بخوبی ادا کیا درس سے بھی اور تصانیف عدیدہ مفیدہ سے بھی۔ تقلید پر بھی مختلف رسالے لکھے جیسے کہ "**عقد الجید** فی احکام الاجتہاد والتقلید"، "**انصاف** فی بیان سبب الاختلاف" اور اپنی مایۂ جواب کتاب "**حجۃ اللہ البالغہ**" اور "**مصفّی**" شرح موطا میں متعدد مضامین تحریر فرمائے

پھر آپ کے تلامذہ میں سے آپ کے خلف الصدق جناب شاہ **عبد العزیز** قدس سرہٗ تفسیر عزیزی اور قاضی ثناء اللہ علیہ الرحمۃ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں نہایت ہی واضح طور پر جمود تقلید سے سرزنش کی اور آپ کے شاگرد شیخ **محمد حسین** سندھی نے تو اپنی بے نظیر کتاب "**دراساۃ اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب**" میں بحیثیت ایک مسلم لثبوت اصولی ہونے کے کوئی کسر ہی باقی نہ رکھی اور شیخ عبدالحق دہلوی نے جو کچھ اپنی کتاب شرح سفر السعادۃ میں لکھا تھا سب کی تردید کردی۔

مولانا اسمٰعیل شہید نے علاوہ "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" رسالہ لکھنے کے عملاً نظیر قائم کر کے ایک جماعت کو عامل بالحدیث بنا دیا اور جو مقصد اُن کے دادا جناب شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کا تھا اُس میں کامیاب ہوئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کے بعد آپ کی اولاد حضرت شاہ عبد العزیز صاحب۔ شاہ عبد القادر صاحب۔ شاہ رفیع الدین صاحب اور اُن کے بعد شاہ اسحٰق صاحب قدس اسرارہم قرآن وحدیث کا درس مدت مدید تک دیتے رہے اور بعد ہجرت جناب شاہ اسحٰق صاحب علیہ الرحمۃ کے جب مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب علیہ الرحمۃ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے باوجود عمر طویل پانے کے نہ صرف قرآن وحدیث کے درس ہی پر قناعت کی اور نہ صرف یہی کہ بیشمار لوگوں کو حدیث پڑھائی بلکہ اپنے طرز عمل سے ایک سواد اعظم ہندوستان کو قولاً وفعلاً وعملاً اہل حدیث بنا دیا اور آج جو کچھ حدیث نبوی کا جلوہ اور اہل حدیث کی کامیابی ہندوستان میں ہے اُسی ذات بابرکات سے وابستہ ہے۔ جزئیات مسائل کی چھان بین اور ہر موقع پر حدیث سے استنباط کرنے کو اس حد تک پہنچا دیا کہ اس اثر سے مقلدین بھی متاثر ہوئے یعنی اُن کو بھی اب درس حدیث کی طرف میلان ہے اور فتاوے میں بھی قرآن وحدیث سے سند لانے کی کوشش کرتے ہیں۔

معیار الحق پر ریویو

ہم ابھی لکھ آئے ہیں کہ مولانا اسمٰعیل شہید نے رسالہ "تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین" لکھا اُس رسالہ کی تردید مولوی محمد شاہ پاک پٹنی پنجابی (میاں صاحب کے شاگرد) نے کی جس کا نام تنویر الحق رکھا اور نواب قطب الدین خان مرحوم کی طرف سے اُس کو شایع کیا۔

میاں صاحب رسالہ تنویر الحق کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ تحریر نواب صاحب کی نہیں ہے بلکہ محمد شاہ کی کارستانی ہے چنانچہ میاں صاحب خود دیباچہ میں معیار الحق کے لکھتے ہیں کہ "ایضاح الحق اور تنویر العینین مصنفہ مولانا

اسمٰعیل شہید کے جواب میں کچھ مزخرفات محمد شاہ پنجابی (میرے شاگرد نے جو چار برس میرے ساتھ رہا تھا) جمع کر کے اُس کا نام تنویر الحق رکھ کر نواب قطب الدین خان صاحب کے نام سے شائع کرایا اور اس پر استدلال احادیث واہیہ موضوعہ سے کیا جس کی روایت کے حرام ہونے پر حفاظ محققین کی نص صریح موجود ہے۔ یہ حال تو ہے باب اوّل کا اور باب ثانی مخالف ہے اُس کے جس کی تصریح امامنا وسیدنا ابو حنیفۃ النعمان افاض اللہ علیہ شآبیب العفو والغفران اور صاحبین (ابو یوسف و محمدؒ) اور جمہور فقہا واصولیین متقدمین ومتاخرین حنفیہ نے کی ہے“

معیار الحق کی خصوصیت

اس کتاب کے لکھنے میں نہایت ہی تنقید سے کام لیا گیا ہے اور رطب ویابس سے قطعاً احتراز کیا گیا ہے۔ جن کتابوں سے استشہاد کیا گیا ہے وہ انہیں ماہرین فن کی کتابیں ہیں جن کو اس فن خاص میں خاص ملکہ حاصل تھا اور جو اپنے فن کے مسلم امام ہیں۔ محدث ہوں یا فقیہ ائمہ رجال ہوں یا اصولی صوفی ہوں یا ادیب سب اپنے فن خاص کے منتخب اور مسلم الثبوت امام ہیں۔

کتاب کی ابتدا حمد ونعت سے کی گئی ہے جن کے الفاظ یہ ہیں۔ نحمدك[عه] يا من بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويزكيهم ويطهرهم تطهيرا ونصلي على نبيك محمد الذي اوجبت لنا اتباعه وجعلته لنا هاديا وسراجا منيرا وعلى آله وصحبه الملتزمين بهديه المستنين بسنته

[عه] ترجمہ خداوند ہم تیری حمد کرتے ہیں کہ تو نے اَن پڑھوں میں ایک بنا رسول بھیجا جو اُن کے سامنے تیری آیتیں پڑھتا ہے اور اُن کو طاہر و مطہر بناتا ہے اور ہم درود بھیجتے ہیں تیرے نبی محمدؐ پر جن کی پیروی کو تو نے ہم لوگوں پر واجب کر دیا ہے اور اُن کو میرا ہادی اور میرے لئے چراغ ہدایت بنایا ہے اور اُن کے آل و اصحاب پر جنہوں نے اُن کی سیرت اختیار کی اور اُن کے طریقے پر چلے اُن سب کو تو نے آفتاب ہدایت اور دین کا یاور بنایا اور پھر اُن کی ساری اُمت پر خصوصاً چاروں امام (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) پر جو قوام دین کے لئے مثل چاروں عنصر (آب، آتش، خاک، باد) کے ہیں اور اہل عناد کے سوا اس امر سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ اُن میں کا ہر شخص دین کا معاون اور پشت پناہ ہے ۱۲

الذین جعلت کلا منھا شمس الھدیٰ وللدین نصیرا وعلی سائر امۃ سیما الائمۃ الاربعۃ الذین ھم لقوام دینہ کالعناصر الاربعۃ ولا ینکر غیر المعاند کون کل واحد منھم لہ معوانا وظھیرا۔

انتباہ

مخالفین جو بے سروپا تہمتیں شیخ پر لگاتے تھے کہ وہ ائمہ اربعہ کی تعظیم نہیں کرتے بلکہ نعوذ باللہ منہا ان حضرات کو برا بھلا کہتے ہیں اب ناظرین ہی انصاف فرمائیں کہ جو شخص اپنی ایسی کتاب میں جس کو اپنے نام سے شائع کرے اور اس کے لاکھوں اتباع ہوں اور اس کے پاس کافی وجوہ اس بات کے باور کرنے کے ہوں کہ اس کی یہ کتاب تقریباً اس کے سارے اتباع کے ہاتھ میں پڑے گی ائمہ اربعہ کو اگر ایسا ہی نہیں سمجھتا جیسا کہ لکھا ہے تو ہرگز ایسا فقرہ اس کے قلم سے نہ نکلتا جو ہمیشہ ہمیشہ اس کے اتباع کے سامنے بطور سند کے پیش کیا جا سکے عناصر اربعہ کے ساتھ ائمہ اربعہ کی تشبیہ قوام دین کے لئے یہ ایک ایسی اچھوتی تشبیہ ہے جس کو غالباً شیخ کے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

آخر خطبہ میں ایک طرح کی تحقیق موجود ہے کہ ائمہ اربعہ کے دین کے مددگار و پشت پناہ ہونے کا انکار سوائے معاند کے دوسرا کر ہی نہیں سکتا۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جو شخص امام اعظم رحمۃ اللہ کو امامنا وسیدنا ابو حنیفۃ النعمان لکھے وہ کبھی اُن کی اسائت ادب کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

معیار الحق کی تردید مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رام پوری نے انتصار الحق لکھی جس کی چار تردیدیں میاں صاحب کے تلامذہ نے لکھیں (۱) براہین اثنا عشر (۲) تلخیص الانظار فی ما بنی علیہ الانتصار (۳) اختیار الحق (۴) بحر ذخار۔ پہلا رسالہ براہین اثنا عشر مولانا سید امیر حسن مرحوم سہسوانی نے قلم برداشتہ انتصار الحق کی اشاعت کے ایک ہی دن بعد شائع کیا۔ کیونکہ انتصار الحق میں دعوے کیا گیا تھا کہ جو کوئی ان بارہ دلائل مفصلہ ذیل کی تردید کر دے گا تو سمجھ جائے گا کہ اس نے ساری کتاب کی تردید کر دی مولف انتصار نے

اُن دلائل کو اِس قدر مستحکم خیال کیا تھا کہ اُن کا توڑنا محالات سے ہے۔ مولانا سید امیر حسن مرحوم نے براہین اثنا عشر شائع کرکے ایک کاپی اُس کی جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم لکھنوی کے پاس بھی بھیج دی چنانچہ مولانا ممدوح اپنے خط میں لکھتے ہیں "از محمد عبدالحی بمولوی صاحب مکرم معظم مجمع بحرین المعقول المنقول منبع نہرین الفروع والاصول مولوی سید امیر حسن صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عنایت نامہ لطف شمامہ مورخہ ۲۰۔ ماہ رواں بورود خود ممتاز ساختہ و براہین اثنا عشر رسیدہ، اغلاط اسامی کتب و مولفین در انحصار لاتعد بستند شاید بنظر اختصار برچند کفایت شدہ"

خطبہ کے بعد سبب تالیف کتاب بیان کیا ہے جس کا ذکر اوپر گذر چکا اُس کے بعد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تابعیت کی بحث صفحہ ۵ سے صفحہ ۹ تک ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ "امام صاحب کے وہ فضائل جو واقعی اور سند صحیح سے ثابت ہوں میرے لئے عین باعث عزت و فخر ہیں۔ کیوں کہ وہ ہمارے پیشوا تھے اور ہم امور حق میں اُن کے پیرو ہیں مگر جو فضائل حسب شرائط مذکورہ نہ ہوں اُن کی احادیث موضوعہ اور واہیات قصص سے تائید کرنی عمار محققین کی شان کے خلاف ضرور ہے اور اس میں نہ تو امام صاحب کی کسر شان ہے نہ مذمت۔ کیوں کہ آپ کا مجتہد متبع سنت متقی اور پرہیزگار ہونا ہی آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے اور آیۃ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کی بشارت آپ کے لئے خود قرآن مجید میں موجود ہے مگر اکثر اہل نقل حضرت کی تابعیت کے قائل نہیں ہیں اس لئے تابعیت کا دعوے کرنا فضول ہے۔

صفحہ ۱۹ سے ۱۲۹ تک تقلید کی بحث ہے جو موضوع کتاب اور کتاب کی جان ہے۔ تنویر الحق کے لئے **ت** اور معیار الحق کے لئے **م** بطور نشان کے ہم نے اختیار کیا ہے۔ تنویر الحق کے دعووں کا خلاصہ اُس کے بعد معیار الحق کا ماحصل لکھا جائے گا۔

ت (۱) تقلید محض ائمہ اہل سنت و جماعت کی واجب ہے بفحوائے آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

م (۱) مطلق تقلید کسی غیر معین مجتہد اہل سنت کی واجب اور صحیح ہے بالاتفاق امت اس طرح پر کہ مقلد کا عمل اُس مجتہد کے قول پر ہو بطور شرط کے کہ اگر وہ قول موافق سنت کے ہو تو عمل کئے جاؤں گا اور جب معلوم ہو جائے گا کہ مخالف ہے سنت کے تو ترک کر دوں گا۔

ت (۲) یہ آیۃ مخصص ہے بالاجماع اور ظنی الدلالۃ اس سے جتنی تخصیص چاہیں کر سکتے ہیں جس سے ثابت ہو جائے گی تخصیص ایک مذہب خاص کی۔

م (۲) یہ آیۃ نہ مخصص ہے بالاجماع نہ ظنی الدلالۃ کیوں کہ لفظ اہل کا اپنے عموم پر ہے جس کی تخصیص پر کتاب اللہ حدیث متواتر مشہور خبر واحد اور کسی مجتہد کے قیاس صحیح سے نہ کوئی دلیل شرعی ہے نہ کوئی قرینۂ عقلی اس پر دلالت کرتا ہے۔ جس سے عموم میں آیۃ کے استحالہ معلوم ہوتا ہو ایسی صورت میں اگر تخصیص ہوگی تو بلا مخصص کے جس سے لازم آئے گا نسخ کتاب اللہ کا اور یہ ممنوع ہے باتفاق امت محمدیہ۔

صدر الشریعۃ توضیح میں لکھتے ہیں[عـه] "لو جاز ارادۃ البعض بلا قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ والشرع بالکلیۃ لان خطاب الشرع عامۃ"

علامہ تفتازانی تلویح میں لکھتے ہیں[عـه] "تقریرہ انه لو جاز ارادۃ بعض مسمیات العام من غیر قرینۃ لارتفع الامان عن اللغۃ لان کل ما وقع فی کلام العرب من الالفاظ العامۃ یحتمل الخصوص فلا یستقیم ما یفهمه السامعون من العموم وعن الشرع لان عامۃ خطابات الشرع عامۃ فلو جوزنا ارادۃ البعض من غیر قرینۃ لما صح فهم الاحکام

[عـه] اگر بغیر قرینہ کے لفظ عام سے بعض فرد مراد لینا جائز ہوتا تو نہ لغت ٹھیک رہتی نہ شریعت کیوں کہ خطابات شرعیہ عام ہی ہوتے ہیں ۱۲

[عـه] اِس مضمون کا بیان یوں ہے کہ اگر لفظ عام سے بعض مسمی مراد لینا بغیر کسی قرینہ کے جائز ہوتا تو لغت ٹھیک نہ رہتی کیوں کہ کلام عرب میں جتنے الفاظ عام واقع ہیں وہ خصوص کو محتمل ہوتے تو اُن الفاظ کے سننے والے جو معنے سمجھیں گے وہ ٹھیک نہ ہو گا اور شریعت بھی ٹھیک نہیں رہے گی کیوں کہ خطابات شرعیہ بھی عام ہوتے ہیں تو اگر بلا قرینہ بعض مسمی مراد لینا جائز ہو تو لفظ عام سے احکام کا سمجھنا صحیح نہ ہو ۱۲

بصیغۃ العموم"

مسلمانوں کا ہر فرقہ لفظ ذکر کے ساتھ حق کی قید لگاکر اس کو اپنے ہی مذہب میں منحصر کرتا ہے اور اپنے ہی فرقہ خاص کو اہل ذکر ٹھیراتا ہے اس طرح پر کہ اہل اپنے عموم پر رہے یعنی وہ کہتا ہے کہ ہمارے ذکر کے (جو کہ حق ہے) سب اہل قابل اتباع کے ہیں۔ اس سے ہر سمجھ دار آدمی بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ اتباع کی اجازت نہ دینا کسی فرقہ کا اپنے فرقہ مخالف کو لفظ اہل کے لئے مستلزم تخصیص نہ ہوا جس سے یہ آیۃ ظنی الدلالۃ نہ ٹھیری۔

ت (۳) مراد اھل الذکر سے ائمہ اربعہ ہیں۔ لہٰذا اس سے واجب ہوئی تقلید ایک کی ان چار سے اور اس پر اجماع ہے۔

م (۳) اس میں دو دعوے ہیں پہلا تو اس لئے غلط ہے کہ مؤلف تنویر کے سوا آج تک کسی نے بھی نہیں کہا کہ اھل ذکر سے مراد ائمہ اربعہ ہیں چہ جائیکہ اجماع۔ اجماع کی تعریف سارے اہل اصول یہ لکھتے ہیں[عه] ھو اتفاق المجتھدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی عصر واحد علی امر شرعی۔

دوسرا اس لئے غلط ہے کہ وہ بجنسہ ایسا ہی ہے کہ چار کے جفت ہونے سے ایک کا جفت ہونا لازم ہے۔

ت (۴) اجتہاد آئمہ اربعہ پر ختم ہو گیا اُن کے بعد کوئی مجتہد نہیں ہوا

م (۴) محض غلط ہے مولانا نظام الدین لکھنوی (بانی درس نظامیہ) شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں " اعلم ان بعض المتعصبین[عه] قالوا اختتم الاجتھاد المطلق علی الائمۃ الاربعۃ ولم یوجد مجتھد مطلق بعدھم والاجتھاد فی المذھب اختتم علی العلامۃ النسفی صاحب الکنز ولم یوجد

[عه] ایک زمانہ کے سارے مجتہدین امت محمدیہ کا کسی امر شرعی پر اتفاق کرنے کو اجماع کہتے ہیں ۱۲

[عه] بعض متعصبوں نے کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چار اماموں پر ختم ہو گیا اور اُن کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہ ہوا اور اجتہاد فی المذہب علامہ نسفی پر ختم ہوا اور کوئی مجتہد فی المذہب بعد اُن کے نہ ہوا یہ غلط بات ہے اگر پوچھا جائے کہ یہ بات تم کو کیونکر معلوم ہوئی تو ہرگز کوئی دلیل نہ دے سکیں گے علاوہ یہ غیب کی خبر دینی اور قدرت الٰہی پر زبردستی حکم لگانا ہے کہاں سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کوئی شخص ایسا نہ ہو گا جس کو خدائے پاک اپنے فضل سے درجۂ اجتہاد کو پہنچا دے۔ اس قسم کی تعصب کی باتوں سے کنارے رہنا چاہئے ۱۲

مجتهد فی المذهب بعده وهذا غلط ورجم بالغیب فان سئل من این علمتم هذا لا یقدرون علی ایراد دلیل اصلا ثم هو اخبار بالغیب وتحکم علی قدرة الله تعالی ثمن این یحصل علم ان لا یوجد الی یوم القیمة احد یتفضل الله علیه بنیله مقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذا التعصبات به

اور مولانا **عبد العلی بحر العلوم** اسی **شرح مسلم الثبوت** میں لکھتے ہیں: -

ثم ان من الناس من حکم بوجوب الخلو من بعد العلامة النسفی و اختتم الاجتهاد وعنوا الاجتهاد فی المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربعة حتی وجبوا تقلید واحد من هؤلاء علی الامة وهذا کلهم هوس من هوسا تهم لم یاتوا بدلیل ولا یعباء بکلامهم وانما هم من الذین حکم الحدیث انهم افتوا بغیر علم فضلوا واضلوا ولم یفهموا ان هذا اخبار بالغیب فی خمس لا یعلمهن الا الله تعالی

اور حق یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد بہت لوگ **مجتہد مستقل متبوع المذہب** ہوئے ہیں ازاں جملہ ایک امام **ابو ثور** ہیں جن کے مقلد تھے حضرت **جنید بغدادی** علیہ الرحمۃ اور پانچویں صدی تک بکثرت اُن کے مقلد تھے۔ ایسا ہی لکھا ہے کتاب **اسمار الفقہا** میں اور اُن کے **مجتہد مطلق** ہونے کے قائل ہیں حافظ الحدیث **ذہبی**، امام **نسائی** صاحب **صحیح ابن حبان**، امام **نووی** صاحب تہذیب، امام **یافعی** صاحب مرأۃ الجنان۔

دوسرے امام **محمد بن اسمٰعیل بخاری** صاحب صحیح۔ علاوہ اس کے کہ اُن کے مجتہد مطلق ہونے پر خود اُن کی کتاب "صحیح بخاری" ایسی زندہ شاہد موجو

عہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ علامہ نسفی کے بعد ضرور زمانہ خالی ہوگیا اور اجتہاد فی المذہب ختم ہوگیا اور اجتہاد مطلق کی نسبت تو اُن کا قول ہے کہ چار اماموں پر ختم ہوگیا اسی بنا پر وہ لوگ ان چار میں سے ایک کی تقلید کو واجب بتاتے ہیں، اور یہ سب اُن کی من گھڑت باتیں ہیں جس کی کوئی دلیل نہیں لا سکتے اور، اُن کا کلام قابل شمار ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کی نسبت حدیث میں وارد ہے، کہ بے علم فتوے دیویں، اور گمراہ ہوں اور گمراہ کریں ان لوگوں نے اتنا نہ سمجھا کہ یہ غیب کی خبر تو اس قسم کی بات ہے منجملہ اُن پانچ کے جن کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

ہے جو قیامت تک زندہ رہے گی اُن کے **مجتہد مطلق** ہونے کے **قائل** ہیں علامہ علی حافظ **ابن حجر** عسقلانی ناقلاً عن **مصعب** کہ امام بخاری علم فقہ و حدیث میں امام احمد بن حنبلؒ سے زیادہ اور امام **مالکؒ** کے برابر ہیں۔ **قتیبہ** اور **قتادہ** کا قول ہے کہ " **محمد** بن سمٰعیل بخاری کو امام **احمد**، **اسحٰق** ابن راہویہ **علی** بن مدینی سمجھنا چاہیے "

تیسرے **مجتہد مطلق** ہیں **داؤد** ظاہری صاحب مذہب **مستقل** و اتباع کثیرہ (جن کی ولادت ہے سنہ۲۰۲ھ میں اور وفات ہے سنہ۲۷۰ھ میں) جس کے قائل ہیں امام **یافعی** صاحب مراۃ الجنان۔ **ابو اسحاق شیرازی** صاحب طبقات **قاضی ابن خلکان** صاحب وفیات الاعیان علامہ **محلی** شارح جمع الجوامع **بلقانی** صاحب شرح جوہرہ، **عینی** حنفی شارح بخاری، ابو العباس احمد بن یحییٰ،

چوتھے امام **ابو جعفر محمد بن جریر طبری** جن کی ولادت سنہ۲۲۴ھ اور وفات ہے سنہ۳۱۰ھ میں یہ بھی مجتہد مطلق متبوع **المذہب** تھے جس کے قائل ہیں امام **یافعی** قاضی **ابن خلکان**، **ابو محمد بن حزم**، **خطیب** بغدادی، ابن الفرج معافی بن ذکریا نہروانی المعروف بہ **ابن طراز** اور شیخ **جلال الدین** سیوطی جو لکھتے ہیں کہ " محمد بن جریر کو حاصل تھا مرتبہ اجتہاد **مطلق** کا اور مدون کیا انہوں نے اپنا مذہب مستقل اُن کے مقلد بہت لوگ ہوئے جنہوں نے جاری کیا قضا اور فتوے انہیں کے مذہب پر وہ لوگ جریریہ کہلاتے تھے۔

پانچویں مجتہد مطلق ہیں **شیخ عزالدین** بن عبد السلام جیسے **ابن دقیق العید** ان دونوں کو **ابو اسحٰق** شیرازی نے طبقات میں اور ملا حبیب قندھاری نے **مغتنم الحصول** میں **مجتہد مطلق** تسلیم کیا ہے۔

اب اس کی دوسری شق کو لو۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مجتہد تو ائمہ اربعہ کے سوا اور بھی بہت ہوئے ہیں مگر تقلید کسی کی ان چار کے سوا جائز نہیں۔ تو وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس قسم کا حصر نسخ کرتا ہے کتاب اللہ کو اور رد کرتا ہے حدیث خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم اور حدیث ابن مسعود کو۔

علامہ **ابن حزم** اپنی کتاب " **ابطال التقلید** " میں لکھتے ہیں :-

"فما الذی عہ خص اباحنیفۃ ومالکا والشافعی بان یقلد وادون ابی بکر وعمر وعثمان وعلی وابن مسعود وابن عباس وعایشۃ ودون سعید بن المسیب والزہری والنخعی والشعبی وعطاء وطاؤس والحسن البصری رضی اللہ عنہم۔

اور بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں "فان عسہ المقلدان فہم مراد الصحابی عمل والا سئال عن مجتہد آخر" اور شرح تحریر میں لکھتے ہیں۔ "الصحابۃ سہ احقاء بالتقلید فانہم اقرب الی اخذ الاحکام من صاحب الوحی"۔

ست (۵) ائمہ اربعہ کا اس بات پر اجماع مرکب ہے کہ جو بات ان چاروں کے خلاف ہو وہ باطل ہے اس لئے ان چار کے سوا دوسرے کی تقلید منع ہے اور ان چاروں اماموں کی مخالفت کرنے والا مخالف ہے اجماع کا۔

م (۵) یہ بھی غلط ہے نہ اس پر اجماع بسیط ہوا ہے نہ اجماع مرکب اور نہ کبھی قیامت تک ہو سکتا ہے۔ صدر الشریعہ نے اجماع بسیط کی تعریف یوں کی ہے "الاجماع ہو اتفاق المجتہدین من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عصر علی حکم شرعی" چاروں امام ایک زمانہ میں نہ تھے اور قید ہے فی عصر کی۔ اور اگر ان کے مقلدین اہل اجماع قرار دئے جائیں تو اتفاق المجتہدین کجا۔ تیسری شکل اگر یہ کہی جائے کہ ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدین نے ائمہ اربعہ کے قول مخالف کے بطلان پر اجماع کیا ہے تو یہ بھی غلط۔ کیوں کہ اس سے لازم آئے گا بطلان خود اُن کے اقاویل مخالفہ کا اور یہ بات محض خلاف عقل ہے کہ کوئی مجتہد اپنے قول کو باطل کہے اور دوسرے مجتہد کی تقلید کو جو حرام ہے اُس کے حق میں اختیار کرے اور اُن کے اقوال کی اتباع کو واجب کہے۔

عہ کون وجہ ہے کہ ابو حنیفہ، مالک شافعی کی تقلید کی جائے اور ابو بکر عمر عثمان علی ابن مسعود ابن عباس عائشہ سعید بن مسیب زہری نخعی شعبی عطا طاؤس اور حسن بصری رضی اللہ عنہم کی تقلید نہ کی جائے ۱۲

عسہ اگر مقلد صحابی کی مراد سمجھے تو اس پر عمل کرے نہ سمجھے تو دوسرے مجتہد سے پوچھے ۱۲

سہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر تقلید کے مستحق ہیں کیوں کہ صاحب وحی (رسول اللہ صلعم) کی شاگردی میں وہ لوگ سب سے آگے ہیں ۱۲

اجماع مرکب نام ہے اختلاف کا تو اختلاف ائمہ اربعہ جب کہ مبطل ٹھیرایا گیا قول مخالف کا تو اس اختلاف کو اجماع دوسرے مجتہدوں کا کیوں کر کہہ سکتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اجماع بسیط ہو یا مرکب ہر اجماع کے لئے اتحاد زمانہ ضرور ہے اور اجماع مرکب میں ضرورتر۔ کیوں کہ وہ عبارت ہے اختلاف سے اسی لئے اس میں اختلاف کرنے والوں کے زمانہ کا متحد ہونا لازم ہے ورنہ قیامت تک انعقاد اجماع محال ہے۔

جامع اوراق کہتا ہے کہ خاتم الولایۃ المحمدیہ **شیخ اکبر محی الدین ابن العربی** نے **فتوحات مکیہ** میں جو تعریف اجماع کی کی ہے وہ نہایت ہی جامع و مانع تعریف ہے وہ فرماتے ہیں۔ عہ

والاجماع اجماع الصحابة بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا غیر وما عدا عصرهم فلیس باجماع یحکم به وصورة الاجماع ان یعلم ان المسئلة قد بلغت لکل واحد من الصحابة فقال فیها بذلك الحکم الذی قال به الآخر الی ان لم یبق منهم احد الا وقد وصل الیه ذلك الامر وقال فیه بذلك الحکم فان نقل عن واحد خلاف فی ذلك الحکم فلیس باجماع او نقل عنه سکوت فلیس باجماع واذا وقع الخلاف فی شیئ وجب رد الحکم فیه الی الکتاب والخبر النبوی فانه خیر واحسن تاویلا ولا یجوز ان یدان الله بالرأی وهو القول بغیر حجة ولا برهان لا من کتاب ولا من سنة ولا من اجماع،

اب پھر ہم **معیار الحق** کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

عہ فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مصر ۱۲، ترجمہ اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا اجماع ہے اور صحابہ کے بعد جو اجماع ہو وہ اجماع شرعی نہیں۔ اور اجماع کی صورت یہ ہے کہ کسی مسئلہ کی نسبت یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ مسئلہ ہر صحابی کے سامنے پیش ہوا اور انہوں نے وہی کہا جو دوسروں نے کہا تھا اور کوئی صحابی باقی نہ رہا جس کو یہ خبر نہ پہونچی ہو اور اس نے وہی حکم نہ دیا ہو۔ اگر ایک سے بھی اس حکم کے خلاف یا اس حکم پر سکوت منقول ہو تو وہ اجماع نہیں ہے اور اگر کسی چیز کے بارے میں خلاف واقع ہوا تو قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہے یہی خیر ہے اور اچھا طریقہ اور رائے سے اللہ کی عبادت جائز نہیں وہ تو بے دلیل بات ہے نہ قرآن سے نہ حدیث سے نہ اجماع سے۔

م یہ بات جب ثابت ہو گئی کہ تقلید مذاہب اربعہ پر دونوں قسم کے اجماع کا ہونا محال ہے تو ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدوں کی تقلید کیوں جائز نہ ہو گی اسی لئے تو **بحر العلوم** نے شرح **مسلم الثبوت** میں اور **فاضل قندھاری** نے **منتخم الحصول** میں لکھا ہے۔ کہ کوئی وجہ اس کی معلوم نہیں ہوتی کہ ائمہ اربعہ کے سوا دوسرے مجتہدوں کی تقلید کیوں جائز نہ ہو گی۔ ہاں مانعین کے منع کی بنا اس پر ہو گی کہ دوسرے مجتہدوں کے مذاہب کی روایت اس وقت محفوظ نہیں ہے۔ مگر جب کسی مجتہد سے کوئی روایت صحیحہ مل جاوے تو بے شک اُس پر عمل کرنا جائز ہے جیسا کہ متاخرین فقہا نے مسئلہ تحلیف شہود (جو چاروں مذہب کے خلاف ہے) میں **ابن ابی لیلےٰ** کے مذہب پر فتوے دیا۔

ت (۶) اسی اجماع سے یہ قول بھی باطل ہو جاتا ہے کہ خدا نے ابو حنیفہ یا دوسرے ائمہ کی اتباع کا حکم نہیں دیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا ہے۔

م (۶) اجماع کی حقیقت کا راز تو کھل گیا کجا اجماع۔

ت (۷) اجماع مذکور سے ثابت ہوئی تقلید مذہب معین کی اور باطل ہوئی تقلید بطریق عدم تعین کیوں کہ منعقد ہوا ہے اِس پر اجماع اہل سنت وجماعت اور نیز ائمہ اربعہ کا اور تقلید مذہب معین اُن دونوں افراد کی ایک فرد ہے۔

م (۷) جس اجماع کا حوالہ دیا گیا ہے اُس کی تو جڑ ہی کٹ گئی اب وہ کیا برگ و بار لا سکتا ہے۔ ہاں اِس کے خلاف پر بے شک سارے صحابہ کرام کا اجماع البتہ ہوا ہے کیوں کہ اُن کے مقلدین کسی ایک صحابی مجتہد کی تقلید نہیں کرتے تھے اور نہ تقلید مجتہد معین کو واجب و لازم جانتے تھے جیسا کہ جناب مولانا حیدر علی مقیم ریاست ٹونک شاگرد رشید جناب مولانا **شاہ عبد العزیز محدث** دہلوی قدس سرہ نے اپنے ایک فتوے میں لکھا ہے جس کی عبارت آگے آئے گی۔

ت (۸) جو لوگ کہتے ہیں کہ تقلید شرک ہے بفحوائے لا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ اور اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ اُن کا یہ قول باطل ہے بسبب اِس اجماع کے۔

مم (۸) اجماع کا محال ہونا تو بطور ابدہ البدیہیات کے ظاہر ہو گیا مگر اس دفعہ ہیں صاحب تنویر نے غلط مبحث کیا ہے

حق یہ ہے کہ تقلید کی چار قسمیں ہیں (۱) **واجب** جس کا بیان ہو چکا۔

(۲) **مباح** اور وہ تقلید شخصی یا تقلید مذہب معین ہے۔ بشرطیکہ مقلد اس غنین کو امر شرعی نہ سمجھے اور صرف اس نظر سے تعین کرلے کہ اس میں ایک تو سہولت ہے دوسرے آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون میں لفظ اھل الذکر عام ہے اس لئے جس مذہب معین کی تقلید کریں گے اس سے س آیۃ پر عمل ہو جائے گا۔ مگر اسی کے ساتھ کسی دوسرے مذہب کے محقق مسئلہ پر اگر عمل کر سکے تو اس سے انکار نہ کرے یا کم سے کم اس پر عمل کرنے والوں کو برا نہ جانے

(۳) تقلید شخصی جو کہ واجب سمجھ کر کی جاوے وہ بدعت اور حرام ہے۔

(۴) قرآن و حدیث صحیح کے مقابل میں تقلید شرک ہے اور یہی دونوں قسمیں تیسری اور چوتھی معرکۃ الآراء اور محط انظار رہیں جس کا مفصل بیان عن قریب آتا ہے۔

قسم ثانی مباح کی نسبت خاکسار سوانح نگار التماس کرتا ہے کہ شیخ نے ۱۲۹۰ھ میں یک استفتا کے جواب میں ایک تحریر لکھی جس کا نام تاریخی ہے "**ثبوت الحق الحقیق**" اس میں لکھتے ہیں کہ قسم ثانی تقلید کی جس کو میں نے معیار الحق میں مباح لکھا ہے اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

اباحۃ کی تعریف ائمہ اصولیین یہ کرتے ہیں لانّ الاباحۃ ای ماکون فعلہ وترکہ متساویین حکم شرعی لان الاباحۃ من الاحکام ولا حکم الا بالشرع فثبت کون الاباحۃ حکماً شرعیاً لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم الشرعی تخییرا ای من الخطاب التخییری کذا فی مسلم الثبوت وشروحہ۔

ــہ اباحت (یعنی جس کا کرنا نہ کرنا برابر ہو) حکم شرعی ہے کیوں کہ اباحت بھی ایک حکم ہے اور حکم شریعت ہی سے ہوتا ہے تو اباحت کا حکم شرعی ہونا ثابت ہوا کیوں کہ اباحت خطاب شرعی ہے اور خطاب دون اختیار دینے کا حکم یعنی خطاب تخییری (یعنی چاہے کرے چاہے نہ کر)

توجب تقلید شخصی خطاب شرع اور تکلیفات شرعیہ میں داخل نہ ہوئی نہ اقتضاءً نہ تخییراً تو لا محالہ بدعت ہوگی اسی لئے ملا عبد العظیم بن فروخ کی نے قول سدید میں لکھا ہے "[عه] اعلموا ان اللہ لم یکلف احداً من عبادہ ان یکون حنفیاً او مالکیاً او شافعیاً او حنبلیاً بل اوجب علیهم الایمان بما بعث به محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم والعمل بشریعتہ"

راقم کے خیال میں جو تقسیم معیار الحق میں اختیار کی گئی ہے وہی اولیٰ بالصواب ہے۔ کیوں کہ آیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون کی تحت میں تقلید شخصی بھی آجاتی ہے علی سبیل الاباحۃ لا علی سبیل الوجوب اور قول سدید کی عبارت بھی اسی پر دلالت کرتی ہے کیوں کہ لم یکلف احداً کہا لا یجوز لاحد نہیں کہا۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آیۃ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ کے پڑھنے اور سمجھنے کے بعد تو کوئی مسلمان قرآن مجید اور حدیث صحیح کے مقابل میں کسی امام کی تقلید کر ہی نہیں سکتا زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ آیۃ کی تاویل کرکے اُس کو اپنے مذہب کے ڈھب کی بنا دے ایسی حالت میں ماؤلین ایک حد تک معذور سمجھے جا سکتے ہیں۔ کیوں کہ کم و بیش یہ بات ہر مذہب میں پائی جاتی ہے۔ ہاں تاویل اگر نیک نیتی سے نہیں کی گئی جس سے دو مختلف آیتوں، دو مختلف حدیثوں یا آیتوں اور حدیثوں میں تطبیق مقصود ہو تو پھر انما الاعمال بالنیات ہی اس کے لئے قول فیصل ہے۔

اور حدیث صحیح غیر منسوخ غیر معارض مخالف مذہب خاص کے مقابل میں تقلید کئے جانا اور اُس تقلید پر اصرار کرنا ہر چند مقلد اپنی زبان سے اُس تقلید کو واجب نہ کہے مگر اُس کا طرزِ عمل صاف بتا رہا ہے کہ وہ تقلید شخصی کو واجب جانتا ہے جو داخل ہے قسم ثالث کی تحت میں۔

دوسری بات یہ ہے کہ فتووں کے جواب دئے جاتے ہیں حاجت اور زمانہ کے

[عه] یہ خوب سمجھ لو کہ اللہ نے کسی بندے کو اس کی تکلیف نہیں دی ہے کہ وہ حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہو لبتہ اللہ نے فرض کیا ہے ایمان لانا اُس پر جس کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کی شریعت پر عمل کرنا فرض کیا۔ ۱۲

اعتبار ہے۔ جس زمانہ میں رسالہ **ثبوت الحق الحقیق** لکھا گیا اُس زمانہ میں احناف اور اہل حدیث کے درمیان بکثرت مقدمات عدالت دیوانی اور فوجداری میں دائر تھے اور وہ زمانہ اُس زمانہ سے کچھ کم پرآشوب نہ تھا جب کہ **حنفیوں** اور **شافعیوں** کے درمیان آتش عداوت **نیشاپور** میں مشتعل تھی جس میں بڑے بڑے کتب خانے آگ میں جلا دیے گئے۔

فریقین کے درمیان سخت عداوت کا ہونا اُس **استفتا کے سوال** سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔

جو **شیخ** کے پاس لکھنے کے لئے **مرشد آباد** سے آیا تھا اور جس فتوے کا نام "**واقعۃ الفتوے دافعۃ البلوے**" رکھا گیا۔ اُس کا سوال یہ ہے۔

"اضعف العباد **نجم الدین مرشد آبادی** بحکم آیۂ کریمہ **لا تلبسوا الحق بالباطل** علماء دین محمدی سے سوال کرتا ہے کہ عمل تقلیدی **کسی حجت شرعیہ** میں سے ہے یا نہیں **مقلدوں** سے نہایت **ایذا** پا کر **مضطر** ہو کر **سوال** کرتا ہے"

معیار الحق چوں کہ ایک اصول کی کتاب ہے اِس لئے ضرور تھا کہ ہر زمانہ ماضی و حال و مستقبل کے مناسب حال ہو۔ اور **ثبوت الحق الحقیق** یا **واقعۃ الفتوے** دافعۃ البلوے چوں کہ فتوے ہے اور مفتی کے لئے مناسب وقت فتوے دینا ضرور ہے اِس لئے اِس میں رعایت زمانہ حال ملحوظ رکھی گئی اور یہ بات بھی ممکن ہے کہ **شیخ** کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت **شیخ اکبر محی الدین بن العربی** رضی اللہ عنہ کا ہی مسلک راجح عہ معلوم ہوا جیسا کہ **فتوحات مکیہ** جلد ثانی صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے۔ والتقلید فی دین اللہ لا یجوز عندنا لا تقلید حی ولا میت ویتعین علی السائل اذا سأل العالم ان یقول لہ ارید حکم

عہ اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے زندہ کی نہ مردہ کی۔ سائل کو یہی کرنا ہے کہ جب کسی عالم سے پوچھے تو یوں کہے کہ اس مسئلہ میں اللہ و رسول کا حکم بتا دے اگر وہ عالم یوں کہے کہ اللہ کا یا رسول اللہ کا یہ حکم ہے تو اُس کو اختیار کرنا ضرور ہے کیوں کہ وہ عالم اللہ و رسول کے حکم کا ناقل ہے جس کو قبول کرنا مامور بہ ہے اور سائل سوائے اہل ذکر کے کسی دوسرے سے نہ پوچھے اور اہل ذکر قرآن کے جاننے والے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (میں نے ذکر اتارا ہے اور میں اُس کا محافظ ہوں) اور اہل ذکر حدیث والے ہیں ۱۲

الله او حکم رسوله فی هذه المسئلة فان قال له المسئول هذا حکم الله فی المسئلة او حکم رسوله تعین علیه الاخذ به فان المسئول هنا ناقل حکم الله تعالیٰ وحکم رسوله الذی امرنا بالاخذ ویتعین علیٰ مسلم ان لا یسئل الا اهل الذکر وهم اهل القرآن قال تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون واهل الحدیث۔ فان[عه] علم السائل ان هذا المسئول صاحب رائے وقیاس فیترکه ویسئال صاحب الحدیث فان المسئول صاحب رای وقیاس وحدیث فیسئاله فاذا افتاه تعین علیه ان یقول له هذا الحکم عن رای اوقیاس اوعن حدیث فان قال هو عن رای و قیاس ترکه وان قال عن خبر اخذ به۔

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
پبلک لائبریری
ریاست

انتباہ

پچھلی چوتھائی صدی زندگی میں میاں صاحب کی رائے بھی ضعفِ قویٰ کے سبب سے ضعیف ہو گئی تھی۔ اور بیشتر تلامذہ اکثر فتووں کے جواب لکھتے وقت یا تو اُن کو اپنا ہم لے بنا لیتے تھے یا اُن کی لاعلمی میں اُن کی مُہر (جو عموماً طلبہ کی تحویل میں نہایت ہی بے پروائی اور بے احتیاطی کے ساتھ مسجد میں پڑی رہتی تھی) کر دیتے تھے۔

اِس قسم کی کمزوری اگرچہ قابلِ افسوس ہے مگر جب ہم دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے سوانح پر نظر ڈالتے ہیں تو ایسی عمر میں اس قسم کی بہتیری کمزوریاں پاتے ہیں۔

میری رائے میں **میاں صاحب** کے پچھلی ربع صدی کے فتوے جو فتاوائے ماسبق کے خلاف ہوں اُس کو اُن کی ذاتی رائے نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ تصانیف وفتاوائے ماسبق ہی کو ترجیح دینی مناسب ہے۔

[عه] پس اگر معلوم ہو جائے کہ یہ مولوی رائے اور قیاس والا ہے تو اُس کو چھوڑ دے اور حدیث جاننے والے سے پوچھے اور اگر وہ عالم رائے قیاس اور حدیث سب کا عالم ہو تو اُس سے پوچھے اور اس کے فتوی دینے پر ضرور پوچھے کہ یہ رائے قیاس کا حکم ہے یا حدیث کا اگر وہ عالم کہے کہ رائے قیاس کا مسئلہ ہے تو اُس کو چھوڑ دے اور اگر وہ کہے کہ حدیث کا مسئلہ ہے تو اُس کو اختیار کرے ۱۲

دوسری بات اس سے بھی زیادہ افسوس کے قابل یہ ہے کہ تقلید اور عدم تقلید کی ناگوار بحث نے اس قدر طول کھینچا کہ مناظرہ سے مناقشہ اور مناقشہ سے مجادلہ اور مجادلہ سے منازعت تک نوبت پہنچی۔ ایک فریق دوسرے فریق کی تکفیر کرنے لگا اور انگریزی عدالت دیوانی و فوجداری میں بکثرت مقدمات دائر ہوئے اور اب تک ہوتے جاتے ہیں بلکہ بعض حضرات تو اس قسم کی مقدمہ بازی کو غالباً جہاد فی سبیل اللہ سمجھتے ہیں۔ بیشتر مقدمے سب ڈویژن اور ضلع سے گذر کر ہائی کورٹ الہ آباد و کلکتہ تک پہنچے اور ایک مقدمہ تو پریوی کونسل لندن تک لڑا جس میں غیر مقلدین کامیاب ہوئے۔

بایں ہمہ ابھی تک جھگڑا طے نہیں ہوا اور آئے دن ایک نہ ایک مقدمہ کے دائر کرنے کا عزم بالجزم رہتا ہی ہے اور سال میں ایک درجن مقدمات مختلف اضلاع میں دائر ہی رہتے ہیں۔ جس کی پیروی میں فریقین نہی عن المنکر (تعلیم گواہ حلف دروغ وغیرہ جس کی حرمت نص قرآنی میں موجود ہے) کی مطلق پروا نہیں کرتے۔

خداوندا کاش یہ لوگ اب بھی سمجھیں اور سوچیں کہ اس سے انہیں کو خود نقصان پہنچ رہا ہے اور روز بروز ان کی قوم ضعیف، ذلیل اور مفلس ہوتی جاتی ہے یا کوئی ایسا زبردست شخص ان لوگوں میں پیدا کر دے جو اُن کی ساری قوتوں کو ایک مرکز پر لا جما دے۔

میں نے بارہا ان کے لیڈروں (پیشواؤں) کی جناب میں عرض کی کہ علمی کیرکٹر (چال چلن) سے آپ لوگ اپنی زندہ نظیر قائم کریں اور عمدہ محقق غیر متعصبانہ (جس میں نہ کسی کی دل شکنی ہو نہ خلاف تہذیب طعن و تشنیع) پند آمیز غیر مناظرانہ تالیف و تصنیف سے لوگوں کے وحشی اور نفور دلوں کو مانوس کر کے اُن پر قبضہ کریں تو جو عمدہ حقیقی اور لازوال اثر اس طریقہ سے ہو سکتا ہے وہ مناظرے اور مجادلے سے محض ناممکن ہے۔ ہر چند میری اس التماس کا ابھی تک تو کوئی اثر نہیں ہوا ہے اور نہ ہونے کی اُمید ہے مگر برگزیدہ حضرات علما میں سے چند بزرگ بھی اگر اس طرف توجہ کریں تو ع

شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال

اب ہم پھر معیار الحق کے ریویو کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بقیہ بحث تقلید مباح

یہ تقلید مباح بھی اُن علما کے لئے ہے جو مجتہد نہ ہوں جُہلا، عامی اور حرف شناس لوگوں کو اِس سے تعلق نہیں ان کو صرف اِسی قدر لازم ہے کہ وہ کسی مذہب کے عالم سے بوقت ضرورت مسئلہ پوچھ لیں جو حکم وہ دے اس کے مطابق عمل کریں۔ **ملا علی قاری** **شرح عین العلم** میں لکھتے ہیں۔ "من؎ المعلوم ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ ما کلف احدًا ان یکون حنفیا او مالکیًا او شافعیًا او حنبلیًا بل کلفھم ان یعملوا بالسنۃ ان کانوا علماء ویقلدوا علماء اِن کانوا جھلاء"

اور **ردالمحتار** حاشیہ درالمختار میں تو علامہ **شامی** نے یہاں تک لکھ دیا کہ "عامی کو مذہب سے کیا علاقہ۔ مذہب تو ہوتا ہے اُس کے لئے جس کو کچھ بصیرت مذہب میں ہو کسی عامی کا اپنے کو حنفی یا شافعی کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ اپنے کو نحوی کہے" **ع** لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔

یہ تقلید بسبب شرط ان کنتم لا تعلمون کے مختص ہے حالت لاعلمی کے ساتھ کیوں کہ جب کسی مسلمان کو قرآن و حدیث سے معلوم ہو گیا کہ نماز پنجگانہ ہر مکلف پر فرض ہے تو وہ اس مسئلہ خاص میں مقلد نہیں رہا کیوں کہ دلیل معلوم ہو گئی اب چاہے وہ زبان سے کہے یا نہ کہے۔ اسی لئے ائمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے اتباع سے ایسی حالت میں امتناع کی شہادتیں موجود ہیں **شیخ جلال الدین سیوطی** اپنی کتاب الرد علیٰ من اخلد الی الارض میں لکھتے ہیں۔ "ھل اباح مالک وابوحنیفۃ والشافعی رضی اللہ عنھم لاحد تقلید ھم حاشا للہ منھم بل انھم قد نھوا عن ذالک ولم یفسحوا لاحد فیہ۔ امام **عبدالوہاب شعرانی** **یواقیت و الجواہر** میں لکھتے ہیں۔ "وکان الامام احمد یقول لیس لاحد من اللہ و رسولہ کلام لا تقلدنی ولا تقلدن مالکًا ولا الاوزاعی ولا النخعی وغیرھم

؎ یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ خدائے پاک نے کسی کو حنفی یا مالکی یا شافعی یا حنبلی ہونے کی تکلیف نہیں دی بلکہ علما کو سنت پر عمل کرنے کا حکم دیا اور جاہلوں کو علما کی تقلید کا ۱۲

و خُذوا الاحکام من حیث اخذوا من الکتاب والسنۃ"

فاضل **محب اللہ بہاری** **مسلم الثبوت** میں فرماتے ہیں۔ العدول عن الدلیل الی التقلید خلاف المعقول کیف وفیہ ریب وقد امرنا بترکہ فی الحدیث المنقول۔

تاج الدین عثمانی **جامع الفواد** میں لکھتے ہیں من یعمل[عہ] بقول المجتہدین فھو مثاب فی الدنیا والآخرۃ ما لم یجد الحدیث الصحیح المتصل الاسناد واذا وجد یعمل بالحدیث۔ اسی قسم کی نہی نکیر **مجد الدین فیروز آبادی** اور قاضی **عضد** شارح مختصر الاصول سے بھی منقول ہے مولانا شاہ **عبد العزیز محدث** دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز اپنی کتاب تفسیر **فتح العزیز** میں بہ تحت آیۃ لئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم لکھتے ہیں " زیں آیۃ معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل و سطوح براہین تقلید باطل ست"

اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ عالم بالحدیث کو مسائل منصوصہ میں کسی مجتہد کی تقلید مناسب نہیں اگرچہ اُس مجتہد کا قول بھی موافق اُس حدیث کے ہو۔

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں قرآن و حدیث پر عمل کرنا بہت دشوار ہے حالانکہ یہ خیال اُن کا محض بے بنیاد ہے جس پر غور نہیں کیا گیا۔

حافظ الفقہ والحدیث **عبد الرحمن بن اسمٰعیل ابو شامہ** اپنی مقبول کتاب **اصول** میں فرماتے ہیں۔ "وقد حرم[عہ] الفقہاء فی زماننا النظر فی کتب الحدیث

[عہ] جو مجتہدوں کے قول پر عمل کرے گا وہ دنیا اور آخرت میں ثواب پائے گا مگر جبھی تک ہے کہ حدیث صحیح متصل الاسناد نہیں ملی ہے اور جب مل گئی تو حدیث ہی پر عمل کرتا ہے ۱۲

[عہ] ہمارے زمانہ کے فقہا نے حدیث و آثار کی کتابیں دیکھنی اور اُس کے فقہ اور معانی کی بحث اور اُن کی شرح کا مطالعہ حرام کر دیا۔ بلکہ عمر بھر بیٹھے اگلے فقہائے متاخرین کے قول پر فتوے دیتے رہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ (جو وحی کے وقت موجود تھے اور رسول خدا کو دیکھا تھا اور شریعت کی خوب خوب باتوں کو سمجھتے تھے) کے آثار کو چھوڑ بیٹھے ان لوگوں نے اجتہاد کو حرام ہی کر دیا اور باپ دادوں کے مقلد رہ گئے اور صدر اول کے علما جو نا معلوم حدیث پر عمل نہ کر سکے تو وہ معذور تھے کیوں کہ اُن دنوں حدیث جمع نہیں ہوئی تھی علما کی زبان سے لوگ سیکھتے تھے ور علما بھی ایک جگہ نہ تھے یہ عذر الحمد للہ کہ اب جاتا رہا کیوں کہ حدیثیں کتابوں میں جمع ہو گئیں اور اُن کے ابواب اور تقسیمیں ہو گئیں اور راہ آسان ہو گئی اور صحت و ضعف کا بیان بھی ہو گیا اور جرح و تعدیل اور بیان علل بھی ہو چکا۔ غرض عمل کرنے والے کے لئے (دیکھو صفحہ ۳۱۱)

والآثار والبحث عن فقهها ومعانيها ومطالعة الكتب النفيسة المصنفة في شروحها وغريبها بل افنوا زمانهم وعمرهم في النظر في اقوال من سبقهم من متاخري الفقهاء وتركوا النظر في نصوص نبيهم المعصوم من الخطاء صلى الله عليه وآله وسلم وآثار الصحابة الذي شهدوا الوحي وعاينوا المصطفىٰ صلى الله عليه وآله وسلم وفهموا نفائس الشريعة فلاجرم حرم هؤلاء رتبة الاجتهاد وبقوا مقلدين على الآباء وقد كانت العلماء في الصدر الاول معذورين في ترك ما لم يقفوا عليه من الحديث لكون الاحاديث لم تكن حينئذٍ فيما بينهم مدونة انما كانت تلقى من افواه العلماء وهم يتفرقون في البلدان وقد زال ذالك العذر ولله الحمد بجمع الاحاديث المجتمع بها في كتب وبوبوها وقسموها وسهلوا الطريق اليها وبينوا ضعف كثير منها وصحته وتكلموا في عدالة الرجال وجرح المجروح وفي علل الاحاديث ولم يدعوا للمستعمل ما يتعلق به وفسروا القرآن وتكلموا في غريبها وفقههما وكل ما يتعلق بهما في مصنفات عديدة جليلة والآلات متهيات لذي طلب صادق وذكاء وفطانة وكذا اللغة وصناعة العربية كل ذالك فقد حرره اهله وحققوه فالتوصل الى الاجتهاد بعد الجمع والنظر في الكتب المعتمدة اذا رزق الانسان الحفظ والفهم ومعرفة اللسان اسهل منه قبل ذالك۔

شیخ عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں ومن[عہ] اعجب العجائب ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۔ ۳۱۰) کوئی علت باقی نہ رہی اور محدثین نے قرآن کی تفسیر و غرابت اور فقاہت در آن کے متعلقات بڑی بڑی کتابوں میں لکھ دیئے اور سارے سامان تیار ہوگئے اب طلب صادق اور ذہن و فہم چاہیے ایسا ہی لغت اور علم عربیت اس کے محققین لکھ گئے اب تو اگر خدا نے حافظہ اور فہم اور زباندانی دی ہے تو کتابیں جمع کرکے اور مطالعہ کرکے رتبۂ اجتہاد کو پہنچنا پہلے سے بہت آسان ہے ۱۲

[عہ] سب سے بڑھ کر تعجب خیز تو یہ ہے کہ بعض فقہائے مقلدین اپنے امام کی دلیل کا ضعف جانتے ہیں جس کا کوئی جواب اُن کے پاس نہیں ہے اور ساتھ اس کے اُس میں تقلید کئے جاتے ہیں اور جس پر قرآن و حدیث شاہد ہے اُس کو ترک کرتے ہیں۔ اور ایسی تاویلیں کرتے ہیں جو مستبعد ہیں ۱۲

الفقهاء المقلدين يقف احدهم على اضعف مأخذ امام بحيث لا يجد لضعفه مدفعًا وهو مع ذلك يقلده فيه ويترك من شهد له الكتاب والسنة ويتاولها بالتاويلات البعيدة۔

قسم ثالث تقلید شخصی کی جو واجب سمجھ کر کی جائے وہ بدعت اور حرام ہے

مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ ولو[ف] التزم مذهبًا معينًا اى عهد من عند نفسه انه على هذا المذهب كمذهب ابى حنيفة اوغيره من غير ان يكون هذا الالتزام بمعرفة دليل كل مسئلة وظنه راجحًا على دلائل المذاهب الاخر المعلومة مفصلا بل انما يكون العهد من نفسه بظن الفضل به اجمالا او لسبب اخر فهل يلزم الاستمرار عليه ام لا فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال من مذهب الى آخر حتى شدد بعض المتاخرين المتكلفين وقالوا الحنفى اذا صار شافعيا يعذر وهذا التشريع من عند انفسهم لان الالتزام لا يخلوا عن اعتقاد عليه

[ف] جس نے ایک مذہب کا التزام کیا یعنی جی میں عہد کیا کہ وہ اس مذہب پر رہے گا جیسے ابو حنیفہ کا مذہب یا اور کسی کا اور یہ عہد اس نے اس وجہ سے نہیں کیا کہ اس مذہب کے ہر مسئلہ کو بدلیل سمجھا اور دوسرے مذہبوں سے راجح گمان کیا بلکہ یہ عہد صرف حسن ظن پر مبنی تھا تو کیا ایسے شخص پر ضرور ہے اس عہد کا قائم رکھنا یا نہیں اس سوال کے جواب میں بعض نے کہا ہے ہاں اس عہد پر قائم رہنا واجب ہے اور دوسرا مذہب اختیار کرنا حرام ہے اور بعض متاخرین کا تو یہ تشدد ہے کہ اگر حنفی شافعی ہو جائے تو قابل تعزیر ہے یہ اُن کی من گھڑی شریعت ہے اس بنا پر کہ وہ عہد صابر اعتقاد حقیت اس مذہب کے ہوگا تو نہیں چھوڑ سکتا۔ ہم اس کو نہیں تسلیم کرتے کیوں کہ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص دو امر متساوی میں سے کوئی امر اس لئے اختیار کر لیتا ہے کہ فی الحال اُس کی سمجھ میں یہی بات آئی یا اس لئے کہ دفع حرج ہو جائے اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو یہ اعتقاد کسی دلیل شرعی سے پیدا نہیں ہوا بلکہ یہ معتقد کی ذاتی ہوس ہے اور ہوس پر قائم رہنا واجب نہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ اُس پر قائم رہنا واجب نہیں ہے بلکہ اُس سے انتقال کرنا صحیح ہے وہ یہی مذہب حق ہے اور اسی پر اعتقاد رکھنا چاہئے ہاں۔ البتہ یہ انتقال ازراہ بازی نہ ہو کیوں کہ بازی ولہو قطعاً حرام ہے مذہب میں ہو یا غیر مذہب میں۔ اور واجب تو وہی ہے جس کو اللہ جل شانہ نے واجب کیا اور حکم اُسی کا ہے اور اُس نے کسی فرد بشر پر یہ واجب نہیں کیا کہ ائمہ میں سے کسی کا مذہب وہ ضرور اختیار کرے پس اس کو واجب کرنا ایک جدید شریعت قائم کرنا ہے اور اس پر استدلال یوں کرنا چاہئے کہ علما کا اختلاف از روئے نص رحمت اور خلق اللہ کے حق میں رفاہ ہے اگر کسی مذہب کا التزام کرے تو یہ تشدد ہے ۱۲

الحقیه فیه فلا یترك قلنا لا نسلم ذالك فان الشخص قد یلتزم من المتساویین امرا لتفقه له فی الحال ودفع الحرج عن نفسه ولو سلم فهذا الاعتقاد لم ینشاء بدلیل شرعی بل هو هوس من هوسیات المعتقد ولا یجب الاستمرار علی هوسه فافهم وتثبت وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن ویعتقد به لکن لا ینبغی ان یکون الانتقال للتلهی فان التلهی حرام قطعاً فی المذهب کان او فی غیره اذ لا واجب الا ما اوجب الله تعالی والحکم له ولم یوجب علی احد ان یتمذهب بمذهب رجل من الائمة فایجابه تشریع شرع جدید ولك ان یستدل علیه بان اختلاف العلماء رحمة بالنص وترفنه فی حق الخلق فو الزم العمل بمذهب کان هذا نقمة وشدة"

خاتم الولایة المحمدیه **شیخ اکبر**۔ **فتوحات مکیه** میں فرماتے ہیں اذا صح[ہ] الحدیث وعارضه قول صاحب او امام فلا سبیل الی العدول عن الحدیث و یترك قول ذالك الامام والصاحب للخبر ثم قال ولا یجوز ترك آیة او خبر بقول صاحب او امام ومن یفعل ذالك فقد ضل ضلالاً مبیناً وخرج عن دین الله۔

شیخ المشائخ محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ **فتوح الغیب** میں فرماتے ہیں۔ کہ فکر کرو اللہ کی کتاب اور رسولؐ اللہ کی حدیث میں اور فریب مت کھاؤ کسی قول ضعیف یا قوی سے یعنی حدیث کے مقابل اور مخالف کسی کا قول مت لو۔

ان سب تحریروں سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ واجب سمجھ کر تقلید شخصی کرنی نئی شریعت گڑھنی ہے پھر بدعت میں اس سے زیادہ ہوتا ہی کیا ہے۔

قسم رابع تقلید کی شرک ہے جو قرآن وحدیث صحیح کے مقابل کی جائے۔

[ہ] جب حدیث صحیح مل جائے اور کسی صاحب یا امام کا قول اُس کے معارض ہو تو حدیث کے چھوڑنے کی کوئی صورت نہیں ہے اور اُس امام اور اس شخص کے قول کو حدیث کے مقابل میں چھوڑ دینا چاہئے اور پھر فرماتے ہیں کہ کسی آیۃ یا کسی حدیث کا چھوڑنا اور کسی امام یا کسی صاحب کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا وہ صاف صاف گمراہ ہوا اور اللہ کے دین سے نکل گیا ۱۲

ہرچند یہ بحث اصل کتاب معیار الحق میں دیکھے بغیر پوری طرح ذہن نشین نہیں ہو سکتی اور سوانح نگار اگر اس کو ناظرین کے ذہن نشین کرانا چاہے تو کتاب کا معتدبہ حصہ اس کو نقل کرنا پڑے گا مگر بمصداق ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ ان بعض بعض حوالوں کا نقل کر دینا خالی از دلچسپی نہیں ہے جو محققین کی کتابوں سے دیا گیا ہے۔

اس دعوے کے ثبوت میں **حجۃ اللہ البالغہ، عقد الجید** جناب شاہ **ولی اللہ** محدث دہلوی۔ تفسیر **فتح العزیز** جناب شاہ **عبد العزیز** محدث دہلوی **تنویر العینین** جناب مولانا **شہید** کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ پھر[عہ] **تفسیر مظہری** قاضی **ثناء اللہ** حنفی مجددی پانی پتی کی یہ عبارت نقل کی ہے۔ قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ الآیہ۔ ومن ہہنا یظہر انہ اذا صح عند احد حدیث مرفوع من النبی صلعم سالما عن المعارضۃ ولم یظہر بہ ناسخ وکان فتوے ابو حنیفۃ رح مثلا خلافہ وقد ذہب علی وفق الحدیث احد من الائمۃ الاربعۃ یجب علیہ اتباع الحدیث الثابتۃ ولا یمنعہ الجمود علی مذہبہ من ذالک لان لا یلزم اتخاذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔

[عہ] صاحب ہدایہ امام زندویسی کی کتاب **روضۃ العلماء** سے نقل کرتے ہیں انہ یعنی ابا حنیفۃ سئل اذا قلت وکتاب اللہ یخالفہ قال اترکوا قولی

[عہ] تم ہو اے کتاب والو ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یعنی ہم نہ پوجیں کسی کو سوا اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کا کسی شے کو اور نہ پکڑیں ہم میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب بنا کر الآیہ اس سے ظاہر ہو کہ کسی شخص کو آنحضرت صلعم کی کوئی حدیث مرفوع مل جائے اور وہ معارضہ سے بچی ہوئی ہو اور اس کا کوئی ناسخ بھی نہ ہو اور فتوی امام ابو حنیفہ رح کا فتوے اس حدیث کے خلاف ہو اور آئمہ اربعہ میں سے کسی کا مذہب اس حدیث کے موافق ہو تو اس شخص پر اس حدیث کی اتباع واجب ہے اس کو چاہیے کہ اپنے مذہب پر نہ اڑا رہے تاکہ اتخاذ اربابا من دون اللہ لازم نہ آوے ۔

[عہ] امام ابو حنیفہ رح سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کسی مسئلہ میں کچھ فرمایا اور کتاب اللہ اس کے مخالف ہو تو کیا کرنا چاہیے انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے قول کو چھوڑ دو اور کتاب اللہ پر عمل کرو پھر اس شخص نے پوچھا اگر رسول اللہ صلعم کی حدیث اس کے مخالف ہو تو کیا کریں کہا حدیث کے مقابلہ میں ہمارے قول کو چھوڑ دو پھر اس نے پوچھا اگر صحابہ کا قول آپ کے قول کے مخالف ہو تو کہا صحابہ کے قول کے مقابلہ میں ہمارے قول کو چھوڑ دو ۔

◆

بکتاب اللہ وقیل اذا کان خبر الرسول صلعم یخالفہ قال اترکوا قولی بخبر الرسول صلعم قیل اذا کان قول الصحابۃ یخالفہ قال اترکوا قولی بقول الصحابۃ۔

مدخل میں **بیہقی** نے لکھا ہے قال[عہ] عبد اللہ بن مبارکؒ سمعت ابا حنیفۃ اذا جاء عن النبی صلعم فعلی الراس والعین واذا جاء عن اصحاب النبی صلعم نختار قولھم واذا جاء عن التابعین زاحمناھم۔

یواقیت الجواہر میں امام **شعرانی** فرماتے ہیں وکان[عسہ] امام مالکؒ یقول ما من احد الا و ماخوذ من کلامہ ومردود علیہ ھو الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

صاحب نہایہ امام **الحرمین** کا قول نقل کرتے ہیں قال[سہ] الشافعی اذا بلغکم خبر صحیح یخالف مذھبی فاتبعوہ واعلموا ان ھو مذھبی۔

اور امام **احمد بن حنبل** کا قول تو پہلے ہی گذر چکا ہے لیس لاحد مع اللہ ورسولہ کلام الخ

امام **شعرانی** نے اپنی کتاب **مشارق الانوار القدسیہ** میں **علی متقی** کا یہ قول نقل کیا ہے کہ بچو حدیث صحیح کے مقابل میں کسی رائے کی پیروی کرنے سے یہ کہہ کر کہ میرے امام کا قول ہے کیوں کہ ان سب ائمہ نے اپنی برأت کرلی ہے اپنے اُس قول سے کہ جب وہ مخالف ہو صریح سنت کے پھر جب تم مقلد ہو اُن اماموں کے تو اس قول میں اُن کی تقلید کیوں نہیں کرتے"۔

حافظ **ابو محمد** ابن حزم اپنی کتاب **نبذ الکافیہ** میں لکھتے ہیں۔ کہ ایسی تقلید کے حرام ہونے پر اجماع ہے کل صحابہ کل تابعین اور کل تبع تابعین کا کہ تمام اقوال پر امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد کے آدمی عمل کرے اور اُن کے اتباع کے

[عہ] عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ ہم نے امام ابو حنیفہ رح کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ صلعم کی باتیں تو ہماری سر آنکھوں پر ہیں اور صحابہؓ کی باتیں مختار ہیں اور تابعین کی باتوں میں البتہ مزاحمت ہے ۱۲

[عسہ] امام مالک رح فرماتے تھے کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا بعض کلام مقبول اور بعض مردود نہ ہو سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱۲

[سہ] امام شافعی رح فرماتے ہیں کہ جس وقت تم کو کوئی حدیث صحیح مل جاوے جو ہمارے مذہب کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کرو اور سمجھ لو کہ وہی ہمارا بھی مذہب ہے ۱۲

قول کے مقابل میں بھی کسی دوسرے کا قول نہ مانے اور نہ قرآن و حدیث ہی پر اعتماد کرے تو ایسا کرنے والا یقینی مخالف ہے اجماعِ امت اوّلین اور آخرین کا۔

مگر شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید میں اس قول کی نسبت فرماتے ہیں کہ ابن حزم کا یہ قول تمام ہوتا ہے اُس کے حق میں جو کچھ بھی اجتہاد کر سکتا ہے وہ اجتہاد اگرچہ ایک ہی مسئلہ میں ہو اور اُس کے حق میں جس پر صاف صاف ظاہر ہو جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کام کے لئے حکم دیا ہے اور اس سے منع کیا ہے اور وہ منسوخ نہیں ہے چاہے یہ بات تتبع احادیث اور اقوال مخالف و موافق سے ثابت ہو جائے چاہے اُس پر غور کرنے سے کہ علمائے متبحرین کا ایک جم غفیر اس طرف گیا ہے اور مخالف کے پاس سوائے قیاس اور استنباط کے کوئی دوسری سند نہیں ہے تو ایسی حالت میں مخالفت حدیث کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ہے سوائے نفاق خفی اور حماقت جلی کے اس کے سوا **شیخ ابن الہمام حنفی**، **علامہ ابن امیر حاج**، **علامہ سید بادشاہ**، **شیخ ابن الحاجب**، **قاضی عضد الملۃ**، **محب اللہ بہاری**، **بحر العلوم**، **فاضل قندھاری** اور ان کے سوائے بہتیرے علمائے سلف اور خلف کا قول ہے کہ اللہ تعالٰے نے کسی کو حکم نہیں دیا کہ ائمہ مجتہدین میں سے ایک ہی امام کی تقلید کرے۔

امام **شعرانی** لکھتے ہیں کہ "علمائے مذاہب کا بڑا گروہ عمل کرتا اور فتوے دیتا تھا مذاہب مختلفہ پر بغیر التزام کسی مذہب معین کے زمانہ اصحاب مذاہب سے اپنے زمانہ تک اور یہ طریقہ علما متقدمین و متاخرین میں برابر جاری رہا اس طرح پر کہ وہ متفق علیہ اور دلیل مؤمنین ٹھیر گیا۔ جس کا خلاف صحیح نہیں ہے"

محقق **ابن الہمام** حنفی تحریر میں فرماتے ہیں " لا یرجع عما قلد فیہ اتفاقاً وھل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار نعم للقطع بانھم کانوا یستفتون مرۃً واحداً ومرۃ غیرہ غیر ملتزمین مفتیاً واحداً فلو التزم مذھباً معیناً کابی حنیفۃ والشافعی فقیل یلزم وقیل لا وقیل مثل من لم یلتزم وھو الغالب علی الظن"

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ جس مسئلہ میں کوئی تقلیداً عمل کر چکا ہے تو اُس سے رجوع نہ کرے رہی یہ بات کہ دوسرے مسئلہ میں دوسرے کی تقلید کرے یا نہ کرے تو مختار

یہی ہے کہ کرے کیوں کہ یہ امر یقینی ہے کہ پہلے لوگ ایک مرتبہ ایک عالم سے پوچھتے تھے دوسری بار دوسرے سے بغیر التزام کسی مفتی کے پھر اگر کوئی شخص التزام کرے کسی مذہب معین کا مثل ابی حنیفہ اور شافعی کے تو اس خصوص میں تین اقوال ہیں :-

(۱) التزام لازم ہے (۲) نہیں لازم ہے (۳) التزام اور عدم التزام دونوں برابر ہیں اور یہی بات جی کو لگتی ہے۔

فائدہ جس مسئلہ میں کوئی تقلیداً عمل کر چکا ہے اُس سے رجوع نہ کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُسی مسئلہ میں دوسرے حادثہ میں دوسرے وقت بھی رجوع نہ کرے جیسا کہ **سید علی سمہودی**، **سید زین العابدین**، **سید احمد طحطاوی**، **سید بادشاہ**، شارح تحریر اور **فاضل قندھاری** نے **مغتنم الحصول** میں نہایت ہی پُرزور دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور ایسا ہی **شرح تحریر** مختصر الشرح ابن امیر حاج **تحبیر** شرح تحریر **مختصر الاصول** شیخ ابن الحاجب مالکی، **شرح مختصر** عضد الملۃ والدین شافعی **مسلم الثبوت** ملا محب اللہ بہاری **تقریر الاصول** صاحب عنایہ حاشیہ ہدایہ **عقد الفرید** ملا حسن **شرنبلالی حنفی** اور **طوالع الانوار** حاشیہ در مختار **ملا عابد سندھی** میں و مولانا **بحر العلوم** شرح **مسلم الثبوت** اور نیز شرح تحریر میں لکھتے ہیں "[عہ] اعلم انك قد علمت ان التكليف من الشارع ليس الا العمل بفتوى مجتهد على التخيير وتخصيص العمل بفتوى مجتهد دون مجتهد تحكم لا يلتفت اليه بل هو تغيير لحكم الشارع من دون برهان وحجر رحمة الله الواسعة"

ملا علی قاری اپنی کتاب "**سم القوارض**" میں فرماتے ہیں "[عہ] لا يجب على احد من هذه الامة ان يكون حنفيا او شافعيا او مالكيا او حنبليا بل يجب

[عہ] اس سے معلوم ہو گیا کہ شارع نے کسی مجتہد کے فتوے پر عمل کرنے کی تکلیف بحسب تخییر دی ہے اور کسی ایک مجتہد کے فتوے پر عمل کی تخصیص تو تحکم ہے اس کی طرف ملتفت نہ ہونا چاہئے بلکہ وہ تو حکم شارع کے خلاف بغیر برہان بات ہے اور رحمت الٰہی سے کنارہ کشی کرلی ہے ۱۲

[عہ] اس امت میں سے کسی پر یہ واجب نہیں کہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی ہو بلکہ لوگوں پر یہ واجب ہے کہ اگر وہ خود مجتہد نہ ہوں تو اُن بڑے لوگوں میں سے کسی کی تقلید کریں جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے فاسئلوا اهل الذكر الخ اور بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ جس نے کسی عالم کی پیروی کی وہ سالم رہا ۱۲

علی آحاد الناس اذا لم یکن مجتھدا ان یقلد احدا من ھؤلاء الاعلام لقولہ تعالی فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ویقول بعض مشائخنا من تبع عالما لقی سالما"

مولانا حیدر **علی** ساکن ریاست ٹونک شاگرد رشید جناب مولانا شاہ **عبدالعزیز محدث** دہلوی اپنے رسالہ "**صیانۃ الاناس**" میں لکھتے ہیں کہ قید یک مذہب کی اکثر لوگوں کے حق میں اکثر احوال میں اولی اور مستحسن بلکہ ضرور ہوتی ہے کیوں کہ دین پر چلنا سہل ہو جاتا ہے لیکن ہر شخص کے واسطے ضرور نہیں جس کو اللہ تعالی مرتبہ تحقیق کا دے وہ کیوں تقلید کرے پھر تقلید ایک شخص معین کی اس پر اگر کوئی دلیل ادلہ شرعیہ اربعہ سے ہو تو لاؤ تقلید تو بے علم کے لئے ہے **فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون**۔

سید **شریف** حاشیہ **حکمۃ العین** میں لکھتے ہیں۔ کہ اولاد رسول ایک صلبی ہیں جن کو سادات کہتے ہیں ان پر صدقہ حرام ہے اور دوسری اولاد روحی علماء عظام ہیں جن پر دوسرے عالم کی تقلید حرام ہے کیوں کہ وہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے دوسرے عالم کا۔

اسی عدم وجوب تقلید معین کے سبب **علماء** حنفیہ **عراق** اور **ماوراء النہر** نے زوج مفقود کے باب میں زوجہ کے نکاح ثانی کر لینے کا فتوے **امام مالکؒ** اور **شافعیؒ** کے قول پر دیا۔

اور **علماء** حنفیہ **خوارزم** نے قرأت غلط کے مسئلہ میں امام **شافعی** کے مذہب پر فتوے دیا اور اس پر طرہ یہ کیا کہ جب ان سے کہا گیا کہ **شافعی** کا مذہب سورۂ **فاتحہ** کے سوا دوسری سورتوں اور آیتوں کے بارے میں ایسا ہے کہ قرأت غلط سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ تو جواب میں **علماء** حنفیہ نے کہا کہ ہم نے ان کے مذہب سے صرف اطلاق کو لے لیا اور تقیید کو چھوڑ دیا۔

ناظرین انصاف کریں کہ یہ کس قسم کی تقلید ہوئی نہ پوری امام اعظم کی نہ پوری امام شافعی کی **تحلیف شہود** کے مسئلہ میں متاخرین احناف کرام نے چاروں **مذہب** کے خلاف **ابن ابی لیلی** کے مذہب پر فتوے دیا۔

مجموع النوازل میں منقول ہے کہ شیخ الاسلام **عطا** ابن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص اگر اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح بشہادت فساق کسی نابالغ لڑکے سے کردے تو بسبب شہادت فساق ابطال نکاح کے لئے کیا حنفی مذہب کا قاضی شافعی المذہب قاضی کے پاس اس مقدمہ کو بھیج سکتا ہے ؟ کہ وہ نکاح کو باطل کردے فرمایا کہ "ہاں جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ حنفی قاضی خود ہی اُس نکاح کو باطل کردے بموجب مذہب شافعی کے اگرچہ وہ حنفی ہے"

امام سید **شریف علی** سمہودی نقل کرتے ہیں کتاب **حازم** سے کہ ایک مرتبہ امامت نماز جمعہ میں **ابو الطیب طبری** تکبیر تحریمہ کہا چاہتے تھے کہ اُن پر ایک چڑیا نے بیٹ کردی امام موصوف یہ کہہ کر کہ ہم اس وقت حنبلی ہیں تکبیر کہہ کر نماز شروع کردی حالاں کہ وہ تھے شافعی المذہب جس مذہب میں اجتناب کیا جاتا ہے چڑیوں کی بیٹ کے پڑجانے سے۔

پھر امام موصوف ہی ایک دوسری حکایت بیان کرتے ہیں کہ قاضی **ابو عاصم** عامری حنفی مغرب کی نماز کے وقت **قفال** شافعی کی مسجد میں نماز کو گئے تو **قفال** نے اُنہیں کو امام بنایا اور موذن کو حکم دیا کہ تکبیر میں دو دو کلمے کہے مطابق مذہب حنفی کے خلافاً للشافعی **ابو عاصم** قاضی حنفی امام نے قراٗت میں بسملہ بھی بجہر پڑھا اور رفع یدین وغیرہ شافعی مذہب کے مطابق کیا۔

خاکسار مولف کہتا ہے کہ یہ ہیں اسلام کے برکات اور بغیر لوث نفسانیت کے سچی مسلمانی نہ یہ کہ امامت اور دخل یابی مسجد کے لئے اہل حدیث اور مقلدین آپس میں ہمیشہ دست و گریباں رہیں ور مقدمہ جاے بنگالی بابوؤں اور انگریز صاحبوں کے پاس فیصلہ کے لئے جس میں فریقین سے انواع منکرات کا صدور ہو۔

ت (۹) کسی کا اپنے کو محمدی کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ معتزلہ اپنے کو اہل توحید کہتے ہیں۔

م (۹) غلط بلکہ وہ اہل سنت وجماعت ہے چنانچہ مولانا **حیدر علی** ساکن ریاست ٹونک تلمیذ رشید مولانا شاہ **عبد العزیز** محدث دہلوی کے پاس کسی نے ایک استفتا بھیجا تھا جس کا سوال یہ تھا کہ "جو مومن باللہ والرسول بلا تقلید کسی مذہب کے

مذاہب اربعہ میں سے احکام شرعیہ کی اتباع کرتا ہے اور اپنے کو محمدی کہتا ہے اور ائمہ اربعہ وغیرہم ائمہ اہل سنت کو بھی حق پر سمجھتا ہے وہ سنی مومن صحیح لایمان ہی یانہیں؟

اِس کا **جواب** جو آپ نے لکھا ہے اُس پر سارے **علماء** نامی ریاست **ٹونک کی مہریں** موجود ہیں۔

جواب "کسی خاص مجتہد کی تقلید واجب نہیں ہے اور جو تعین کسی مجتہد کی نہیں کرتا وہ گمراہ نہیں ہے ایسے شخص کو کافر یا مشرک کہنا حسب ارشاد نبوی صلعم جائز نہیں بلکہ کہنے والا کافر ہوتا ہے۔ صحیح بخاری، ترمذی اور طبرانی میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ کوئی شخص اگر اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف رجوع کرے گا اگر فی الحقیقت وہ کافر ہے جس کو کافر کہا ہے تو اُس کی طرف ورنہ کہنے والے کی طرف۔ صحابہ کرام میں سے معدود چند صحابہ مجتہد تھے و باقی سب مقلد مگر کسی ایک صحابی مجتہد کی تقلید وہ لوگ نہیں کرتے تھے اور تقلید مجتہد معین کو واجب و لازم نہیں جانتے تھے کیوں کہ یہ امر خود اجماع صحابہ کے خلاف تھا اس لئے ہر مسلمان اتباع احکام شرعیہ اور اخذ میں اُس کے مجاز ہے کہ جس مجتہد سے چاہے لے بلا تقلید کسی مذہب کے مذاہب اربعہ میں سے اور یہ جائز ہے باجماع صحابہؓ پس منکر اور مخالف اس کا منکر اور مخالف ہے اجماع صحابہ کا۔ پھر جو لوگ کہ باوجود بے علمی کے اپنے کو اہل علم میں شمار کرتے ہیں اُنہوں نے لامذہب کے جو معنے قرار دے رکھے ہیں وہ معنی تو اکثر صحابہ میں باعتبار عمل کے اور کل صحابہ میں باعتبار اعتقاد کے متحقق تھا۔

متاخرین حنفیہ نے تحلیف شہود میں ابن **ابی لیلیٰ** کا مذہب اختیار کیا حالاں کہ تحلیف شہود چاروں مذہب میں ناجائز ہے تو اُن لوگوں کی نسبت جن کا ذکر اوپر ہوا لامذہب کا لفظ کہدینا نعوذ باللہ منہا ایسی جرح و قدح ہے جو صحابہ کرام مفتیان اور قضاۃ علماء متاخرین حنفیہ پر ہوتی ہے۔

میں خود حنفی مذہب کا مقلد ہوں اگر کوئی اس مذہب پر طعن کرے تو میں سینہ سپر ہو کر کلہ بہ کلہ جواب دینے کو موجود ہوں لیکن حق بات کے کہنے سے چارہ نہیں ہے الساکت عن الحق شیطان اخرس عوام اور اُمیوں کو تو شیطان اپنے دام

فریب میں لانا ہی ہے اہل علم کے ساتھ دوسرا کھیل کھیل جاتا ہے اور اُن میں سے کوئی تو محدثین کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے اور کوئی مجتہدین کے ساتھ نعوذ باللہ منہا"

اِس کے بعد **شیخ** لکھتے ہیں کہ منصف مزاج مقلدین کے لئے اس قدر سند اور دلائل کی نقل کافی ہے اور متعصبین کے لئے سب بیکار مگر اہل بصیرت جو قرآن و حدیث کے سمجھنے کا قصد رکھتے ہیں اور اُسی کو مقصود اصلی اور کافی سمجھتے ہیں اُن کے لئے دلائل شرعیہ کا بیان کر دینا ضرور ہے۔ پہلی دلیل قول اللہ تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا اور اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم الآیہ

اِس کے بعد چھ مقدمے ممہد کئے ہیں۔

(۱) جو شئے واجب ہو بحکم الٰہی اُس کا ترک حرام ہے۔

(۲) ائمہ اربعہ کے مذاہب حق ہیں علی سبیل الدوران یعنی حق دائر ہے درمیان چار کے۔ یہ مقدمہ جمہور کے نزدیک مسلم ہے۔

(۳) بعض ائمہ کا کسی حدیث کو ترک کرنا اُن کی تحقیق کی فرع ہے کہ اپنے نزدیک بخیال نسخ یا ضعف قابل عمل نہیں سمجھا نہ یہ کہ قابل عمل سمجھ کر ترک کر دیا حاشا اللہ عنہم۔

(۴) جو مقلد محض حدیث کو قبول نہ کرے تو یہ ترک حدیث ہوگا نہ فرع تحقیق مثل ائمہ اربعہ کے

(۵) متعصبین احادیث میں تاویل اور نسخ وضعف کا دعوے بے دلیل جو محض بہ پابندی قول امام کرتے ہیں اُن کی حالت اُن ائمہ کے مشابہ نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ خالصاً لتحقیق دین اللہ یا جمعاً بین الادلہ ایسا کرتے تھے اور یہ مراعاۃً لقول الامام کرتے ہیں۔

(۶) مقلدین ائمہ کو لازم ہے کہ چاروں اماموں کو برابر سمجھیں۔

بعد اس کے ان مقدمات پر نہایت مفصل اور معقول بحث کر کے اپنے دعویٰ کو نہایت ہی لاجواب دلائل اور اسناد کتب معتبرہ اہل مذاہب سے ایسا ہی ثابت کیا ہے جس کی اُمید مولف **معیار الحق** سے کی جا سکتی ہے در آخر میں لکھتے ہیں کہ میں نے عدم التزام مذہب معین کو ثابت کر دیا چار دلائل اور ۳۰ تیس روایات سلف د

خلف سے جو سب مدلل بدلائل ہیں اور نیز جماعت مست ہے - اور عدم وجود دلیل وجوب تعیین کو عموم آیۃ قرآنی اور قواعد اصولیہ اجماعیہ سے -

خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں **فتوحات مکیہ** حضرت **شیخ** ابن عربی قدس سرہ کی (جن کی نسبت مولانا **عبد العلی** بحر العلوم لکھتے ہیں خاتم الولایۃ المحمدیہ قال فی الفتوحات المکیہ) جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے -

جلد ثالث صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر

الباب الثامن عشر وثلث مائۃ فی معرفۃ منزل نسخ الشریعۃ محمدیۃ

عہ "فیعلم ان الشیطان قد مکّنہ اللہ من حضرۃ الخیال وجعل لہ سلطاناً فیہا فاذا رای ان الفقیہ یمیل الی ہویٰ یعرف انہ یرضی عند اللہ زین لہ سوء عملہ بتاویل غریب یمہد لہ فیہ وجہاً یحسنہ فی نظرہ ویقول لہ ان الصدر الاول قد دانوا اللہ بالرای وقاس العلماء فی الاحکام واستنبطوا العلل للاشیاء فطردوہا وحکموا فی المسکوت عنہ بما حکموا بہ فی المنصوص علیہ لعلۃ الجامعۃ بینہما والعلۃ من

عہ معلوم ہے کہ شیطان کو اللہ نے عالم خیال پر قدرت دی اور اس میں اُس کو غلبہ عطا فرمایا ہے جب اُس نے یہ دیکھا کہ فقیہ میلان حرص اور ہوا کی طرف ہے اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اُس کے عمل [illegible] تاویل غریب سے [illegible] اور وجوہات ممہد کرتا ہے اس کی نگاہ میں حسن کر دکھاتا ہے اور یہ وسوسہ دل میں ڈالتا ہے کہ صدر اول کے لوگ تو اپنی رائے ہی سے اللہ تک پہنچے اور علماء نے احکام میں قیاس سے کام لیا اور ہر شے کے لئے علت نکالی اور اُس کو جاری کیا اور مسکوت عنہ پر وہی حکم لگایا جو منصوص علیہ کا حکم تھا کیوں کہ دونوں میں ایک ہی علت پائی جاتی ہے حالانکہ وہ علت شیطانی ہی ہے [illegible] ہوتی ہے - جب یہ وسوسہ [illegible] ہو چکا تو فقیہ اپنی لذت نفسانی کے حصول کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے زعم باطل میں کوئی وجہ شرعی قائم کر لیتا ہے اور اپنے ہر امر میں ہوائے نفس کی پیروی یوں ہی کرتا چلا جاتا ہے - حدیث نبویہ کو رد کرتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی [illegible] اگر حدیث صحیح ہوتی تو کہتا ہے کہ اس حدیث کی ناسخ اور معارض کوئی دوسری حدیث نہ ہوتی تو حضرت امام شافعی ضرور اس کا ذکر فرماتے اگر یہ فقیہ شافعی ہے اور اگر حنفی ہے تو یوں کہتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ ضرور اس کا ذکر فرماتے [illegible] اتباع کرتے تو [illegible] اسی قسم کے ہو گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ حدیث [illegible] عمل کرنا فضول ہے اور ان ائمہ اور ان کے مثل کی تقلید واجب ہے [illegible] احادیث کے خلاف ہوں تو ان کے قول ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور حدیث [illegible] سنت کو ترک کر دینا چاہئے -

استنباطه فاذا امقلد له هذا، نسبيل جنح الى ميل هواه وشهوته بوجه شرعي في زعمه فلا يزال هكذا انعمه في كل ماله او سلطانه فيه هوى نفس ويرد الاحاديث النبوية ويقول لو ان هذا الحديث يكون صحيحا وان كان صحيحا يقول لو لم يكن له خبر آخر يعارضه وهو ناسخ له نقال به الشافعي ان كان هذا الفقيه شافعيا او قال به ابوحنيفة ان كان الرجل حنفيا وهكذا اقول اتباع هؤلاء الائمة كلهم ويرون ان الحديث والاخذ به فضله وان الواجب تقليد هؤلاء الائمة وامثالهم فيما حكموا وان عارضت اقوالهم الاخبار النبوية فالاولى الرجوع الى اقاويلهم وترك الاخذ بالاخبار والكتاب والسنة فان[عه] قلت لهم قد روينا عن الشافعي رحمة الله انه قال اذا اتاكم الحديث يعارض قولي فاضربوا بقولي الحائط وخذوا بالحديث فان مذهبي الحديث وقد روينا

[عه] جب ان سے میں نے یہ کہا کہ شافعی رح سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا جب تم کو کوئی ایسی حدیث مل جائے جو ہمارے قول کے معارض ہو تو ہمارے قول کو دیوار پر دے مارو اور حدیث پر عمل کرو کیوں کہ ہمارا مذہب حدیث ہی ہے اور امام ابوحنیفہ رح سے میں نے روایت کیا کہ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ہمارے کلام سے جس نے فتوے دیا اگر وہ ہماری دلیل نہیں جانتا تو اس پر فتوے حرام ہے اور ابوحنیفہ رح سے جو کچھ میں نے روایت کیا وہ حنفیوں ہی کے طریقہ پر اور شافعی سے شافعیوں ہی کے طریقہ پر اور اسی طرح امام مالک رح اور امام حنبل رح سے ان کے تباع ہی کے طریقہ پر روایت کیا اور جب ان کو بولنے کی جگہ نہ رہی تو بھاگ کھڑے ہوئے اور چپ ہو رہے اور مشرق اور مغرب میں مجھ کو ہر ان کے ساتھ اس کا اتفاق ہوا۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس امام کے مذہب پر ہو وہ اپنے زعم باطل میں سمجھ رہا ہے وہ فی حقیقت اس کے مذہب پر ہو بس حرص وہوا سے شریعت تو گم گذری گرچہ صحاح ہی کی حدیثیں کیوں نہ ہوں کیوں کہ صحاح کی حدیثیں تو کتابوں میں لکھی ہوئی موجود ہیں اور کتب تواریخ جرح وتعدیل سے بھری ہوئی ہیں اور اسانید میں کوئی تغیر وتبدل ہوا نہیں یہ ہونا لیکن جب اس پر لوگوں نے عمل ہی کرنا چھوڑ دیا اور اپنی رائے کو دخل دینے لگے اور متقدمین کے فتاوی کا چربہ کر خوگر بنا لیا حالانکہ احادیث صحیحہ ان کے معارض ہیں تو حدیثیں جیسی رہیں ویسی نہ رہیں کیوں کہ ان کے نزدیک تو حدیثوں کا کوئی حکم ہی باقی نہ رہا اب اس سے بڑھ کر اور کیا نسخ ہوگا اور اگر ان میں سے کسی شخص کے ساتھ اس باب میں گفتگو کرو تو کہے گا کہ یہی ہمارا مذہب ہے حالانکہ خدا کی قسم وہ جھوٹا ہے کیوں کہ صاحب مذہب نے تو یہ کہا کہ اگر حدیث ہمارے کلام کے معارض ہو تو حدیث ہی کو لو اور ہمارے کلام کو گوشہ میں ڈال دو کیوں کہ ہمارا مذہب حدیث ہی ہے پس از روے انصاف امام شافعی رح کے مذہب پر تو وہ شخص ہے جو ان کے کلام کو حدیث معارض کے مقابلہ میں ترک کر دے خدا ان سب سے مواخذہ کرے گا ۱۲

عن ابی حنیفة انه قال لاصحابه حرام علی کل افتی بکلامی مالم یعرف دلیلی ومارویا شیئًا من هذا عن ابی حنیفة الا من طریق الحنیفین ولا عن الشافعی الا من طریق الشافعیه وکذالك المالکیة والحنابلة فاذا ضایقتهم فی مجال الکلام هربوا وسکتو وقد جری لنا هذا معهم مرارًا بالمغرب وبالمشرق فما منهم احد علی مذهب من یزعم انه علی مذهبه فقد انسخت الشریعة بالاهواء وان کانت الاخبار انه الاحادیث الصحاح فالاحادیث الصحاح موجودة مسطرة فی الکتب الصحاح وکتب التواریخ بالتخریج والتعدیل موجودة والاسانید محفوظة مصئونة من التغییر والتبدیل ولکن اذا ترك العمل بها واشتغل الناس بارای ودانوا انفسهم بفتاوی المتقدمین مع معارضة الاخبار الصحاح لها فلا فرق بین عدمها ووجودها اذ لم یبق لها حکم عندهم وای نسخ اعظم من هذا واذا قلت لاحدهم فی ذالك شیئًا یقول لك هذا هو المذهب وهو والله کاذب فان صاحب المذهب قال له ان عارض الخبر کلامی فخذ بالحدیث واترك کلامی فی الحش فان مذهبی الحدیث فلو انصفت لکان علی مذهب الشافعی من ترك کلام الشافعی للحدیث المعارض فالله یاخذ بید جمیع۔"

پھر جلد رابع **فتوحات مکیہ** میں فرماتے ہیں صفحہ ۵۳۲ مطبوعہ مصر وصیّة عہ لذی

عہ جس بات کی تم کو وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر تم عالم ہو تو دلیل سے جو ثابت ہو اُس کے خلاف عمل کرنا حرام ہے اور حصول دلیل کی قدرت رکھنے کے ساتھ غیر کی تقلید حرام ہے اگر تم کو یہ درجہ حاصل نہ ہو اور تم مقلد ہو تو خبردار کسی مذہب معین پر بعینہٖ اڑے نہ رہو بلکہ اللہ کے حکم پر عمل کرو اور اللہ نے تم کو اہل ذکر سے پوچھنے کا حکم دیا ہے اگر تم نہیں جانتے ہو اہل ذکر وہی علماء ہیں جو کتاب و سنت پر عمل کرتے ہیں اور ذکر قرآن ہے اگر کوئی بات آپڑے تو اس میں حتی الوسع رفع حرج کی کوشش کرو کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ دین میں تمہارے اوپر کوئی سختی یا تنگی نہیں کی اور نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ کا دین آسان ہے پس مسئلہ میں رخصت کی جستجو کرو اور جب رخصت مل جائے تو اُس پر عمل کرو اگر تم سے مفتی کہے کہ تمہارے مسئلہ میں یہ اللہ و رسول کا حکم ہے تو اس کو لو اور اگر کہے کہ یہ ہماری رائے ہے تو مت لو اور کسی دوسرے سے پوچھو۔ اگر نوازل میں تم کو عزائم کا ارادہ ہو تو کر سکتے ہو لیکن ان امور میں جو تم سے مخصوص ہوں حالانکہ رفع حرج ہی سنت ہے جب تم کو علوم شرعیہ سے کوئی علم معلوم ہو جائے تو جو نہیں جانتے ہیں اُن کو پہنچا دو گویا تم اُن کے لئے حامل علم ہو اور خبردار کسی کے خوف سے جو باتیں اللہ نے اُتاری ہیں اور تم جانتے ہو اُن کو مت چھپاؤ ۲

اوصيك به ان كنت عالما فحرام عليك ان يعمل بخلاف ما اعطاك دليلك ويحرم عليك تقليد غيرك مع تمكنك من حصول الدليل وان لم تكن لك هذه الدرجة وكنت مقلدا فاياك ان تلتزم مذهبا معينا بعينه بل اعمل كما امرك الله فان الله امرك ان تسئال اهل الذكر ان كنت لا تعلم واهل الذكر هم العلماء بالكتاب والسنة فان الذكر القران النص واطلب رفع الحرج فى نازلتك ما استطعت فان الله يقول سبحانه ما جعل عليكم فى الدين من حرج وقال النبى صلى الله عليه وسلم دين الله يسر فاسئال عن الرخصة فى المسئلة حتى تجدها فاذا وجدتها اعمل بها وان قال لك المفتى هذا حكم الله او حكم رسوله فى مسئلتك فخذ به وان قال لك هذا رائى فلا تاخذ به وسئال غيره وان اردت ان تاخذ بالعزائم فى نوازلك فافعل ولكن فيما يختص بك ورفع الحرج هو السنة واذا علمت علمًا من علوم الشريعة فبلّغه من لا يعلمه تكن من حملة العلم لمن لا يعلم واياك ان تكتم ما انزل الله من البينات للناس اذا علمت ذالك۔

ت (۱۰) تقلید نہ کرنے سے احتمال ہے پڑنے کا خلاف اجماعیات میں مثلاً وضو کیا اُس پانی سے جو قلتین سے کم ہو بموجب مذہب امام مالکؒ کے پھر مسح کیا چند بالوں پر بموجب مذہب شافعیؒ کے تو یہ نماز چاروں مذہب میں سے کسی کے نزدیک جائز نہیں ہو گی۔

م (۱۰) اجماع کی قلعی تو خوب کھُل چکی یہاں ایک بات اَور ہے کہ اجماع کے لئے اتحاد مسئلہ شرط ہے اور یہاں مسائل مقلد فیہا مختلف ہیں پانی کا مسئلہ علیحدہ ہے اور مسح کا علیحدہ دیکھو کتب اصول شرح مسلم[عـه] بحر العلوم میں اور **فاضل قندھاری** مغتنم الحصول میں لکھتے ہیں۔ ثم ما يتعلق به بعض المتفقهة فى المنع بين المذهبين ولو فى مسئلتين من انه خلاف الاجماع المركب مردود

[عـه] بعض فقہا منع بین المذہبین کو گرچہ وہ دو مسئلہ میں کیوں نہ ہو خلاف اجماع مرکب کہتے ہیں لیکن ان کا یہ قول مقبول نہیں۔ کیوں کہ ترکب اجماع میں اتحاد مسئلہ کی شرط ہے اور اگر مان بھی لیا جائے تو مفتی کا استفسار بعینہ سارے مسائل میں لازم آوے گا اور یہ بالاجماع باطل ہے ۱۲ ۔

بأن الشرط تركب الاجماع اتحاد المسئلة وايضاً لو تم لزم استفتاء مفت بعينه في جميع المسائل قد عرفت بطلانه بالاجماع" كذا في المسلم

ت (۱۱) رجوع کرنا تقلید سے بعد عمل کرنے کے ممنوع ہے بالاتفاق بموجب قول شیخ ابن الحاجب اور آمدی کے۔

م (۱۱) رجوع بعد العمل ممنوع نہیں ہے البتہ دو شخص **شیخ ابن حاجب** و**آمدی** اس کے قائل ہیں اس پر بالاتفاق کہہ دینا طرفہ ماجرا ہے **مغتنم الحصول**عہ میں ہے "وفي التقرير الاتفاق ذكره الآمدي وابن الحاجب وتعقبه الزركشي بأن كلام غيرهما يقتضي الاختلاف بعد العمل ايضاً وكيف يمتنع الرجوع اذا اعتقد صحة غيره - اور ایسا ہی کہتے ہیں **ملا حسن** شرنبلالی حنفی، **محب اللہ** بہاری، **فاضل اکمل** صاحب بنایہ، **شیخ امام تقی الدین سبکی**، **سید شریف علی** سمہودی، **محقق شامی** اور مولانا **بحر العلوم**عہ شرح مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں کہ شیخ **ابن الہمام** مختصر اور تحریر میں تو لکھتے ہیں "لا یرجع المقلد عما عمل به من حکم جزئي اتفاقاً" مگر **فتح القدیر** میں فرماتے ہیں اس کے خلافعہ "لکن کلامه في فتح القدير مشعر بالخلاف بعد العمل"

ت (۱۲) مذاہب کی رخصتوں کا تلاش کرنا ممنوع ہے بالاجماع۔

م (۱۲) ہرگز ممنوع نہیں ہے اور نہ اجماع اس پر ہے **شیخ ابن الہمام** حنفی تحریر میں لکھتے ہیںعہ – "ويتخرج منه جواز اتباع رخص المذاهب ولا يمنع منه مانع شرعي اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له اليه سبيل بان لم يكن عمل فيه بآخر وكان عليه السلام يحب ما خفف عليهم"

عہ اتفاق کی نسبت آمدی اور ابن حاجب نے ذکر کی ہے اور زرکشی نے یوں اس کی تردید کی ہے کہ ان دونوں کے سوا اوروں کے کلام عمل کے بعد اختلاف کو مقتضی ہیں اور رجوع ممتنع ہوگا تو کیوں کر جب کہ مذہب غیر کا صحیح ہونا مان لیا گیا ۱۲

عہ مقلد عمل کرنے کے بعد اس سے حکم جزئی میں بالاتفاق رجوع نہیں کرسکتا ۱۲

عہ بیان فتح القدیر میں ان کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ خلاف بعد عمل بھی جاری ہے ۱۲

عہ اور اس سے مذاہب کی رخصتوں کی تلاش کا جواز نکلتا ہے اور کوئی مانع شرعی اس سے منع نہیں کرتا کیونکہ انسان کو مناسب ہے کہ اگر ممکن ہو تو آسان سے آسان طریقہ اختیار کرے۔ اور آنحضرت صلعم امت پر جو بات آسان ہوتی تھی اس کو پسند فرماتے تھے ۱۲

سید بادشاہ شرح تحریر میں لکھتے ہیں۔ "وکان[ع۵] صلی اللہ علیہ وسلم یحب ما خفف
علیہم فی صحیح البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بلفظ عنہم وفی روایۃ
بلفظ ما یخفف عنہم ای امۃ وذکر داعدۃ احادیث صحیحۃ دالۃ علی
ھذا المعنی قلت وذالک لقولہ تعالیٰ یرید بکم الیسر ولا یرید بکم العسر وروی
الشیخان وغیرھما حدیث انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین ولاحمد
بسند صحیح خیر دینکم الیسرہ وروی الشیخ النصر المقدسی فی کتاب الحجۃ
مرفوعًا اختلاف امتی رحمۃ ونقلہ ابن الاثیر فی مقدمۃ جامعۃ من
قول مالک وفی المدخل للبیہقی عن القاسم ابی محمد انہ قال اختلاف
امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ ویترجح ما قالہ بعضھم علی الجملۃ
الاختلاف فی الاحکام بما فی مسند الفردوس عن ابن عباس مرفوعًا"
اختلاف اصحابی لکم رحمۃ لان فی المدخل للبیہقی عن عمر بن عبد العزیز
قال ما یسرّنی ان اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلفوا لانھم
لو لم یختلفوا لم تکن رخصۃ واخرج بیہقی فی حدیث لابن عباس رضی اللہ عنہما
قال فیہ ان اصحابی بمنزلۃ النجوم فایما اخذتم بہ اھتدیتم واختلاف
اصحابی لکم رحمۃ قلت واختلاف الصحابۃ ھو منشاء اختلاف الامۃ

ع۵ اور آنحضرت صلعم امت پر جو عمل آسان ہوتا تھا اس کو پسند فرماتے تھے صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے بلفظ عنہم اور دوسرے راویوں سے بلفظ ما یخفف عنہم روایت ہے یعنی امت پر جو آسان ہوتا تھا اور بہت سے مشکلات آسان کر دیتے تھے متعدد حدیثیں اس باب میں مروی ہیں اور یہ اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں دین کو تم پر آسان کرنا چاہتا ہوں دشوار کرنا نہیں چاہتا۔ شیخین اور دوسرے محدثوں نے ایک حدیث روایت کی ہے کہ تم کو دین آسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور دشوار کرنے کا نہیں اور امام احمد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ سب سے بہتر دین وہ ہے جو آسان ہو اور شیخ نصر مقدسی نے کتاب حجت میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ہماری امت کا اختلاف رحمت ہے اور ابن اثیر نے مقدمہ جامعہ میں مالک کے قول سے اور مدخل میں بیہقی نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ محمد صلعم کی امت کا اختلاف رحمت ہے اور بعض کا قول جس نے اختلاف کو احکام میں محصور کیا ہے ازروے اس حدیث کے جو مسند الفردوس میں مرفوعاً ابن عباس سے روایت ہے قول مرجح ہے یعنی ہمارے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ مدخل میں بیہقی نے عمر بن عبد العزیز سے روایت کی ہے کہ کہا اگر اصحاب محمد صلعم کے درمیان خلاف نہ ہوتا تو ہم پر دین آسان نہ ہوتا کیونکہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے تو ہم کو رخصت نہ ملتی اور بیہقی نے ایک حدیث میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے اصحاب بمنزلہ نجوم کے ہیں چاہے کسی کی تم پیروی کرو ہدایت پاؤ گے اور ہمارے اصحاب کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ میں کہتا ہوں صحابہ کا اختلاف منشاء ہے امت کے اختلاف کا

ولما عہ اراد هارون الرشيد حمل الناس على موطاء الامام مالك كما حمل عثمان رض الناس على القرآن قال له مالك ليس الى ذالك سبيل لان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم افترقوا بعده في الامصار فحدثوا عند اهل كل مصر علمه وقال صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة وهذا كالصريح في ان المراد الاختلاف في الاحكام قاله السيد على السمهودي رحمه الله وقال الكمال في فتح القدير في باب الاعتكاف ان الله يحب الاناءة والرفق في كل شيئ حتى طلبه في المشي الى الصلوة وان كان ذالك يفوت بعضها معه بالجماعة وكره الاسراع ونهى عنه وان كان محصلا لها كلها بالجماعة تحصيلا لفضيلة الخشوع اذ هو يذهب بالسرعة انتهى۔ قلت وهو معنى حديث في الجامع الصغير للسيوطي عن عمر مرفوعاً "افضل امتي الذين يعملون بالرخص"

علامہ شرنبلالی نے عقد الفرید میں سید بادشاہ شارح تحریر کی عبارت عہ نقل کی ہے وما نقل عن ابن عبد البر من انه لا يجوز للعامي تتبع الرخص اجماعاً فلا نسلم صحة النقل عنه ولو سلم فلا نسلم صحة دعوى الاجماع كيف وفي تفسيق متتبع الرخص روايتان عن احمد۔

عہ اور جب خلیفہ ہارون رشید نے لوگوں سے موطا امام مالک پر عمل کرنے کا ارادہ کیا جیسا کہ عثمان رض نے قرآن پاک پر تو امام مالک رح نے اس سے کہا کہ یہ غیر ممکن ہے کیوں کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت نبوی کے بعد بلاد میں منتشر ہو گئے اور اہل شہر سے حدیثیں روایت کیں اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے ہماری امت کا اختلاف رحمت ہے اور اس سے صریح طور پر ثابت ہے کہ اختلاف فی الاحکام مراد ہے کہا سید علی سمہودی رح نے اور فتح القدیر میں کمال رح نے باب اعتکاف میں فرمایا ہے کہ اللہ آسانی اور نرمی کو دوست رکھتا ہے ہر شئے میں یہاں تک کہ نماز کے لئے چلنے میں بھی اس کو طلب کیا گرچہ نماز جماعت میں سے بعض فوت ہی کیوں نہ ہو جائے اور جلدی کرنے کو مکروہ بتایا اور اس سے منع فرمایا گرچہ جلدی کرنے سے ساری نماز جماعت کے ساتھ ملے اس لئے کہ اس سے خشوع و خضوع حاصل ہو جو جلدی کرنے سے جاتا رہے گا میں کہتا ہوں یہی معنی ہیں اس حدیث کے جو سیوطی نے جامع صغیر میں عمر رض سے مرفوعاً روایت کی ہے ہماری امت میں افضل وہ لوگ ہیں جو رخصتوں پر عمل کرتے ہیں ۱۲۔

عہ ابن عبد بر سے منقول ہے کہ عامی کے لئے رخصتوں کا تتبع اجماعاً جائز نہیں ہے لیکن ہم نقل کی صحت کو تسلیم نہیں کرتے اور اگر یہ مان بھی لیا جائے تو اجماع کا دعوی صحیح نہیں ہے اور کیوں نہ ہو رخصتوں کے تتبع کی تفسیق میں دو روایتیں امام احمد سے ہیں ۱۲۔

ور ایسا ہی لکھتے ہیں فاضل محب اللہ بہاری مسلم میں، فاضل قندھاری مغتنم الحصول میں، مولانا بحر العلوم شرح مسلم میں اور ابن امیر حاج شرح تحریر میں۔

ت (۱۳) تلفیق (بعض اعمال وضو اور نماز میں ایک امام کے مذہب پر عمل کرنا اور بعض میں دوسرے امام کے مذہب پر) باطل ہے بالاجماع۔

م (۱۳) ع سخن شناس نہ گشتی مگر خطا ایں جاست،، تلفیق مختلف فیہ ہے بعض جائز کہتے ہیں بعض ناجائز پھر اجماع چہ معنی دارد **طحطاوی** نے کہا ہے قولہ عہ باطل بالاجماع لعلہ لم یعتبر القول بجوازہ اور پھر کہا عسہ وھو باطل خلافا لابن الھمام افادہ ابو السعود ملا **فروخ** مکی حنفی **قول سدید** میں لکھتے ہیں سہ ولم اجد علی امتناع ذالک (ای التلفیق) برھانا بل قد اشار الی عدم منعہ ابن الھمام فی التحریر اور ایسا ہی لکھتے ہیں شارح تحریر سید بادشاہ اور ابن **نجیم** صاحب بحر الرائق رسالہ "**بیع الوقف لا علی وجہ الاستبدال**" میں لکھتے ہیں لعہ ومن ان یوخذ صحتہ الاستبدال من قول ابی یوسف رح وصحتہ البیع بغبن فاحش بقول ابی حنیفۃ رح بناءً علی جواز التلفیق فی الحکم بین القولین۔

جواز تلفیق میں مذکورہ بالا روائتیں الزاماً نقل کی گئی ہیں ورنہ دلائل تحقیقی میرے نزدیک تو وہی ہیں جو بطلان تقلید شخصی اور حقیقتہ تقلید غیر معین پر نقل کی گئی ہیں، اس لئے کہ ان دلائل سے تخصیص وجوب باطل ہوتی ہے حادثہ واحدہ میں ہو یا حوادث مختلفہ میں۔

ت (۱۴) انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف اجتہاد و برہان کے ساتھ بھی جائز نہیں۔

عہ باطل ہے بالاجماع شاید اس نے جواز تلفیق کو معتبر نہیں مانا ۱۲

عسہ اور وہ باطل ہے خلاف رائے ابن ہمام کے ابو سعود نے اس کا افادہ کیا ۱۲

سہ تلفیق کے امتناع پر کوئی برہان میں نے نہیں پایا بلکہ ابن ہمام نے تحریر میں اس کے عدم امتناع پر اشارہ کیا ہے ۱۲

لعہ اور یہ ممکن کہ صحت استبدال امام ابو یوسف رح کے قول سے اخذ کی جائے اور صحت بیع غبن فاحش کے ساتھ امام ابو حنیفہ رح کے قول سے بنا بر جواز تلفیق بین القولین اخذ کیا جائے ۱۲

م (۱۴) یہ عبارت نقل تو کی گئی **فتح القدیر** سے مگر ٹھیک اُسی طور پر جیسا کسی نے کہا ہے

لا تقربوا الصلوٰة زفہیم بخاطرست　　　وازامر یاد ماند کلوا واشربوا مرا

شیخ ابن الہمام نے اِس قول کو نقل کرکے خود ہی رد بھی کر دیا ہے کہ "یہ تشدیدات محض الزامات ہیں یعنی کوئی امر شرعی اور حجت دینی نہیں ہے"

علامہ **اکمل** صاحب عنایہ امام **علائی** سے نقل کرتے ہیں کہ "جب کسی مقلد کو دوسرا مذہب موافق حدیث کے معلوم ہو اور اپنا مذہب مخالف حدیث کے تو اُس کو لازم ہے انتقال اپنے مذہب سے اُسی مذہب کی طرف جو حدیث کے موافق ہو"

قاضی **ثناء اللہ** صاحب تفسیر **مظہری**، **مالا بد منہ** اور اپنے ایک رسالہ "**عمل بالحدیث**" میں لکھتے ہیں "ان کان لرجل متبعًا لابی حنیفة اومالك اوالشافعی اواحمد رضی اللہ عنہم ورأی فی البعض لمسائل ان مذھب غیرہ اقوی منہ فاتبعہ کان قد احسن فی ذالك ولم یقدح ذالك فی دینہ ولا فی عدالتہ بلا نزاع بل ھذا اولی بالحق واحبّ الی اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن تعصب بواحدٍ معین غیرالرسول ویری ان قولہ ھوالصواب لذی یجب اتباعہ دون الائمة الآخرین فھو ضال جاھل غایة مایقال انہ یسوغ او یجب علی العامی ان یقلد واحدًا من الائمة من غیر تعین زید ولا عمر"[عہ]

ت (۱۵) جس نے ایک مذہب اختیار کر لیا ہے ہمیشہ اس پر استمرار لازم ہو۔

م (۱۵) ہرگز لازم نہیں مولانا **بحر العلوم** شرح مسلم میں لکھتے ہیں۔

[عہ] اگر کوئی شخص امام ابو حنیفہ یا امام مالک یا امام شافعی یا امام احمد رضی اللہ عنہم کا متبع ہو اور بعض مسائل میں وہ یہ دیکھے کہ غیر کا مذہب اقوی ہے، اور اُس نے اس مذہب کی پیروی کی تو اُس نے بہت اچھا کیا اور اُس سے اُس کے دین و عدالت میں کوئی بُرائی نہیں آئے گی بلکہ یہ اولی بالحق ہے اور اللہ تعالی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہایت ہی پسندیدہ ہے پس جو شخص پیروی کرے کسی ایک شخص معین کی سوا رسول اللہ صلعم کے اور یہ سمجھے کہ بس اسی کا قول صواب ہے اور اُسی کی پیروی واجب ہے اور دوسرے ائمہ کی نہیں تو وہ شخص نہایت ہی گمراہ اور جاہل ہے اور کہا جاتا ہے کہ عامی پر یہ آسان اور واجب ہے کہ ائمہ میں سے وہ کسی ایک کی پیروی بغیر تعین زید و عمر کے کرے ۱۲

عہ ولو التزم مذهبا معينا فهل يلزم الاستمرار عليه ام لا فقيل نعم وقيل لا يجب الاستمرار ويصح الانتقال وهذا هو الحق الذي ينبغي ان يؤمن ويعتقد به۔

ت (۱۹) حدیث قلتین صحیح نہیں ہے۔

م (۱۶) بلاشبہ صحیح ہے روایت کیا ہے اس حدیث کو **ترمذی**، **ابوداؤد**، **نسائی** اور **ابن ماجہ** نے اپنے سنن میں اور امام **طحاوی** حنفی اپنی کتاب **معانی الآثار** میں اس کی صحت کے قائل ہیں عسہ "خبر القلتين صحيح واسناده ثابت لكن انما تركناه لانا لا نعلم ما القلتان" شیخ **سلام اللہ** حنفی **محلے** میں لکھتے ہیں اس حدیث کی تصحیح کی ہے **ابن خزیمہ**، **ابن حبان** اور **دارقطنی** نے سہ "وصححه ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني واعترف الطحاوي بصحته" امام **شافعی**، امام **احمد**، **اسحٰق** اور **ابو ثور** سے بھی اس کی صحت مروی ہے۔

بلوغ المرام میں ہے "وصححه ابن خزيمة وابن حبان"

للعہ **محلے** میں ہے "وقال ابن معين جيد وقال البيهقي موصول صحيح وقال المنذري اسناده جيد لا غبار عليه"

بحر الرائق میں ہے "قد صہ صححه ابن ماجه وابن خزيمة والحاكم وجماعة من اهل الحديث" شیخ **ابن حجر فتح الباری** میں لکھتے ہیں سہ "الفصل بالقلتين اقوى لصحة الحديث وقد اعترف الطحاوي من الحنفية بذلك"

عہ اگر کسی نے التزام کسی خاص مذہب کا کر لیا تو ہمیشہ اسی مذہب پر قائم رہنا لازم ہے یا نہیں؟ کسی نے کہا کہ ہاں لازم ہے اور کسی نے کہا کہ نہیں لازم ہے اور صحیح ہے انتقال ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف اور یہی بات حق ہے اسی پر آدمی کو ایمان اور عقیدہ رکھنا چاہیے ۱۲

عسہ قلتین والی حدیث صحیح ہے اور اس کی سندیں ثابت ہیں لیکن ہم نے جو اس کو چھوڑ دیا تو صرف اس لئے کہ ہم کو معلوم نہیں کہ قلتین کیا شے ہے ۱۲

سہ اس حدیث کو ابن خزیمہ ابن حبان اور دارقطنی نے صحیح کہا ہے اور طحاوی اس کی صحت کا قائل ہے ۱۲

للعہ ابن معین نے کہا جید ہے اور بیہقی نے کہا موصول صحیح ہے اور منذری نے کہا اس کے اسناد جید بلاشبہ ہیں ۱۲

صہ ابن ماجہ اور ابن خزیمہ اور حاکم اور اہل حدیث سے ایک جماعت نے اس کو صحیح کہا ہے ۱۲

سہ قلتین کی فصل صحت حدیث کے لئے اقوی ہے اور حنفیہ سے طحاوی اس کا معترف ہے ۱۲

المختصر چودہ شہادتیں ائمہ حدیث کی اس کی صحت پر موجود ہیں۔ امام **شافعیؒ**، امام **احمد بن حنبلؒ**، امام **اسحٰقؒ**، امام **ابو عبیدہؒ**، امام **ابو ثورؒ**، امام **ابن خزیمہؒ**، امام **ابن حبانؒ**، امام **ابن ماجہؒ**، امام **دار قطنیؒ**، امام **بیہقیؒ**، امام **حاکمؒ**، امام **یحیٰی بن معینؒ**، **علامہ منذریؒ**، اور امام **طحاوی حنفیؒ** کی۔

ت (۱۷) حدیث قلتین معارض ہے اُن احادیث صحیحہ کے جو پانی کی نجاست کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔

م (۱۷) ہرگز معارض نہیں ہے، اس لئے کہ اُن میں حکم فقط باسن (اناور) کے پانی کا ہے اور حوض کو کسی زبان میں باسن نہیں کہتے چنانچہ حافظ **ابن حجر عسقلانی** **فتح الباری** میں لکھتے ہیں وخرج بذکر[عه] الاناء البرک والحیاض لا تتغیر بغمس الید فیھا علی تقدیر نجاستھا فلا تتناولھا النھی۔ امام **نوویؒ** شرح صحیح **مسلم** میں لکھتے ہیں وکانت عادتھم[عه] استعمال الاوانی الصغیرۃ التی تنقص عن القلتین بل لاتقاربھا۔

ت (۱۸) حدیث قلتین مخالف ہے اجماع صحابہ کے جو عبد اللہ ابن عباس نے زمزم کا سارا پانی نکالنے کا حکم دیا ایک حبشی کے گر کر مرجانے سے اور حضرت علی سے سوال کیا گیا کوئیں میں پیشاب کر دینے سے تو فرمایا کہ سب پانی نکال دیا جائے۔

م (۱۸) عبد اللہ بن عباس یا حضرت علی کے اثر سے (بشرطیکہ وہ صحیح ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے) اصولاً اہل سنت کے نزدیک اجماع کا ثبوت محال ہے۔

سنن کبرےٰ بیہقی میں **مسلسل** روایت ہے سفیان ابن عیینہ سے کہ میں ستر برس مکہ میں رہا اور کسی چھوٹے بڑے کو نہ دیکھا کہ حبشی والی حدیث (زمزم میں گر کر مرنے والے کو) جانتا ہو" محدث **سلام اللہ** حنفی نے **محلے** میں لکھا ہے "ونقل[عه] عن ابن عیینہ انا بمکۃ منذ سبعین سنۃ لم ار صغیرا وکبیرا یعرف

عه بس کے ذکر سے حوض وتالاب اس سے خارج ہوگئے اگر ہاتھ نجس بھی ہو تو ڈوبانے سے اُن کا پانی متغیر نہ ہوگا پس نہی اس کو شامل نہیں ہے ۱۲

عه اور اُن کی عادت یہ تھی کہ چھوٹے باسنوں کو استعمال کرتے تھے جن میں قلتین سے کم پانی آتا تھا بلکہ قلتین سے کہیں چھوٹے ہوتے تھے ۱۲

عه ابن عیینہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں ستر برس رہے لیکن چھوٹے بڑے کسی کو نہ دیکھا کہ حبشی والی حدیث جانتا ہو اور نہ کسی کو یہ کہتے سُنا کہ زمزم کا سارا پانی نکال دیا گیا تھا ۱۲

حدیث الزنجی وما سمعت احدا یقول نزحت زمزم"[عہ]

ملا ابن طاہر حنفی مجمع البحار میں لکھتے ہیں "ومارویٰ ابن ابی شیبہ ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فنزح الماء ضعفہا البیہقی وروی عن سفیان بن عیینہ قال انا بمکہ سبعین سنۃ لم ار احداً صغیراً ولا کبیراً یعرف حدیث الزنجی۔

خاکسار سوانح نگار کہتا ہے کہ عبداللہ بن عباس رض نے اکہتر برس کی عمر میں ۶۸ھ میں وفات پائی اور سفیان بن عیینہ[عہ] نے اکانوے برس کی عمر میں۔ ان کی ولادت ۳۹ برس بعد وفات عبداللہ بن عباس رض کے ہوئی طبقہ تبع تابعین میں ان کی جلالت شان محتاج بیان نہیں۔ اور اسی مکہ معظمہ میں جو مولد و موطن و مدفن عبداللہ بن عباس رض کا ہے رہے ستر برس۔

اس تاریخی واقعات کو پڑھنے کے بعد کیا ایک منٹ کے لئے کوئی شخص بھی کہہ سکتا ہے کہ سفیان بن عیینہ کا سا شخص ایسے قریب زمانہ میں ستر برس مکہ معظمہ میں رہے اور اس سے یہ روایت مخفی رہ جاوے؟ عقل سلیم تو اس کے تسلیم کرنے سے ابا کرتی ہے۔ اور حضرت علی رض کے اثر کا جواب خود **مجلے**[سہ] میں مذکور ہے واجاب الشافعیۃ عن حدیث النہی عن البول بانہ انما نہی عنہ لئلا یکون منجراً الیٰ تنجس الماء وتغیرہ باقتداء الناس بذالک الرجل ولئلا یتنفر عنہ طبعاً لا شرعاً۔

ت (۱۹) لفظ قلہ کا مشترک ہے درمیان معنی کثیرہ کے اس لئے لایق عمل نہیں۔

[عہ] ابن ابی شیبہ کی روایت ہے کہ ایک زنگی چاہ زمزم میں گر پڑا تھا اور اس کا پانی نکال کر پھینک دیا گیا تھا بیہقی نے اس کو ضعیف کہا ہے اور سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم مکہ میں ستر برس رہے چھوٹے بڑے میں سے کسی کو نہ دیکھا کہ زنگی والی حدیث جانتا ہو ۱۲

[عہ] تقریب التہذیب ۱۲

[سہ] کوئیں میں پیشاب کرنے کی نہی والی حدیث کا جواب شافعیہ یوں دیتے ہیں کہ صرف اس لئے منع کیا گیا تاکہ پہلے شخص کا اقتداء اور لوگ بھی کریں گے اور اس سبب سے پانی متغیر اور نجس ہو جائے گا اور اس لئے بھی کہ اس سے شرعی نہیں تو طبعی نفرت تو ضرور ہوگی ۱۲

م (۱۹) قلہ کے معنی اتنے ہیں (۱) ٹیلہ (۲) بلندی کوہ (۳) جس کو اونٹ ہلکا جانے (۴) پانی پینے کا ظرف (۵) بڑا مٹکا (۶) مٹھیا (۷) مشک۔ پہلا دوسرا اور تیسرا معنی تو ہو نہیں سکتا کیوں کہ کوئی قرینہ اِس پر دال نہیں ہے جیسا کہ فیہما عین جاریہ میں چشمہ کے سوا آنکھ نہیں مراد لی گئی ہے وہ معنی جن کا تعلق ہے پانی کے ساتھ تو **مسند** امام شافعی میں قلہ کے ساتھ قلال ہجر کا لفظ بھی داخل حدیث ہے یعنی ہجر (گانوں) کا مٹکا۔ پانی پینے کا برتن مٹھیا اور مشک میں سب سے بڑا وہی ہوتا ہے **ابن جریج** کہتے ہیں کہ "میں نے ہجر کا مٹکا دیکھا اُس میں دو مشک سے کچھ اوپر پانی آتا ہے" امام **شافعی** کہتے ہیں کہ "احتیاطاً میں نے ڈھائی مشک اختیار کی تو قلتین میں پانچ مشک پانی آتا ہے" شیخ **عبد الحق** حنفی **شرح مشکوٰۃ** میں لکھتے ہیں [عـــہ] قلال بکسر القاف والمراد ههنا قلال الهجر بفتحتين كما جاء صريحاً في بعض روايات هذا الحديث وايضاً كان المعروف في ذالك الزمان فالظاهر وقوع التحديد به والهجر اسم قرية ينسب اليه القلال وقال ابن جريج رأيت قلال الهجر كان كل قلة منها قربتين او قربتين وشيئاً وقال الشافعي كان ذالك الشي مبهماً فاخذنا نصفاً احتياطاً وكان القلتان خمس قرب۔

ت (۲۰) دہ در دہ کی تقدیر جو مذہب ہے امام ابو حنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا صحیح ہے۔

م (۲۰) اکابر حنفیہ سے مروی ہے کہ امام **ابو حنیفہ** اور **ابو یوسف** کا مذہب رائے مبتلیٰ بہ کی ہے (یعنی پانی استعمال کرنے والے کو اگر اس بات کا یقین ہو کہ نجاست اِس تمام پانی میں جس میں وضو کرتا ہے ملی ہوئی ہے تو وضو وغیرہ نہ کرے

[عـــہ] قلال بکسر قاف ہے اور مراد اس سے ہے قلال ہجر بفتحتین جیسا کہ اس حدیث کے بعض روایات میں صریح طور پر آیا ہے اور اُس زمانہ میں معروف بھی یہی تھا پس تحدید کی وجہ ظاہر ہے اور ہجر ایک گانوں کا نام ہے جس کی طرف قلہ کی نسبت ہے۔ ابن جریج نے کہا کہ ہجر کے قلہ کو میں نے دیکھا اُن میں سے ہر ایک قلہ دو قربہ یا دو قربہ سے کسی قدر بڑھ کر تھا امام شافعی نے کہا یہ چیز مبہم تھی اس لئے میں نے نصف احتیاطاً اختیار کیا اور دو قلہ پانچ قربہ کے برابر ہوتا ہے (قربہ کہتے ہیں مشک کو)

اور اگر ایسا ہو کہ نجاست ایک جانب میں پانی کے پڑی ہے اور اس کا اثر دوسری جانب نہیں پہنچا تو اُس دوسرے جانب میں وضو یا غسل کرنا اُس کو درست ہے اور اس جانب کا پانی پاک ہے) ان کا مذہب دہ دردہ نہیں اور اسی کی طرف رجوع کیا ہے امام محمدؒ نے جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی مبسوط میں لکھتے ہیں "قال[عہ] ابو حنیفة فی ظاهر الرواية عنه يعتبر فيه اكبر رای المبتلیٰ ان غلب علی ظنه انه بحيث تصل النجاسة الی الجانب الاخر لا يجوز الوضوء والا جاز و ممن نص علی انه ظاهر المذهب شمس الائمة السرخسی فی المبسوط وقال انه الاصح" کذا فی البحر الرائق۔

خاکسار مؤلف کہتا ہے غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ متاخرین احناف نے دہ دردہ کی تحدید کی ہے جس کی بنا صرف رائے پر ہے اور اس کے مقابل ائمہ اربعہ میں سے دو امام شافعی اور احمد بن حنبل کا مذہب حدیث صحیح کی بنا پر ہے اور بحث تقلید میں ثابت ہو چکا کہ ہر مذہب کا مقلد دوسرے امام کی تقلید کر سکتا ہے پھر اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ احناف حدیث قلتین پر عمل کرنے سے حنفی نہ رہیں گے۔ خصوصاً جب کہ قاضی ابو یوسف نے اسی پانی کے مسئلہ میں مدینہ والوں کی تقلید کی "قال[عہ] فی البزازية انه روی عن ابی یوسفؒ انه صلی الجمعة مغتسلاً من الحمام ثم اخبر بفارة ميتة فی بير الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا" کذا فی رد المختار هکذا فی الطحطاوی وغیرهما۔ قلتین کی بحث معیار الحق میں ہے صـ۲۹ سے صـ۱۲۹ تک۔

ست (۲۱) مستحب وقت نماز فجر کا ہے جب خوب صاف ہو جائے۔

[عہ] امام ابو حنیفہ رح نے ظاہر الروایہ میں فرمایا کہ اس میں رائے مبتلی کی معتبر ہے اگر اُس کو گمان غالب ہو کہ نجاست دوسری جانب بھی پہنچ جائے گی تو وضو جائز نہیں ورنہ جائز ہے اور جس نے اس پر نص کیا کہ یہ ظاہر مذہب ہے شمس الائمہ سرخسی ہیں اور کہا کہ یہی مذہب اصح ہے ۱۲

[عہ] بزازیہ میں کہا ہے کہ امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جمعہ کی نماز حمام میں غسل کر کے ادا کی اس کے بعد کسی نے خبر دیا کہ حمام کے کنوئیں میں ایک چوہا مردہ ہے اُنھوں نے کہا کہ میں اس بات میں مدینہ والے بھائیوں کی پیروی کرتا ہوں کہ جب پانی قلتین تک پہنچتا ہے تو میلا پن کا حامل نہیں ہوتا ۱۲

م (۲۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ فجر کی نماز اکثر غلس میں پڑھا کرتے تھے اور غلس والی حدیث مروی ہے ایک جم غفیر صحابہؓ سے جو بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یعنی ابن عمر، انس ابن مالک، جابر، ابوہریرہ، سہل بن سعد، علی مرتضیٰ، عائشہ صدیقہ، ام سلمہ اور قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "کن[عه] نساء المومنات یشہدن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الفجر متفلقات بروطھن ثم ینقلن الی بیوتھن حین تقضین الصلوٰۃ لا یعرفھن احد من الغلس" اس حدیث کو روایت کی بخاری، مسلم، مالک، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہم نے اسناد صحیح کے ساتھ اور ابوداؤد کی ایک حدیث میں آیا ہے انہ[عه] صلی اللہ علیہ وسلم اسفر بالصبح مرۃ ثم کانت صلوٰتہ بعد بالغلس حتی مات۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلس میں نماز فجر پڑھنے کی مواظبت تھی الا ماشاء اللہ کبھی اسفار میں بھی پڑھا۔

غلس[سه] کے معنی ہیں تاریکی آخر شب کی ملی ہوئی صبح کی روشنی سے محلّٰی میں ہے فالغلس بقایا ظلمۃ اللیل یخالطہا بیاض الفجر نقلہ عیاض اور اسفار کے معنی ہیں کہ صبح کے ہونے میں شک[للعه] نہ باقی رہے نقل کیا ترمذی نے شافعی، احمد، اسحق سے "ان معنی الاسفار ان تضح الفجر فلا شک فیہ ولم یروا ان معنی الاسفار تاخیر الصلوٰۃ" معیار الحق میں غلس و اسفار

[عه] مومنہ عورتیں رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز فجر میں حاضر ہوتی تھیں اور اپنی چادروں کے ساتھ لپٹی آتی تھیں اور بعد ادائے نماز اپنے اپنے گھروں کو چلی جاتی تھیں اور اندھیرے کے سبب سے کوئی اُن کو پہچانتا نہ تھا ۱۲

[عه] رسول خدا صلعم نے ایک مرتبہ فجر کی نماز کچھ پیچھے ہونے پر پڑھی پھر ہمیشہ تادم رحلت اندھیرے میں پڑھتے تھے ۱۲

[سه] غلس رات کی بقیہ تاریکی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ فجر کی سپیدی مخلوط ہو جائے ۱۲

[للعه] اسفار کی معنی یہ ہے کہ خوب پھر چھا ہو جائے تاکہ شک نہ رہے اور اسفار کی معنی یہ نہیں ہے کہ نماز میں تاخیر کی جائے ۱۲

کی بحث ص۱۶۸ سے ص۱۷۹ تک ہے۔

خاکسار مؤلف کہتا ہے کہ غلس و اسفار محض نزاع لفظی ہے غلس سے مراد ہے طلوع فجر کیوں کہ قبل از وقت نماز ادا نہیں ہو سکتی ہے اور اسفار سے مراد ہے تبین قال البیہقی "[عہ] والطریق الصحیح ان یحمل حدیث الاسفار علی تبین الفجر وان کان یجوز الدخول فیہا من القیم بالاجتہاد قبل التبین"۔

قرآن مجید میں آیا ہے [عہ] حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ جو تبین وہاں مراد ہے وہی اسفار سے مراد ہے بعد طلوع صبح صادق جب سے صائم کے لئے کھانا پینا حرام ہے۔ وہی وقت فجر کا بھی ہے اور اسی طرح تطبیق ہو جاتی ہے دونوں حدیثوں میں۔ یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر شروع کرتے غلس میں اور وہ نماز ختم ہوتی اسفار میں کیوں کہ نماز صبح میں آپ قرأت طویلہ کرتے تھے۔ اس کے بعد نماز ظہر کے وقت مستحب اور وقت آخر کا اور عصر کے ابتدا وقت کا بیان ہے صفحہ ۱۷۹ سے ۲۱۲ تک۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوّل وقت نماز ظہر ادا فرماتے تھے اور گرمیوں میں کسی قدر دیر کر کے اور ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے یعنی جب سایہ ہر چیز کا اس کے برابر ہو جائے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے قاضی **ثناء اللہ حنفی** پانی پتی جن کو جناب شاہ **عبد العزیز** صاحب **بیہقی وقت** کہا کرتے تھے اپنی کتاب تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں [عہ] واما آخر وقت الظہر فلم یوجد فی حدیث صحیح ولا ضعیف انہ یبقی بعد مصیر ظل کل شیء مثلہ ولذا خالف اباحنیفۃ فی ہذہ المسئلۃ صاحباہ ووافق الجمہور۔

امام **ابو حنیفہ** رح کے نزدیک بھی ظہر کا وقت ایک ہی مثل تک ہے اور اسی کو

عہ اور طریق صحیح یہ ہے کہ اسفار والی حدیث کو تبین فجر پر محمول کیا جائے اور جائز ہے حسب اجتہاد کو کہ وہ قبل تبین بھی نماز کے اندر داخل ہو ۱۲

عہ یہاں تک کہ فجر کا سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے تم کو صاف ممتاز معلوم ہو ۱۲

عہ کسی صحیح یا ضعیف حدیث میں یہ پایا نہیں گیا کہ آخر وقت ظہر اس کے بعد بھی باقی رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے اور اسی لئے صاحبین نے اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رح سے خلاف کیا ہے اور جمہور سے اتفاق کیا ۱۲

اختیار کیا ہے امام طحاوی حنفی نے جیسے کہ شیخ سلام اللہ حنفی نے محلے میں نقل کیا ہے وروی[1] عن ابی حنیفۃ ان وقت الظہر الی مثل کما قال الثلاثۃ الباقیۃ والجمہور وفی البدائع ہو الصحیح المذکور فی الاصل وفی غایۃ البیان بہا اخذ ابو حنیفۃ وہو مشہور عنہ وفی الینابیع ہو الصحیح عن ابی حنیفۃ وفی الدر المختار ہو قولہما و زفر وقال الطحاوی وبہ ناخذ وفی غرر الاذکار وہو الماخوذ بہ وفی البرہان ہو الاظہر لبیان جبرئیل وہو نص فی الباب وفی الفیض وعلیہ عمل الناس الیوم وبہ یفتی۔

یہ بحث بھی نہایت طول طویل ہے میں نے صرف ماحصل عرض کر دیا ناظرین اگر چاہیں تو اصل کتاب معیار الحق ملاحظہ فرماویں۔

اس کے بعد جمع بین الصلوتین فی السفر کی بحث ہے صفحہ ۲۱۳ سے صفحہ ۲۴۲ تک یعنی ظہر و عصر کی نماز ایک ساتھ سفر میں پڑھنی اور مغرب و عشا کی ایک ساتھ۔ حنفیہ اس کو جمع صوری پر حمل کرتے ہیں۔ یعنی ظہر و مغرب کی نماز پڑھے آخر وقت میں اور عصر و عشا کی اول وقت میں۔ مگر ائمہ ثلاثہ اور محدثین جمع حقیقی پر حمل کرتے ہیں صحیح بخاری میں روایت ہے "خرج[2] علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالہاجرۃ فصلی بالبطحاء الظہر والعصر رکعتین ونصب بین یدیہ عنزۃ"

صحیح مسلم میں ہے بطریق حکم بن عتیبہ کے ابو جحیفہ سے

---

[1] ابو حنیفہ رحمۃ سے روایت ہے کہ ظہر کا وقت اُس وقت تک رہتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اُس کے مثل ہوتا ہے جیسے کہ باقی تینوں ائمہ اور جمہور کی رائے ہے۔ کتاب بدائع میں ہے یہی صحیح ہے جو فی الاصل مذکور ہے اور غایۃ البیان میں ہے امام ابو حنیفہ رحمہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اُن سے یہی مشہور ہے اور ینابیع میں ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ سے یہی مذہب صحیح منقول ہے اور درمختار میں ہے یہی قول اُن دونوں اور زفر کا اور کہا طحاوی نے اسی پر ہمارا عمل ہے اور غرر الاذکار میں ہے کہ یہی مذہب معمول بہ ہے اور برہان میں ہے کہ حضرت جبرئیل کے بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے اور اس باب میں وہ نص ہے اور کتاب فیض میں ہے کہ اسی پر آج کل لوگوں کا عمل ہے اور یہی فتوے دیا جاتا ہے ۱۲

[2] حضرت رسول اللہ صلعم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے اور بطحا میں ظہر و عصر دو دو رکعتیں پڑھیں اور اُن کے سامنے نیزہ نصب کیا ہوا تھا ۱۲

"قال[1] خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالھاجرۃ الی البطحاء فتوضأ فصلی الظہر رکعتین والعصر رکعتین وبین یدیہ عنزۃ "

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں فیہ[2] دلیل علی القصر والجمع فی السفر وفیہ ان الافضل لمن اراد الجمع وھو نازل فی وقت الاولیٰ ان یقدم الثانیۃ الی الاولی۔

و شیخ سلام اللہ حنفی محلے میں لکھتے ہیں "وظاہرہ[3] تقدیم العصر فی وقت الظہر "

[4] ابوداؤد اور ترمذی میں بسند صحیح متصل روایت ہے معاذ بن جبل سے "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل زیغ الشمس اخر الظہر الی ان یجمعھا الی العصر فیصلیھا جمیعاً واذا ارتحل بعد زیغ الشمس عجّل العصر الی الظہر وصلی الظہر والعصر جمیعاً ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب اخر المغرب حتی یصلیھا مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجّل العشاء فیصلیھا مع المغرب "

یہ بحث بھی بہت ہی مطول ہے اور بخیال التطویل مخل ہم نے خلاصہ درج کر دیا جو حضرات زیادہ تحقیق چاہیں وہ کتاب معیار الحق میں دیکھیں کیوں کہ وہ کتاب اپنی جمیع مالہ و ماعلیہ کے لئے تشفی کی ضامن ہے اور اسی بحث پر کتاب ختم ہوئی ہے۔

---

[1] حضرت رسول خدا صلعم دوپہر کے وقت بطحا کی طرف تشریف فرما ہوئے پس وضو کیا اور دو رکعت ظہر اور دو رکعت عصر کی پڑھی اور اُن کے سامنے نیزہ نصب کیا ہوا تھا ١٢

[2] اس میں دلیل ہے قصر اور جمع کرکے پڑھنے کی سفر میں اور یہ کہ افضل ہے اُس شخص کے لئے جو ارادہ کرے جمع کا اور وہ نازل ہو وقت اولی میں کہ مقدم کرے ثانیہ کو طرف اولیٰ کے ١٢

[3] اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ مقدم کرے عصر کو وقت ظہر میں ١٢

[4] حضرت رسول خدا صلعم غزوہ تبوک میں جب چلتے تھے قبل جھکنے آفتاب کے تو تاخیر کرتے تھے ظہر میں اس قدر کہ ملاتے تھے اس کو عصر کے ساتھ اور پڑھتے تھے دونوں ساتھ ساتھ اور جب چلتے تھے بعد جھکنے آفتاب کے تو مقدم کرتے تھے عصر کو اور پڑھتے تھے دونوں نمازیں یعنی ظہر اور عصر ساتھ ساتھ پھر روانہ ہوتے تھے اور جب چلتے تھے قبل مغرب کے تو تاخیر کرتے تھے مغرب میں اور پڑھتے تھے اُس کو عشا کے ساتھ اور جب چلتے تھے بعد مغرب کے تو جلدی کرتے تھے عشا میں اور پڑھتے تھے اُس کو مغرب کے ساتھ ١٢

ضمیمۂ دوم

مختصر فہرست تلامذہ

SAULAT PUBLIC LIBRARY RAMPUR STATE
صولت پبلک لائبریری رامپور اسٹیٹ

بعض بعض امور جو میاں صاحب کی ذات کے ساتھ مختص ہیں اُن میں سے ایک تلامذہ کی کثرت بھی ہے اور شاگرد بھی کیسے کہ بیشتر اُن میں سے صاحب فضل وکمال جن کی شاگردی پر معاصرین علما فخر کرسکتے ہیں۔

دہلی، نواح دہلی ورصرف ہندوستان ہی میں **آپ** کے تلامذہ کی تعداد محدود نہیں ہے بلکہ یہ لوگ کرۂ زمین کے معتدبہ حصہ کو گھیرے ہوئے ہیں جن کی تعداد صحیح کے معلوم کرنے کے لیئے یہ مصرع حسب حال ہے ع

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

کیوں کہ ہندوستان اور کابل کے سوا عرب، یمن، نجد، حجاز، سنوس، حبش، افریقہ، عجم، چین، کوچین، اور تبت وغیرہ بھی **آپ** کے شاگردوں کے وجود سے خالی نہیں ہے۔

ہندوستان اور کابل کے صوبجات اور مقامات کا نام بطور مشتے نمونہ از خروارے درج ذیل ہے۔

صوبۂ بہار

ضلع شاہ آباد، ضلع پٹنہ، ضلع سارن، ضلع مظفرپور، ضلع موتیہاری، ضلع دربھنگہ اور ضلع مُنگیر۔

ضلع شاہ آباد میں آرہ اور مضافات آرہ۔

ضلع پٹنہ میں سب ڈویژن بہار، نگرنہسہ، بعں پورہ، شکرانواں، مہدانواں، دانا پور، محی الدین پور، گیلانی، ڈیانواں، اوگانواں، بڑاگر، پھلواری، کاکو، پٹھاناں اور نبی نگر۔

ضلع سارن میں چھپرہ، سیوان اور کوپاسموتا۔
ضلع مظفر پور میں مظفر پور، حاجی پور اور امووا
ضلع موتیہاری میں بتیا۔
ضلع دربھنگہ میں دیگرا، رحیم آباد، بریول اور بندھوی۔
ضلع منگیر میں منگیر اور سورج گڈھ۔ ضلع صاحب گنج گیا۔

صوبہ بنگال میں

دیناج پور، رام پور بولیا، راج شاہی، مرشد آباد، بگوڑا، رنگ پور، کٹی کول، اسلام آباد، بردوان، کلکتہ، ڈھاکہ، نصیر آباد، جسر، بالیشور، سلہٹ، آسام، برھما اور اوڑیسہ۔

بمبئی میں سندھ، سورت، گجرات اور ناگور۔

پنجاب میں امرت سر، بٹالہ، گرداس پور، پاک پٹن، لکھوک، کرانا، خان پور، شاہ پور، فیروز پور، گوجروالہ، قلعہ میاں سشکر، لودھیانہ، وزیر آباد، ہوشیار پور، جہلم، دہلی، دوجانہ، پانی پت، ڈیرہ اسمٰعیل خان، سرسہ، کلانور، قصور، دھجوک، پشاور، ہزارہ اور ملتان۔

مدراس میں بنگلور، بندر کوچین اور حیدر آباد۔

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں

اعظم گڑھ، جے راج پور، مئو، کوپا، چاند پارہ، گھوسی، مبارک پور، امروہہ، بنارس، جون پور، کان پور، الہ آباد، اکبر آباد، بدایوں، بریلی، بجنور، بلند شہر، جلیسر، سہسوان، سہارن پور، شاہ جہاں پور، غازی پور، فتح پور، فتح گڈھ، فرخ آباد، مراد آباد، مظفر نگر، میرٹھ، ناگ پور، رام پور، لکھنؤ اور ملیح آباد۔

راجپوتانہ اجمیر، ٹونک اور بھوپال۔

حیدر آباد

ولایت کابل میں باجور، بخارا، سمرقند، غزنی، قندھار، قوقند، قہستان

کاشغر، ہرات اور یاغستان،
چین میں تبت۔

LIBRARY RAMPUR STATE

صوبہ بہار

فہرست تلامذہ بقید سکونت

آرہ ضلع شاہ آباد

ا- مولانا الحاج حافظ ابو محمد ابراہیم نور اللہ مرقدہ مہاجراً فی الاحرام موتاً دکی مدفناً فدائی اسلام دبانی اسلام فدائی قوم وملت واعظ قیامت کار۔

۱۳۱۸ھ میں حج ثالث کے بعد تقریباً ایک برس، روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجاور رہے آخر ذیقعدہ میں بقصد حج رابع مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ آرہے تھے ایک منزل مکہ معظمہ سے ادھر ہیضہ میں مبتلا ہوئے اور دوسرے دن ۷ ذی حجہ ۱۳۱۹ھ کو مکہ معظمہ پہنچ کر بحالت احرام وفات پائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مدرسہ حمدیہ آرہ اُن کی زندہ یادگار ہے۔

افسوس کہ اُن کی بے وقت موت سے مسلمانوں میں نہ صرف ایک عدد کی کمی ہوگئی بلکہ قوم کو من حیث القوم سخت نقصان پہنچا۔ کیوں کہ آدمی نہایت ہی با اخلاص، نیک نیت، سچے اور جوشیلے تھے، جس وقت جوامر حق، ان کے ذہن میں ثابت ہوگیا ایک منٹ کے لئے بھی اُس پر عمل کرنے میں دیر نہیں کرتے تھے اور نہ اِس کی پرواکرتے کہ لوگ مضحکہ اُڑائیں گے یا متلون المزاج کہیں گے اِسی سے اُن کی نماز اور اُن کا وعظ ایسا پراثر تھا کہ اب اُن کو نہ صرف آنکھیں بلکہ دل ڈھونڈھتا ہے۔ آخر عمر میں طبیعت کا رجحان تصوف کی طرف زیادہ ہوگیا تھا۔ عن قریب تبلیغ اسلام کے لئے یورپ افریقہ اور امریکہ جانے والے تھے اور تبلیغ احکام کے لئے مصر شام روم اور عراق کا سفر کرنے والے۔

اِس نقصان کی تلافی اب خدا ہی کے ہاتھ ہے کہ پھر ویسی جوشیلی طبیعت اور مضبوط ارادہ کا کوئی خاص بندہ پیدا کردے وما ذالک علی اللہ بعزیز

صوبہ بہار

آرہ

۲ مولوی محب العلی
۳ مولوی عبدالوہاب
۴ مولوی شاہ نعمت اللہ
۵ مولوی حافظ تدبیر حسن عرف زین العابدین
۶ مولوی اسمٰعیل مرحوم بن حاجی رضی الدین مظلہ
۷ مولوی عبدالحکیم
۸ مولوی عبداللطیف
۹ مولوی ادریس برادر خورد مولانا ابراہیم
۱۰ مولوی حکیم ضمیر الحق
۱۱ مولوی محمد قاسم منتظم مدرسہ عالیہ کلکتہ

ضلع پٹنہ

۱۲ مولوی حکیم علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی بڑے علامہ، مدرس، مؤلف، اور واعظ تھے۔

۱۳ مولوی حکیم عبدالباری مرحوم
۱۴ مولوی عاشق محی الدین مرحوم بہاری
۱۵ مولوی محمد اسمٰعیل بہاری
۱۶ مولوی عبدالغنی مرحوم لعل پوری
۱۷ مولانا لطف علی مرحوم بہاری بڑے عالم و مدرس تھے۔
۱۸ مولوی امیر حسن بہاری
۱۹ مولوی نظیر حسن بہاری
۲۰ مولوی ابوالحسنات عبدالغفور داناپوری

ضلع پٹنہ

۲۱ مولوی محمد رفیع الدین شکرانواں
۲۲ مولوی ابراہیم بن مولوی رفیع الدین
۲۳ مولوی حافظ ضیاء الدین بن مولوی رفیع الدین موصوف۔
۲۴ خاکسار سوانح نگار فضل حسین ساکن مہدانواں ضلع پٹنہ متوطن مظفر پور جس کا نام تاریخی غلام منعم تاریخ ولادت ۲۷ محرم ۱۲۷۱ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۸۵۴ء ہے اور جس نے اس سوانح نگاری کے سوا ذی شعور ہونے سے لے کر اس وقت تک کوئی کار خیر نہیں کیا ؎

گناہ آں قدر ہا بروں از شمار
کہ رنجد سروش یسار از یسار ؎

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

باایں ہمہ امیدوار رحمت پروردگار ہے ؎

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

۲۵ مولوی ابوالنصر عبدالغفار مرحوم مہدانواں المتخلص بہ نشر المتوفی ۱۳۱۵ھ خاکسار کے حقیقی چچیرے بھائی اور عمر میں دس مہینے مجھ سے بڑے تھے اُن کی

صوبہ بہار

ضلع پٹنہ

تالیف ایک کتاب "سلیقہ" ترجمہ
"ادب المفرد" امام بخاری ہے۔
تصوف اور اتباع سنت کی جانب میلان
زیادہ تھا۔ اُردو اور فارسی زبان میں اکثر
عمدہ اشعار بھی موزوں کرتے اور فن شاعری
میں بہت ہی اچھا مذاق رکھتے۔ اہل حدیث
ضلع سارن کے متفق علیہ مقتدا تھے بہت
زمانہ سے چھپرہ ہی میں رہتے اور وہیں وفات
پائی انا للہ وانا الیہ راجعون

۲۶ مولوی عبدالرؤف مہدانواں

۲۷ مولوی فضل حق بہاری

۲۸ مولوی عبدالغفور مرحوم داناپوری متخلص بہ تیر

۲۹ مولوی نورالحسن داناپوری

۳۰ مولانا ابوالطیب محمد شمس الحق ڈیانواں
سلمہ اللہ تعالیٰ۔
ان کی کتاب "عون المعبود" شرح صغیر
ابی داؤد چار ضخیم جلدوں میں چھپکر
شائع ہو چکی ہے اور "غایۃ المقصود"
شرح کبیر ابی داؤد کی پہلی جلد صرف پہلے
پارہ کی طبع ہو چکی ہے اور بقیہ کی تکمیل
میں مصروف ہیں یہ کتاب شاید تیس جلدوں
میں تمام ہوگی دونوں شرحیں صغیر و کبیر
عربی زبان میں ہیں اور اُن کے سوا بیشتر

ضلع پٹنہ

رسالے اور کتابیں عربی زبان میں اور
بعض فارسی میں آپ سے یادگار ہیں۔

۳۱ مولوی محمد اشرف ڈیانواں برادر خورد
مومی الیہ۔

۳۲ مولوی نور احمد بن مولوی گوہر علی
مرحوم ڈیانواں

۳۳ مولوی نصیر الحق ڈیانواں

۳۴ حافظ مولوی محمد عبدالقیوم ڈیانواں

۳۵ مولوی محمد زبیر ڈیانواں

۳۶ مولوی تلطف حسین محی الدین پوری
جو تقریباً چھبیس برس شیخ کے ملازم
خدمت رہے اور زمانہ طالب علمی سے قبر تک
ساتھ نہ چھوڑا۔ سفر حج میں بھی ساتھ تھے
جس کا تذکرہ سفر حج کے بیان میں گذر چکا
ذہن کے پورے اور ارادے کے پکے آدمی ہیں

۳۷ مولوی عبدالرحمن بہاری

۳۸ مولوی محمد احسن ستھانوی بہاری

۳۹ مولوی سخاوت حسین بنواڑ

۴۰ مولوی عبدالصمد اُگانواں

۴۱ مولوی محمد شیر گیلانی

۴۲ مولوی الٰہی بخش خاں بڑاکری

۴۳ مولوی عبدالکریم باڑہ

۴۴ مولانا شاہ محمد عین الحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

صوبہ بہار

ضلع پٹنہ

خانقاہ پھلواری ضلع پٹنہ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ اپنے طبقہ میں پہلے شخص ہیں جو کہ جوش تتبع سنت میں خلوت سے نکل کر حج و زیارت کو گئے اور حج سے واپس آ کر ترک خلوت نشینی کر کے وعظ و ہدایت عام خلق اللہ میں مشغول ہو گئے یہ شعر حسب حال ہے ؎

کترا بگفت جاناں کہ بروں ز خلوت آئی
سر انجمن نشینی دل عالمے ربائی

پہلے حج کے بعد اس وقت تک دو حج او کئے آدمی سنجیدہ اور فہمیدہ ہے۔ ہیں

۴۵ مولوی علی نعمت پھلواری جناب مسبوق الذکر کے اُستاد۔

۴۶ مولوی نظیر حسن پھلواری

۴۷ مولوی محمد سلیمان پھلواری

۴۸ مولوی مولا بخش بڑاکری

۴۹ مولوی ادریس خلف مولانا محمد شمس الحق

۵۰ مولوی فیاض الدین عظیم آبادی محدث

۵۱ مولوی ابراہیم بن مولانا لطف علی بہاری دھنچوہی

۵۲ مولوی محمد ابراہیم ڈیانواں

۵۳ مولوی عبدالجبار مرحوم ڈیانواں

۵۴ مولوی نذیر الدین نگرنہسہ

ضلع پٹنہ

۵۵ مولوی عبدالعزیز مرحوم نگرنہسہ

۵۶ مولانا عبداللہ پنجابی گیلانی

۵۷ مولانا سعادت حسین بہاری سابق مدرس مدرسہ احمدیہ آرہ و مدرسہ عالیہ کلکتہ

۵۸ مولوی حکیم محمد احسن عظیم آبادی افسر الاطبا بھوپال

۵۹ مولوی حافظ عبداللہ صاحب بازید پوری شاگرد قبل غدر

۶۰ شاہ عبدالصمد کاکو

۶۱ مولوی عبداللہ کاکو

۶۲ مولوی عبدالحی عظیم آبادی

۶۳ مولوی نور الحق ایضاً

۶۴ مولوی نجم الدین بہاری

۶۵ مولوی محمد بہاری

۶۶ مولوی ادریس عظیم آبادی

۶۷ مولوی بشارت کریم مرحوم دسنوی بہاری

۶۸ مولوی فضل کریم بدوسری

۶۹ مولوی اسحٰق عظیم آبادی

۷۰ مولوی امیر علی ایضاً

۷۱ مولوی مجو ایضاً

۷۲ مولوی عبداللہ ایضاً

۷۳ مولوی محمد اصغر بہاری

۷۴ مولوی محمد اسحٰق ایضاً

صوبہ بہار

ضلع پٹنہ

۷۵ مولوی ابوالحسن بہاری شاگرد قبل غدر

۷۶ مولوی محمد عبدالوہاب بہاری سرہندی

۷۷ مولوی شہود الحق مرحوم پٹھاناں مؤلف "بحر ذخار"، "رد انتصار الحق"

۷۸ مولوی محمد حیات بہاری

۷۹ مولوی محمد عظیم آبادی

۸۰ مولوی سید محمد عبدالودود

۸۱ مولوی عبدالحکیم بن مولوی عظمت اللہ منیری بہ پورہ

۸۲ مولوی محمد صادق بہاری

۸۳ مولوی محمد ابراہیم بیاپوری

۸۴ مولوی عبدالرحمٰن اُگانواں

ضلع سارن

۸۵ مولوی احسان اللہ شاگرد قبل غدر

۸۶ مولوی حکیم محمد احسن سیوان

۸۷ مولوی امیر حسن

۸۸ مولوی محمد احسن سیوان

۸۹ مولوی حسن الدین ایضاً

۹۰ مولوی حکیم عبدالعزیز مرحوم ایضاً

۹۱ مولوی حافظ عبداللہ کوپا تموہ نزیل کلکتہ

۹۲ مولوی عبدالخالق

ضلع مظفر پور

۹۳ مولوی محمد علی اموا

ضلع مظفر پور

۹۴ مولوی حکیم حافظ محمد حسن ضریر البصر پنجابی حاجی پوری

۹۵ مولوی زکریا مرحوم مدرس

موتیہاری

۹۶ مولوی عبدالرشید بتیا

ضلع دربھنگہ

۹۷ مولانا حافظ عبدالعزیز سلمہ اللہ تعالیٰ رحیم آبادی مؤلف حسن البیان مقتدائے اہل حدیث مظفر پور و دربھنگہ و دیناج پور وغیرہ حصص بنگالہ، فن مناظرہ کے ساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہیں مگر نہایت ہی زندہ دل، خلیق، ملنسار، ہمدرد، دوستی کے پکے، ارادے کے مضبوط، دھن کے پورے اور جفاکش آدمی ہیں

۹۸ مولوی عبدالرحیم رحیم آبادی برادر کلاں موصی الیہ

۹۹ مولوی محمد یٰسین مرحوم رحیم آبادی المتوفی سنہ ۱۳۰۳ھ برادر خورد موصی الیہ

۱۰۰ مولوی محمود بن مولوی عبدالرحیم رحیم آبادی

۱۰۱ مولوی محمود مرحوم دیگرا

۱۰۲ مولوی عبدالنور ایضاً

۱۰۳ مولوی الطاف حسین فاضل پور

۱۰۴ مولوی محمد صالح بندھولی

صوبہ بہار

ضلع دربھنگہ

۱۰۵ مولوی ابوالسعادات عبدالحمید مرحوم بریول

۰۶ مولوی ابوالبرکات فیض الحسن ایضاً

ضلع مُنگیر

۱۰۷ مولوی سید عبدالحفیظ ابن مولوی سید توسل حسین مرحوم برادر خورد شیخ سورج گڈھ

۱۰۸ مولوی سید انور حسین مُنگیر

ضلع مُنگیر

۱۰۹ مولوی ابوعمران عطاء الحق نبی نگر

صاحب گنج گیا

۱۱۰ مولوی محمد اسحٰق مرحوم مدرس مدرسہ بنگلور

۱۱۱ مولوی تبارک حسین

۱۱۲ مولوی شیر محمد

۱۱۳ مولوی محمد ذاکر

۱۱۴ مولوی عبدالستار

بنگال

اسمائے ذیل کے آگے صرف لفظ ”بنگالی“ لکھا ہوا ہے اس لئے اسی جگہ سب کو اکٹھے درج کئے دیتے ہیں اس کے بعد ضلع وار فہرست ہوگی۔

بنگال

۱۱۵ مولوی مستفیض الرحمٰن

۱۱۶ مولوی غلام رحمٰن

۱۱۷ مولوی نسیم الدین

۱۱۸ مولوی عبدالرحمٰن

۱۱۹ مولوی عبدالعزیز

۱۲۰ مولوی لطف الرحمٰن

۱۲۱ مولوی ظہیر الدین

۱۲۲ مولوی عبدالسبحان

۱۲۳ مولوی امیر حسن

۱۲۴ مولوی مستفیض الدین

۱۲۵ مولوی عبدالقادر

بنگال

۱۲۶ مولوی عبدالغفور مولف ”الکلام المتکفل شرح الطر المتحلل“

۱۲۷ مولوی عبدالباری

۱۲۸ مولوی سلیمان

۱۲۹ مولوی عبدالمجید

۱۳۰ مولوی شیر الدین

۱۳۱ مولوی منیر الدین

۱۳۲ مولوی گلزار علی

۱۳۳ مولوی محمد سیف اللہ

۳۴ مولوی عین الدین

۱۳۵ مولوی فاعت اللہ

بنگال

ضلع بردوان

۱۳۶ مولوی محمد بن مولوی فضل الرحیم مرحوم تلمیذ مولانا شہید علیہ الرحمۃ

۱۳۷ مولوی اسحٰق

۱۳۸ مولوی عبدالرحمٰن بن فضل الرحیم

۱۳۹ مولوی احسان کریم

۱۴۰ مولوی عبدالرحیم

۱۴۱ مولوی فضل کریم ہیڈ مولوی مدرسہ عالیہ ڈھاکہ

۱۴۲ مولوی نعمت اللہ

ضلع چاٹ گام

۱۴۳ مولوی بخشش علی

۱۴۴ مولوی حیدر علی اسلام آبادی مہاجر

۱۴۵ مولوی اسد علی

۱۴۶ مولوی حسن الزماں

۱۴۷ مولوی عبدالفتاح

۱۴۸ مولوی بخشش علی

۱۴۹ مولوی منیر الدین بن مولوی حسن علی مرحوم اسلام آبادی

ضلع دیناج پور

۱۵۰ مولوی عبدالباسط

۱۵۱ مولوی عبدالحمید

۱۵۲ مولوی امانت اللہ

۱۵۳ مولوی محمد حسین

۱۵۴ مولوی عیسیٰ

ضلع دیناج پور

۱۵۵ مولوی عبدالمالک

۱۵۶ مولوی ابوسعید

ضلع ڈھاکہ

۱۵۷ مولوی نصیر الدین

۱۵۸ مولوی عبداللہ

۱۵۹ مولوی عبدالغفور

۱۶۰ مولوی ابراہیم

۱۶۱ مولوی حیدر علی

ضلع رام پور بولیہ

۱۶۲ مولوی شریعت اللہ

۱۶۳ مولوی عنایت علی

۱۶۴ مولوی فخر

ضلع راج شاہی

۱۶۵ مولوی محمد ابن مولوی کرامت اللہ

۱۶۶ مولوی رحیم بخش

۱۶۷ مولوی اصغر علی

۱۶۸ مولوی مولائی

ضلع رنگ پور

۱۶۹ مولوی عبدالحکیم

۱۷۰ مولوی عبدالہادی

۱۷۱ مولوی ظہیر الدین

۱۷۲ مولوی عطاء اللہ

" " "

بنگال

ضلع سلہٹ

۱۷۳ مولوی محمد طاہر مدرس

۱۷۴ مولوی حسن علی

۱۷۵ مولوی عبدالباری

۱۷۶ مولوی محمد یعقوب

کلکتہ

۱۷۷ مولوی عین الدین مٹیابرج

ضلع مرشد آباد

۱۷۸ مولوی سلیم الدین

۱۷۹ مولوی عبدالعزیز

ضلع مرشد آباد

۱۸۰ مولوی نجم الدین

۱۸۱ مولوی یعقوب علی

۱۸۲ مولوی ابو محمد حفظلت اللہ

۱۸۳ مولوی ابراہیم دیپ کنڈ

ضلع ندیہ

۱۸۴ مولوی محمد اسحٰق بن مولوی خواجہ احمد

۱۸۵ مولوی تراب علی عرف خاکی شاہ

ضلع نصیر آباد

۱۸۶ مولوی سید خواجہ احمد

آسام

۱۸۷۔ مولوی سعد اسعد شاگرد قبل غدر

برھما

۱۸۸ مولوی محمد عمر

۱۸۹ مولوی میر الدین

بمبئی

سندھ

۱۹۰ مولوی محمد حیات

۱۹۱ مولوی قدرت اللہ

۱۹۲ مولوی عبدالواحد

۱۹۳ مولوی سید السند ابو تراب رشد اللہ

سورت

۱۹۴ مولوی محمد بن غلام رسول

گجرات

۱۹۵ مولوی ابو احمد محمد

۱۹۶ مولوی حافظ قطب دین بکتوی گجراتی

ناگور

۱۹۷ مولوی عبدالرحیم شاگرد قبل غدر

۱۹۸ مولوی عبدالکریم ایضاً

۱۹۹ مولوی عبدالحی

مدراس

۲۰۰ مولوی عبدالرحیم بن مسلم احمد اسحٰق پٹن

۲۰۱ مولوی محمد فضل اللہ بنگلوری

پنجاب

اسمائے مفصد ذیل کے آگے صرف "پنجابی" کا لفظ لکھا ہوا ہے ضلع کا نام معلوم نہیں۔ اس کے بعد ضلع وار فہرست ہوگی۔

پنجاب

۲۰۲ مولوی شمس الدین شاگرد قبل غدر
۲۰۳ مولوی جلال الدین ایضاً
۲۰۴ مولوی امام الدین درجانوی ایضاً
۲۰۵ مولوی عبدالقدوس نحوی کمنڈی
۲۰۶ مولوی عبیداللہ صاحب تحفۃ الہند و تحفۃ الاخوان وغیرہ
۲۰۷ مولوی عبدالحق
۲۰۸ مولوی حافظ الدین
۲۰۹ مولوی عبدالرحمٰن سرسوی
۲۱۰ مولوی عبدالباسط
۲۱۱ مولوی محمد عبدالحکیم کلانوری
۲۱۲ مولوی غلام احمد
۲۱۳ مولوی عبدالوہاب
۲۱۴ مولوی عبدالمجید
۲۱۵ مولوی عبدالرحیم
۲۱۶ مولوی حافظ اللہ دیا ضریر البصر
۲۱۷ مولوی بدرالدین
۲۱۸ مولوی احمد اللہ
۲۱۹ مولوی محمد یوسف
۲۲۰ مولوی حافظ عبدالوہاب ضریر البصر

پنجاب

۲۲۱ مولوی صوبہ
۲۲۲ مولوی فخرالدین
۲۲۳ مولوی شیخ احمد ضریر البصر پنجابی دہلوی
۲۲۴ مولوی حافظ بخش اللہ ضریر البصر پنجابی دہلوی
۲۲۵ مولوی ولی محمد
۲۲۶ مولوی عظیم اللہ
۲۲۷ مولوی عبدالخالق
۲۲۸ مولوی احمد سعید
۲۲۹ مولوی آلہ داد
۲۳۰ مولوی قدرت اللہ
۲۳۱ مولوی عبدالقادر
۲۳۲ مولوی ابوعبدالرحمٰن محمد مرحوم نومسلم
۲۳۳ مولوی عبدالحمید کرانوی
۲۳۴ مولوی احمد
۲۳۵ مولوی علی محمد
۲۳۶ مولوی ابوداؤد عبداللہ بیری پنجابی
۲۳۷ مولوی محمد حسن دھرم کوٹی
۲۳۸ مولوی محمد حسین جینوی
۲۳۹ مولوی اسمٰعیل دلاوسی

پنجاب

ضلع امرت سر

۲۴۰ مولانا محمد اعظم بن محمد بن محمد
بن محمد الشہیر بعبد اللہ الغزنوی
امرت سری المتوفی لیلۃ الثلثاء
۱۵ ربیع الاولی سنہ ۱۲۹۸ھ

آپ صوفی محدث تھے

تیرھویں صدی ہجری میں اگر کوئی شخص تصوف نبوی کا نمونہ دیکھنا چاہتا تو اُس کے لئے آپ کی ذات بابرکات کے برابر کوئی دوسرا نمونہ نہیں مل سکتا تھا آپ کے دُو رویاے صالحہ جناب مولوی عبدالجبار صاحب (آپ کے صاحبزادے) کے دست خاص کے لکھے ہوئے اس وقت میرے سامنے رکھے ہوئے ہیں جن کی نقل خالی از دلچسپی نہیں ہے۔

(۱) دیدم کہ در تہ خانہ زینہ دار فرود آمدم وقتے کہ بصحن خانہ رسیدم چراغ روشن یافتم و دراں حالت در بغلم کتاب "صحیح بخاری" بود پیش چراغ نشستہ کتاب مذکور وا نمودم می بینم کہ کتاب از اول تا آخر سیاہ گشتہ دودۂ دُخانیہ چناں بداں

ضلع امرت سر

چسپیدہ کہ حروف بہ نظر نمی آید آخر الامر رومالے را گرفتم و از اوّل کتاب صاف نمودن شروع نمودم ورق ورق صاف نمودہ قریب آخر رسانیدم اوراق متعددہ باقی ماند نہایت ماندہ شدہ نفس سرد کشیدہ گفتم اللہ اکبر چہ قدر تکلیف برداشتم و دراں خواب چہرۂ خود بہ نظر می آید می بینم کہ گرد آں کتاب براستانم نمودار می باشد در تعبیر ایں خواب حیران بودم کہ اتفاق سفر دہلی کہ بہ نسبت بلاد ما نہایت زیر دست افتاد و بخدمت خاتم المحدثین شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب رسیدم و کتاب صحیح بخاری شروع نمودم دراں میاں بلوائے دہلی شروع شد در عین بلوائے شدید کہ ہر کس بغم جان خود بود من مشغول[عہ] بہ خواندن کتاب مذکور تا حدے کہ نصاریٰ غالب آمدند و اہل بلدہ را متفرق نمودند دراں ایام کتاب صحیح بخاری قریب الاختتام بود مگر بسبب پراگندگی اہل بلدہ در میان من

[عہ] میاں صاحب فرماتے تھے کہ توپ کے گولے دنادن شہر میں برستے تھے اور میری مسجد واقع پنجابی کٹرہ پر سے بھی گذرتے تھے ایک گولہ میری مسجد کے صحن میں بھی گرا مگر ہم اور عبداللہ صاحب سارے دن صحیح بخاری کے پڑھانے اور پڑھنے میں مشغول رہتے تھے ۲

پنجاب

ضلع امرتسر

وسید صاحب (شیخ) ہم چراغی زدہ و کتاب ناتمام مانند تعبیر خواب ہمیں بود کہ زیر فانوس دہلی بود و چراغ سید صاحب مذکور وصف نمودن صحیح بخاری آں بود در اعسر اوقات و اوراق چند کہ بنابر لاچاری باقی ماند فقط

(۲) دیدم کہ در دہان شیخنا سید محمد نذیر حسین صاحب چشمۂ شیریں جاری است و آں شربت در ہر دو دست من می ریزد و من آں را می نوشم و طلب کہ چشمۂ آں شربت از دہان شیخنا می باشد و مجرائے آں ہر دو دست من و مدخل آں فم من می باشد و در تعبیر ایں خواب متحیر بودم کہ اتفاقاً فرزندم عبد الجبار بخدمت شیخ مذکور رسیدہ و تحصیل علم حدیث از ایشاں نمود چشمۂ شیریں علم حدیث است کہ از جناب ایشاں جاری است و تحصیل علم حدیث فرزندم از جناب ایشاں نوشیدن من است ازاں چشمۂ شیریں کہ فرزند مذکور جزو من است و از باقیات صالحات من خواہد شد انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ نے اپنے چار صاحبزادوں کو تحصیل علم حدیث کے لئے جناب میاں صاحب

ضلع امرتسر

کے حضور میں دہلی بھیجا اور چاروں دہلی سے کامیاب ہو کر اپنے شفیق باپ کی جناب میں حاضر ہوئے۔

۲۴۱ مولانا محمد غزنوی امرتسری خلف اکبر جناب ممدوح المتوفی ۱۲۹۶ھ آپ نے اپنے والد ماجد کی زندگی ہی میں وفات کی تفسیر جامع البیان پر ان کا حاشیہ ہے

۲۴۲ مولانا عبد الجبار رحمہ اللہ خلف ثانی غزنوی امرتسری جانشین والد ماجد قدس سرہٗ

۲۴۳ مولانا عبد الواحد بن عبد اللہ غزنوی امرتسری

۲۴۴ مولانا عبید اللہ بن عبد اللہ غزنوی

۲۴۵ مولوی عبد الاول بن محمد عبد اللہ غزنوی امرتسری

۲۴۶ مولوی عبد القدوس بن عبد اللہ غزنوی

۲۴۷ مولوی عبد الغفور بن محمد غزنوی

۲۴۸ مولوی عبد الباقی بن عبد العزیز غزنوی

۲۴۹ مولوی عبد الحق بن عبد العزیز غزنوی

۲۵۰ مولوی ابو الوفا ثناء اللہ مؤلف تفسیر ثنائی و ایڈیٹر ماہوار رسالہ "اہل حدیث" امرتسر

۲۵۱ مولوی جمال بن حافظ محمود

۲۵۲ مولوی محمد علی واعظ

پنجاب

ضلع پانی پت

۲۵۳ قاضی محفوظ اللہ نبیرۂ قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری

۲۵۴ مولوی عبدالغنی

۲۵۵ مولوی عبدالحکیم

پاک پٹن

۲۵۶ مولوی محمد شاہ صاحب تنویر الحق

پشاور

۲۵۷ قاضی طلا محمد خان المتوفی سنہ ۱۳۱ھ فی المکۃ المعظمۃ۔

یہ بزرگ علاوہ فاضل، فقیہ اور محدث ہونے کے بہت بڑے فصیح و بلیغ شاعر عربی و فارسی کے تھے آپ کے بعض قصائد کا انتخاب "**باب ہفتم شعرائے علام کے قصائد شیخ کی مدح میں**" درج ہو چکا ہے اور اُسی باب میں آپ کا ترجمہ بھی لکھا گیا ہے۔

۲۵۸ ملا صدیق مدظلہ عالم، فاضل، فقیہ اور محدث ہونے کے علاوہ یہ بزرگ بہت بڑے اصولی ہیں۔ نورالانوار، توضیح و تلویح، مسلم الثبوت، شرح مسلم الثبوت، اشباہ و نظائر، مستصفیٰ امام غزالی، محصول امام رازی، حسامی وغیرہ وغیرہ اصول کی کتابوں کے نہ صرف مضامین ہی پر وسیع نظر رکھتے بلکہ کتب اصول کی معتد بہ حصہ عبارتیں ازبر ہیں۔ اور مختتم الحصول فی علم الاصول و مسلم الثبوت کے تو حافظ ہیں۔

پشاور

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مولوی صاحب اور ملا صاحب کے درمیان تقلید کا مسئلہ چھڑ گیا۔ مولوی صاحب نے مسلم الثبوت کی عبارت مستند المقلد قول المجتہد لا ظنہ ولا ظنہ پڑھی۔

ملا صاحب نے حسب عادت اپنی فرمایا ارے مسلم ساری حفظ حفظ۔ مسلم کو لاؤ نہ میں تم کو بتاؤں۔ مولوی صاحب نے مسلم پیش کی۔

ملا صاحب نے فرمایا کہ یہ مضمون تفریع ہے فقہ کی تعریف کی۔ وہاں سے دیکھو تب تمھاری سمجھ میں اس کا مطلب آئے گا یہ کہہ کر مسلم کی عبارت الفقہ حکمۃ فرعیۃ شرعیۃ سے شروع کیا اس موقع کی تقریر، فقہ کی تعریف کے اجزا کی بحث اور قیود کے فوائد کا

پنجاب

پشاور

بیان سننے ہی سے تعلق رکھتا تھا۔

طرہ اُس پر یہ تھا کہ اختلافات تعریف بعض اہل اصول (جیسے امام غزالی کا احتراز عن التصوف والکلام کی غرض سے قیود بڑھانے) کے متعلق جو تقریر فرماتے تھے اُس میں اعلیٰ درجہ کے مصنفین اور اُن کے تصانیف (جو اِس زمانہ میں متداول نہیں ہیں) کے نام بتاتے جاتے تھے۔

پشاور

۲۵۹ مولوی عبدالصمد نزیل بھوپال
۲۶۰ مولوی عبدستر بن قاضی منصور خاں
۲۶۱ ملا عبدالمجید
۲۶۲ ملا محمد عارف نزیل ڈھاکہ

جہلم

۲۶۳ مولوی حافظ قطب الدین
۲۶۴ مولوی عظیم اللہ

پنجاب

ضلع دہلی

۲۶۵ مولانا سید شریف حسین المتوفی سنہ ۱۳۰۴ھ شیخ کے بیٹے

آپ کے نام نامی کو تو اِس فہرست میں سب سے پہلے لکھنا مناسب تھا مگر بسبب پابندی ترتیب صوبجات و اضلاع میرے قلم کو اس بات کا شرف اب حاصل ہوا ہے با ایں ہمہ ع

صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست

اور فی الواقع اس اولیت کی اولویت نہ صرف اِس لئے ہے کہ نامور باپ کے بیٹے تھے بلکہ اس لئے کہ آپ کی صلاح و تقوی کی نظیر تیرھویں صدی

ضلع دہلی

میں ملنی دشوار تھی۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ سے زیادہ **میاں صاحب** کا فیض کسی دوسرے شاگرد کو نہیں پہنچا کیوں کہ پانچ برس کی عمر سے پچپن برس کی عمر تک (پچاس برس) کچھ نہ کچھ پڑھتے ہی رہے اور ابتدا سے انتہا تک جو کچھ پڑھا اپنے اُسی نامور باپ سے پڑھا۔

جس کے شاگردوں کے اسماء کی یہ نہایت ہی مختصر او غیر قابل تشفی فہرست ہے (کیوں کہ جناب مولوی تلطف حسین صاحب و حافظ محمد حسین

صاحب کے بیان کے مطابق شاگردوں کی تعداد کم سے کم بیس ہزار ہوگی اور اتباع کی تعداد اسّی لاکھ تک بیان کی جاتی ہے۔

میں بہ تقریب کارونیشن یکم جنوری سنہ ۱۹۰۳ء کو جب دہلی گیا تو جناب مولوی تلطف حسین صاحب سے دریافت کیا کہ آپ پچیس ۲۵ چھبیس برس تک سفر و حضر میں برابر **میاں صاحب** کے ساتھ رہے آپ نے کوئی فہرست تلامذہ کی مرتب کی ہے یا نہیں؟

اِس کے جواب میں اُنھوں نے فرمایا کہ میرے متعلق جب طلبہ کے کھانے کا انتظام تھا اُس وقت میں نے ایک رجسٹر بنایا تھا اور تین برس تک لکھنے کا انتظام کیا اِس رجسٹر میں بارہ ہزار ۲۰۰۰ نام درج ہوئے تھے پھر کثرت اشغال و تجارت کے سبب میں اِس انتظام کو قائم نہ رکھ سکا۔

اُس کے بعد ۲۰ فروری سنہ ۱۹۰۳ء کو مجھ سے مولوی حافظ محمد حسین مدیر البصر پنجابی سے ملاقات ہوئی تو اُن سے میں نے اُن کے تلمذ کی نسبت سوال کرنا شروع کیا۔ بغیر اس کے کہ میں اپنے دہلی جانے اور مولوی تلطف حسین صاحب کی ملاقات کا ذکر کروں۔ اُنھوں نے اپنی نسبت کہا کہ میں جس وقت پڑھنے کے لئے دہلی گیا تھا تو میرا نمبر بارہ ہزار ۱۲۰۰۰ تھا اور اُس وقت ایک رجسٹر بھی نمبر شمار کا وہاں تھا) مولانا سید شریف حسین مرحوم نے **میاں صاحب** کے اکثر فتاوے کی نقل کر لی تھی اور جب سے اُن کو نقل فتاوے کا خیال ہوا (اگرچہ مدت مدید کے بعد ہوا کیوں کہ میں نے خود **میاں صاحب** سے بلاواسطہ سنا ہے کہ "میرے فتوے اس وقت اگر مدون ہوتے تو چار فتاوے عالمگیری کے برابر تو ہوتے") اُس وقت سے تو کوئی فتوے قبل از نقل جاری ہوتا ہی نہ تھا۔

وفات سے بہت برسوں پہلے آپ گھر پر علوم درسیہ، فقہ، حدیث اور تفسیر کا درس دیتے اور بطور خود افتا کا کام بھی کرتے **میاں صاحب** کی خواہش تھی کہ طلبہ اُن سے

پڑھیں مگر جو لوگ کہ میاں صاحب سے پڑھنے کے شوق میں جاتے تھے اُن لوگوں کے دل پر یہ بات گراں گزرتی اور میاں صاحب کسی کی دل شکنی روا نہ رکھتے اس سبب سے اُن کے درس کو جیسا فروغ ہونا چاہتا تھا نہ ہو۔ با ایں ہمہ جن لوگوں نے آپ سے پڑھا ہے اُن کا بیان ہے کہ "حدیث پڑھاتے وقت سبق والی حدیث کے متعلق بکثرت احادیث مختلفہ کا حوالہ کتب مختلفہ سے دیتے اُس پر جرح و تعدیل حسب اصول حدیث کر کے ضعیف، حسن یا صحیح ثابت کرتے۔ پھر مذاہب مختلفہ ائمہ و علما سے "حدیث باب" کے متعلق بحث کر کے فیصلہ کر دیتے۔ اور جزئیات پر تو ایسی نظر تھی کہ شاید و باید!"

آپ کی تعزیت میں جب کہ مولوی عبدالغفار مرحوم نے میاں صاحب کے حضور میں تعزیت نامہ لکھا۔ تو اُس کے جواب میں جو خط شیخ نے لکھا اُس کے سرنامہ پر یہ شعر تھا ؎

راہ چپ کرد حریفانہ بہار از چمنم
غنچہ من ماندم و ہنگام شگفتن بگذشت

امامت نماز پنجگانہ کی آپ ہی کرتے اور کوئی نماز آدھے گھنٹے سے کم میں تمام نہ کرتے بل کہ صبح و ظہر کی نماز میں تو کبھی پورا گھنٹہ بھی ختم ہو جاتا۔

شیخ ہمیشہ فرماتے "میرا جیسا امام دہلی سے کلکتہ تک نہیں" مولانا مرحوم کے مزاج میں سادگی حد سے زیادہ تھی سب بے تکلف سودا بازار سے خرید لاتے اور سلام کرنے میں ہمیشہ سبقت کرتے۔ آپ بہت بڑے خوش نویس تھے اور اس فن کو میر پنجہ کش سے حاصل کیا تھا۔

آپ کے دو صاحبزادے جوان ہیں

۲۶۶ بڑے کا نام حافظ مولوی عبدالسلام
۲۶۷ اور چھوٹے کا نام مولوی سید ابوالحسن ہے

خدا ان دونوں کو زندہ رکھے اور ایسی توفیق خیر عنایت فرمائے کہ اپنے نامور دادا کے باقیات الصالحات کہے جا سکیں۔

۲۶۸ مولوی سید احمد حسن مؤلف "وتلخیص الانظار فیما بنی علیہ الانتصار"

یہ مختصر رسالہ قبل دہ ہی جس میں

پنجاب

ضلع دہلی

انتصار الحق کی تردید بطور معقول ایسی مسکت لکھی ہے۔ کہ باوجود اشتہار مؤلف کے ابھی تک اس معقولی رسالے کا جواب لکھنے پر نہ کسی اہل قلم نے ہمت کی نہ کوئی قلم اُٹھا۔ طرفہ ماجرا یہ ہے کہ انتصار الحق آٹھ برسوں کی محنت کا نتیجہ تھا اور یہ رسالہ ایسی جلدی میں چھاپ کر شائع کیا گیا کہ ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۹۰ھ میں انتصار اُن کے ہاتھ لگی اور ۲۵ جمادی الثانی سنہ صدر کو (دس دنوں میں) اُس کا جواب طبع کرا کے صاحب انتصار الحق کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔

اس پر دو تقریظیں ہیں۔ ایک مولانا محمد بشیر صاحب مدظلہ سہسوانی کی اور دوسری مرزا محمد عبداللہ صاحب حنفی دہلوی کی۔

۲۶۹ مولوی محمد کامل

۲۷۰ مولوی محمد حسین

۲۷۱ مولوی حافظ عبدالغفار

۲۷۲ مولوی حافظ عبدالرحمن

۲۷۳ مولوی عبدالحق مؤلف تفسیر حقانی

ضلع دہلی

۲۷۴ مولوی حفیظ اللہ خاں واعظ

۲۷۵ مولوی عبدالرب مرحوم واعظ

۲۷۶ شمس العلما مولوی نذیر احمد ال ال ڈی بجنوری دہلوی مترجم قرآن مجید و مصنف "توبۃ النصوح" "بنات النعش" وغیرہ وغیرہ

۲۷۷ مولوی یوسف نقشہ نویس

۲۷۸ مولوی عبدالقادر امام مسجد کلاں عرف کالی مسجد

۲۷۹ مولوی میر محمد امام جامع مسجد دہلی

۲۸۰ مولوی رحیم بخش امام مسجد فتحپوری

۲۸۱ حافظ احمد

۲۸۲ حکیم محمد عبدالمجید خان مرحوم حاذق الملک

۲۸۳ حافظ مولوی عبدالوہاب ضریر البصر

۲۸۴ حافظ مولوی بخش اللہ ضریر البصر

۲۸۵ حافظ مولوی غلام اکبر خاں المتخلص بہ مسلم صاحب دیوان مسلم

۲۸۶ حافظ مولوی محمد اکبر واعظ

ڈیرہ اسمٰعیل خان

۲۸۷ مولوی عبدالصمد

راولپنڈی

۲۸۸ مولوی عبداللہ فتح جنگی راولپنڈی

پنجاب

راولپنڈی

۲۸۹ مولوی عبدالصمد ابرہانوی، راولپنڈی
۲۹۰ مولوی ہدایت اللہ ایضاً

ضلع سیالکوٹ

۲۹۱ مولوی محمد بنا لوالی سیالکوٹی
۲۹۲ مولوی محمد ابراہیم 〃
۲۹۳ مولوی خدا بخش 〃
۲۹۴ مولوی ابوالحسن
۲۹۵ مولوی ابراہیم حمید پوری

شاہ پور

۱۹۶ مولوی غلام حسین شاگرد قبل غدر
مولوی فقیر اللہ مدرس جنگلور ایضاً

فیروز پور

۲۹۸ مولوی عبدالعزیز
۲۹۹ مولوی محمد حسین بن مولوی محمد بن بارک اللہ لکھوکی ایضاً
۳۰۰ مولوی محمد شاگرد قبل غدر
۳۰۱ مولوی محمد یوسف بن ابرہیم البگیاوی

فروکہ

۳۰۲ مولوی غلام محی الدین دجھوکی

کشمیر

۳۰۳ مولوی عبدالعظیم جموں

.. ..

.. ..

ضلع گرداسپور

بٹالہ

۳۰۴ مولانا ابو سعید محمد حسین محدث، مشہور ماہوار رسالہ "اشاعۃ السنۃ" کے مالک اور ایڈیٹر ہیں۔ شیخ کے تلمذ میں ایک مدت مدید تک تحصیل علوم میں مصروف رہے بلکہ شیخ کی آخر عمر تک کسب فیض اور عقدہائے مالاینحل کو حل کرتے رہے آپ کے مستفیدین اور تلامذہ بھی بہت ہیں اور پنجاب کے مشہور تر بزرگ ہیں۔ "فتح الباری فی ترجیح صحیح البخاری" بھی آپ ہی کی تالیفات لطیفہ سے ہے

۳۰۵ مولوی میر حسن شاہ
۳۰۶ مولوی محمد عثمان بن مولوی نظام الدین فتح گڑھی ایضاً
۳۰۷ مولوی محمد اعظم بن مولوی نظام الدین ایضاً ایضاً
۳۰۸ مولوی محمد فاضل بن مولوی محمد اعظم ایضاً ایضاً

ضلع گوجروالہ

۳۰۹ مولوی عبدالحمید بن عبداللہ سوہدری
۳۱۰ مولوی غلام نبی سوہدری
۳۱۱ مولوی احمد علی

پنجاب

ضلع گوجروالہ

۳۱۲ مولوی عبداللہ غلام رسول
(قلعہ میاں سنگھ)

۳۱۳ مولوی علاؤ الدین

۳۱۴ مولوی محمد عثمان داماد مولوی
غلام رسول موصوف

۳۱۵ مولوی شہاب الدین

۳۱۶ مولوی محمد (قلعہ میاں سنگھ)

لاہور

۳۱۷ مولوی فضل حق

۳۱۸ مولوی رحیم بخش

۳۱۹ مولوی غلام احمد مدرس مدرسہ نعمانیہ

۳۲۰ مولوی فاضل عبدالحکیم مدرس

۳۲۱ مولوی حافظ ولی اللہ واعظ

۳۲۲ مولوی اسمٰعیل

۳۲۳ مولوی ابراہیم بیگ پوری

۳۲۴ مولوی عبداللہ بیرکھانوی

۳۲۵ مولوی محمد کھڈیانوی

۳۲۶ مولوی قاضی ظفرالدین نائب مدرس
دارالعلوم لاہور

۳۲۷ مولوی عبدالحکیم پروفیسر دارالعلوم لاہور

ضلع لودھیانہ

۳۲۸ مولوی محمد اسحٰق باڑی والے

۳۲۹ مسماۃ فضیلت زوجہ محمد اسحٰق موصوف

ضلع لودھیانہ

۳۳۰ مسماۃ ام سلمہ بنت محمد اسحٰق موصوف

۳۳۱ مولوی عبدالودود بن محمد اسحٰق موصوف

۳۳۲ مولوی عبداللہ

۳۳۳ مولوی حافظ محمد داؤد کوٹلوی

مظفرآباد

۳۳۴ مولوی سکندر

ملتان

۳۳۵ مولوی شیخ محمد شاگرد قبل غدر.

۳۳۶ مولوی نور محمد

۳۳۷ مولوی محمد عبدالوہاب

۳۳۸ مولوی عبدالقیوم

۳۳۹ مولوی عبدالتواب

۳۴۰ مولوی عبدالعزیز بن محمود

۳۴۱ مولوی عبدالحق بن محمود

وزیرآباد

۳۴۲ مولوی محمد حیدر علی

۳۴۳ مولوی عبدالقادر

۳۴۴ مولوی حافظ عبدالمنان بڑے محدث
مدرس اور صاحب فضل وکمال ہیں۔

ہزارہ

۳۴۵ ملا محمد حسین بن عبدالستار مؤلف
شرح الشرح نخبہ وغیرہ پکلوی

۳۴۶ مولوی عبدالخالق

پنجاب

ہزارہ

۳۴۷ مولوی سید عطا اللہ نبیرہ مولانا حسن شاہ
۳۴۸ مولوی ابو اسمعیل یوسف حسین خان پوری قابل، فاضل اور ادیب ہیں۔
۳۴۹ مولوی محمد خان پوری
۳۵۰ مولوی قاضی عبدالاحد خان پوری

ہزارہ

۳۵۰ مولوی عبداللہ خان پوری
۳۵۲ مولوی محمد یٰسین ہزاروی
۳۵۳ مولوی محمد یعقوب ہزاروی

ہوشیارپور

۳۵۴ مولوی حافظ عمرالدین
۳۵۵ مولوی محمد خلیل

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

ضلع اعظم گڈھ

۳۵۶ مولوی محمد حسین
۳۵۷ قاضی مولانا بخشش احمد قاضی پوری
۳۵۸ مولوی حفیظ اللہ
۳۵۹ مولوی عبدالعزیز
۳۶۰ مولوی سعد اللہ بن حکیم رکن الدین مئو
۳۶۱ مولوی سلامت اللہ جے راج پور
۳۶۲ مولوی عبدالغفور
۳۶۳ مولوی کامل
۳۶۴ مولوی حبیب اللہ چاندپاری
۳۶۵ مولوی محمد اسحٰق بن شیخ نعمت اللہ مرحوم قصبہ کوپاگنج
۳۶۶ مولوی عبدالکریم
۳۶۷ مولوی بوتراب حیدر علی چاندپاری
۳۶۸ مولوی محمد اکبر

ضلع اعظم گڈھ

۳۶۹ مولوی محمد جمیل
۳۷۰ مولوی سلیم اللہ
۳۷۱ مولوی ابوالمکارم محمد علی مئو بن مولوی فیض اللہ
۳۷۲ مولوی حافظ محمد یعقوب قصبہ گھوسی
۳۷۳ مولوی محمد حامد مئو
۳۷۴ مولوی محمد لقمان مئو
۳۷۵ مولوی حافظ خادم حسین
۳۷۶ مولوی محمد شفیع
۳۷۷ مولوی اکبر خاں
۳۷۸ مولوی محمد سعد عرف جہانگیر کوپا مئو
۳۷۹ مولوی توکل شاہ
۳۸۰ مولوی محمد عبدالسبحان مئو شمس آباد
۳۸۱ مولوی عبداللہ مئو

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

ضلع اعظم گڈھ

۳۸۲ مولوی محمد عبد الرحمن بن حافظ عبد الرحیم مبارک پوری
۳۸۳ مولوی حافظ محمد عبد القادر مئو
۳۸۴ مولوی علی حسین خاں
۳۸۵ مولوی نور محمد
۳۸۶ مولوی رحیم اللہ
۳۸۷ مولوی فصیح
۳۸۸ مولوی عبد اللہ مدرس جیراج پوری
۳۸۹ مولوی خلیل الرحمن مئو
۳۹۰ مولوی ابو المعالی محمد علی بن حسام الدینؒ
۳۹۱ مولوی ابو النعمان عبد الرحمن بن حافظ عبد الرزاق
۳۹۲ مولوی احمد بن حسام الدین
۳۹۳ مولوی عبد السلام بن خان محمد مبارک پوری
۳۹۴ مولوی عبد الرحمن مرحوم بن حکیم باب اللہ مئو بنارسی
۳۹۵ مولوی عبد اللہ احسن مرحوم مئو

اکبر آباد

۳۹۶ مولوی عبد الغفور
۳۹۷ مولوی عبد الغنی
۳۹۸ مولوی عبد اللہ ولایتی

.. .. ..

اجمیر راجپوتانہ

۳۹۹ مولوی حافظ عبد العزیز

الہ آباد

۴۰۰ مولوی احمد اللہ

امروہہ

۴۰۱ مولوی آل حسن مؤلف نخبۃ التواریخ

بجنور

۴۰۲ مولوی محمد حسین
۴۰۳ مولوی عبد الصمد
۴۰۴ مولوی علی احمد
۴۰۵ مولوی وصیت علی مرحوم

بدایوں

۴۰۶ مولوی الطاف الغنی

بلند شہر

۴۰۷ مولوی عبد الحق

بلیا

۴۰۸ مولوی لطف علی ریولی

بنارس

۴۰۹ مولوی سید نذیر الدین احمد مدرس و مترجم شفاء قاضی عیاض و تواریخ تیمور وغیرہ
۴۱۰ مولوی حیات محمد
۴۱۱ مولوی محمد سعید مرحوم
۴۱۲ مولوی حافظ عبد المجید

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

بنارس

۴۱۳ مولوی عبد الرحمٰن

پیلی بھیت

۴۱۴ مولوی محمد بن امیر الدین ساکن دبکا

ٹونک راجپوتانہ

۴ ۵ مولوی سید محمد عرفان نواسہ جناب سید احمد قدس سرہٗ، ادیب و صالح آدمی ہیں۔

۴۱۶ مولوی سید محمد مصطفےٰ محدث و منطقی

۴۱۷ مولوی حافظ محمد

۴۱۸ مولوی محمد اعرج

۴۱۹ مولوی حافظ عبد اللہ بڑے ادیب ہیں۔

جون پور

۴۲۰ مولوی شبلی ابن علامہ سخاوت علیؒ

۴۲۱ مولوی حافظ محمد اکبر خان

۴۲۲ مولوی احمد

۴۲۳ مولوی سراج الدین

۴۲۴ مولوی الطاف حسین مرحوم

جلیسر

۴۲۵ مولوی حمایت اللہ

۴۲۶ مولوی عبد القادر

۴۲۷ مولوی عبد الحمید

خرجہ

۴۲۸ مولوی حسین خاں۔ آپ نہایت ہی قدیم تلامذہ میں ہیں۔ میزان سے لے کر ساری کتب درسیہ و صحاح وغیر ذالک خود جناب **میاں صاحب** سے پڑھی ہیں

۴۲۵ مولوی ابو عبید عبد الرحمٰن

سہسوان

۴۳۰ مولانا امیر حسن مرحوم شیخ کے ارشد تلامذہ سے تھے۔ اور آپ دونوں کا برتاؤ باپ بیٹے کا سا تھا۔ اکثر **میاں صاحب** آپ کا ذکر آخر عمر تک حسرت و افسوس کے ساتھ کیا کرتے "براہین اثنا عشر" رد انتصار الحق آپ ہی کی تصنیف لطیف ہے۔

۴۳ شمس العلما مولانا امیر احمد مرحوم خلف الصدق جناب مسبوق الذکر آگرہ میں مدرس تھے وہ اکثر جناب **میاں صاحب** کی زیارت کو دہلی آتے اور دادا کہتے۔ **میاں صاحب** کا برتاؤ اُن کے ساتھ دادا پوتے کا سا تھا۔ نہایت ذہین، زکی اور قوی الحافظہ تھے۔

جن کی نظیر بہت کم ہے صحاح کے بیشتر مقامات علی الخصوص صحیحین کا متن بجمعہ اسناد سمیت ازبر تھا اور منطق معقول فلسفہ کا مذاق بھی بہت ہی اچھا تھا۔ میں نے چند بار اُن کو دہلی میں دیکھا آدمی نہایت وضع دار تھے اور لباس کی قطع برید خاص دلی والوں کی سی تھی۔

۴۲۲ **مولانا محمد بشیر** مد ظلہ علم حدیث کے علاوہ آپ عربی کے بہت بڑے ادیب ہیں۔ مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی سے خوب خوب مناظرے تحریری رہے "مذہب ماثور" اور تبصرۃ الناقد میں مناظرہ کی خوبی کے علاوہ ادب بھی قابل دید ہے۔

میاں صاحب سے آپ نے اپنے مناظرہ کے موضوع پر دریافت کیا کہ متقدمین میں کسی نے اس موضوع پر کوئی کتاب لکھی ہے یا نہیں؟ **میاں صاحب** نے برجستہ فرمایا "صارم منکی علی صدر ابن السبکی" میں اس کی پوری بحث ہے۔ غدر سے بیشتر میرے پاس تھی غدر میں لٹ گئی۔ ہندوستان میں نہیں ملے گی عرب سے منگوا لو۔ چنانچہ وہ کتاب جب عرب سے آئی اور مولانا موصوف اپنے تحریری مناظرے میں اُس کا حوالہ دینے لگے۔ تو خود جناب مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم نے فرمایا کہ "صارم" اگر مولوی محمد بشیر صاحب کو نہ ملتی تو وہ میری کتاب کا جواب نہ لکھ سکتے۔

آپ بھوپال میں تشریف رکھتے تھے مگر جناب **میاں صاحب** کی وفات کے بعد آپ دہلی چلے آئے اور وہیں آپ نے اپنا درس جاری کردیا اور فی الواقع حضرت **میاں صاحب** کے بعد اس کی ضرورت بھی بہت تھی۔

صیانۃ الاُناس ایک مبسوط کتاب بزبان عربی رد شرک میں آپ نے لکھی ہے اور تلامذہ کی بھی تعداد آپ کے بہت ہے۔

۴۲۳ مولوی عبدالواحد

۴۲۴ حکیم مولوی بدرالحسن

۴۲۵ مولوی سید عبدالودود

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

سہسوان

۴۳۶ مولوی اختر حسن بن مولوی بدر الحسن

سہارن پور

۴۳۷ حافظ عبد اللہ

شاہ جہاں پور

۴۳۸ مولوی ابو یحییٰ محمد بن کفایت اللہ بڑے قابل آدمی تھے۔

۴۳۹ مولوی محمد حسن

۴۴۰ مولوی حکیم ہدایت علی

۴۴۱ مولوی محمد حسین

۴۴۲ مولوی کفایت اللہ

غازی پور

۴۴۳ مولانا حافظ عبد اللہ مدظلہ

جن کا صحیح لقب اُستاذ الاساتذہ ہے کیوں کہ اساتذۂ عصر کی ایک تعداد کثیر اور جم غفیر کو نہ صرف آپ کے تلمذ کا شرف حاصل ہے بلکہ زیادہ تعداد اُنہیں لوگوں کی ہے جن کو آپ نے میزان سے لے کر شمس بازغہ، صدرا، ھدایہ، توضیح تلویح، بیضاوی اور صحاح ستہ تک سبقاً سبقاً بلا مشارکت غیرے پڑھایا ہے۔ آپ خود بھی طبیب ہیں اور طبقۂ اطبا میں بھی آپ کے اکثر طبیب شاگرد ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ شیخ کے مسند درس پر بیٹھنے کے لئے اور تقویٰ زہد اور صحابہ وشی کا نمونہ دکھانے کے لئے آپ سے بہتر تو کیا! برابر کا جوڑ بھی ہندوستان میں مل نہیں سکتا۔ آپ نہایت ہی قلیل الغذا ہیں۔ کئی برس ہوئے میں نے پوچھا تھا؟ کہ حضور ایک سیر آٹا کئی دن میں کھا سکتے ہیں تو فرمایا کہ "برابر اگر کھائیں تو پچاس روز ہوتا ہے" آپ کی لڑکیاں بھی عالمہ ہیں۔

غازی پور

۴۴۴ حافظ مولوی عبد الرحمٰن بقاؔ

۴۴۵ حافظ مولوی عبد المنان وفاؔ

(یہ دونوں بھانجے ہیں جناب حافظ عبد اللہ صاحب مدظلہ کے)

۴۴۶ مولوی عبد العزیز مجری آبادی

فتح پور

۴۴۷ مولوی عبد الصمد

فرخ آباد

۴۴۸ مولوی سید عبد العزیز عرف عزیز احمد بن مولانا منظور احمد صمدانی مؤلف عزیز التاریخ۔

ممالک متحدہ آگرہ و اودھ

فرخ آباد

۴۴۹ مولوی عبد السبحان خان

۴۵۰ مولوی عبد الصمد خاں

کان پور

۴۵۱ مولوی سید احمد

گورکھ پور

۴۵۲ مولوی وزیر علی مرحوم ہڈ مولوی ضلع اسکول مظفر پور و اجمیر

لکھنؤ و اودھ

۴۵۳ مولوی عبد الحلیم شرر

۴۵۴ مولوی محمد بدیع الزمان مرحوم بن مسیح الزماں مرحوم المتوفی سنہ ۱۳۰۲ھ آپ کی تالیفات بہت ہیں منجملہ اُن کے "کشف المغطا" ترجمہ موطا ترجمہ ترمذی اور فہرست مضامین قرآن مجید وغیرہ ہیں۔

۴۵۵ مولوی محمد وحید الزماں بن مسیح الزماں آپ کی تالیفات بھی بہت ہیں پہلے آپ نے شرح وقایہ کا ترجمہ اُردو میں کیا بعدہ کتب صحاح کا ترجمہ کیا ہندوستان میں اُن کا فیض بھی عام ہے۔

۴۵۶ مولوی حکیم محمد یحییٰ قبل غدر

۴۵۷ مولوی عبد العزیز

لکھنؤ و اودھ

۴۵۸ نواب قدرت اللہ خان مرحوم

۴۵۹ مولوی سید امیر علی ملیح آبادی صاحب تصانیف جلیلہ

مچھلی شہر

۴۶۰ مولانا شیخ محمد انصاری بڑے پایہ کے محدث ہیں۔

مراد آباد

۴۶۱ مولانا جان علی مرحوم بڑے محدث و مدرس تھے۔

۴۶۲ مولوی محمد حسین

۴۶۳ مولوی عبد العزیز

۴۶۴ قاضی احتشام الدین مولف "اختیار الحق" "انتصار الحق"

مظفر نگر

۴۶۵ مولوی حافظ داؤد

میرٹھ

۴۶۶ مولوی عبد الجبار عمر پوری

۴۶۷ مولوی ضیاء الرحمٰن ایضاً

رام پور

۴۶۸ مولوی شاہ ولی خاں

۴۶۹ مولوی محمد اسحٰق

۴۷۰ مولوی محمد یعقوب

حیدر آباد

۴۷۱ مولوی عبدالحی

چین تبت

مولوی ابو عمران عطاء الحق کی تحریر
سے معلوم ہوا کہ اُن کی تحصیل حدیث
۴۷۲ کے زمانہ میں ایک آدمی تبت کا
تھا جس کا نام معلوم نہیں ہے اور مولوی
شمس الحق صاحب فرماتے ہیں کہ شیخ
۴۷۳ کے دو شاگردان تبت سے
۴۷۴ ہم سے ملاقات ہوئی بلکہ بعض خطوط
بھی اُن کے میرے پاس آئے ہیں۔

ولایت کابل

کابل

۴۷۵ مولوی عبدالحمید

۴۷۶ مولوی اخوان

۴۷۷ مولوی شہاب الدین

۴۷۸ مولوی عبدالرحیم اُستاد مولوی محمد عظیم پنجابی عظیم آبادی

باجور

۴۷۹ مولوی زین العابدین شاگرد قبل غدر

یاغستان

۴۸۰ مولوی محمد حسین

بخارا

۴۸۱ ملا رجب شاگرد قبل غدر

سمرقند

۴۸۲ ملا جلال الدین شاگرد قبل غدر

غزنی

۴۸۳ ملا شہاب الدین غزنوی۔ علاوہ اُن کے عبداللہ صاحب اور اُن کے خاندان کے نام امرتسر میں گذر چکے

قندھار

۴۸۴ ملا عبدالرحمٰن

خوقند

۴۸۵ ملا ضیاء الدین مرحوم المتوفی ۱۲۹۵ھ

کاشغر

۴۸۶ ملا نور الدین قہستانی شاگرد قبل غدر

۴۸۷ ملا عبدالنور " "

۴۸۸ ملا میر عالم

ہرات

۴۸۹ ملا عزیز الدین

۴۹۰ ملا سید محمد

جزیرہ جشان

۴۹۱ محمد ابراہیم

حجاز

۴۹۲ عبدالرحمن محمد بن عون نعمانی

سامرود

۴۹۳ محمد بن ہاشم بہت بڑے ذی علم ہیں

۴۹۴ علی احمد ولد مسبوق الذکر

سنوس

۴۹۵ عبداللہ بن ادریس الحسینی مغربی بڑے عالم تھے انہوں نے زمانہ تک مکہ معظمہ میں درس حدیث کا دیا تھا۔

نجد

۴۹۶ اسحٰق بن عبدالرحمن۔ بڑے ذی علم و صالح تھے۔

۴۹۷ علی بن ماضی

۴۹۸ سید عبداللہ بن سعد عبدالعزیز بن ھش

۴۹۹ قاضی محمد بن ناصر بن مبارک

۵۰۰ قاضی سعد بن حمد بن عتیق

یہ ایک نہایت ہی مختصر فہرست ۵۰۰ تلامذہ کی ہے مگر جن لوگوں کے نام درج فہرست کئے گئے ہیں اکثر اُن میں سے منتخب و مشاہیر ہیں پھر اُن میں کا ایک معتد بہ حصہ ایسا ہے جن کا وجود باعث فخر ملک و ملت ہے۔

تمّت

بحمد اللہ تعالےٰ